الرحمة الواسعة

فی حل

البلاغة الواضحة

(شارح)

حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب پالن پوری

شیخ الحدیث ادارۂ دینیات ممبئی

(ناشر)

مکتبۃ الاتحاد دیوبند (یوپی)

ضلع سہارن پور

موبائیل:

نام کتاب : الرحمۃ الواسعۃ فی حل (البلاغۃ الواضحۃ)

شارح : حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب پالن پوری
خادم مکاتبِ قرآنیہ ممبئی

طباعت :

کمپوزنگ : سہیل اختر قاسمی دیوبند 9412323894

ناشر : مکتبہ ابن عباس ممبئی

مطبوعہ :

ملنے کے پتے

(ادارۂ اسلامیات 36/محمد علی روڈ ممبئی-3) (ادارۂ الصدیق ڈابھیل گجرات)

ادارۂ علم وادب دیوبند، مکتبہ اتحاد دیوبند، دار الکتاب دیوبند، الامین کتابستان دیوبند

انتساب

میں اس ناچیز سعی کو

والدہ محترمہ

کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کی سعی پیہم و جہد مسلسل کا میرے تعلیمی سفر میں بڑا دخل ہے، اللہ تعالی موصوفہ کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

اور والد محترم

کی طرف جنہوں نے بے سروسامانی اور ناسازگار حالات میں بھی میرے لیے بڑی کدو کاوش کی، اللہ تعالی مرحوم کو غریق رحمت فرمائے، اور جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین

اور مادر علمی دار العلوم کاوی

کے نام جس کے دامن تربیت میں اکتساب فیض کیا، اور طالب علمانہ زندگی کا بڑا حصہ گزرا۔

اور مادر علمی دار العلوم دیوبند

کے نام جس کی عرفان انگیز فضائیں لاکھوں کروڑوں محدثین عظام اور فقہائے کرام اور عارفین کاملین کی آماجگاہ بنی۔

اور تمام اساتذۂ کرام

کے نام جن کی شفقت ورافت اور محبت پدری نے میرے علمی سفر کو بہت سہل، آسان اور نفع بخش بنایا۔ اللہ تعالی تمام کو شایان شان جزا عطا فرمائے اور جو اللہ کو پیارے ہو گئے انہیں غریق رحمت فرمائے۔ آمین

طالب دعا: حفظ الرحمن ابن عباس پالن پوری

خادم تفسیر وحدیث ومکاتب قرآنیہ، ممبئی

فہرست مضامین

❊ ❊ ❊

(دعائیہ کلمات)

استاذ الاساتذہ حضرت اقدس مولانا عبد الحق صاحب اعظمی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

باسمہ تعالی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

علمِ بلاغت ومعانی ان اہم علوم میں سے ہے جن کے بغیر قرآن وحدیث کی فہم وبصیرت حاصل ہونا مشکل ہے اسی اہمیت کے پیش نظر علماء اسلام نے اس سلسلہ میں اہم کتابیں تالیف فرمائی ہیں، ہمارے درس نظامی میں اس فن کی کتابیں شامل ہیں ''البلاغۃ الواضحۃ'' نام سے ایک اہم کتاب اکثر مدارس میں ابتدائی عربی درجات میں شامل ہے۔

پیش نظر کتاب ''الرحمۃ الواسعۃ'' اسی اہم کتاب کی اردو شرح ہے جسے میرے شاگرد، ادارۂ دینیات کے شیخ الحدیث اور متعدد کتابوں کے مصنف مولانا حفظ الرحمن صاحب پالن پوری نے مرتب کیا ہے۔ اس سے پہلے بھی ''عیون البلاغۃ'' کے نام سے اسی موضوع کی کتاب لکھ چکے ہیں اس وقت کتاب کا مسودہ میرے سامنے ہے۔ اللہ تعالی مصنف محترم کی دیگر تالیفات کی طرح اسے بھی قبول بخشے اور امت کے لئے نافع اور مفید بنائے۔ ایں دعا ازمن واز جملہ جہاں آمین باد

عبد الحق غفرلہ
خادم دار العلوم دیوبند
۲۹/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۷ھ
۱۸/ اپریل ۲۰۱۶ء بروز جمعہ

تقریظی کلمات

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری دامت برکاتہم

استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

الحمد لله رب العلمين ولصلوة والسلام على رسوله محمد وعلى آله وصحبه اجمعين امابعد!

مدراس عربیہ میں بلاغت یعنی فن بیان، معانی اور بدیع کی تعلم کے لیے مصر کی وزارتِ تعلیم نے شیخ علی الجازم اور شیخ مصطفی امین سے **البلاغۃ الواضحۃ** مرتب کرائی تھی جسے نہایت مفید قرار دیا گیا، اور اس کو تمام مدارس میں قبولِ عام کی دولت نصیب ہوئی۔

پھر اس تدریس میں آسانی کے لیے انہی حضرات نے دلیل **البلاغۃ الواضحۃ** تحریر کی جس میں بڑی قابلیت کے ساتھ تمام تمرینات کا اجراء اور حل کیا ہے۔

محترم المقام مولانا حفظ الرحمن صاحب پالن پوری زید مدہم کو اللہ جزائے خیر عطا فرمائے کہ موصوف نے **الرحمۃ الواسعۃ** کے نام سے **البلاغۃ الواضحۃ** کی شرح لکھی ہے، اور اس میں **"البلاغۃ الواضحۃ"** کے ترجمہ کے ساتھ **دلیل البلاغۃ الواضحۃ** کا بھی ترجمہ دے دیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی موصوف محترم کی محنت کو قبول فرمائے اور کتاب کو طلبہ کے لیے استفادہ کا ذریعہ بنائے۔ آمین

ریاست علی بجنوری غفرلہ

خادم تدریس دار العلوم دیوبند

۵/ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ

عرض شارح

الحمد لله رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آله وصحبه اجمعین ـــ امابعد

قران کریم آخری آسمانی کتاب ہے، جو کتابِ ہدایت ہے، دستورِحیات ہے، اسکی تعلیمات ابدی اور لافانی ہیں، قیامت تک اسکی حفاظت کی ذمہ داری **"انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون"** کہہ کر خلق کائنات نے لی ہے۔

یہ کلام الٰہی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے، معجزہ نبوت کی اس دلیل کو کہتے ہیں جولوگوں کو عاجز کرے، اور مدعی کو ثابت کردے، قران کریم کو جس جس رخ سے دیکھو گے ہر رخ سے معجزہ ہے، اسکے اعجاز پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

یہ کلام الٰہی کا اعجاز ہی ہے کہ اس نے بڑے بڑے نامور فصحاء وبلغاء کو **"أَنْ یاتوا بمثل ھذا القران"** کے ذریعہ تحدی وچیلنج کیا، پھر نیچے اتر کر **"فأتو بعشر سور مثله"** کہا، پھر اور نیچے اتر کر **"فأتو بسورۃ من مثله"** کہہ کر ایک سورت کا مطالبہ کیا، بات اس سے بھی بنتی نظر نہ آئی تو اور نیچے اتر کر **"فلیأتو بحدیث مثله"** کہہ کر کامل عجز ودرماندگی ظاہر کردی، سب مبہوت ہوگئے، بے بس ہوگئے، کوئی ایک آیت یا آیت کا ایک ٹکڑا بھی اسکے مثل نہ لاسکا، اور نہ قیامت تک کوئی اسکی تاب لاسکتا ہے۔

یہ بھی اسکا اعجاز ہے کہ اس بحر بیکراں سے ہمیشہ قیمتی اور بے مثال جواہر وہیرے نکلتے رہیں گے، **"لاتنتھی عجائبه"** اسکے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے قیامت تک نکلتے رہیں گے، جتنے کچھ علوم وفنون اور عروج وترقیات نظر آرہی ہیں، اور جتنی نت نئی ٹیکنالوجیاں دکھائی دے رہی ہیں، وہ سب قران کریم کی مرہونِ منت ہیں،-- یہ تاریخ کی کتاب نہیں ہے مگر تاریخ کا مستند ماخذ ہے ـــ فلسفہ کی کتاب نہیں ہے مگر فلسفے کے کتنے ہی عقدے حل کردئے ہیں۔

قران کریم ایک انوکھی شان واسلوب والا کلام ہے، اسکی نظیر نہ پہلے تھی نہ بعد میں میسر آئی، ــــ سمجھنے والوں نے نظم وشعر سمجھا، دھوکہ لگا اور یہ الزام تراشی کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ شاعر ہیں، تو قران نے **"وما علمناه الشعر وماينبغي له"** کہہ کر برجستہ ان کی غلط فہمی دور کردی۔

علماء بلاغت نے اسلوب کی تین قسمیں لکھی ہیں، (۱) خطابی (۲) ادبی (۳) علمی ــــ تینوں کا دائرکار الگ الگ ہیں، جو انداز تقریر کا ہے وہ تحریر کا نہیں ہے، اور جو عام تحریر کا ہے وہ ادبی اور تحقیقی مقالے کا نہیں ہے، لیکن قران کریم کا یہ عجیب وغریب نرالا اسلوب ہے کہ تینوں کو ساتھ ساتھ لیکر چل رہا ہے، خطابت کا زور، ادب کی شگفتگی، اور علم وتحقیق کی متانت تینوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں، ادیبوں کے اپنے میدان ہوتے ہیں، جب کوئی ادیب اپنا میدان چھوڑ کر دوسرے میدان میں قدم رکھتا ہے تو اسکی تحریر کی آب وتاب ماند پڑ جاتی ہے مگر یہ قران کا اعجاز ہے کہ اس نے ہر طرح کے مضامین کو اس انوکھے اور اچھوتے انداز میں پیش کیا کہ کسی جگہ اسکی فصاحت و بلاغت اور ادبیت میں جھول نظر نہیں آئی ہے۔

ایسی فصاحت و بلاغت والی معجز کتاب کا سمجھنا ہر کس وناکس کا کام نہیں ہے، اسکے لئے بیشمار علوم کی ضرورت ہے، جسکے بعد قران فہمی کا امکان ہوسکتا ہے۔

منجملہ ان علوم کے علم بلاغت ومعانی کا سمجھنا بھی ناگریز ہے، جسکے بغیر قران کریم کو کما حقہ سمجھنے کا حق ادا نہیں ہوسکتا ہے۔

کچھ کتاب البلاغۃ الواضحہ کے بارے میں

اسی لئے ابتدا ہی سے ہمارے اکابر واسلاف نے اس فن کو نصاب کا جز بنایا ہے، اور باقاعدہ اس فن کی کتابیں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں، ''البلاغۃ الواضحہ'' اس فن کی مدارس عربیہ میں پڑھائی جانے والی اہم ترین کتاب ہے، یہ کتاب ماہر لغت وادب، انشاء پرداز دو مصری فضلاء ''شیخ علی الجارم'' اور ''شیخ مصطفی امین'' نے مصری وزارت تعلیم کے ایماء پر مرتب فرمائی ہے، جو نہایت ہی جامع ہے، اور اسکا انداز واسلوب اور طرز نگارش بھی سابقہ کتب سے منفرد وجداگانہ ہے، اسکی افادیت وسندیت کے لئے یہی کافی ہے کہ ازہر ہند دارالعلوم دیوبند جیسی ایشیاء کی عظیم یونیورسٹی میں شعبۂ تکمیل ادب عربی میں داخل نصاب ہے۔

کچھ شرح ''الرحمۃ الواسعۃ'' کے بارے میں

زیر نظر کتاب ''**الرحمة الواسعة فی حل البلاغة الواضحة**'' اسی کی نہایت آسان اور عام فہم شرح ہے، اس شرح کی ترتیب یہ ہے کہ ہر عنوان کے شروع میں ''**الامثلة**'' کے ذیل میں جو عربی عبارتیں ہیں، اور اسکے بعد ''**النموذج**'' کے تحت بھی جو عبارتیں ہیں، وہ پوری عبارتیں نقل کی گئی ہیں، پھر اسکا سلیس ترجمہ کیا گیا ہے، اور ان کے علاوہ ''**البحث**'' کے ضمن میں جو مثالوں کی وضاحت ہے اسکی عبارت نقل نہیں کی گئی ہے، بلکہ معنی خیز ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے، پھر ہر عنوان کے آخر میں صاحب کتاب تمرینات لائے ہے جو پوری کتاب میں دوسوسولہ (۲۱۶) تمارین ہے ان تمرینات میں اور حل تمارین میں عربی عبارتیں نقل نہیں کی گئی ہے، بلکہ سلیس ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے، — البتہ حلِ تمرینات میں جہاں عبارتوں کا لانا ناگزیز ہے وہاں عربی عبارتوں کو بھی شامل کیا گیا ہے، اور حتی الامکان پوری کتاب کو بہ شمول تمارین نہایت آسان اور عام فہم انداز میں حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس سے قبل مصری فضلاء ہی کی کتاب ''دروس البلاغۃ'' کی شرح بنام ''عیون البلاغۃ'' پیش کرنے پر بھی احقر کو توفیق ایزیدی شامل حال رہی ہے فللہ الحمد علی ذلک، اللہ تعالی اس چھوٹی سی سعی کو قبول عام عطا کرے۔

اس موقع پر میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے مشکور وممنون ہوں، جنکا کسی بھی درجہ میں اس شرح میں تعاون شامل رہا ہے، بالخصوص عزیز گرامی قدر مفتی رضوان صاحب قاسمی زید مجدہ، جو آنموصوف نے مسودہ بڑی عرق ریزی سے دیکھا، اغلاط کی تصحیح اسکی نوک پلک درست کی، نیز عزیز گرامی قدر مفتی اسعد اللہ صاحب قاسمی زید مجدہ اور ادارۂ دینیات کے درجہ کے طلباء جنکا اسکی تبییض میں تعاون رہا ہے، اور ان حضرات کا عیون البلاغۃ کی تصحیح میں بھی تعاون شامل رہا ہے، اللہ تعالی ان تمام حضرات کو اپنی شایان شان بدلہ عطا فرمائے۔

اس موقع پر میں اپنے مخدوم مکرم استاذ الاساتذۃ واستاذی حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی شیخ الحدیث

از ہر ہند دار العلوم دیو بند اور استاذ المکرم استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری دامت برکاتہم کا مشکور وممنون ہوں، جنھوں نے باوجود پیرانہ سالی اور گونا گون مشاغل کے اس شرح کو دیکھا، اور تقریظی کلمات سے ہمت افزائی فرمائی، اللہ تعالی ان کی عمروں میں برکت عطا فرمائے، اور فیض کو عام وتام فرمائے۔

اس شرح کی طباعت واشاعت کی ذمہ داری صاحب ''مکتبۃ الاتحاد دیو بند'' محترم بھائی شاداب نے بڑی فراخ دلی سے قبول فرمائی، اس سے قبل وہ احقر کی ''الفیض الحجازی شرح المنتخب الحسامی'' طبع کر چکے ہیں، میں آنمحترم کا بھی بے حد ممنون ومشکور ہوں۔

اللہ تعالی اس کتاب کو طالبین علوم نبوت کے لئے نفع بخش بنائے، اور احقر اسکے والدین واساتذہ ومحسنین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

اللہ کی رضا کا طالب
حفظ الرحمن ابن عباس پالن پوری عفی اللہ عنہ وعن والدیہ
خادم قرآن وحدیث ومکاتب قرآنیہ ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

فصاحت، بلاغت اور اسلوب کے بیان میں

فصاحت کے لغوی معنی:- **"الظهور و البيان"** یعنی ظاہر ہونا اور نمایاں ہونا، جب صبح خوب روشن ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے **"أَفْصَحَ الصُّبْحُ"** صبح روشن ہوگئی۔

کلام فصیح کی تعریف:- کلام فصیح ایسا کلام ہے جس کا مفہوم واضح، لفظ آسان اور ترتیب عمدہ ہو، اسی لئے کلام فصیح میں ضروری ہے کہ ہر کلمہ صرفی قاعدہ کے مطابق ہو، اس کا مفہوم واضح ہو، بولتے ہی اس کا مفہوم سمجھ میں آجاتا ہو اور وہ کلمہ شیریں اور سلیس ہو، اور کلمہ اس انداز کا اور ان اوصاف کا حامل اسی وقت ہوگا جب کہ ماہر ادباء اور شعراء کے درمیان اس کا استعمال معروف ہو، اس لئے کہ یہ کلمہ ان کی زبانوں پر رائج نہیں ہوتا ہے اور نہ ان کی قلموں سے جاری ہوتا ہے مگر اس کے عمدگی اور حسن و جمال کی سابقہ تمام صفات میں کامل ہونے کی بنیاد پر، اس کے حسن کے درجہ میں ہونے کی وجہ سے (یعنی حسن و جمال اور عمدگی کی تمام صفات میں جامع ہونے کی وجہ سے ہی یہ کلمہ ادباء اور شعراء کی زبان پر چڑھتا ہے اور ان کی قلموں سے جاری ہوتا ہے، ورنہ نہیں ہوتا ہے، لہذا اگر ان کے درمیان یہ کلمہ مانوس اور معروف الاستعمال نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ کہ کلمہ فصیح نہیں ہے)۔

والذوق السليم سے ان تدركه بذوقك:-

ذوق سلیم:- ایک ایسا ملکہ ہے جس سے کلمات میں حسن اور سلاست کی پہچان ہوتی ہے اور کلمات میں پائے جانے والے کراہت کے اسباب اور ناپسندیدگی کے مظاہر کے درمیان تمیز ہوسکتی ہے، اس کے لئے ذوق سلیم ہی اصل بنیاد ہے، کیونکہ الفاظ تو آواز ہوتے ہیں، چنانچہ جو شخص بلبل کی آواز سے جھومنے لگتا ہو اور کوے اور الو کی آواز سے نفرت کرتا ہو تو وہ کسی ایسے کلمہ کو سننا پسند نہیں کرے گا جس میں غرابت اور تنافر حروف ہو،

(غرابت: یعنی کلمہ غیر مانوس ہو اس کا مفہوم بھی واضح نہ ہو -- تنافر حروف یعنی کلمہ میں ایسا وصف ہو کہ کلمہ زبان پر ثقیل ہو اور ادائیگی دشوار ہو، اور یہ ذوق سلیم سے ہی معلوم ہوتا ہے اس کے لئے کوئی قاعدہ متعین نہیں ہے) مثلاً **مُزْنَةٌ** اور **دِيْمَةٌ** دونوں کے معنی ہیں ''برسنے والا بادل'' دونوں آسان اور شیریں ہیں، اس کا سننا کانوں کو بھلا اور اچھا لگتا ہے، اس کے برعکس ایک ''بُعَاق'' ہے اس کے معنی بھی وہی ہیں لیکن یہ قبیح اور ناپسندیدہ ہے، کانوں سے ٹکراتا ہے، اس کی آواز اچھی نہیں لگتی، -- اس کی مثالیں مفرداتِ لغت میں بہت زیادہ ہیں، آپ اپنے ذوق سلیم کے ذریعہ ان کا ادراک کر سکتے ہیں۔

ویشترط فی فصاحۃ الترکیب ــــ وھذا من اقبح الکلام

فصاحت کے شرائط: -مصنفؒ فصاحت کی چار شرطیں ذکر کر رہے ہیں

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ فصیح کلام کی ترکیب میں تمام کلمات کے قیاس صحیح کے مطابق ہونے اور آسان ہونے کے ساتھ ساتھ یہ شرط ہے کہ وہ ترکیب ضعفِ تالیف سے خالی ہو، -- ضعفِ تالیف اس کو کہتے ہیں کہ کلام مشہور نحوی قواعد کے خلاف ہو، جیسے نحو کا مشہور قاعدہ ہے کہ ضمیر کا مرجع ضمیر سے پہلے ہو لفظاً اور رتبۃً یا کم از کم رتبۃً، اگر ضمیر کا مرجع رتبۃً بھی ضمیر سے پہلے نہیں ہے، بلکہ لفظاً اور رتبۃً دونوں اعتبار سے مرجع ضمیر کے بعد ہے تو کلام میں ضعفِ تالیف پایا گیا، لہٰذا یہ کلام فصیح نہ ہوگا۔

پہلی شرط کے فوت ہونے کی مثال: -حضرت حسان بن ثابتؓ کا شعر ہے۔

مِنَ النَّاسِ أَبْقٰى مَجْدُهُ الدَّهْرَ مُطْعِمًا	وَلَوْ اَنَّ مَجْدًا اَخْلَدَ الدَّهْرَ وَاحِدًا

ترجمہ: - اگر شرافت و بزرگی لوگوں میں سے کسی کو ہمیشہ برقرار رکھتی تو مطعم بن عدی کو اس کی شرافت دوام و ہیشگی عطا کرتی (کیونکہ اس میں شرافت و بزرگی بہت زیادہ تھی)۔

اس شعر میں **''مجدہ''** کی ضمیر **مُطْعِماً** کی طرف لوٹ رہی ہے، اور مطعماً لفظاً بھی ضمیر کے بعد ہے جیسا کہ ظاہر ہے، اور رتبۃً بھی مرجع ضمیر کے بعد ہے، کیونکہ **مطعماً** مفعول بہ بن رہا ہے، اور **مجدہ** فاعل ہے، اور مفعول بہ کا مرتبہ فاعل کے بعد ہوتا ہے، پس یہ شعر ضعف تالیف کی وجہ سے غیر فصیح کہلائے گا۔

دوسری شرط: -فصاحت کلام کی دوسری شرط یہ ہے کہ ترکیب یعنی کلام تنافرِ کلمات سے خالی ہو، یعنی بعض کلمات بعض کلمات سے اس طرح ملے ہوئے نہ ہوں کہ اس کے سبب ان کا سننا کان پر ثقیل ہو رہا ہو اور زبان

پر ادائیگی دشوار ہو رہی ہو، جیسے شاعر کا شعر ؎

وَلَیْسَ قُرْبَ قَبْرِ حَرْبٍ قَبْرُ	وَقَبْرُ حَرْبٍ بِمکَانٍ قَفْرٍ

ترجمہ:- اور حرب بن امیہ کی قبر ایک چٹیل میدان میں ہے، اور حرب کی قبر کے پاس کوئی دوسری قبر نہیں ہے۔

اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں چند کلمات ایسے جمع ہو گئے ہیں جن کے مخارج قریب قریب ہیں، اس کے سبب ثقل پیدا ہو رہا ہے اور ادائیگی دشوار ہو رہی ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ اس شعر کو تین مرتبہ لگا تار بغیر اٹکے ہوئے پڑھنا کسی کے لئے آسان نہیں ہے، حالانکہ اس کے کلمات کو الگ الگ کوئی پڑھے تو کوئی ثقل اور دشواری نہیں ہے، پس اس شعر میں تنافرِ کلمات ہے اس لئے یہ غیر فصیح کہلائے گا۔

تیسری شرط:- یہ ہے کہ کلام تعقیدِ لفظی سے خالی ہو،-- تعقیدِ لفظی اس کو کہتے ہیں کہ کلام اپنے مرادی معنیٰ پر دلالت کرنے میں مخفی اور پوشیدہ ہو،-- اور ایسا دو وجہ سے ہوتا ہے، (۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ کلمات اپنے اصلی مقامات سے آگے پیچھے ہو گئے ہوں، ان میں تقدیم و تاخیر ہو گئی ہو (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ جن کلمات میں باہم قرب و اتصال ضروری ہے ان کے درمیان فصل کر دیا جائے۔

تعقیدِ لفظی کی پہلی مثال:- جیسے تو کہے **"مَاقَرَأَ إِلَّا وَاحِدًا مُحَمَّدٌ مَعَ كِتَاباً اَخِيْه"** کلام میں تعقیدِ لفظی ہے، کلمات میں بے ترتیبی اور تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے، اصل کلام یہ ہے **"ماقرأ محمدٌ مع اخیه الا کتاباً واحدًا"** (محمد نے اپنے بھائی کے ساتھ صرف ایک کتاب پڑھی ہے)-- اس مثال میں **"کتاباً واحداً"** موصوف صفت میں تقدیم و تاخیر ہو گئی، اور حرف استثناء **إِلَّا** اور مستثنیٰ **"کتاباً واحدًا"** کے درمیان فصل کر دیا گیا، اور ایسے ہی **"مَعَ أَخِيْه"** مضاف و مضاف الیہ کے درمیان فصل کر دیا گیا حالانکہ حرف استثنا اور مستثنیٰ کے درمیان اور مضاف و مضاف الیہ کے درمیان اتصال ضروری ہے، پس کلام تعقیدِ لفظی کی وجہ سے غیر فصیح کہلائے گا۔

تعقیدِ لفظی کی دوسری مثال:- جیسے متنبی کا یہ شعر ہے ؎

وَأَبُوْكَ وَالثَّقْلَانِ أَنْتَ مُحَمَّدٌ	أَنّٰى يَكُوْنُ أَبَا الْبَرِيَّةِ آدَمُ

متنبی شاعر اپنے ممدوح خلیفہ شجاع بن محمد طائی کی مدح میں کہہ رہا ہے، اس کی اصل اور صحیح ترتیب یہ ہے

وَأَبُوْكَ مُحَمَّدٌ وَأَنْتَ الثَّقْلَانِ	كَيْفَ يَكُوْنُ آدَمُ أَبَا الْبَرِيَّةِ

شاعر اپنے ممدوح میں تمام فضائل وکمالات کو سمیٹتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ آدمؑ ساری مخلوق کے باپ کیسے ہوسکتے ہیں، جب کہ آپ کے باپ محمد ہیں اور آپ جن وانس ہیں،-- اس مثال میں مبتدا خبر یعنی "أَبُوْكَ مُحَمَّدٌ" کے درمیان فصل ہے، "وَالثَّقَلَانِ أَنْتَ" میں خبر کو مبتدا انت پر اس طرح مقدم کیا ہے کہ اس کے مفہوم میں اشتباہ پیدا ہو رہا ہے، مصنفؒ فرماتے ہیں کہ متنبی کے شعر میں تصحیح کے لئے مذکورہ تکلفات اٹھانے کے باوجود متنبی کا کلام لغو اور بے ہودگی سے خالی نہیں ہے۔

چوتھی شرط:- فصاحتِ کلام کی چوتھی شرط یہ ہے کہ کلام تعقیدِ معنوی سے خالی ہو،-- تعقیدِ معنوی اس کو کہتے ہیں کہ متکلم کسی مفہوم کو بیان کرنے کا ارادہ کرے، اور اس میں کلمات کو اس کے حقیقی معنی کے علاوہ میں استعمال کرے جس سے معنئ مرادی کے لئے کلمات کا انتخاب غلط ہو جائے گا، اور تعبیر غیر موزوں ہوگی اور سننے والے پر معاملہ مشتبہ ہو جائے گا۔

تعقید معنوی کی مثال:- جیسے کلمۂ "لِسَانٌ" جو لغت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالی کا ارشاد "وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ" ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان بولنے والا،-- اس مفہوم میں "لِسَانِ" کا استعمال فصیح صحیح ہے، لیکن اگر کوئی اس کلمہ کو بول کر اس سے جاسوس کے معنی مراد لے جیسے "بَثَّ الْحَاكِمُ أَلْسِنَتَهُ فِي الْمَدِيْنَةِ" کہ بادشاہ نے شہر میں اپنے جاسوس پھیلا دئے-- تو یہ استعمال غلط ہوگا، اور اس میں تعقیدِ معنوی پائی جائے گی۔

تعقید معنوی کی دوسری مثال:- امرؤ القیس کا یہ شعر بھی ہے جو اس نے گھوڑے کی تعریف میں کہا ہے۔

وَأَرْكَبُ فِي الرَّوْعِ خَيْفَانَةً	كَسَا وَجْهَهَا سَعَفٌ مُنْتَشِرُ

ترجمہ:- میں گھبراہٹ اور خوف کے وقت ایسے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہوں، جس کے چہرے کو ڈھانک رکھا ہے بکھرے ہوئے کھجور کے پتوں نے۔

اس شعر میں "خَيْفَانَةً" کے اصل معنی ٹڈی کے ہیں، اس سے تیز رفتار گھوڑا مراد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگرچہ گھوڑے کو ٹڈی سے تشبیہ دینا ضعف سے خالی نہیں ہے مگر کوئی مضائقہ نہیں، لیکن گھوڑے کا یہ وصف بیان کرنا کہ اس کی پیشانی کے بال کھجور کے پتوں کی طرح لمبے ہیں جس نے اس کے چہرے کو بھی ڈھانپ رکھا

ہے یہ مقبول نہیں ہے، کیونکہ عربوں کے یہاں یہ بات مشہور ہے کہ گھوڑے کی پیشانی کے بال اگر اس کی آنکھوں کو چھپادے تو ایسا گھوڑا نہ اصیل اور بہتر ہوتا ہے اور نہ سبک اور تیز رفتار ہوتا ہے، تو شاعر نے ایک معنی کی تعبیر کے لئے کلمات کے انتخاب میں غلطی کردی تو تعبیر میں خلل اور اضطراب پیدا ہوگیا پس یہ کلام تعقیدِ معنوی کے سبب غیر فصیح ہوگیا۔

تعقید معنوی کی تیسری مثال:۔ ابوتمام کا یہ شعر ہے ؎

فَخَرَّ صَرِيْعًا بَيْنَ أَيْدِى الْقَصَائِدِ	جَذَبْتُ نَدَاهُ غَدْوَةَ السَّبْتِ جَذْبَةً

ترجمہ:۔ میں نے سنیچر کی صبح میں اس کی سخاوت کو اس طرح جذب کرلیا کہ وہ میرے قصیدوں کے سامنے بے اختیار گر پڑا،۔۔ اس میں شاعر پہلے مصرعہ پر رک جاتا تو صحیح تھا، کیونکہ پہلا مصرعہ صحیح اور فصیح ہے، لیکن دوسرے مصرعہ نے اس شعر کو غیر فصیح بنادیا، کیونکہ دوسرے مصرعہ میں شاعر نے کہا کہ "اس کی سخاوت میرے قصیدوں کے سامنے بے اختیار زمین پر گر پڑی" یہ نہایت ہی قبیح بات ہے، تو یہاں بھی ایک معنی کی تعبیر میں کلمات کے انتخاب میں شاعر سے غلطی ہوگئی پس کلام تعقید معنوی کے سبب غیر فصیح ہوگیا۔

بلاغت کا بیان

اما البلاغة فهى تادية المعنى الجليل ۔۔ واروعها جمالاً

بلاغت کی تعریف:۔ بلاغت کہتے ہیں: کسی اہم مفہوم کو واضح طریقہ پر ایسی صحیح اور فصیح عبارت سے ادا کرنا جس کا مخاطب کے دل میں زبردست اثر ہو، اور ساتھ ہی وہ ہر کلام مقتضیٔ حال کے مطابق ہو یعنی جس مقام اور جگہ میں وہ کلام کیا جارہا ہے یا جن لوگوں سے کلام کیا جارہا ہے وہ کلام ان کے مطابق ہو۔

چنانچہ بلاغت دیگر فنون کی طرح ایک فن ہے، جس کے ذریعہ فطری صلاحیت میں جلاَ اور حسن و جمال کے ادراک میں باریک بینی کا قصد کیا جاتا ہے یعنی اس کو حاصل کیا جاتا ہے، اور اسالیب کی مختلف قسموں کے درمیان پوشیدہ فرقوں میں تمیز پیدا ہوتی ہے، اور اس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ فنی ذوق پیدا کرنے میں اور خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے میں مشق کا بہت بڑا دخل ہے، پس بلاغت کے طالب کے لئے اس طرف توجہ دینے کے ساتھ ضروری ہے ادبی شہ پاروں کو پڑھنا، ادب کے چشمۂ فیاض سے سیراب ہونا، اور ادبی آثار اور اقوال کا

تنقیدی جائزہ لینا اوران کے درمیان موازنہ کرنا، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اس کو اپنی ذات پر ایسا اعتماد اور بھروسہ ہو کہ جس کو وہ اچھا سمجھتا ہے اس کے بہتر ہونے کا، اور جس کو وہ قبیح سمجھتا ہے اس کے قبیح ہونے کا فیصلہ کرسکے (یعنی اس کو اپنے اوپر خود اعتمادی حاصل ہو)۔

اگر دیکھا جائے تو ایک بلیغ اور آرٹسٹ کے درمیان بس اتنا ہی تو فرق ہے کہ بلیغ سنے ہوئے کلام سے بحث کرتا ہے، اور آرٹسٹ دکھائی دینے والے مختلف رنگوں اور شکلوں کے درمیان نقشہ گری کرتا ہے پس، اس کے علاوہ کوئی فرق نہیں ہے، چنانچہ آرٹسٹ جس کسی صورت کی نقشہ گری کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے مناسب رنگوں میں غور وفکر کرتا ہے، پھر ان رنگوں کو اس طرح ترتیب دینے میں غور وفکر کرتا ہے کہ وہ تصویر جاذب نظر اور جذبات کو ابھارنے والی ہو، --اور بلیغ جب کوئی قصیدہ یا مقالہ یا خطبہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اس کے اجزاء میں غور وفکر کرتا ہے، پھر ایسے الفاظ اور اسلوب کا انتخاب کرتا ہے جو سننے میں ہلکے پھلکے ہوں اور اپنے موضوع سے زیادہ وابستہ ہوں، اور سامعین کے دلوں میں زبردست اثر انداز ہوں اور نہایت حسین ہوں۔

بلاغت کے عناصر:- پس ایسی صورت میں بلاغت کے عناصر لفظ اور معنی اور الفاظ کو اس طرح ترتیب دینا کہ جس سے کلام میں قوت، تاثیر اور حسن پیدا ہو پھر (ایک عنصر یہ بھی ہے کہ) کلام کے مقامات، کلام کے مواقع اور اس کے موضوعات اور سامعین کی حالت کے مطابق کلمات اور اسلوبوں کے انتخاب میں باریک بینی (سے کام لینا) ہے، پھر اس قلبی جذبہ کو بھی پیش نظر رکھنا ہے جو سامعین کے دلوں پر قابو پالے اور ان کے نفوس پر غلبہ پالے، اس لئے کہ بسا اوقات ایک کلمہ ایک مقام میں بہتر ہوتا ہے اور وہی کلمہ دوسرے مقام میں ناموزوں اور ناپسندیدہ ہوتا ہے، قدیم زمانے سے ادباء شعراء کلمۂ **"ایضاً"** کو ناپسند کرتے چلے آرہے تھے، اور اس کو علماء کے الفاظ میں سے شمار کرتے تھے، (یعنی علماء اس کو استعمال کرتے ہیں یہ ادبی کلمہ نہیں ہے) اسی لئے کسی نثر یا نظم میں ادباء، شعراء کے قلم اس لفظ پر نہیں چلے، یہاں تک کہ ان کے درمیان ایک شاعر ظاہر ہوا جس نے اس کلمہ کو استعمال کیا اس شعر میں۔

ذَاتِ شَجْوٍ صَدَحَتْ فِي فَنَنٍ	رُبَّ وَرْقَاءَ هَتُوْفٍ فِي الضُّحىٰ

ترجمہ:- بہت سی غمگین سفید سیاہی مائل کبوتری چاشت کے وقت شاخ پر بیٹھ کر چہچہائیں

ذَكَّرَتْ اِلْفًا وَدَهْرًا سَالِفاً	فَبَكَتْ حُزْنًا فَهَاجَتْ حَزَنِيْ

ترجمہ:-اس نے محبوب کو اور گذشتہ زمانے کو یاد کیا تو غم میں رو دی پس اس نے میرے غم کو بھی بھڑکا دیا

فَبُكَائِيْ رُبَّمَا اَرَّقَهَا	وَبُكَاهَا رُبَّمَا اَرَّقَنِيْ

ترجمہ:-پس میرے رونے نے کبھی اس کو جگائے رکھا اور اس کے رونے نے کبھی مجھے جگائے رکھا

وَلَقَدْ تَشْكُوْ فَمَا اَفْهَمُهَا	وَلَقَدْ اَشْكُوْ فَمَا تَفْهَمُنِى

ترجمہ:-وہ شکایت کرتی ہے تو میں اس کو نہیں سمجھ پاتا، اور میں شکوہ کرتا ہوں تو وہ مجھے سمجھ نہیں پاتی

غَيْرَاَنِّى بِالْجَوٰى اَعْرِفُهَا	وَهِيَ أَيْضاً بِالْجَوٰى تَعْرِفُنِى

ترجمہ:- مگر میں شدتِ غم سے اس کو پہچانتا ہوں اور وہ بھی مجھے شدتِ غم سے پہچانتی ہے۔

ان پانچ اشعار میں آخری شعر کا آخری مصرعہ محل استشہاد ہے جس میں شاعر نے **"ایضا"** استعمال کیا ہے، یہاں شاعر نے ایسی موزوں جگہ پر اس کلمہ کا استعمال کیا ہے کہ یہ مقام نہ اس کے علاوہ کسی دوسرے کلمہ کا متقاضی ہے اور نہ دوسرا کلمہ یہاں مقبول ہوسکتا ہے، اور شاعر کے دل میں اس کلمہ کی جو دلکشی اور حسن و خوبصورتی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

ورب كلام كان فى نفسه حسنا:- اور بہت سا کلام بذات خود حسین و دلکش ہوتا ہے لیکن اس کو جب نامناسب مقام اور موقع میں استعمال کیا جائے تو وہ بلاغت کی حد سے نکل کر ناقدین کی تنقید کا نشانہ بن جاتا ہے، اس کی مثال متنبی کا یہ شعر ہے جو اس نے کافور اخشیدی بادشاہ کی مدح میں کہا ہے ۔

كَفٰى بِكَ دَاءً أَنْ تَرَى الْمَوْتَ شَافِياً	وَحَسْبُ الْمَنَايَا أَن يَكُنَّ أَمَانِياً

ترجمہ:-تیری بیماری کے لئے کافی ہے کہ تو موت کو اپنے لئے شفا بخش دیکھے، اور موتوں کے لئے کافی ہے کہ وہ آرزوئیں بن جائیں --- شاعر اپنے آپ کو خطاب کر رہا ہے کہ تیرے بیمار ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ تو موت کو اپنے لئے شفا بخش دیکھے، اور موت کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ صرف آرزو بن کر رہ جائے۔

یہ شعر بذات خود تو درست ہے، لیکن مقتضائے حال کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے حدِ بلاغت سے نکل گیا اور کافور کی مدح میں متنبی کا یہ شعر بھی ہے ۔

وَمَا طَرْزِلِیْ لَمَّا رَئَیْتُكَ بِدْعَةً	وَلَقَدْ كُنْتُ اَرْجُوْ أَنْ اَرَاكَ فَاَطْرَبُ

ترجمہ:- جب میں نے آپ کو دیکھا تو میرا خوشی میں جھومنا کوئی انوکھی اور تعجب کی بات نہیں ہے، بخدا مجھے تو پہلے ہی یہ توقع تھی کہ جب میں آپ کو دیکھونگا تو خوشی میں جھوم اٹھونگا۔

اس شعر کے بارے میں علامہ واحدی کا بیان ہے کہ متنبی کا یہ شعر استہزاء کے مشابہ ہے، یعنی متنبی گویا کافور کا مذاق کرر ہا ہے کیونکہ متنبی کہہ رہا ہے کہ تجھے دیکھ کر میں خوشی سے اس طرح جھوم اٹھونگا جیسے انسان کسی مضحکہ خیز چیز سے خوشی میں جھومتا ہے۔

مشہور نحوی امام ابن جنی کہتے ہیں کہ جب میں نے اس شعر کو متنبی کے سامنے پڑھا اور میں نے اس سے کہا کہ تو نے اس شعر میں زیادہ سے زیادہ یہ کیا ہے کہ ایک آدمی کو بندر بنادیا ہے تو متنبی یہ سنکر ہنس پڑا۔

ونری ان المتنبی:- مصنفؒ کہتے ہیں کہ ہمارا خیال ہے کہ متنبی کا دل حسد اور کینہ سے ابل رہا تھا کافور پر اور اس کے ایام حکومت پر-- جس نے اس کو کافور کی مدح پر مجبور کرر کھا تھا، اور اس کی زبان سے ایسے کلمات نکل جاتے تھے جس کو وہ روک نہیں سکتا تھا، (مطلب یہ ہے کہ متنبی کافور پر خوش نہیں تھا مجبوراً اس کی مدح کرتا تھا اسی لئے اس کی زبان سے ایسے الفاظ نکل جاتے تھے) بہر حال متنبی کا یہ شعر مقتضائے حال کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے حدِ بلاغت سے نکل گیا۔

اور قدیم زمانے میں شعراء کی زبان سے غلطی سے کوئی مفہوم یا کلمہ نکل گیا جس نے سامعین کو متنفر کردیا یعنی سامعین نے اس کو پسند نہیں کیا تو ان کا کلام بلاغت کی حد سے خارج ہو گیا۔

چنانچہ لوگ نقل کرتے ہیں کہ ابوالنجم فضل بن قدامہ شاعر ایک مرتبہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے پاس آیا اور اس کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

صَفْرَاءُ قَدْ كَادَتْ وَلَمَّا تَفْعَلِ	كَأَنَّهَا فِی الْأُفُقِ عَيْنُ الْأَحْوَلِ

ترجمہ:- زرد سورج قریب ہے کہ غروب ہو جائے اور ابھی ہوا نہیں ہے، گویا کہ وہ آسمان میں بھینگے کی آنکھ ہے۔

ہشام بن عبدالملک خود اَحْوَل (بھینگا) تھا تو اس نے شاعر کو قید کرنے کا حکم دیدیا-- یہاں بھی یہ شعر بذاتِ خود درست ہے لیکن مقتضائے حال کی رعایت نہ ہونے کے سبب حد بلاغت سے نکل گیا۔

اور جریر ابن عطیہ تمیمی شاعر نے عبد الملک بن مروان بادشاہ کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا جس کا مطلع یہ ہے
أَتَصْحُوْأَمْ فُؤَادُکَ غَيْرُ صَاحٍ ۔ کیا تم ہوش میں آؤ گے یا تمہارا دل ہوش میں آنے والا نہیں ہے،
اس مطلع کے آغاز کو عبد الملک نے ناپسند کیا اور شاعر سے کہا بلکہ تیرا دل ایسا ہے ۔ یہاں بھی مطلع بذاتِ خود اچھا ہے، لیکن مقتضائے حال کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے بلاغت سے خارج ہو گیا۔

ونعی علماء الادب:- ماہرین ادب نے فطری شاعر بحتری پر تنقید کی ہے کہ اس نے اپنے ممدوح کے سامنے قصیدہ پڑھتے ہوئے آغاز اس طرح کیا ہے ۔ **"لَكَ الْوَيْلُ مِنْ لَيْلٍ تَقَاصَرَ آخِرُهُ"** تیرے لئے ہلاکت ہے ایسی رات سے جس کا آخری حصہ سکڑ گیا ہے ۔ یہ مطلع بھی صحیح ہے لیکن مقام اور موقع کے مناسب نہ ہونے کی وجہ سے حدِ بلاغت سے نکل گیا۔

ماہرین ادب نے متنبی کے اس شعر پر بھی تنقید کی ہے جو اس نے اپنے ممدوح سیف الدولہ کی ماں کے مرثیہ میں پڑھا ہے ۔

صَلَاةُ اللهِ خَالِقِنَا حَنُوْطٌ	عَلَى الْوَجْهِ الْمُكَفَّنِ بِالْجَمَالِ

ترجمہ:- ہمارے خالق اللہ کی رحمت خوشبو ہے ایسے چہرے پر جس کو حسن وخوبصورتی کا کفن پہنایا گیا ہے۔

اس شعر میں متنبی سیف الدولہ کی ماں کی خوبصورتی بیان کر رہا ہے جو بالکل نامناسب ہے، اس لئے کہ یہ مرثیہ کا شعر ہے، اس میں حسن و جمال کا بیان غیر مناسب ہے، ابن وکیع نے اس پر نکیر کی ہے کہ بادشاہ کی ماں کا وصف بیان کرنے میں اس کے چہرے کی خوبصورتی بیان کرنا غیر پسندیدہ ہے-- یہاں بھی شعر فی نفسہ اچھا ہے مگر مقتضائے حال کی رعایت نہ ہونے کے سبب حد بلاغت سے خارج ہے۔

وفی الحق ان المتنبی:- حقیقت یہ ہے کہ متنبی بادشاہوں سے خطاب کرنے میں بڑا جری تھا اور اس شذوذ میں (یعنی ایسا بہت شاذ ہوتا ہے کہ کوئی بادشاہ کے سامنے جری ہو) شاید اس کی ذاتی عظمت اور اس کی عبقریت کو بڑا دخل تھا۔

اس وقت ایک بلیغ کے لئے سب سے پہلے ان معانی میں غور و فکر کرنا ضروری ہے جو اس کے دل میں گردش کرتے ہیں، نیز ضروری ہے کہ یہ معانی واقع کے مطابق ہوں، قدر و قیمت والے یعنی اہم ہوں، اور ایسے زوردار ہوں کہ جس میں جدت، سلامت نظری، معانی کو ترتیب دینے کے ذوق، اور معانی کی حسن ترتیب کا اثر نمایاں ہو،

پس جب اس کے لئے یہ ساری چیزیں مکمل ہو جائیں تو وہ ایسے الفاظ کا قصد کرے جو واضح، پُر اثر اور مقام کے مناسب ہوں، پھر ان کو اس طرح ترتیب دے کہ جس سے ان میں قوت اور خوبصورتی پیدا ہو جائے، پس خلاصہ یہ کہ بلاغت صرف لفظ میں نہیں ہوتی اور نہ صرف معنیٰ میں ہوتی ہے بلکہ یہ لفظ و معنیٰ کو صحیح طریقہ پر ترتیب دینے اور حسن تنظیم کا ایک لازمی اثر ہے۔

فائدہ:- فصاحت و بلاغت کی تعریف سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر بلیغ چاہے وہ متکلم ہو یا کلام-- فصیح ہے لیکن اس کے برعکس ہر فصیح بلیغ نہیں ہوتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ فصاحت اعم ہے کہ اس کی تعریف میں بلاغت ماخوذ نہیں ہے، اور بلاغت اخص ہے کہ اس کی تعریف میں فصاحت ماخوذ ہے، پس ہوسکتا ہے کہ ایک کلام فصیح ہو مگر مقتضائے حال کے مطابق نہ ہو، مگر یہ ممکن نہیں کہ کوئی کلام بلیغ ہو اور اس میں فصاحت کا لحاظ نہ کیا گیا ہو، گویا کہ فصاحت و بلاغت کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ الفاظ کا فصیح و بلیغ ہونا فصاحت و بلاغت کا ادنی درجہ ہے، فصاحت کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق جملے سے ہو اور بلاغت کا اعلی درجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق اسلوب بیان، معانی، اور مضمون سے ہو۔ (حاشیہ الشموس البازغۃ)

وبعد هذا یحسن بک:- مصنفؒ کہتے ہیں کہ فصاحت و بلاغت کے مختصر بیان کے بعد آپ کے لئے بہتر ہے کہ تھوڑی بہت اسلوب کی معرفت ہو جائے۔

اسلوب کی تعریف اور اس کی اقسام

اسلوب وہ ایسے الفاظ میں ڈھالے گئے مفہوم کو کہتے ہیں کہ وہ الفاظ ایسی صورت پر ترتیب دئے گئے ہوں جو کلام سے معنئ مقصود کے حصول کے زیادہ قریب ہوں، اور سننے والوں کے دلوں پر زیادہ اثر انداز ہوں۔ اسلوب کی تین قسمیں ہیں (۱) اسلوب علمی (۲) اسلوب ادبی (۳) اسلوب خطابی، اسلوب علمی، یہ اسلوب تمام اسالیب میں سب سے زیادہ پر سکون ہوتا ہے، اور اس اسلوب میں صحیح گفتگو اور درست فکر و سوچ کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے، نیز یہ اسلوب شعری تخیل سے بھی بعید ہوتا ہے، اس لئے کہ اس میں مخاطب عقل ہوتی ہے اور افکار سے گفتگو کی جاتی ہے، اور اس کے ذریعہ ایسے علمی حقائق کی تشریح کی جاتی ہے جو ابہام اور خفا سے خالی نہیں ہوتے۔

اس اسلوب کی سب سے نمایاں خصوصیت وضاحت ہے، (یعنی عبارت بالکل واضح ہو، اس میں ابہام نہ ہو) اس اسلوب میں یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں قوت اور حسن و جمال کا اثر ظاہر ہو، اور اس میں زور و قوت اس کے بیان کی بلندی اور دلائل کی پختگی سے پیدا ہوتا ہے، اور اس کا حسن و جمال اس کی عبارتوں کے سلیس ہونے، اس کے کلمات کے انتخاب میں ذوق کی سلامتی، اور کلام کے طریقوں میں سب سے زیادہ قریب ترین طریقے سے معنی کو ذھنوں میں ثابت کرنے میں (مضمر) ہے،--اس اسلوب میں ضروری ہے کہ ایسے الفاظ کے انتخاب پر توجہ دی جائے جو واضح ہوں، اپنے معنی میں صریح ہوں، چند معانی کے اشتراک سے خالی ہوں، اور ضروری ہے کہ ان الفاظ کو آسان اور واضح طریقہ پر مرتب کیا جائے، یہاں تک کہ وہ معنیٰ مقصود کے لئے ایک باریک لباس بن جائیں، حتی کہ یہ الفاظ وہم و گمان کا محل نہ رہ جائیں اور توجیہ و تاویل کی ذرا بھی گنجائش نہ رہے،--اس اسلوب میں مجاز اور بدیع کے محسنات (محسنات لفظیہ اور محسنات معنویہ) سے بچنا ضروری ہے مگر جو ضمنا آ جائے بغیر قصد کئے اس کے اصول میں سے کسی اصل کا اور اس کی خصوصیات میں سے کسی خصوصیت کا (تو کوئی مضائقہ نہیں)--رہی بات تشبیہ کی کہ جس سے مقصود حقائق کو ذھنوں سے قریب کرنا ہو اور حقائق کے مماثل کو ذکر کر کے ان کی وضاحت کرنا ہو تو یہ چیزیں اس اسلوب میں مناسب اور مقبول ہیں،--مصنف ؒ کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ہم آپ کے سامنے اس قسم کی مثالیں پیش کریں، اس لئے کہ تمام درسی کتابیں اسی اسلوب پر لکھی گئی ہیں۔

اسلوبِ ادبی:-- دوسری قسم اسلوبِ ادبی ہے، اور جمال اس کی اہم خوبی اور نمایاں خصوصیت ہے، اور اس کے جمال کا منبع اور سرچشمہ اس میں پائے جانے والے دلچسپ خیالات، باریک منظر کشی، متعدد چیزوں کے درمیان بعید وجوہِ شبہ کو تلاش کرنا ہے (قریب کے وجوہِ شبہ کو چھوڑ کر) اور ایسے ہی معنوی چیز کو محسوس کا لباس پہنانا اور محسوس کو معنوی کی شکل میں ظاہر کرنا ہے، (یہ سب اس اسلوب میں جمال و خوبصورتی پیدا کرنے کے سر چشمے ہیں)۔

اسلوبِ ادبی کی مثال:-چنانچہ متنبی شاعر بار بار آنے والے بخار کو اس طرح خیال نہیں کرتا ہے جیسے ڈاکٹر حضرات اس کو سمجھتے ہیں کہ بخار ایسے جراثیم کا اثر ہے جو جراثیم بدن میں داخل ہو جاتے ہیں، پس بدن کی

حرارت کو بڑھا دیتے ہیں، اور بدن میں کپکپی اور لرزش کا سبب بن جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب بخار اتر جاتا ہے تو پورا جسم پسینہ میں شرابور ہوجاتا ہے، لیکن متنبی اس کی منظر کشی کرتا ہے جس کو آپ آنے والے اشعار میں دیکھیں گے-- مطلب یہ کہ بخار اطباء کی رائے میں ایک معنوی چیز ہے جو جراثیم کے بدن میں داخل ہونے کا اثر ہے لیکن متنبی ڈاکٹروں کے خلاف اس معنوی چیز کو محسوس شکل میں پیش کرتا ہے، ملاحظہ کیجئے یہ اشعار ۔

وَزَائِرَتِیْ كَأَنَّ بِهَا حَيَاءً	فَلَيْسَ تَزُوْرُ إِلَّا فِی الظَّلَامِ
بَذَلْتُ لَهَا الْمَطَارِفَ وَالْحَشَايَا	فَعَافَتْهَا وَبَاتَتْ فِی عِظَامِی
يَضِيْقُ الْجِلْدُ عَنْ نَفْسِیْ وَعَنْهَا	فَتُوْسِعُهُ بِأَنْوَاعِ السَّقَامِ
كَأَنَّ الصُّبْحَ يَطْرُدُهَا فَتَجْرِیْ	مَدَامِعُهَا بِأَرْبَعَةٍ سِجَامِ
أُرَاقِبُ وَقْتَهَا مِنْ غَيْرِ شَوْقٍ	مُرَاقَبَةَ الْمَشُوْقِ الْمُسْتَهَامِ
وَيَصْدُقُ وَعْدُهَا وَالصِّدْقُ شَرٌّ	إِذَا أَلْقَاكَ فِی الْكُرَبِ العِظَامِ
أَبِنْتَ الدَّهْرِ عِنْدِیْ كُلُّ بِنْتٍ	فَكَيْفَ وَصَلْتِ أَنْتِ مِنَ الزِّحَامِ

ترجمہ:- (۱) اور میری زیارت کرنے والا بخار گویا کہ ایک دوشیزہ ہے جس کو شرم دامن گیر ہے، اسی لئے وہ صرف رات کی تاریکی میں میری زیارت کرتا ہے۔

(۲) اور میں نے اس کے لئے ریشمی چادروں اور گدوں کا انتظام کیا تو اس نے ان کو ٹھکرا دیا اور میری ہڈیوں میں رات گذاری۔

(۳) میری جلد میری سانس اور بخار سے تنگ تھی یعنی جلد میں سانس اور بخار کے سمانے کی جگہ نہ تھی تو یہ مختلف بیماریوں سے اس کو کشادہ کردیتا ہے۔

(۴) گویا صبح اس کو دھکے دیکر بھگاتی ہے تو اس کی آنکھیں چاروں آنسو بہاتی ہیں۔

(۵) میں بغیر اشتیاق کے اس کے آنے کے وقت کا انتظار کرتا ہوں، ایک حیران و سرگرداں معشوق کی طرح۔

(۶) اس کا وعدہ سچا ہے، اور ایسی سچائی بہت بری ہے جو تجھے بڑی مصیبتوں میں ڈالدے۔

(۷) اے زمانے کی بیٹی (بخار) میرے پاس تو ہر طرح کی بیٹی ہے تو بھیڑ بھاڑ سے نکل کر کیسے مجھ تک پہنچ گئی۔

ان تمام اشعار میں شاعر بخار کو دوشیزہ اور حسینہ کے ساتھ تشبیہ دیکر ایک معنوی چیز کو یعنی بخار کو ایک محسوس شکل میں پیش کرر ہا ہے۔

والغیوم لایراھا ابن خیاط:- اور بادلوں کو ابن خیاط شاعر ایسا نہیں سمجھتا جیسا کہ علم فلکیات کا ماہر سمجھتا ہے کہ وہ تہہ بہتہ جمے ہوئے بخارات ہیں جو پانی میں تبدیل ہو جاتے ہیں، جب وہ فضا میں طبقۂ زمہریر یہ سے ٹکراتے ہیں بلکہ شاعر ان محسوس بدلیوں کو معنوی انداز میں پیش کرتا ہے۔

كَأَنَّ الْغُيُوْمَ جُيُوْشٌ تَسُوْمُ	مِنَ الْعَدْلِ فِيْ كُلِّ اَرْضٍ صَلَاحَا
إِذَا قَاتَلَ الْمَحْلَ فِيْهَا الْغَمَامُ	بِصَوبِ الرِّهَامِ أَجَادَ الْكِفَاحَا
يُقَرْطِسُ بِالطَّلِّ فِيْهِ السِّهَامَ	وَيُشْرِعُ بِالْوَبْلِ فِيْهِ الرِّمَاحَا
وَسَلَّ عَلَيْهِ سُيُوْفَ الْبُرُوْقِ	فَأَثْخَنَ بِالضَّرْبِ فِيْهِ الْجِرَاحَا
تَرَىٰ أَلْسُنَ النَّوْرِ تُثْنِيْ عَلَيْهِ	فَتَعْجَبُ مِنْهُنَّ خُرْسًا فِصَاحَا

ترجمہ:-(۱) گویا کہ بادل ایسے لشکر ہیں جو عدل کو عام کرتے ہیں ہر علاقے میں خیر وفلاح کے طور پر۔

(۲) جب بادل ہلکی بارش کے ذریعہ زمین پر قحط سالی سے قتال کرتا ہے تو اچھی طرح قتال ومدافعت کرتا ہے۔

(۳) ہلکی بارش کے ذریعہ وہ اس میں تیر اندازی کرتا ہے، اور موسلا دھار بارش سے وہ اس میں نیزہ بازی کرتا ہے۔

(۴) اور اس پر بجلیوں کی تلواریں سونتیں، تو اس میں تلواروں کے وار کر کے گہرا زخم لگایا۔

(۵) تم کلیوں کی زبانوں کو اس کی تعریف کرتے ہوئے دیکھو گے تو تمہیں ان کے گونگے ہونے اور گویا ہونے پر تعجب ہوگا۔

ان اشعار میں شاعر نے بادل اور اس سے برسنے والے پانی کی ایک عجیب اور انوکھے انداز میں منظر کشی کی ہے جس سے کلام کا حسن دوبالا ہوگیا۔

وقد یتظاھر الادیب:- اور کبھی ایک ادیب بظاہر علمی حقائق کے اسباب کا انکار کرتا ہے اور ان کے لئے ایسے خیالی اسباب تلاش کرتا ہے جو اس کے ادبی دعوی کو ثابت کرے، اور اس کی مطلوبہ غرض کو تقویت دے،

چنانچہ چودھویں رات کے چاند کا داغ جو اس کے چہرے پر نمایاں ہے وہ چاند پر پائے جانے والے پہاڑوں اور خشک ٹیلوں سے پیدا نہیں ہوا ہے جیسا کہ ماہرین فلکیات کہتے ہیں، اس لئے کہ ابوالعلاء معری اس کے لئے ایک دوسرا سبب سمجھتا ہے چنانچہ وہ مرثیہ میں کہتا ہے-- مطلب یہ ہے کہ چودھویں رات کے چاند کے داغ کے بارے میں ماہرین کہتے ہیں کہ وہ ٹیلوں اور پہاڑوں کے سائے کا پرتو ہے جو چاند میں نظر آتا ہے، لیکن ابوالعلاء معری اس حقیقت کا انکار کرتے ہوئے اس کا ایک تخیلی سبب بیان کرتا ہے، ؎

وَمَا كُلْفَةُ البَدْرِ الْمُنِيْرِ قَدِيْمَةً	وَلٰكِنَّهَا فِيْ وِجْهِه أَثَرُ اللَّطَمْ

ترجمہ:- روشن چودھویں رات کے چاند کا داغ پرانا نہیں ہے بلکہ وہ اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے کا نشان ہے --شاعر نے حقیقی سبب کا انکار کر کے خیالی سبب یعنی ''چہرے پر تھپڑ کا نشان'' کو ثابت کیا۔

اس اسلوب میں وضاحت اور قوت کا پایا جانا ضروری ہے، چنانچہ وضاحت نہ ہونے کے سبب متنبی کا یہ شعر بلیغ نہیں ہے ؎

قِفِيْ تَغْرَمِ الأُوْلٰى مِنَ اللَّحْظِ مُهْجَتِيْ	بِثَانِيَةٍ وَالْمُتْلِفُ الشَّيْئَ غَارِمُهُ

ترجمہ:- ٹھہر جا، تا کہ میرے دل کو پہلی نگاہ دوسری نگاہ کے ذریعہ تاوان ادا کردے، اورشی کو تلف کرنے والا ہی اس کا تاوان ادا کرتا ہے-- شاعر کا مقصد ہے کہ اس نے محبوبہ پر ایک نگاہ ڈالی، جس نے اس کے دل کو ہلاک کر دیا، تو وہ محبوبہ سے کہتا ہے کہ ٹھہر جا تا کہ میں تجھے دوبارہ دیکھ لوں جو میرے دل کو لوٹا دے اور زندہ کر دے، اگر تو نے ایسا کیا تو دوسری نگاہ پہلی نگاہ کا تاوان ہوگی -- دیکھئے ہمیں اس مختصر کلام کی تشریح میں کیسی طویل مشقت اٹھانی پڑی کہ اس میں پایا جانے والا حذف اور بے ترتیبی، اس کلام کی شدتِ خفاء اور ذھنوں سے اس کی دوری کا سبب بن گئی، حالانکہ اس کا معنی عمدہ، نادر ہے اور اس کی سوچ مضبوط ہے جس کی دلیل سے تائید ہوتی ہے، --پس خفاء اور عدمِ وضاحت کے سبب یہ کلام بلیغ نہیں ہے۔

واذا اردت ان تعرف:- اگر آپ جاننا چاہتے ہیں کہ اس اسلوب میں قوت کیسے پیدا ہوتی ہے، تو مرثیہ میں کہے گئے متنبی کے اس شعر کو پڑھیں ؎

مَا كُنْتُ اٰمُلُ قَبْلَ نَعْشِكَ اَنْ أَرٰى	رَضْوٰى عَلٰى أَيْدِىْ الرِّجَالِ يَسِيْرُ

ترجمہ:- آپ کی نعش سے پہلے میں توقع نہیں رکھتا تھا کہ رِضوی نامی پہاڑ کو لوگوں کے ہاتھوں پر چلتے ہوئے

دیکھونگا--متنبی ممدوح کے جنازے کو رضوی پہاڑ سے تشبیہ دے رہا ہے، لوگ جنازے کو اٹھا کر چل رہے ہیں، تو ایسا لگتا ہے کہ رضوی پہاڑ لوگوں کے ہاتھوں پر چل رہا ہے، --مصنفؒ کہتے ہیں پھر عبد اللہ بن معتز عباسی شاعر کے یہ دو شعر پڑھئے۔

قَدْ ذَهَبَ النَّاسُ وَمَاتَ الْكَمَالُ	وَصَاحَ صَرْفُ الدَّهْرِ أَيْنَ الرِّجَالُ
هٰذَا أَ بُو الْعَبَّاسِ فِي نَعْشِهِ	قُوْمُوْا انْظُرُوْا كَيْفَ تَسِيْرُ الْجِبَالُ

ترجمہ:-(۱) لوگ ختم ہو گئے اور کمال ناپید ہو گیا، اور گردشِ زمانہ نے چیخ کر کہا کہ اصحاب کمال کہاں ہیں؟

(۲) یہ ابو العباس اپنی نعش میں ہیں، اٹھو اور دیکھو پہاڑ کیسے چلتے ہیں۔

متنبی اور ابن المعتز دونوں کے اشعار کا مضمون و مفہوم تقریباً یکساں ہے، مگر جب دونوں کا موازنہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ متنبی کے شعر کا اسلوب پرسکون اور اطمنان بخش ہے، اور دوسرے شعر کا اسلوب انتہائی زوردار اور مضبوط ہے، اور خاص کر اس کے زور کی انتہاء اس کے اس قول میں ہے ''گردش زمانہ نے چیخ کر کہا کہ باکمال لوگ کہاں ہیں'' پھر اس قول میں بھی ہے ''اٹھو، چلو اور دیکھو پہاڑ کس طرح چلتے ہیں'' جس کو ایک باذوق آدمی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔

وجملة القول ان هذا الاسلوب:- خلاصۂ کلام یہ کہ اس اسلوب میں ضروری ہے کہ یہ حسن وجمال والا ہو، شاندار ہو، نادر الخیال ہو، پھر واضح ہو، زوردار ہو، فن ادب کے مبتدئین (نوآموز) کا خیال ہے کہ اس اسلوب میں جتنا زیادہ مجاز، تشبیہات، اور تخیلات کا استعمال ہوگا، اتنا ہی اس کے حسن و جمال میں اضافہ ہوگا، یہ خیال نہایت غلط ہے، اس لئے کہ تکلف سے زیادہ کوئی چیز اس اسلوب کے حسن و جمال کو ختم نہیں کرتی ہے، اور نہ جان بوجھ کر فن وصناعت کو استعمال کرنے سے زیادہ برے طریقہ پر اس کے حسن و جمال کو کوئی خراب کرتا ہے، (مطلب یہ کہ اس اسلوب میں جتنا تکلف ہوگا اور عمداً فن وصناعت کا استعمال ہوگا اتنا ہی اس اسلوب کے حسن وجمال میں خرابی ہوگی) ہمیں یقین ہے کہ آپ کو شاعر کا یہ شعر پسند نہیں آئے گا۔

فَأَمْطَرَتْ لُؤْلُؤًا مِنْ نَرْجِسٍ وَسَقَتْ	وَرْدًا وَعَضَّتْ عَلَى الْعُنَّابِ بِالْبَرَدِ

ترجمہ:-میری محبوبہ نے نرگس سے موتی برسائے، گلاب کو سیراب کیا، اور اولے سے عناب کو کاٹا۔

اس شعر میں شاعر نے آنسوؤں کو موتی سے تشبیہ دی، آنکھوں کو نرگس سے، رخسار کو گلاب سے، دانتوں کو اولے سے، اور مہندی لگی ہوئی انگلیوں کو عناب پھل سے تشبیہ دی ہے-- یہ سب عمداً تکلف اور تصنع ہے اس کی وجہ سے اس کا حسن و جمال نہیں رہا۔

اس پوری وضاحت سے آپ کے لئے یہ جاننا بالکل آسان ہوگیا کہ اس اسلوب کا اصل منبع اور مقام شعر اور نثر ہی ہیں، انہی میں یہ اسلوب پروان چڑھتا ہے، اور فن و جمال کی بلندی پر پہنچتا ہے۔

اسلوبِ خطابی:- تیسری قسم اسلوبِ خطابی ہے، اس اسلوب میں معانی اور الفاظ کا زور نمایاں ہوتا ہے، اور دلیل و برہان اور تر و تازہ عقل کی قوت ظاہر ہوتی ہے،-- اس اسلوب میں ایک خطیب اور مقرر اپنے سامعین کے ارادے سے ہم کلام ہوتا ہے تاکہ ان کے عزائم و خیالات کو برانگیختہ کرے اور ان کے حوصلوں کو بلند کرے-- اور اس اسلوب کی خوبصورتی، اور اس کی وضاحت و ظہور کا بڑا دخل ہے اس اسلوب کے مؤثر ہونے اور سامعین کے دلوں کی گہرائیوں تک اس کے پہنچنے میں،-- اور اس اسلوب کی اثر اندازی میں جو چیز چار چاند لگاتی ہے وہ ہے سامعین کے دلوں میں خطیب کا مقام و مرتبہ، اور اس کا زورِ بیان، اس کی دلیل کی مضبوطی، اس کی آواز کا اتار چڑھاؤ، اس کا حسنِ بیان اور اس کا ٹھوس اشارہ، (ان سب چیزوں سے اس اسلوب کی تاثیر بڑھ جاتی ہے)۔

ومن اظهر مميزات:- اس اسلوب کی نمایاں خصوصیت الفاظ کا تکرار، مترادفات کا استعمال، کہاوتوں کا بیان کرنا، اور بھاری بھرکم اور زوردار کلمات کا استعمال کرنا ہے،-- اس اسلوب میں بہتر ہے کہ مختلف تعبیریں یکے بعد دیگرے بدلتی رہیں، اخبار سے استفہام کی طرف، اور استفہام سے تعجب کی طرف، اور تعجب سے انکار کی طرف، اور اس اسلوب میں وقف کے مقامات مضبوط ہوں اور دل کے لئے تشفی بخش ہوں (مطلب یہ کہ مقرر ایک مضمون کو مختلف پیرایوں سے بار بار بیان کرے، مترادف الفاظ استعمال کرے، کہاوت و امثال بیان کرے، نیز تعبیرات بدلتا رہے، کبھی خبر کی شکل میں، کبھی استفہام کی شکل میں، کبھی تعجب کے انداز میں، کبھی انکار کی صورت میں اپنا بیان پیش کرے، ایک ہی تعبیر نہ اختیار کرے، نیز بیان میں ایسی جگہ ٹھہرے جہاں مضمون پورا ہو، سامعین کے دلوں کو تشفی ہو وغیرہ)۔

اس اسلوب کی سب سے بہترین مثال حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وہ تاریخی خطبہ ہے، جو آپ نے اس وقت

پیش کیا تھا جب سفیان بن عوف اسدی نے مقام انبار پر حملہ کر کے وہاں کے گورنر حسان بکری کو قتل کر دیا، یہ علاقہ حضرت علیؓ کے زیر حکومت تھا، اس وقت آپ نے یہ تقریر کی۔

''یہ غامدی شخص ہے، جس کے گھوڑے مقام انبار تک پہنچ گئے، اور اس نے حسان بکری کو قتل کر دیا اور اس نے تمہارے گھوڑوں کو سرحدوں سے ہٹا دیا اور تمہارے بہت سے نیک لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

اور مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ان کا ایک آدمی مسلمان عورت پر پھر ذمیہ عورت پر داخل ہوتا تھا، ان کے پازیب، ان کے کنگن، اور ان کی بالیاں چھینتا تھا، پھر وہ بالکل صحیح سالم واپس ہو گئے ان میں سے کسی کو بھی زخم نہیں پہنچا اور نہ ہی ان میں سے کسی کا خون بہا، پس اگر اس کے بعد کوئی مسلمان شخص مارے افسوس کے مر جائے تو اس پر کوئی ملامت نہیں ہے، بلکہ وہ میرے نزدیک اس کے لائق ہے۔

پس بڑا تعجب ہے باطل پر رہتے ہوئے ان کی کوشش پر، اور حق پر ہوتے ہوئے تمہاری بزدلی پر، تمہارے لئے ہلاکت ہو جب کہ تم ایسا نشانہ بن گئے ہو جس پر تیر اندازی کی جاتی ہے، تم پر حملہ کیا جا رہا ہے، اور تم حملہ کرتے نہیں ہو، تم سے جنگ کی جاتی ہے اور تم جنگ کرتے نہیں ہو، اور اللہ کی نافرمانی کی جاتی ہے، اور تم اس پر راضی اور خوش ہو''۔

ملاحظہ کیجئے کہ حضرت علیؓ نے اپنے خطبہ میں کس طرح تدریجاً اپنے سامعین کے جذبات کو برانگیختہ کیا ہے، یہاں تک کہ وہ چوٹی تک پہنچ گئے -- اس لئے کہ سب سے پہلے آپؓ نے انبار کی جنگ کی خبر دی، پھر اپنے گورنر کے قتل کی خبر دی، پھر یہ بتلایا کہ سفیان بن عوف نے اتنے پر ہی بس نہیں کیا، بلکہ ان کے بہت سے مردوں اور لوگوں کو تہہ تیغ کیا، -- پھر دوسرے فقرہ میں ان کے حمیت کے مقام اور ہر شریف عربی شخص کے دل میں عزیمت ونخوت کے جذبہ کی طرف متوجہ ہوئے، اور نخوت کا وہ جذبہ اور مقام عورت ہے، اس لئے کہ عرب اپنی عورتوں اور پردہ نشین خواتین کے دفاع میں اپنی جانوں کی بازی لگا دینا ارزاں سمجھتے تھے، چنانچہ حضرت علی نے فرمایا کہ ان لوگوں نے ان کی عورتوں کی عزت وآبرو کی بے حرمتی کی اور صحیح سالم واپس ہو گئے۔

پھر تیسرے فقرہ میں حضرت علیؓ نے دشمنوں کے باطل پر مضبوطی سے جمے رہنے اور باطل کی مدد کرنے پر اور اپنی قوم کے حق سے بزدلی دکھانے اور حق کی مدد نہ کرنے پر حیرت وتعجب کا اظہار کیا ہے، پھر آپ کا غصہ انتہاء

کو پہنچ گیا تو ان کو بزدلی اور کم ہمتی کا عار دلایا۔

یہ اسلوبِ خطابی کی ایک مثال ہے، اس عجلت میں ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اور مجھے امید ہے کہ کلام میں بلاغت کے اسرار و رموز اور اسالیب کی قسموں کو بیان کرنے میں ہم بامراد رہے ہیں تاکہ طالبعلم کلام کے اسلوبوں، ان کے استعمال کے مواقع، اور ان کو ادا کرنے کی شرائط سے پوری طرح آگاہ ہوجائے، اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

☆☆☆

علم بیان

ا۔ پہلا باب تشبیہ اور اس کے ارکان کے بیان میں

الامثلہ (مثالیں)

(۱) ابو العلا معری نے اپنے ممدوح کی تعریف میں کہا ہے۔

أَنْتَ كَالشَّمْسِ فِي الضِّيَاءِ وَإِنْ جَا	وَزْتَ كِيْوَانَ فِيْ عُلُوِّ الْمَكَانِ

ترجمہ:- آپ روشنی میں آفتاب کی طرح ہیں، اگر چہ آپ بلندی میں زحل ستارہ سے بھی آگے ہیں۔

(۲) دوسرے شاعر نے کہا۔

أَنْتَ كَاللَّيْثِ فِي الشُّجَاعَةِ وَالْإِقْ	دَامِ وَالسَّيْفِ فِي قِرَاعِ الْخُطُوْبِ

ترجمہ:- آپ بہادری اور جرأت میں شیر کی طرح ہیں، اور حوادث سے مقابلہ کرنے میں تلوار کی طرح ہیں۔

(۳) دوسرے شاعر نے کہا ہے۔

كَأَنَّ أَخْلَاقَكَ فِي لُطْفِهَا	وَرِقَّةٍ فِيْهَا نَسِيْمُ الصَّبَاحِ

ترجمہ:- گویا کہ آپ کے اخلاق اپنی لطافت اور نرمی میں نسیم صبح کی طرح ہیں۔

(۴) دوسرے شاعر نے کہا ہے۔

كَأَنَّمَا الْمَاءُ فِيْ صَفَاءٍ	وَقَدْ جَرىٰ ذَائِبُ اللُّجَيْنِ

ترجمہ:- پانی صاف شفاف ہونے میں جب کہ بہے ایسا ہے گویا کہ پگھلی ہوئی چاندی ہو۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

پہلے شعر میں شاعر نے روشن چہرے اور چمکدار پیشانی والے ممدوح کے لئے ایک مثیل (نظیر) لانے کا ارادہ کیا، جس میں روشنی اور چمک کی صفت مضبوط ہو، تو اس نے سورج سے زیادہ مضبوط اور قوی کسی چیز کو نہیں پایا

تو اس نے اپنے ممدوح کو سورج سے تشبیہ دیدی، اور اس تشبیہ کے لئے کاف کو استعمال کیا۔

دوسرے شعر میں شاعر نے اپنے ممدوح میں شجاعت اور حوادث سے ٹکرانا یہ دو صفتیں دیکھیں تو اس نے ممدوح کے لئے دو نظیریں تلاش کیں، جن میں یہ دونوں صفتیں مضبوط ہوں، تو اس نے پہلی صفت شجاعت میں شیر کے ساتھ تشبیہ دی، اور دوسری صفت (حوادث سے ٹکرانا) میں تلوار سے تشبیہ دیدی اور اس مشابہت کو ''کاف'' سے بیان کیا۔

تیسرے شعر میں شاعر نے یہ محسوس کیا کہ اس کے دوست کے اخلاق ایسے نرم اور پاکیزہ ہیں، جن سے دل کو راحت ملتی ہے، تو اس نے اس کی نظیر لانے کی کوشش کی جس میں یہ صفت واضح اور قوی ہو تو اس نے بادِ نسیم کو مناسب سمجھا، پس شاعر نے اپنے دوست کے اخلاق اور بادِ نسیم کے درمیان مشابہت قائم کردی، اور اس مشابہت کو حرف تشبیہ '' **كَأَنَّ** '' سے بیان کیا۔

اور چوتھے شعر میں شاعر نے صاف شفاف پانی کے لئے نظیر لانے کی کوشش کی، جس میں صاف شفاف ہونے کی صفت قوی ہو، تو اس نے پگھلی ہوئی چاندی میں یہ صفت نمایاں اور قوی دیکھی تو صاف شفاف پانی اور پگھلی ہوئی چاندی کے درمیان مماثلت قائم کردی، اور اس مشابہت کو حرف تشبیہ '' **كَأَنَّ** '' سے بیان کیا۔

ان چاروں اشعار میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ کسی چیز کو کسی چیز کے مثل قرار دیا گیا ہے ایک مشترکہ صفت میں، اور اس مشابہت کو بتلانے کے لئے پہلے دو شعروں میں حرف تشبیہ '' **کاف** '' ہے، اور دوسرے دو شعروں میں حرف تشبیہ '' **كَأَنَّ** '' ہے، اور اسی کا نام تشبیہ ہے،-- آپ نے دیکھ لیا کہ تشبیہ کے لئے چار ارکان ضروری ہیں، (۱) ایک وہ چیز جس کو تشبیہ دینا مقصود ہو، اس کا نام '' **مشبه** '' ہے (۲) دوسری وہ چیز جس کے ساتھ تشبیہ دی جارہی ہو، اس کا نام '' **مشبه به** '' ہے ان دونوں کا نام ''اطراف تشبیہ'' ہے، (۳) اور طرفین یعنی مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان مشترک صفت کو '' **وجه شبه** '' کہتے ہیں اور اس وجہ شبہ کا مشبہ بہ میں زیادہ قوی ہونا ضروری ہے مشبہ کے مقابلہ میں، جیسے آپ نے مثالوں میں دیکھا (۴) پھر چوتھی چیز ''اداتِ تشبیہ'' **کاف، كَأَنَّ** وغیرہ ہیں۔

ہر تشبیہ میں طرفین یعنی مشبہ اور مشبہ بہ کا پایا جانا ضروری ہے، لیکن کبھی مشبہ کے معلوم ہونے کی وجہ سے اس کو حذف کردیا جاتا ہے، لیکن عبارت میں اس کو مقدر مانا جاتا ہے، اور یہ مقدر ماننا اس کے موجود ہونے کے درجہ میں ہوتا ہے، جیسے کہ آپ سے پوچھا جائے **كَيْفَ عَلِيٌّ**؟ علی کیسا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا **"كَالزَّهْرَةِ الذَّابِلَةِ"** مرجھائے ہوئے پھول کی طرح -- تو یہ **"كالزهرة"** مبتدا محذوف کی خبر ہے، جو مبتدا کہ یہاں مشبہ ہے، تقدیر عبارت ہوگی **" هو كالزهرة الذابلة"** -- غرض مشبہ یہاں محذوف ہے اگرچہ اعراب میں وہ تقدیراً موجود ہے، اور کبھی کبھی وجہِ شبہ اور اداتِ تشبیہ کو بھی حذف کردیا جاتا ہے جیسا کہ اس کا بیان آگے آئے گا۔

القواعد (قاعدے)

(۱) **تشبيه**:- اس بات کے بیان کرنے کو کہتے ہیں کہ ایک چیز یا چند چیزیں دوسری چیز کے ساتھ ایک صفت یا زیادہ صفتوں میں شریک ہیں حرف تشبیہ کاف یا اس کے مانند کے ذریعہ، وہ ادات تشبیہ چاہے لفظوں میں مذکور ہو یا لفظوں میں نہ ہو لیکن ملحوظ ہو۔

(۲) ارکان تشبیہ چار ہیں، وہ یہ ہیں

(الف) **مشبه** (ب) **مشبه به**، یہ دونوں تشبیہ کے طرفین کہلاتے ہیں، (ج) **ادات تشبيه** (د) **وجه شبه**، وجہ شبہ کا مشبہ کے مقابلہ میں مشبہ بہ میں زیادہ واضح اور قوی ہونا ضروری ہے۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

ابو العلاء معری کہتا ہے ۔

رُبَّ لَيْلٍ كَأَنَّهُ الصُّبْحُ فِي الْحُسْـ	ـنِ وَإِنْ كَانَ أَسْوَدَ الطَّيْلَسَانِ
وَسُهَيْلٌ كَوَجْنَةِ الحِبِّ فِي اللَّوْ	نِ وَقَلْبِ الْمُحِبِّ فِي الْخَفَقَانِ

ترجمہ:- (۱) بہت سی راتیں حسن وخوبصورتی میں گویا کہ وہ صبح ہیں، اگرچہ وہ سیاہ چادر والی ہیں۔

(۲) اور سہیل ستارہ رنگ میں محبوب کے رخسار کی طرح ہے، اور دھڑکنے میں عاشق کے دل کی طرح ہے۔

الاجابہ (نمونہ کا حل)

	مشبہ	مشبہ بہ	اداۃ تشبیہ	وجہ شبہ
۱	كَأَنَّهٗ میں ضمیر	اَلصُّبْحُ	کان	الْحُسْنُ
۲	سُهَيْلٌ	وَجْنَةُ الْحِبِّ	کاف	اَللَّوْنُ
۳	سُهَيْلٌ	قَلْبُ الْمُحِبِّ	کاف (مقدر)	اَلْخَفْقَانِ

تمرین نمبر (۱)

آنے والی مثالوں میں تشبیہ کے ارکان بیان کریں

(۱) آپ سخاوت میں سمندر کی طرح، بلندی میں آفتاب کی طرح، اور چمک دمک میں چودھویں کے چاند کی طرح ہیں۔

(۲) انسان کی عمر مہمان کی طرح ہے یا خواب میں آنے والے اس خیال کی طرح ہے جسے قرار نہیں ہوتا ہے۔

(۳) فلاں کا کلام مٹھاس میں شہد کی طرح ہے۔

(۴) تمام انسان برابری میں کنگھے کے دندانوں کی طرح ہیں۔

(۵) ایک دیہاتی نے ایک آدمی کے بارے میں کہا، میں نے بھڑکنے میں کوئی نگاہ نہیں دیکھی جو اس کی نگاہ کے مقابلہ میں آگ کی لپٹ سے زیادہ مشابہ ہو۔

(۶) ایک دیہاتی نے ایک آدمی کی تعریف میں کہا کہ اس کو ایسا علم حاصل ہے جس میں جہل کی آمیزش نہیں ہے، اور ایسی سچائی حاصل ہے جس میں کذب کی ملاوٹ نہیں ہے، اور وہ سخاوت میں ایسا ہے گویا وہ موسلا دھار بارش ہے قحط سالی کے وقت۔

(۷) کسی دوسرے آدمی کا قول ہے ''وہ لوگ ایسے گھوڑوں پر بیٹھ کر آئے، گویا ان کی گردنیں شہرت میں جھنڈوں کی طرح ہیں، اور ان کے کان پتلے پن میں قلم کے پروں کی طرح ہیں، اور ان کے شہسوار جرأت میں گھنی

جھاڑیوں میں رہنے والے شیر ہیں۔

(۸) بادشاہوں کا کلام تیز تلواروں کی طرح ہے کاٹنے میں اور معاملات نافذ کرنے میں۔

(۹) اس کا دل سختی اور قساوت میں پتھر کی طرح ہے۔ (۱۰) فلان کی پیشانی صفائی اور چمکنے میں آئینہ کی طرح ہے۔

حل تمرین - ۱

نمبر شمار	مشبہ	مشبہ بہ	اداۃ تشبیہ	وجہ شبہ
۱	أَنْتَ	اَلْبَحْرُ	کاف	اَلسَّمَاحَةُ
۱	أَنْتَ	اَلشَّمْسُ	کاف (مقدر)	اَلْعُلُوُّ
۱	أَنْتَ	اَلْبَدْرُ	کاف (مقدر)	اَلْإِشْرَاقُ
۲	اَلْعُمْرُ	اَلضَّيْفُ	مثل	لَيْسَ لَهُ إِقَامَةٌ
۲	اَلْعُمْرُ	اَلضَّيْفُ	کاف	لَيْسَ لَهُ إِقَامَةٌ
۳	كَلَامُ فُلَانٍ	اَلشَّهْدُ	کاف	اَلْحَلَاوَةُ
۴	اَلنَّاسُ	أَسْنَانُ الْمُشْطِ	کاف	اَلْاِسْتِوَاءُ
۵	نَظْرَةٌ	لَهِيْبُ النَّارِ	أَشْبَهُ	اَلتَّوَقُّدُ
۶	كَأَنَّهُ میں ضمیر	اَلْوَبْلُ عِنْدَ الْمَحْلِ	کان	اَلْجُوْدُ
۷	اَلْأَعْنَاقُ	اَلْأَعْلَامُ	کان	اَلشُّهْرَةُ
۷	اَلْآذَانُ	أَطْرَافُ أَقْلَامٍ	کان (مقدر)	اَلدِّقَّةُ
۷	فُرْسَانٌ	أُسُوْدُ أجَامٍ	کان (مقدر)	اَلْجُرْأَةُ
۸	أَقْوَالُ الْمُلُوْكِ	اَلسُّيُوْفُ الْمُوَاضِي	کاف	اَلْقَطْعُ وَالْبَتُّ
۹	اَلْقَلْبُ	اَلْحِجَارَةُ	کاف	اَلْقَسْوَةُ وَالصَّلَابَةُ
۱۰	جَبِيْنُ فُلَانٍ	صَفْحَةُ الْمِرْآةِ	کاف	اَلصَّفَاءُ وَالتَّلَؤْلُؤُ

التمرین-۲

آنے والے اطراف سے چند تشبیہات اس طرح بنائیں کہ ہر طرف کے ساتھ اس کے مناسب طرف کا انتخاب کریں۔

(۱) **اَلْعَزِيْمَةُ الصَّادِقَةُ كَالسَّيْفِ الْقَاطِعِ** ـــ سچا ارادہ کاٹنے والی تلوار کی طرح ہے۔

(۲) **كَأَنَّ الْبَخِيْلَ شَجَرَةٌ لَاتُثْمِرُ** ـــ گویا کہ بخیل ایسا درخت ہے جو پھل نہیں دیتا ہے۔

(۳) **اَلْحَدِيْثُ الْمُمْتِعُ يُشْبِهُ نَغَمَ الْأَوْتَارِ** ـــ دلچسپ بات سارنگی کے نغمہ کے مانند ہے۔

(۴) **اَلْمَطَرُ لِلْاَرْضِ مِثْلُ الْحَيَاةِ تَدِبُّ فِي الْاَجْسَامِ** ـــ زمین کے لئے بارش جسموں میں دوڑنے والی زندگی کی طرح ہے۔

التمرین-۳

چند تشبیہات اس طرح بنائیں کہ ان میں آنے والے کلمات میں سے ہر ایک مشبہ ہو۔

(۱) **كَأَنَّ الْقِطَارَ فِي السُّرْعَةِ سَهْمٌ خَرَجَ مِنْ قَوْسِهِ** ـــ گویا ٹرین تیز رفتاری میں کمان سے نکلا ہوا تیر ہے۔

(۲) **اَلْهَرَمُ الْاَكْبَرُ كَالطَّوْدِ فِي الْاِرْتِفَاعِ** ـــ بڑا ھرم پہاڑ کی طرح ہے بلندی میں (ھرم مصر والوں کی وہ بڑی عمارت جو بادشاہوں کے مدفن کے لیے بنائی جاتی تھی)

(۳) **اَلْكِتَابُ كَالْجَلِيْسِ الصَّالِحِ فِيْ تَهذِيْبِ النُّفُوْسِ** ـــ دلوں کو سنوارنے میں کتاب بہترین ہم نشین کی طرح ہے۔

(۴) **اَلْحِصَانُ فِي السُّرْعَةِ كَالرِّيْحِ الْعَاصِفَةِ** ـــ گھوڑا تیز رفتاری میں تیز آندھی کی طرح ہے۔

(۵) **كَأَنَّ الْمَصَابِيْحَ فِي تَلَأْلُئِهَا نُجُوْمُ السَّمَاءِ** ـــ گویا کہ چراغ روشنی اور چمک میں آسمان کے ستارے ہیں۔

(۶) **حَسِبْتُ الصَّدِيْقَ فِي عِطْفِهِ وَحنوّه أَخَاشَفِيْقاً** ـــ میں نے دوست کو نرمی اور شفقت میں شفیق بھائی سمجھا۔

(۷) اَلْمُعَلِّمُ كَالنَّجْمِ يَهْدِىْ الضَّالَّ وَيُرْشِدُ الْحَائِرَ ــــ استاذ گمراہ کو راستہ بتانے میں اور حیران وسرگرداں کی رہبری کرنے میں ستارہ کی طرح ہے۔

(۸) اَلدَّمْعُ مِثْلُ الدُّرِّ فِى الصَّفَاءِ ــــ آنسو صاف شفاف ہونے میں موتی کی طرح ہے۔

التمرین-۴

آنے والے کلمات میں سے ہر ایک کو مشبہ بہ بناؤ

(۱) حَسِبْتُ مُحَمَّداً فِى الْجُوْدِ بَحْرًا ــــ میں نے محمد کو سخاوت میں سمندر خیال کیا۔

(۲) خِلْتُ خَالِداً فِى الْجُرْأَةِ اَسَداً ــــ میں نے خالد کو جرأت میں شیر سمجھا۔

(۳) اَلْمُرَبِّيَةُ فِى الشَّفْقِهِ كَأُمٍّ رَؤُوْمٍ ــــ تربیت کرنے والی شفقت میں مہربان ماں کی طرح ہے۔

(۴) خُلْقُ عَلِيٍّ كَالنَّسِيْمِ الْعَلِيْلِ رِقَّةً وَلُطْفاً ــــ علی کے اخلاق خوش گوار بادنسیم کی طرح ہیں رقت ونرمی میں

(۵) فِكْرُكَ فِى إِظْهَارِ الْحَقَائِقِ كَالْمِرْاٰةِ الصَّافِيَةِ ــــ حقائق کو ظاہر کرنے میں آپ کی سوچ صاف شفاف آئینہ کی طرح ہے۔

(۶) كَأَنَّ الْاَمَانِىَّ فِى اِنْعَاشِ النُّفُوْسِ حُلْمٌ لَذِيْذٌ ــــ آرزوئیں گویا کہ لذیذ خواب ہیں دلوں کی نشاط آفرینی میں

التمرین-۵

آنے والے الفاظ میں سے ہر ایک کو اپنے تشبیہی جملے میں وجہ شبہ بنائیں، اور تشبیہ کے طرفین متعین کریں۔

نمبر	تشبیہ مطلوب	مشبہ	مشبہ بہ	وجہ شبہ
۱	اَلشَّيْبُ فِي الْبِيَاضِ كَالصُّبْحِ	اَلشَّيْبُ	اَلصُّبْحُ	اَلْبَيَاضُ
۲	اَلشَّعْرُ فِى السَّوَادِ كَاللَّيْلِ	اَلشَّعْرُ	اَللَّيْلُ	اَلسَّوَادُ
۳	هٰذَا الدَّوَاءُ مِثْلُ الْحَنْظَلِ فِى الْمُرَارَةِ	هٰذَا الدَّوَاءُ	اَلْحَنْظَلُ	اَلْمُرَارَةُ

۴	كَأَنَّ حَدِيْثَكَ الشَّهْدُ فِي حَلَاوَتِهِ	حَدِيْثُكَ	الشَّهْدُ	اَلْحَلَاوَةُ
۵	مَشْيُكَ كَمَشْيِ اَلسَّلْحَفَاةِ فِي الْبُطْأِ	مَشْيُكَ	مَشْيُ السَّلْحَفَاةِ	الْبُطْأُ
۶	اَلْجَوَادُ فِي السُّرْعَةِ كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ	اَلْجَوَادُ	الْبَرْقُ الْخَاطِفُ	السُّرْعَةُ
۷	عَضْلُهُ كَالْحَدِيْدِ فِي الصَّلَابَةِ	عَضْلُهُ	الْحَدِيْدُ	الصَّلَابَةُ

ترجمہ:-(۱) بوڑھاپا سفیدی میں صبح کی طرح ہے (۲) بال سیاہی میں رات کی طرح ہے (۳) یہ دوا کڑواہٹ میں حنظل کے پھل کی طرح ہے (۴) آپ کی بات مٹھاس میں گویا شہد ہے (۵) تمہاری چال سست رفتاری میں کچھوے جیسی ہے (۶) عمدہ گھوڑا تیز رفتاری میں اچکنے والی بجلی کی طرح ہے (۷) اس کا پٹھا لوہے کی طرح ہے سختی میں۔

التمرين-۶

موجیں مارتے ہوئے سمندر میں ایک کشتی کا مختصر حال بیان کریں، اور اس دوران تین تشبیہات استعمال کریں

خَرَجْتُ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى شَاطِئِ الْبَحْرِ، فَرَأَيْتُ سَفِيْنَةً كَأَنَّهَا مَدِيْنَةٌ تَجْرِيْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَتَعْصِفُ بِهَا الرِّيْحُ فَتَمِيْلُ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ، طَوْراً تَرْتَفِعُ وَطَوْراً تَنْخَفِضُ، وَمَا زَالَتْ بَيْنَ رَفْعٍ وَخَفْضٍ حَتّٰى اَوَتْ إِلَى الْمِيْنَاءِ، وَتَرَكَتِ الْمَوْجَ وَرَاءَ هَا كَأَنَّهُ قِطَعُ اللَّيْلِ

ترجمہ:- میں ایک دن سمندر کے کنارہ نکلا، تو میں نے ایک کشتی دیکھی گویا وہ شہر ہے جو پہاڑوں جیسی موجوں میں چل رہا ہے، اور اس کو ہوا اڑا لے جا رہی ہے پس وہ کشتی کبھی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب جھکتی ہے، کبھی اوپر اٹھتی ہے اور کبھی نیچے جاتی ہے، اسی طرح برابر اتار چڑھاؤ رہا یہاں تک کہ اس نے پناہ لی بندرگاہ میں، اور موجوں کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا، موجیں ایسی لگ رہی تھیں گویا وہ رات کے ٹکڑے ہیں۔

التمرين-۷

ممدوح کے بارے میں متنبی کے اشعار کی مختصر وضاحت کریں، اور ان اشعار میں موجود تشبیہ کے جمال کو بیان کریں۔

اشعار کا ترجمہ:- میرا ممدوح چاند کی طرح ہے، آپ جس طرف سے بھی اس کی طرف التفات کریں آپ اس کو دیکھ سکتے ہیں، وہ آپ کو ایک چمکتا ہوا نور عطا کرے گا، ہمارا ممدوح سمندر کی طرح ہے کہ قریب

والوں کے لئے سخاوت کے طور پر موتی پھینکتا ہے، اور دور والوں کے لئے بادلوں کو بھیجدیتا ہے، وہ ہمارا ممدوح آسمان کے جگر میں یعنی بیچ میں رہنے والے سورج کی طرح ہے، درانحالیکہ اس کی روشنی مشرق ومغرب میں تمام علاقوں میں چھا جاتی ہے۔

متنبی کے اشعار کی تشریح:

ترجمہ: متنبی کہتا ہے کہ ممدوح کا فضل وکرم ایسا عام ہے جو ہر دور اور نزدیک کو شامل ہے چنانچہ وہ ماہ کامل کی طرح ہے جو اپنی روشنی تمام لوگوں پر بکھیرتا ہے اور انسانوں کے درمیان تفریق نہیں کرتا، اور دریا کے مانند ہے جو سب پر اپنی نوازش کرتا ہے پس قریب والوں کو موتیوں سے نوازتا ہے اور دور والوں کے لیے بادل بھیجتا ہے اور آفتاب کی طرح ہے جو کائنات کی ہر سمت میں طلوع ہوتا ہے نہ کسی شہر کو چھوڑتا ہے اور نہ کسی جگہ کو محروم کرتا ہے۔

تشبیہات میں حسن وجمال:-

ترجمہ: یہاں تشبیہ کا حسن چند امور سے پیدا ہوا ہے (۱) شاعر اپنے ممدوح کو ایسی تین چیزوں سے تشبیہ دینے پر کامیاب ہوا جن میں سے ہر ایک معنیٔ واحد پر مشتمل ہے (۲) تشبیہات مذکورہ میں مقصود وجہ شبہ کی ندرت ہے کیوں کہ معروف یہ ہے کہ انسان کو جو خوبصورتی میں چاند اور سورج سے تشبیہ دی جائے اور جود وسخا میں دریا سے مگر تینوں چیزوں سے صلائے عام اور ہمہ جہت نفع رسانی میں تشبیہ دینا ایک غیر مروج طریقہ ہے۔ اور یہ چیز ایک ادیب کو حاصل ہوسکتی ہے (۳) شاعر نے وجہ شبہ کے بیان میں سلاست اور روانی کے ساتھ شعر میں نازک خیالی اور نادر منظر کشی کو سمو دیا ہے

۲- اقسام تشبیہ

الامثلہ (مثالیں)

(۱) شاعر کہتا ہے ؂

أَنَا كَالْمَاءِ إِنْ رَضِيْتُ صَفَاءً	وَاِذَا مَا سَخِطتُّ كُنْتُ لَهِيْبًا

ترجمہ: میں صفائی میں پانی کی طرح ہوں اگر میں خوش رہوں، اور جب میں غصہ ہوتا ہوں تو آگ کا شعلہ

بن جاتا ہوں۔

کَأَنَّهُ الْبَحْرُ ظَلَاماً وَإِرْهَاباً	سِرْنَا فِي لَيْلٍ بَهِيْمٍ

ترجمہ:- ہم تاریک رات میں چلے گویا کہ وہ تاریکی اور خوفناکی میں سمندر ہے۔

(۳) ابن رومی کہتا ہے ایک گانے والے کے نغمہ کی تاثیر میں۔

سِنَةٌ تَمَشّٰى فِي مَفَاصِلِ نُعَّسٍ	فَكَأَنَّ لَذَّةَ صَوْتِهِ وَدَبِيْبَهَا

ترجمہ:- تو گویا کہ مغنی کی آواز کی لذت، اور اس کے اثر کی کیفیت ایک اونگھ ہے جو سونے والوں کی رگ و پے میں دوڑ گئی۔

(۴) ابن المعتز نے کہا

نارٌ جَلَتْهُ حَدَائِدُ الضَّرَّابِ	وَكَأَنَّ الشَّمْسَ الْمُنِيْرَةَ دِيْ

ترجمہ:- گویا کہ روشن سورج ایک دینار ہے جس کو ڈھالنے والے کی چوٹوں نے صیقل کر دیا ہے۔

(۵) اَلْجَوَادُ فِي السُّرْعَةِ بَرْقٌ خَاطِفٌ ـــــ عمدہ گھوڑا تیز رفتاری میں اچکنے والی بجلی ہے۔

تَجْتَلِيْكَ الْعُيُوْنَ شَرْقًا وَغَرْبًا	(۶) أَنْتَ نَجْمٌ فِيْ رِفْعَةٍ وَضِيَاءٍ

ترجمہ:- آپ بلندی اور روشنی میں ایک ستارہ ہیں، آپ کو نگاہیں دیکھ سکتی ہیں چاہے مشرق میں ہوں یا مغرب میں۔

(۷) متنبی نے یہ شعر کہا جس وقت سیف الدولہ نے سفر کا پختہ ارادہ کرلیا۔

نَحْنُ نَبْتُ الرُّبَا وَأَنْتَ الْغَمَامُ	اَيْنَ أَزْمَعْتَ أَيُّهَا ذَا الْهُمَامُ

ترجمہ:- اے بلند ہمت بادشاہ! آپ نے کہاں کا ارادہ کیا ہے ہم تو ٹیلے کی گھاس ہیں اور آپ بادل ہیں۔

(۸) مرقش نے کہا۔

نِيْرُ وَاَطْرَافُ الْأَكُفِّ عَنَمْ	اَلنَّشْرُ مِسْكٌ وَالْوُجُوْهُ دَنَا

ترجمہ:- محبوبہ کے جسم سے پھوٹنے والی خوشبو مشک ہے، اور چہرے دینار ہیں، اور ان کی ہتھیلیوں کے پورو ے عنم کے درخت ہیں (جس کے پھول سرخ اور شاخیں نرم و نازک ہوتی ہیں)۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

پہلے شعر میں شاعر اپنے آپ کو رضامندی کی حالت میں پرسکون صاف شفاف پانی سے تشبیہ دے رہا ہے، اور غصہ کی حالت میں شعلہ مارنے والی آگ سے تشبیہ دے رہا ہے، پس وہ محبوب بھی ہے اور خوفناک بھی ہے-- اور دوسری مثال میں رات کو تاریکی اور خوفناکی میں سمندر سے تشبیہ دے رہا ہے-- اگر آپ پہلے شعر اور دوسری مثال میں غور کریں گے تو دیکھیں گے کہ ادات تشبیہ دونوں میں سے ہر ایک میں موجود ہے اور ہر وہ تشبیہ جس میں ادات تشبیہ مذکور ہو، اس کا نام ''تشبیہ مرسل'' ہے، اور اگر دوبارہ دونوں تشبیہوں کو دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ دونوں میں وجہ شبہ بیان کر دیا گیا ہے، اور ہر وہ تشبیہ جس میں وجہ شبہ مذکور ہو اس کا نام ''تشبیہ مفصل'' ہے، ـــ تیسری مثال میں ابن الرومی گانے والے کی حسین آواز اور اس کو اچھی طرح پیش کرنے کا حال بیان کر رہا ہے کہ ''گویا اس کی آواز کی لذت جسم میں اس طرح سرایت کرتی ہے جیسے ہلکی نیند کا ابتدائی مرحلہ جسم میں سرایت کرتا ہے، لیکن شاعر نے اس اعتماد پر وجہ شبہ ذکر نہیں کیا کہ آپ خود اس کا ادراک کر سکتے ہیں، اور وہ (وجہ شبہ) دونوں حالتوں میں راحت حاصل ہونا اور لذت حاصل ہونا ہے، ـــ اور چوتھی مثال میں ابن المعتز طلوع ہونے کے وقت سورج کو ایسے صاف شفاف دینار سے تشبیہ دے رہا ہے جس کے ڈھالے جانے کا زمانہ قریب ہو (یعنی ابھی ابھی ڈھالا گیا ہو) لیکن اس نے بھی وجہ شبہ کو ذکر نہیں کیا ہے، اور وہ (وجہ شبہ) زرد ہونا اور چمکدار ہونا ہے اور اس قسم کی تشبیہ جس میں وجہ شبہ مذکور نہ ہو، اس کو ''تشبیہ مجمل'' کہتے ہیں۔

اور پانچویں اور چھٹی مثال میں عمدہ گھوڑے کو تیز رفتاری میں بجلی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، اور ممدوح کو بلندی اور روشنی میں ستارے سے تشبیہ دی گئی ہے، مگر دونوں تشبیہوں میں ادات تشبیہ مذکور نہیں ہے، اور ادات تشبیہ کا ذکر نہ کرنا یہ اس دعوی کو مؤکد کرنے کے لئے ہے کہ مشبہ عینِ مشبہ بہ ہے، اور اس قسم کا نام ''تشبیہ مؤکد'' ہے۔

اور ساتویں مثال میں متنبی خوف وہراس کو ظاہر کر کے اپنے ممدوح سے سوال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ کہاں کا ارادہ کرتے ہیں، اور ہمیں چھوڑ کر کیسے سفر کر رہے ہیں، ہم تو آپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے، اس لئے کہ آپ تو بادل کی طرح ہیں جو بنجر زمین کو سرسبز کرتا ہے، اور ہم اس گھاس کی طرح ہیں جو بغیر بادل یعنی بارش کے

زندہ نہیں رہ سکتی، ـــ اور آخری شعر میں مرقش محبوب کے بدن سے پھوٹنے والی خوشبو کو مشک سے ـــ اور چہروں کو دیناروں سے ـــ اور مہندی لگے ہوئے پوروں کو عنم درخت سے تشبیہ دے رہا ہے۔

اور جب آپ ان تشبیہات میں غور کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ یہ ''تشبیہ مؤکد'' کی قسم میں سے ہے، لیکن ان میں ادات تشبیہ کے محذوف ہونے کے ساتھ ساتھ وجہ شبہ کا حذف بھی جمع ہو گیا ہے، (یعنی تمام تشبیہات میں ادات تشبیہ اور وجہ شبہ دونوں محذوف ہیں) وہ اس لئے کہ متکلم نے اس دعوی میں انتہائی مبالغہ کا ارادہ کیا ہے کہ مشبہ ہی بعینہ مشبہ بہ ہے، اسی وجہ سے اس نے ادات تشبیہ کو بھی مہمل کر دیا یعنی ذکر نہیں کیا جو کہ دلالت کرتا ہے کہ مشبہ وجہ شبہ میں مشبہ بہ سے کمزور ہے، اور وجہ شبہ کو بھی ذکر نہیں کیا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طرفین یعنی مشبہ اور مشبہ بہ ایک صفت یا چند صفات میں مشترک ہیں، نہ کہ تمام صفات میں، اور اس قسم ''کو تشبیہ بلیغ'' کہتے ہیں، اور یہی تشبیہ بلاغت کا مظہر ہے، اور ماہرین فن شعراء اور ادباء کی مقابلہ آرائی کا وسیع میدان ہے۔

القواعد (قاعدے)

(۳) تشبیہ مرسل وہ تشبیہ ہے جس میں اداتِ تشبیہ مذکور ہو (۴) تشبیہ مؤکد وہ تشبیہ ہے جس میں ادات تشبیہ محذوف ہو (۵) تشبیہ مجمل وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ محذوف ہو (۶) تشبیہ مفصل وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ مذکور ہو، (۷) تشبیہ بلیغ وہ تشبیہ ہے جس میں ادات تشبیہ اور وجہ شبہ دونوں محذوف ہوں۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

(۱) متنبی شاعر نے کافور کی مدح میں کہا

إِذَا نِلْتُ مِنْكَ الْوُدَّ فَالْمَالُ هَيِّنٌ	وَكُلُّ الَّذِىْ فَوْقَ التُّرَابِ تُرَابُ

ترجمہ:- جب مجھے آپ کی محبت حاصل ہوگئی تو مال تو معمولی چیز ہے، اور مٹی کے اوپر کی ہر چیز مٹی ہے۔

(۲) ایک دیہاتی نے ایک آدمی کی تعریف کرتے ہوئے کہا:

كَأَنَّهُ النَّهَارُ الزَّاهِرُ وَالْقَمَرُ الْبَاهِرُ	الَّذِىْ لَايَخْفٰى عَلٰى كُلِّ نَاظِرٍ

ترجمہ:- گویا کہ وہ روشن دن اور درخشاں چاند ہے، جو کسی بھی دیکھنے والے پر پوشیدہ نہیں ہے۔

(۳) زُرْنَا حَدِيْقَةً كَأَنَّهَا الْفِرْدَوْسُ فِى الْجَمَالِ وَالْبَهَاءِ ـــ ہم نے ایک باغیچہ کی زیارت کی گویا

کہ وہ حسن ورونق میں جنت الفردوس ہے۔

(۴) **اَلْعَالِمُ سِرَاجُ أُمَّتِه فِي الْهِدَايَةِ وَتَبْدِيْدِ الظَّلَامِ** — ایک عالم دینی راہ دکھانے اور تاریکی کو ختم کرنے میں اپنی قوم کا چراغ ہے۔

الاجابه (نمونہ کا حل)

نمبر	مشبه	مشبه به	نوع تشبیه	سبب
۱	كُلُّ الَّذِيْ فَوْقَ التُّرَابِ	تُرَابٌ	بليغ	اداۃ اور وجہ شبہ محذوف
۲	كَأَنَّهُ میں ضمیر کا مدلول	اَلنَّهَارُ الزَّاهِرُ	مرسل، مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۲	كَأَنَّهُ میں ضمیر کا مدلول	اَلْقَمَرُ الْبَاهِرُ	مرسل، مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۳	كَأَنَّهَا میں ضمیر کا مدلول	اَلْفِرْدَوْسُ	مرسل مفصل	اداۃ اور وجہ شبہ مذکور
۴	اَلْعَالِمُ	سِرَاجٌ	مؤكد مفصل	اداۃ محذوف، وجہ شبہ مذکور

التمرین-۱

آنے والی مثالوں میں تشبیہ کی اقسام بیان کریں۔

(۱) متنبی نے کہا۔

بیشک تلواریں ان لوگوں کا ساتھ دیتی ہیں جن کے دل تلواروں کے دلوں کی طرح ہوں جب کہ دونوں فریق آمنے سامنے مقابلہ کے لئے آجائیں۔

تو پائے گا تلوار کو اس کی دھار کی تیزی کے باوجود ہر بزدل کے ہاتھ میں بزدل کی طرح۔

(۲) اور متنبی نے ممدوح کے بارے میں کہا۔

امیر کے انعامات نے ہمارے ساتھ وہ معاملہ کیا جو آسمان اپنی زمین کے ساتھ کرتا ہے، اور امیر کا حق ہم ادا نہیں کر سکتے۔

(۳) اور اسی شاعر نے کہا۔

اور ممدوح کے پاس خطوط نہیں ہیں مگر تلواریں، اور اس کے پاس قاصد نہیں ہے مگر زبردست لشکر۔

(۴) اور شاعر نے کہا۔

جب سلطنت ممدوح سے کسی حادثہ میں مدد مانگتی ہے، تو وہ کافی ہو جاتا ہے، چنانچہ وہ تلوار ہاتھ اور دل بن جاتا ہے۔

(۵) اور صاحب کلیلہ دمنہ نے کہا ''مروت والے آدمی کا بغیر مال کے بھی اکرام کیا جاتا ہے جیسے کہ شیر اس سے ڈرا جاتا ہے اگر چہ وہ خاموش پڑا ہو''۔

(۶) آپ کی سیرت نیک لوگوں کے اعمال نامے کی طرح صاف ستھری اور بے غبار ہے۔

(۷) مال نفع اور نقصان میں تلوار کی طرح ہے۔

(۸) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ''اور اس کے لئے سمندر میں پہاڑوں کی طرح بلند و بالا کشتیاں ہیں''۔

(۹) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ''پس آپ اس میں لوگوں کو اس طرح پچھاڑا ہوا دیکھیں گے گویا وہ گرے ہوئے کھجور کے درخت کے تنے ہیں''۔

(۱۰) اور بحتری شاعر نے ممدوح کے بارے میں کہا ہے۔

سردی کی تیزی چلی گئی اور موسم ربیع نے ہم کو پالیا جو آپ کے مشابہ ہے، اور عید قریب آ گئی اور عید تو لوگوں کے لئے ہے یہاں تک کہ وہ گذر جائے، اور آپ تو عید کے لئے بھی عید ہیں۔

(۱۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالی نے کیسی مثال بیان فرمائی پاک کلمہ کی کہ وہ پاکیزہ درخت کی طرح ہے، جس کی جڑ زمین میں جمی ہوئی ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے، وہ درخت ہر موسم میں اپنے پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے، اور اللہ تعالی لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں، اور برے کلمہ کی مثال اس برے درخت کی طرح ہے جس کو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ دیا گیا ہو، جس کے لئے کوئی قرار و جماؤ نہیں ہے''۔

(۱۲) اور اللہ تعالی آسمان اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال اس طاق کی طرح ہے جس میں چراغ ہو،

چراغ ایک شیشہ میں ہو، شیشہ ایسا ہو گویا کہ وہ چمکدار ستارہ ہے، جس کو جلایا گیا ہو ایک مبارک زیتون کے درخت سے، جو نہ مشرق کے رخ پر ہو نہ مغرب کے، قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے، اگر چہ اس کو آگ نے نہ چھوا ہو، نور بالائے نور ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نور کی رہنمائی کرتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

(۱۳) دل الفت و محبت میں پرندہ کی طرح ہے جب وہ مانوس ہو جائے۔

(۱۴) ایک اعرابی نے کسی کی مدح کرتے ہوئے کہا۔

وہ جھومتا ہے تلوار کے جھومنے کی طرح جب وہ مست ہو جاتا ہے، اور اس کے اندر دلیری ہے شیر کی دلیری کی طرح جب وہ غضبناک ہوتا ہے۔

(۱۵) ایک اعرابی نے اپنے بھائی کی مدح کرتے ہوئے کہا۔

میرا بھائی ایسا درخت ہے جو کبھی بے پھل نہیں رہتا ہے، اور ایسا سمندر ہے جس کے گدلا ہونے کا ڈر نہیں ہے۔

(۱۶) بحتری نے کہا۔

چمکدار محلات ستاروں جیسے ہیں، قریب ہے کہ وہ چلنے والے کے لئے تاریکی کو روشن کر دیں۔

(۱۷) دور اندیش کی رائے باریک بینی میں ایک پیمانہ ہے۔

(۱۸) اور ابن تعاویذی نے کہا۔

جب بجلی گرجتی ہے تو تو بادل میں غضبناک شیر خیال کرے گا، جو چنگھاڑ رہا ہو۔

(۱۹) سری وفا نے ایک موم بتی کا حال بیان کرتے ہوئے کہا۔

وہ موم بتی بٹی ہوئی ہے اور مضبوط ہے جو بیان کر رہی ہے ہمارے سامنے نیزہ کے قد و قامت کو، گویا کہ وہ نوجوان کی عمر ہے، اور اس میں جو آگ ہے وہ موت کی طرح ہے۔

(۲۰) ایک اعرابی نے مذمت کرتے ہوئے کہا

فلاں شخص کی نگاہ میں دنیا کی عظمت نے میری نگاہ میں اس کو ذلیل کر دیا، اور جب کوئی سائل اس سے ملتا ہے تو وہ سمجھتا ہے گویا موت کا فرشتہ اس کے پاس آ گیا۔

(۲۱) ایک اعرابی نے ایک امیر سے کہا: آپ مجھے اپنی وہ لگام بنا دیجئے جس سے آپ دشمنوں کو کھینچتے ہیں۔

(۲۲) شاعر نے کہا ہے۔

کتنے ہی چہرے ہیں جو روشنی میں دن کی طرح ہیں، ایسے لوگوں کے لئے جو تاریکی میں رات کی طرح ہوتے ہیں۔

(۲۳) دوسرے شاعر نے کہا۔

آپ میرے دشمنوں کے مشابہ ہیں، تو میں ان سے محبت کرنے لگا اس لئے کہ میرا آپ سے نفع اٹھانا میرا ان سے نفع اٹھانا ہے۔

(۲۴) اور بحتری نے ممدوح کے بارے میں کہا۔

ہمارا ممدوح کاٹنے میں تلوار کی طرح ہے، اور مسلسل برسنے میں بادل کی طرح ہے، اور حملہ کرنے میں شیر کی طرح ہے۔

(۲۵) متنبی نے اپنے شعر کی تعریف میں کہا ہے۔

بیشک یہ شعر شعر کی دنیا میں فرشتہ ہے جو چل رہا ہے، پس وہ سورج ہے اور دنیا فلک ہے یعنی اس کا محور ہے۔

(۲۶) اور متنبی نے ممدوح کے بارے میں کہا ہے۔

پس اگر تمام لوگ رہے زمانے میں پیدا کئے جاتے تو یہ سب تو تاریکی ہوتے، اور آپ ان کے لئے دن (روشنی) ہوتے۔

(۲۷) اور متنبی نے کافور کی مدح میں کہا ہے

اور سب سے تیز ہتھیار -- جس کو آدمی اپنی گردن میں لٹکائے -- باشرافت ابوالمسک سے امید باندھنا اور اس کا قصد کرنا ہے۔

(۲۸) فلاں شخص ظاہر کے سیدھا ہونے اور باطن کے ٹیڑھا ہونے میں بینارہ کی طرح ہے۔

(۲۹) سری رفاء نے کہا ہے۔

وہ چھوٹے چھوٹے حوض جس کی زمین ستاروں سے مزین ہوگئی، اور زمین کا رخ پلٹ کر آسمان ہوگیا۔

(۳۰) بحتری نے کہا ہے۔

آپ فضل وبلندی میں نمایاں ہوگئے، پس آپ آسمان بن گئے اور لوگ زمین بن گئے۔

(۳۱) شاعر نے ایک باغیچہ کے بارے میں کہا۔

اگر بادل زمین پر نہ برستا اپنی پہلی بارش کے ساتھ یعنی ابتدا ہی سے تو آپ اس کے لئے بادل ہوجاتے۔

(۳۲) دنیا درانتی کی طرح ہے اس کا سیدھا پن اس کے ٹیڑھا ہونے میں ہے۔

(۳۳) مخلوق سے پرہیز ایسا ہے جیسے کھانے سے پرہیز

(۳۴) اور معری نے کہا۔

گویا میں نے کہا ہی نہیں کہ رات بچہ ہے، جب کہ تاریکی کا شباب تو ابتدا میں ہی ہوتا ہے، میری یہ رات سوڈانیوں کی دلہن ہے، جس پر موتیوں کے ہار ہیں، نیند میری پلکوں سے بھاگ گئی اس رات میں، بزدل کے دل سے امن کے بھاگنے کی طرح۔

(۳۵) اور ابن تعاویذی نے کہا۔

وہ لوگ سیاہ گھوڑوں پر سوار ہوگئے، اور ان کی زین ابتدائی چاند (لگ رہی) ہے، اور سوار چودھویں کے چاند بنے ہوئے ہیں، اور نیزے ستارے (لگ رہے) ہیں۔

(۳۶) اور ابن وکیع نے کہا۔

صبح کی تلوار سونت لی گئی تاریکی کے میان سے، اور رات غلس کے کپڑوں سے بے لباس ہوگئی۔

حل تمرین - ا

نمبر	مشبہ	مشبہ بہ	نوع تشبیہ	سبب
ا	قُلُوْبُهُمْ (الشجعان)	قُلُوْبُهُنَّ أَيِ السُّيُوْفُ	مرسل مجمل	اداۃ مذکور اور وجہ شبہ محذوف
ا	اَلْحُسَامُ بِكَفٍّ الْجَبَانِ	اَلْجَبَانُ	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ غیر مذکور
۲	فِعْلُ خَلْعِ الْأَمِيْرِ بِنَا	فِعْلُ السَّمَاءِ بِالْأَرْضِ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف

۳	اَلْمَشْرَفِیَّةُ	كُتُبٌ	بليغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۳	اَلْخَمِیْسُ اَلْعَرَمْرَمُ	رُسُلٌ	بليغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۴	کان کا اسم مستتر (هو)	اَلسَّیْفُ	بليغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۴	کان کا اسم مستتر (هو)	اَلْكَفُّ	بليغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۴	کان کا اسم مستتر (هو)	اَلْقَلْبُ	بليغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۵	اَلرَّجُلُ ذُوْ الْمُرُوْءَةِ	اَلْاَسَدُ	مرسل مجمل	اداۃ اور مذکور اور وجہ شبہ محذوف
۶	سِیْرَةٌ	صَحِیْفَةُ الْاَبْرَارِ	مرسل مفصل	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں مذکور
۷	اَلْمَالُ	سَیْفٌ	مؤكد مفصل	اداۃ محذوف، وجہ شبہ مذکور
۸	اَلْجَوَارِیْ	اَلْاَعْلَامُ (اَلْجِبَالُ)	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۹	كَأَنَّهُمْ میں ضمیر (هم)	اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۱۰	اَلرَّبِیْعُ الْجَدِیْدُ	بك میں کاف ضمیر	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۱۰	اَنْتَ	عِیْدُ	بليغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف

۱۱	كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ	شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۱۱	كَلِمَةٌ خَبِيْثَةٌ	شَجَرَةٌ خَبِيْثَةٌ	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۱۲	نُوْرُ اللهِ	مِشْكَاةٌ فِيْهَا مِصْبَاحٌ	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۱۲	اَلزُّجَاجَةُ	كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۱۳	اَلْقُلُوْبُ	اَلطَّيْرُ	مرسل مفصل	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں مذکور
۱۴	هِزَّةُ الْمَمْدُوْحِ	هِزَّةُ السَّيْفِ	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۱۴	جُرْأَةُ الْمَمْدُوْحِ	جُرْأَةُ اللَّيْثِ	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۱۵	أَخِي	شَجَرٌ لَايُخْلَفُ ثَمَرُهُ	بليغ	اداۃ اور وجہ دونوں محذوف
۱۵	اَخِي	بَحْرٌ لَايُخَافُ كَدْرُهُ	بليغ	اداۃ اور وجہ دونوں محذوف
۱۶	قُصُوْرٌ	اَلْكَوَاكِبُ	مرسل مفصل	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں مذکور
۱۷	رَأْيُ الْحَازِمِ	مِيْزَانٌ	مؤكد مفصل	اداۃ محذوف، وجہ شبہ مذکور
۱۸	اَلرَّعْدُ	اَلْأَسَدُ	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف

۱۹	اَلشَّمْعَۃُ اَلْمَفْتُوْلَۃُ اَلْمَجْدُوْلَۃُ	قَدُّ الْأَسَل	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۱۹	کَأَنَّھَا میں ضمیر (ھا)	عُمْرُ الْفَتٰی	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۱۹	اَلنَّارُ	اَلْأَجَلُ	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۲۰	اَلسَّائِلُ	مَلَکُ الْمَوْتِ	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۲۱	ضمیر متکلم جسکا مرجع اعرابی ہے	زَمَاماً	بلیغ	اداۃ، اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۲۲	وُجُوْہٌ	اَلنَّھَارِ	مرسل مفصل	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں مذکور
۲۲	اَلنُّفُوْسُ	اَللَّیْلُ	مرسل مفصل	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں مذکور
۲۳	انت ضمیر اَشْبَھْتَ میں	أَعْدَائِی	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف
۲۳	حَظِّیْ مِنْکَ	حَظِّی مِنْھُمْ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۲۴	الممدوح (مقدر)	اَلسَّیْفُ	مرسل مفصل	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں مذکور
۲۴	الممدوح (مقدر)	اَلْغَیْثُ	مرسل مفصل	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں مذکور
۲۴	الممدوح (مقدر)	اَللَّیْثُ	مرسل مفصل	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں مذکور

نمبر	مشبہ	مشبہ بہ	قسم	کیفیت
۲۵	هٰذَا الشَّعْرُ	مَلَكٌ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۲۵	هُوَ	اَلشَّمْسُ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۲۵	اَلدُّنْيَا	فَلَكٌ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۲۶	كَانُوْا میں ضمیر جمع	اَلظَّلَامُ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۲۶	كُنْتَ میں ضمیر خطاب	اَلنَّهَارُ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۲۷	رَجَاءُ اَبِی الْمِسْكِ وَقَصْدُهُ	أَمْضٰی سِلَاحٍ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۲۸	فُلَانٌ	اَلْمِئْذَنَةُ	مرسل مفصل	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں مذکور
۲۹	هُوَ	سَمَاءُ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۳۰	" اصبحت " میں ضمیر	سَمَاءٌ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۳۰	اَلنَّاسُ	أَرْضًا	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۳۱	" كُنْتَ " میں ضمیر	غَمَاماً	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۳۲	اَلدُّنْيَا	اَلْمِنْجَلُ	مرسل مفصل	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں مذکور
۳۳	اَلْحِمْيَةُ مِنَ الْأَنَامِ	اَلْحِمْيَةُ مِنَ الطَّعَامِ	مرسل مجمل	اداۃ مذکور، وجہ شبہ محذوف

۳۴	اَللَّیْلُ	طِفْلٌ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۳۴	اَلشَّبَابُ	اَلظَّلْمَاءُ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۳۴	لَیْلَتِیْ هٰذِهِ	عَرُوْسٌ مِنَ الزَّنْجِ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۳۴	هَرَبَ النَّوْمُ عَنْ جُفُوْنِی	هَرَبَ الْأَمَنُ عَنْ فُؤَادِ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۳۵	اَلسُّرُوْجُ	أَهِلَّةٌ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۳۵	هُمْ	بُدُوْرٌ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۳۵	اَلْأَسِنَّةُ	أَنْجُمُ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۳۶	اَلْفَجْرُ	اَلسَّیْفُ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۳۶	اَلدُّجٰی	اَلْغَمْدُ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف
۳۶	اَلْغَلَسُ	اَلثَّوْبُ	بلیغ	اداۃ اور وجہ شبہ دونوں محذوف

التمرین - ۲

آنے والی دونوں تشبیہوں میں سے ہر ایک کو پہلے تشبیہ مفصل، پھر تشبیہ مؤکد پھر تشبیہ بلیغ بنائیں۔

ترجمہ:- گویا کہ تلواروں کی چمک بجلیاں ہیں، اور ان کے گھوڑوں کا گرد وغبار تاریکی والے بادل ہیں۔

دوتشبیہ مفصل:-(۱) كَأَنَّ إِيْمَاضَ السُّيُوْفِ فِي ظُهُوْرِهِ وَسُرْعَةِ خِفَائِهِ بَوَارِقُ(۲) كَأَنَّ عَجَاجَ الْخَيْلِ فِي سَوَادِهِ وَانْعِقَادِهِ فِي الْجَوِّسَحَابٌ مُظْلِمٌ

دوتشبیہ مؤکد:-(۱) إِيْمَاضُ السُّيُوْفِ فِي ظُهُوْرِهِ وَسُرْعَةِ خِفَائِهِ بَوَارِقُ(۲)عَجَاجُ الْخَيْلِ فِي سَوَادِهِ وَتَرَاكُمِهِ فِي الْجَوِّ سَحَابٌ مُظْلِمٌ

دوتشبیہ بلیغ:-(۱) إِيْمَاضُ السُّيُوْفِ بَوَارِقُ (۲) عَجَاجُ الْخَيْلِ سَحَابٌ مُظْلِمٌ

التمرين-۳

آنے والی دوتشبیہوں کو پہلے مرسل مفصل پھر مرسل مجمل بنائیں۔

ترجمہ:- میں حسد کرنے والے کی نگاہ کی بلندی میں آگ ہوں، اور بھائیوں کے ساتھ بہتا ہوا پانی ہوں۔

دوتشبیہ مرسل مفصل:- أَنَا فِي نَظْرِ الْحَاسِدِ كَالنَّارِ فِي هَوْلِهَا وَشِدَّتِهَا، وَمَعَ الْإِخْوَانِ كَالْمَاءِ الْجَارِيْ فِي صَفَائِهِ وَعَذُوْبَتِهِ

دوتشبیہ مرسل مجمل:- أَنَا كَالنَّارِ فِي مُرْتَقَى نَظْرِ الْحَاسِدِيْنَ، وَكَالْمَاءِ الْجَارِيْ مَعَ الْإِخْوَانِ

التمرين-۴

آنے والی تشبیہ کو پہلے مؤکد مفصل بنائیں، پھر تشبیہ بلیغ بنائیں، اور یہ شعر ایسے دوشخصوں کی حالت کے بیان میں ہے جنہوں نے لوگوں کے درمیان چغل خوری پر اتفاق کرلیا تھا۔

ترجمہ:-تم دونوں قینچی کے دو پرت کی طرح ہو، تم دونوں اکٹھا ہوگئے ہوایسی چیز پر جو محض تفرقہ ہے۔

تشبیہ مؤکد مفصل:- أَنْتُمَا فِي الْقَطْعِ وَالتَّفْرِقَةِ شِقَّامِقَصٍّ تم دونوں قطع تعلق اور تفریق میں قینچی کے دو پٹ ہو۔

تشبیہ بلیغ:- أَنْتُمَا شِقَّامِقَصٍّ۔تم دونوں قینچی کے دو پٹ ہو۔

التمرین-۵

چند مرسل اور مجمل تشبیہات اس طرح بنائیں کہ ان میں آنے والا ہر لفظ مشبہ ہو۔

(۱) **اَلْمَاءُ كَالْمِرْاٰةِ الصَّافِيَةِ** ــــ پانی صاف شفاف آئینہ کی طرح ہے (۲) **خِلْتُ الْقِلَاعَ جِبَالاً** ــــ میں نے قلعوں کو پہاڑ خیال کیا (۳) **كَأَنَّ الْأَزْهَارَ نُجُوْمُ السَّمَاءِ** ــــ گویا کہ پھول آسمان کے ستارے ہیں، (۴) **حَسِبْتُ الْهِلَالَ نِصْفَ سِوَارٍ** ــــ میں نے چاند کو آدھا کنگن سمجھا، (۵) **كَأَنَّ السَّيَّارَةَ رِيْحٌ** ــــ گویا کہ گاڑی ہوا ہے (۶) **اَلْكَرِيْمُ كَالْبَحْرِ** ــــ سخی سمندر کی طرح ہے (۷) **اَلرَّعْدُ يَحْكِي زَئِيْرَ الْاَسَدِ** ــــ بجلی کی گرج شیر کے ڈھارنے کی طرح ہے (۸) **اَلْمَطَرُ لِلْأَرْضِ مِثْلُ الْحَيَاةِ لِلْأَجْسَامِ** ــــ زمین کے لئے بارش بدن کے لئے زندگی کی طرح ہے۔

التمرین-۶

چند مؤکد تشبیہات اس طرح بنائیں کہ ان میں آنے والا ہر کلمہ مشبہ بہ ہو۔

(۱) **اَخْلَاقُكَ فِي الرِّقَّةِ نَسِيْمُ الرَّوْضِ** ــــ ، تمہارے اخلاق نرمی میں باغ کی ہوا کی طرح ہیں، (۲) **حَدِيْثُكَ الْمَاءُ الزُّلَالُ يُثْلِجُ الصُّدُوْرَ وَيُنْعِشُ النُّفُوْسَ** ــــ تمہاری بات گویا صاف شفاف میٹھا پانی ہے جو دلوں کو ٹھنڈا کرتا ہے اور نفوس کو چست کرتا ہے (۳) **دَارُكَ جَنَّةُ الْخُلْدِ لَاتُسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةٌ** تمہارا گھر ہمیشگی کی جنت ہے جس میں بیہودہ بکواس نہیں سنی جاتی (۴) **اَلْقَاهِرَةُ بُرْجُ بَابُلْ تَكْثُرُ فِيْهَا اللُّغَاتُ وَاللَّهْجَاتُ** ــــ قاہرہ بابل کی بلند و بالا عمارت ہے جس میں کئی زبانیں اور لہجے پائے جاتے ہیں (۵) **كَلَامُهَا دُرٌّ فِي عُلُوِّ قِيْمَتِهِ،** محبوبہ کا کلام موتی ہے بہت قیمتی ہونے میں (۶) **هٰذَ الطِّفْلُ زَهْرَةٌ فِي الْحُسْنِ وَالْبَهَاءِ** ــــ یہ بچہ خوبصورتی اور رونق میں پھول ہے، (۷) **اَلصَّيْفُ فِي مِصْرَنَارٌ مُوْقَدَةٌ فِي شِدَّةِ حَرِّهِ** ــــ مصر میں گرمی بھڑکائی ہوئی آگ ہے شدت حرارت میں، (۸) **وَجْهُكَ الْبَدْرُ الْمُتَأَلِّقُ فِي الْحُسْنِ وَالْإِشْرَاقِ** ــــ تمہارا چہرہ چمکدار چودھویں کا چاند ہے حسن اور چمک میں۔

التمرین-۷

چند ایسی بلیغ تشبیہات بنائیں جس میں آنے والا ہر لفظ مشبہ ہو۔

(۱) **اَللِّسَانُ دَلِيْلُ الْقَلْبِ** ــــ زبان دل کی ترجمان ہے (۲) **اَلْمَالُ آلَةُ الْمَكَارِمِ** ــــ مال شرافتوں کا

آلہ ہے (۳) اَلشَّرَفُ بِلَّوْرٌ رَقِيْقٌ ــ عزت ایک پتلا شیشہ ہے (۴) اَلْأَبْنَاءُ حَبَّاتُ الْقُلُوْبُ ــ بیٹے دلوں کی روح ہیں (۵) اَلْمَلَاهِيْ سُبُلُ الْغَيِّ ــ آلات لہو ولعب گمراہی کے راستے ہیں (۶) اَلذَّلِيْلُ غَيْرُ الْحَيِّ ــ ذلیل آدمی زندہ نہیں ہے (۷) اَلْحَسَدُ نَارٌ ــ حسد آگ ہے، (۸) اَلتَّعْلِيْمُ غِذَاءٌ صَالِحٌ ــ تعلیم عمدہ غذا ہے۔

التمرين - ۸

ایک خربوزے کی تعریف میں کہے گئے ابن تعاویذی کے کلام کی مختصر شرح کریں، اور اس کلام میں تشبیہ کی اقسام بیان کریں۔

ترجمہ:- یہ خربوزہ، اس کا لعاب میٹھا ہے، اور اس کا خون حلال ہے ہر مذہب میں، اس کا آدھا حصہ چودھویں کا چاند ہے، اور اگر اس کی قاشیں بناؤ گے تو وہ ہلال (ابتدائی راتوں کا چاند) ہو جائے گا۔

(الف) اشعار کی شرح:- یہ خربوزہ بڑا الذیذ اور مزیدار ہے، اس کا پانی خون کی طرح جاری ہوتا ہے لیکن یہ خون تمام مذاہب میں حلال ہے، اور اس خربوزہ کے اگر دو حصے کرو گے تو ہر حصہ خوبصورتی اور گولائی میں چودھویں کا چاند لگے گا، اور اگر اس کی کئی قاشیں بناؤ گے تو ہر قاش شکل وصورت میں ابتدائی رات کا چاند لگے گا۔

(ب) نوع تشبیہ:- دوسرے شعر میں دو تشبیہ بلیغ ہیں، ہر ایک میں ادات تشبیہ اور وجہِ شبہ کے حذف کی وجہ سے، پس پہلی تشبیہ شاعر کے قول " **نِصْفُهَا بَدْرٌ** " میں ہے، اور دوسری تشبیہ، اس کے قول " **صَارَتْ أَهِلَّةٌ** " میں ہے۔

التمرين - ۹

دو باغوں کی تعریف میں ابو الفتح کشاجم کے دو قولوں کے درمیان موازنہ کریں، پھر ان دو قولوں میں موجود ہر تشبیہ کی نوع بیان کریں۔

ترجمہ:- (۱) اور کتنے ہی باغیچے ایسے ہیں جو بارش کے کرم سے خوش ہوتے ہیں جیسے ایک دوست دوسرے دوست سے خوش ہوتا ہے، (۲) یہ باغ ہوا کو خوشبوؤں کے ساتھ ہوا عاریت پردے دیتا ہے، گویا کہ اس کی مٹی مخلوط مشک ہے، (۳) اس پر بکھری ہوئی شبنم ایسی لگتی ہے گویا کہ محبوب کے رخسار پر باقی ماندہ آنسو ہیں۔

(۱) وہ بارش ہمارے پاس آتی ہے شادابی کی اطلاع دیتے ہوئے، جس کی بڑی بوندیں مسلسل گر رہی ہیں اور بادل ایڑ لگے ہوئے گھوڑے کی طرح تیز چل رہا ہے، (۲) پس زمین تر و تازہ نباتات کے ساتھ اپنے سرخ وسفید زیور میں کھل اٹھی، (۳) خالص چاندی کی طرح گل بابونہ پیدا ہوا، اور گل نرگس پیدا ہوا، جو صاف ستھرا اور تر و تازہ تھا، (۴) یہ گل بابونہ آنکھوں کی طرح جو نیند کے لئے جھک رہی ہیں، پھر اٹھتی ہیں پس نیند ان کو ڈھانپ لیتی ہے تو دونوں پلکیں بند ہو جاتی ہیں۔

(الف) الموازنہ :- دونوں کلام نزول بارش سے باغ کے کھل اٹھنے پر دلالت کرتے ہیں اور دونوں الفاظ کی شیرینی اور ترتیب کی ہم آہنگی کے ساتھ خوبصورت تشبیہات اور نازک خیالات پیش کرتے ہیں۔ لیکن جب تم دونوں قولوں میں موازنہ کا قصد کرو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ شاعر نے پہلے اشعار میں باغ کی طرف اجمالاً نظر ڈالی ہے اور اس کے اجزاء میں فرداً فرداً غور وفکر نہیں کیا۔ گویا کہ باغ نے اپنے عمومی حسن و جمال سے اسے مبہوت کر دیا اور اسے پھول کی انواع اور پودوں کی اقسام میں سوچنے سے غافل کر دیا۔ چنانچہ تمہارے سامنے ایسی تصویر لے آیا جو پرندہ کو فضا میں منڈلاتے وقت نظر آتی ہے۔ اور دوسرے اشعار میں اسی نے باغ کے ٹکڑوں میں جزءاً جزءاً غور کیا اور ہر پھول میں تفکر کیا اور اسے اپنے عمدہ خیال اور جادو اثر کلام کے ساتھ بیان کیا۔ اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ تشبیہ کے طریقے پہلے کلام میں حسن و باریکی میں انتہا کو پہونچے ہوئے ہیں چنانچہ باغ کے بارش پر راضی ہونے کو دوست کے دوسرے دوست سے راضی ہونے سے تشبیہ دینا ایک نادر تشبیہ ہے اور شبنم کو پھولوں پر بکھرنے کی حالت میں حسین رخسار پر ٹھہرے آنسوں کے قطرات سے تشبیہ دینا ایسی انوکھی تشبیہ ہے جو نزاکت اور حسن و جمال میں درجہ کمال کو پہنچی ہوئی ہے، لیکن باغ کی مٹی کو مخلوط مشک کے ساتھ تشبیہ دینا کمزور اور گھٹیا تشبیہ ہے، رہی دوسرے قطعے کی تشبیہات تو اس میں گل بابونہ کو پگھلی چاندی سے تشبیہ دی گئی ہے جس میں کوئی شعری خوبی نہیں ہے۔ اور نرگس کو آنکھوں سے تشبیہ دی ہے یہ بھی نامانوس تشبیہ ہے لیکن اس میں شاعر نے ایسی چیز کا اضافہ کر دیا ہے جس نے اس میں رونق ولطافت پیدا کر دی ہے۔ کیوں کہ اس نے نرگس کو مرجھانے اور جھکنے کے آغاز کے وقت آنکھ سے تشبیہ دی جس پر نیند کا جھونکا آئے اور اس پر چھا جائے اور غالب آ جائے۔

(ب) نوع التشبیہ :- ترجمہ: پہلے قول میں تینوں تشبیہات مرسل مجمل ہیں پہلی باغ کے بارش پر راضی ہونے کو دوست کے دوسرے دوست سے راضی ہونے کے ساتھ تشبیہ ہے کیوں کہ ان دونوں میں ہر ایک میں کامل رضامندی

ہے ناراضگی بالکل نہیں، دوسرے باغ کی مٹی کو عمدہ اور پاکیزہ خوشبو میں مخلوط مشک سے تشبیہ ہے۔ تیسرے پھولوں پر بکھرے ہونے کی حالت میں شبنم کو رنگ کی صفائی اور حسنِ منظر میں خوبصورت رخسار پر ٹھہرے آنسوؤں کے قطرات سے تشبیہ ہے۔

اور دوسرے کلام میں دونوں تشبیہیں بھی مرسل اور مجمل ہیں پہلی تشبیہ گل بابونہ کو صفائی میں پگھلی چاندی کے ساتھ تشبیہ ہے اور دوسری نرگس کو شکل وصورت میں آنکھوں کے ساتھ۔

التمرین-۱۰

بارش والی رات کا مختصر حال بیان کریں، اور حال بیان کرنے کے دوران دو تشبیہ مرسل، مجمل اور دوسری دو بلیغ استعمال کریں۔

يَالَهَا لَيْلَةٌ جَادَتْ فِيْهَا السَّمَاءُ بِمَطَرٍ كَأَفْوَاهِ الْقِرَبِ، وَزَأَرَ رَعْدُهَا كَأَنَّهُ الْأَسَدُ الْغَاضِبُ، وَحَجَبَتْ فِيْهَا مَطَارِفُ السَّحَابِ ضَوْءَ الْكَوَاكِبِ، وَسَلَّ سَيْفُ الْبَرْقِ مِنْ قِرَابِهِ فَخَطَفَ الْأَبْصَارَ وَمَلَأَ الْقُلُوْبَ رُعْبًا وَفَزَعًا ـــ

ترجمہ:- کیا کہنے اس رات کے جس میں آسمان نے بارش کی سخاوت کی جیسے مشکوں کے منہ کھل گئے، اور رات کی گرج ڈھارنے لگی جیسے غضبناک شیر ہو، اور بادل کی تھپیڑوں نے اس رات میں ستاروں کی روشنی چھپادی، اور بارش کے ساتھ بجلی کی تلوار سونت لی گئی پس اس نے نگاہوں کو اچک لیا، اور دلوں میں خوف ودہشت بھر دی۔

۳-تشبیہ التمثیل

الامثلہ (مثالیں)

(۱) بحتری نے کہا۔

مِنْهُ قُرْباً تَزْدَدْ مِنَ الْفَقْرِ بُعْدَا	هُوَ بَحْرُ السَّمَاحِ وَالْجَوْدِ فَازْدَدْ

ترجمہ:- وہ (میرا ممدوح) جود وسخا کا سمندر ہے، اس سے تمہارا جتنا زیادہ قرب ہوگا اتنی زیادہ فقر سے دوری ہوگی۔

(۲) امرؤالقیس نے کہا ہے

عَلَيَّ بِأَنْوَاعِ الْهُمُوْمِ لِيَبْتَلِيْ	وَلَيْلٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ أَرْخَىٰ سُدُوْلَهُ

ترجمہ:- بہت سی راتیں سمندر کی موجوں جیسی ہیں، جنہوں نے طرح طرح کے غموں کے ذریعہ میرے اوپر

اپنے پردے ڈال دئے تاکہ میرا امتحان لے۔

(۳) ابوفراس نے کہا ہے ؎

وَالْمَاءُ يَفْصِلُ بَيْنَ زَهْـ	ـرِ الرَّوْضِ فِي الشَّطَّيْنِ فَصْلًا
كَبِسَاطِ وَشْيٍ جَرَّدَتْ	أَيْدِى الْقُيُوْنِ عَلَيْهِ نَصْلًا

ترجمہ:- پانی پھولوں کے باغ میں دونوں جانب فاصلہ ڈال رہا ہے، جیسے کوئی منقش چادر ہو، جس پر لوہار کے ہاتھوں نے تلوار کو بے نیام کردیا ہو۔

(۴) متنبی نے سیف الدولہ کے بارے میں کہا ہے ؎

يَهُزُّ الْجَيْشُ حَوْلَكَ جَانِبَيْهِ	كَمَا نَفَضَتْ جَنَاحَيْهَا الْعُقَابُ

ترجمہ:- لشکر آپ کے اردگرد اپنی دونوں جانبوں یعنی میمنہ اور میسرہ کو حرکت دے رہا ہے، جیسے عقاب پرندہ اپنے دونوں بازؤوں کو پھڑ پھڑاتا ہے۔

(۵) اور سری رفاء نے کہا ہے ؎

وَكَأَنَّ الْهِلَالَ نَوْنُ لُجَيْنٍ	غَرِقَتْ فِي صَحِيْفَةٍ زَرْقَاءَ

ترجمہ:- ابتدائی تین راتوں کا چاند گویا کہ چاندی کی مچھلی ہے جو نیلے طشت میں ڈوب رہی ہے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

بحتری اپنے ممدوح کو جود وسخا میں سمندر سے تشبیہ دے رہا ہے اور لوگوں کو نصیحت کر رہا ہے کہ اس کا قرب اختیار کروتا کہ تمہارا فقر دور ہو جائے — اور امرؤ القیس رات کو تاریکی اور ہولناکی میں سمندر کی موج سے تشبیہ دے رہا ہے، اور یہ کہ اس رات نے اس پر غموں اور مصائب کے ساتھ اپنے پردے ڈال دئے ہیں تا کہ اس کے صبر اور قوت برداشت کو آزمائے، — اگر آپ ان دونوں تشبیہوں کے وجہ شبہ میں غور کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ وجہ شبہ ایک صفت یا چند صفات ہیں جو دو چیزوں کے درمیان مشترک ہیں، اور وہ یہاں ممدوح اور سمندر کا سخاوت کی صفت میں مشترک ہونا ہے، اور رات اور سمندر کی موج کا دو صفتوں میں یعنی تاریکی اور ہولناکی میں مشترک ہونا ہے، اور جب وجہ شبہ اس طرح ہو تو اس کا نام مفرد رکھا جاتا ہے اور وجہ شبہ کا مفرد ہونا صفاتِ مشترکہ

کے متعدد ہونے سے مانع نہیں ہے، اور وہ تشبیہ جس میں وجہ شبہ اس طرح ہو اس کا نام تشبیہ غیر تمثیل ہے، — اب اس کے بعد والی تشبیہات کو دیکھیں۔

ابوفراس شاعر چھوٹی نہر کے اس پانی کی حالت کو جو دو باغوں کے درمیان اس کے دونوں کناروں پر جاری ہے، جن دونوں کناروں کو پھولوں نے اپنی عجیب رنگت سے تر و تازہ ہریالی بکھیرتے ہوئے مزین کر رکھا ہے (اس کو تشبیہ دے رہا ہے) اس چمکدار تلوار کی حالت سے جس کی دھار کی چمک برابر باقی ہے، جس کو لوہار نے بے نیام کر دیا ہے ایک منقش چادر پر — پس وجہ شبہ کہاں ہے؟ کیا آپ کا خیال ہے کہ شاعر دو تشبیہ بنانا چاہ رہا ہے، پہلی چھوٹی نہر کو تلوار کے ساتھ تشبیہ، اور دوسری باغ کو منقش چادر کے ساتھ تشبیہ؟ نہیں اس کا یہ ارادہ نہیں ہے، بلکہ وہ ایک دیکھی ہوئی صورت کو ایک خیالی صورت کے ساتھ تشبیہ دینا چاہ رہا ہے، وہ باغوں کے درمیان بہنے والی چھوٹی نہر کی حالت کو منقش چادر کے اوپر رکھی تلوار کی حالت سے تشبیہ دے رہا ہے، — پس وجہ شبہ یہاں ایک صورت ہے نہ کہ مفرد ہے، اور یہ صورت متعدد چیزوں سے منتزع اور اخذ کی ہوئی ہے، اور طرفین یعنی مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان مشترک صورت وہ ایک لمبی سفیدی کا پایا جانا جس کے اردگرد سرسبزی اور ہریالی ہو جس میں مختلف رنگ ہو۔

اور متنبی شاعر لشکر کے دونوں جانب یعنی میمنہ اور میسرہ کو — جن کے درمیان سیف الدولہ ہے، اور وہ حرکت واضطراب جو ان دونوں میں ہے، اس کو تشبیہ دے رہا ہے اس عقاب پرندے کی صورت سے جو اپنے بازؤوں کو جھاڑ رہا ہو اور حرکت دے رہا ہو، اور وجہ شبہ یہاں بھی مفرد نہیں ہے بلکہ وہ متعدد چیزوں سے ماخوذ ہے، اور وہ کسی چیز کے دو کناروں کا حرکت وتموج کی حالت میں پایا جانا ہے۔

اور آخری شعر میں سری رفاء شاعر نیلے آسمان میں موجود مہینہ کے ابتدائی تین راتوں کے سفید، چمکدار اور کمان نما چاند کی حالت کو تشبیہ دے رہا ہے ایک نیلے طشت میں ڈوب رہی چاندی کی مچھلی کی حالت سے، پس یہاں بھی وجہ شبہ متعدد چیزوں سے اخذ کی ہوئی صورت ہے، اور وہ ایک نیلی چیز میں سفید کمان نما چیز کا پایا جانا ہے، پس یہ تینوں تشبیہات جو ابھی آپ کے سامنے گذریں اور جن میں آپ نے دیکھا کہ وجہ شبہ ایک ایسی صورت ہے جو چند چیزوں سے بنی ہوئی ہے، ان میں ہر تشبیہ کا نام تشبیہ تمثیل ہے۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۸) تشبیہ کو تمثیل اس وقت کہتے ہیں جب وجہ شبہ اس میں متعدد چیزوں سے اخذ کی ہوئی صورت ہو، اور غیر تمثیل اس وقت کہا جاتا ہے جب وجہ شبہ اس طرح نہ ہو، (بلکہ وجہ شبہ مفرد ہو)۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

(۱) ابن المعتز نے کہا ہے ۔

قَدِ انْقَضَتْ دَوْلَةُ الصِّيَامِ وَقَدْ	بَشَّرَ سُقْمُ الْهِلَالِ بِالْعِيْدِ

ترجمہ:- ماہ رمضان کی حکومت ختم ہوگئی، اور پہلی رات کے کمزور چاند نے عید کی خوشخبری دیدی۔

يَتْلُو الثُّرَيَّا كَفَاغِرٍ شَرِهٍ	يَفْتَحُ فَاهُ لِأَكْلِ عُنْقُوْدِ

ترجمہ:- چاند ثریا کے پیچھے منہ پھاڑے ہوئے لالچی کی طرح چل رہا ہے جو انگور کے خوشے کھانے کے لئے اپنا منہ کھولے ہوئے ہے۔

(۲) متنبی نے مرثیہ میں کہا ہے ۔

وَمَا الْمَوْتُ اِلَّاسَارِقٌ دَقَّ شَخْصُهُ	يَصُوْلُ بِلَاكَفٍّ وَيَسْعٰى بِلَا رِجْلٍ

ترجمہ:- اور موت تو محض ایک ایسا چور ہے جس کی ذات چھپی ہوئی ہے، جو بغیر ہاتھ کے حملہ کرتی ہے اور بغیر پیر کے چلتی ہے۔

(۳) اور شاعر نے کہا

وَتَرَاهُ فِيْ ظُلَمِ الْوَغىٰ فَتَخَالُهُ	قَمَرًا يَكُرُّ عَلَى الرِّجَالِ بِكَوْكَبِ

ترجمہ:- اور تم ممدوح کو جنگ کی تاریکی میں دیکھو گے تو اس کو ایک چاند خیال کرو گے جو لوگوں پر ستارے سے حملہ کرر ہا ہے۔

الاجابه (نمونے کا حل)

نمبر	مشبه	مشبه به	وجه شبه	نوع تشبيه
۱	صُوْرَةُ الْهِلَالِ وَالثُّرَيَّا أَمَامَهُ	صُوْرَةُ شَرِهٍ فَاتِحٍ فَاهُ لِأَكْلِ عُنْقُوْدٍ مِنَ الْعِنَبِ	صُوْرَةُ شَيْئٍ مُقَوَّسٍ يَتْبَعُ شَيْئًا اٰخَرَ مُكَوَّنًامِنْ أَجْزَاءٍ صَغِيْرَةٍ بَيْضَاءَ	تمثيل
۲	اَلْمَوْتُ	اَلسَّارِقُ الْخَفِيُّ الْأَعْضَاءِ	اَلْخَفَاءُ وَعَدَمُ الظُّهُوْرِ	غير تمثيل
۳	صُوْرَةُ الْمَمْدُوْحِ وَبِيَدِهٖ سَيْفٌ لَامِعٌ يَشُقُّ بِهٖ ظَلَامَ الْغُبَارِ فِي الْحَرْبِ	صُوْرَةُ قَمَرٍ يَشُقُّ ظُلْمَةَ الْفِضَاءِ وَيَتَّصِلُ بِهٖ كَوْكَبٌ مُضِيْئٌ	ظُهُوْرُ شَيْئٍ مُضِيْئٍ يَلُوْحُ بِشَيْئٍ مُتَلَالِئٍ فِي وَسَطِ الظَّلَامِ	تمثيل

التمرين - ۱

آنے والی مثالوں میں مشبہ، مشبہ بہ اور وجہ شبہ بیان کریں۔

(۱) ابن المعتز بادل کے چھٹنے کے بعد آسمان کا حال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے ۔

جب صبح کے وقت ہمارا آسمان اپنے ستاروں کے درمیان روشن ہو جاتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ بنفشہ کا باغ ہو، جس کی شبنم تر و تازہ ہو اور جس کے درمیان گل بابونہ کی کلی کھل اٹھی ہو۔

(۲) ابن الرومی نے کہا ہے ۔

اس نان بائی کو نہیں بھولا ہوں اور نہ بھولونگا جس کے پاس سے میرا گذر ہوا جو روٹی کے پیڑے کو پھیلا دیتا

ہے آنکھ جھپکنے کی طرح جلدی سے، اس پیڑ رے کے اس کے ہاتھ میں ایک گیند کی شکل میں دکھائی دینے اور اس کے چاند کی طرح بالکل گول دکھائی دینے کے درمیان، صرف اتنے وقت میں دائرہ پھیلتا ہے جتنے وقت میں پانی کی سطح پر دائرہ پھیل جاتا ہے جب تو اس پر پتھر پھینکے۔

(۳) اور شاعر نے بوڑھاپے کے بارے میں کہا ہے ۔

سب سے پہلے بڑھاپے کی ابتدا ایک بال سے ہوتی ہے، جو بال اپنے قرب وجوار کے بالوں میں آگ بھڑکاتا ہے اس بڑی آگ کی طرح جس پر پہلا حملہ ایک چھوٹی چنگاری کرتی ہے۔

(۴) ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے ۔

زمانے نے مجھے ہار پہنایا جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ رہا ہے، گویا میں ایک تیز تلوار ہوں ہارے آدمی کے ہاتھ میں۔

(۵) اور اللہ تعالی کا فرمان ہے ــــ دنیا کی مثال تو اس پانی کی طرح ہے جس کو ہم نے آسمان سے اتارا، پھر اس کے ساتھ زمین کے نباتات مل گئے جن کو انسان اور جانور کھاتے ہیں، یہاں تک کہ جب زمین نے اپنی رونق کو لے لیا اور خوب مزین ہوگئی، اور زمین والے (اس کے مالک) سمجھ بیٹھے کہ وہ اس (کھیتی اور پیداوار) پر قادر ہیں، تو اس زمین پر ہمارا امر رات یا دن میں آپہنچا تو ہم نے اس کو کٹی ہوئی کھیتی کی طرح کردیا (چورا چورا) گویا کہ وہ گذشتہ کل تھی ہی نہیں۔

(۶) اور صاحب کلیلہ دمنہ نے کہا ہے ۔

نیک لوگ نیک ہی رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ بگڑے ہوئے لوگوں کی صحبت اختیار کرلیں، پس جب وہ بگڑے ہوئے لوگوں کی صحبت اختیار کر لیتے ہیں، تو وہ بھی بگڑ جاتے ہیں، جیسے نہروں کا پانی میٹھا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ سمندر کے پانی سے مل جائے، پس جب وہ سمندر کے پانی سے مل جاتا ہے، تو وہ کھارا ہو جاتا ہے۔

اور صاحب کلیلہ دمنہ کہہ رہا ہے، جو شخص نقد بدلہ کے لئے کوئی احسان کرے تو وہ اس آدمی کی طرح ہے جو پرندہ کے سامنے دانہ ڈالتا ہے، پرندے کو فائدہ پہنچانے کے لئے نہیں بلکہ اس کو شکار کرنے کے لئے۔

(۷) اور بحتری نے کہا ہے ۔

میں نے محسوس کیا آپ کی ذات کو میری ذات کے ساتھ اس درجہ میں (تعلق ہے) جو تعلق ہے پانی اور شراب میں۔

(۸) ابوتمام شاعر نے ایک گانے والی کے بارے میں کہا ہے جو فارسی میں گا رہی تھی۔

میں اس مغنیہ کے معنی و مفہوم نہیں سمجھ سکا لیکن اس نے میرے جگر میں آگ لگادی، میں اس کی جلن سے ناواقف نہیں ہوں، پس میں نے اس طرح رات گذاری گویا میں نابینا اور مصیبت کا مارا ہوں، جو گانے والیوں سے محبت تو کرتا ہے لیکن دیکھ نہیں سکتا۔

(۹) ایک دوسرے شاعر نے ایک بے وفا دوست کے بارے میں کہا ہے۔

میں اور تم اس پیاسے آدمی کی طرح ہیں جس نے ایک چشمہ دیکھا اور اس کے پاس ایک گڑھا ہے جس میں ہلاک ہونے کا اس کو اندیشہ ہے، اس نے اپنی آنکھوں سے ایسا پانی دیکھا جس کے گھاٹ تک پہنچنا دشوار ہے، اور وہ پانی کے بغیر لوٹ بھی نہیں سکتا ہے۔

(۱۰) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ـــ اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، اس دانے کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں، ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے بڑھادیتا ہے، اور اللہ وسعت والا اور بڑے علم والا ہے۔

(۱۱) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ـــ جان لو کہ دنیوی زندگی کھیل کود اور زینت، اور باہمی فخر اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنا ہے، اس بادل کی طرح جس کے پودے نے کسانوں کو خوش کردیا، پھر وہ بڑھتا ہے پس تم اس کو پیلا دیکھتے ہو، پھر وہ چورا چورا ہوجاتا ہے، اور آخرت میں سخت عذاب ہے، اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے، اور دنیوی زندگی تو دھوکہ کا سامان ہے۔

(۱۲) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ـــ اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ان کے اعمال اس ریت کی طرح ہیں، جو چٹیل میدان میں ہو، جس کو پیاسا آدمی پانی سمجھتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آتا ہے تو اس کو کچھ بھی نہیں پاتا ہے، اور اس کے پاس اللہ کو پاتا ہے، پس اللہ تعالیٰ اس سے اس کا حساب پورا پورا لے لیتا ہے، اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے، یا ان تاریکیوں کی طرح ہے جو انتہائی گہرے سمندر میں ہوں جس کو موج نے

ڈھانپ لیا ہو، جس کے اوپر بھی موج ہو، جس کے اوپر بادل ہو، تہہ بہ تہہ تاریکیاں ہی تاریکیاں ہوں، جب وہ اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو قریب ہے کہ اس کو نہ دیکھے، اور جس کو اللہ نور عطا نہ کرے اس کے لئے کوئی نور نہیں ہے۔

حل تمرین - ۱

نمبر	مشبہ	مشبہ بہ	وجہ شبہ
۱	صُوْرَةُ السَّمَاءِ وَالنُّجُوْمُ مَنْثُوْرَةٌ فِيْهَا وَقْتَ الصَّبَاحِ	صُوْرَةُ رِيَاضٍ مِنَ الْبَنَفْسَجِ تَخَلَّلَتْهَا أَزْهَارُ الْأَقَاحِي	صُوْرَةُ شَيْئٍ أَزْرَقَ اِنْتَشَرَتْ فِي أَثْنَائِهِ صُوَرٌ صَغِيْرَةٌ بَيْضَاءُ
۲	حَالُ عَجِيْنَةِ الرُّقَاقَةِ فِيْ يَدِ الْخَبَّازِ تَكُوْنُ فِيْ أَوَّلِ أَمْرِهَا كُرَةً صَغِيْرَةً ثُمَّ تَنْبَسِطُ وَ تَسْتَدِيْرُ بِسُرْعَةٍ	حَالُ دَائِرَةٍ فِي الْمَاءِ نَاشِئَةٍ مِنْ إِلْقَاءِ حَجَرٍ فِيْهِ، تَكُوْنُ فِيْ أَوَّلِ أَمْرِهَا صَغِيْرَةً ثُمَّ تُنْدَاحُ سَرِيْعًا	صُوْرَةُ شَيءٍ يَبْدُوْ فِيْ أَوَّلِ أَمْرِهِ صَغِيْرًا مُسْتَدِيْراً ثُمَّ يَأْخُذُ فِيْ الِاتِّسَاعِ وَالْاِنْبِسَاطِ وَشِيْكاً
۳	حَالَ الشَّيْبِ يَبْتَدِئُ بِشَعْرَةٍ تُؤَثِّرُ فِيْمَا جَاوَرَهَا مِنَ الشَّعْرِ الْاَسْوَدِ فَتُشِيْبُهُ جَمِيْعاً	حَالُ الْحَرِيْقِ الْعَظِيْمِ تَبْدَءُهُ شَرَارَةٌ صَغِيْرَةٌ	صُوْرَةُ شَيْئٍ يَبْدُوْ صَغِيْرًا أَوَّلاً ثُمَّ لَا يَلْبَثُ أَنْ يُنْتِجَ أَمْرًا عَظِيْمًا خَطِيْرًا
۴	حَالُ الشَّاعِرِ وَقَدْ عَرَفَتِ الدُّنْيَا فَضْلَهُ وَتَطَلَّعَتْ إِلَى مَعُوْنَتِهِ فِي أَيَّامِ ضَعْفِهِ وَعَجْزِهِ	حَالُ الصَّارِمِ فِي كَفِّ مَنْهَزِمٍ	صُوْرَةُ شَيْئٍ نَافِعٍ يَجِيْئُ فِي غَيْرِ أَوَانِهِ، فَلَا يُجْدِي

٥	حَالُ الدُّنْيَا فِي سُرْعَةِ تَقَضِّيْهَا وَانْقِرَاضِ نَعِيْمِهَا بَعْدَ الْإِقْبَالِ	حَالُ النَّبَاتِ فِي جَفَافِهِ وَذَهَابِهِ حُطَامًا بَعْدَ مَاالْتَفَّ وَتَكَاثَفَ وَزَيَّنَ الْأَرْضَ بِخُضْرَتِهِ	صُوْرَةُ شَيْئٍ مُبْهِجٍ يَبْعَثُ الْأَمَلَ فِي النُّفُوْسِ فِي أَوَّلِ أَمْرِهِ ثُمَّ لَايَلْبَثُ أَنْ يَظْهَرَ فِي حَالٍ تَدْعُوْ إِلَى الْيَأْسِ وَالْقُنُوْطِ
٦ (الف)	حَالُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْلَ أَنْ يُصَاحِبَ فَاسِدًا وَبَعْدَ أَنْ يُصَاحِبَهُ	حَالُ مِيَاهِ الْأَمْطَارِ قَبْلَ اخْتِلَاطِهَا بِمَاءِ الْبَحْرِ وَبَعْدَهُ	صُوْرَةُ شَيْئٍ طَيِّبٍ يَحْتَفِظُ بِمَزَايَاهُ الطَّيِّبَةِ مَادَامَ بَعِيْدًا عَنْ عَنَاصِرِ الْفَسَادِ، وَيَفْقِدُ هٰذِهِ الْمَزَايَا مَتَى اخْتَلَطَ بِعُنْصُرٍ خَبِيْثٍ
(ب)	حَالُ مَنْ يَصْنَعُ الْمَعْرُوْفَ لِعَاجِلِ الْجَزَاءِ	حَالُ مَنْ يُلْقِي الْحَبَّ لِلطَّيْرِ لِيَصِيْدَهَا	فِعْلُ شَيْئٍ ظَاهِرُهُ الرِّفْقُ وَبَاطِنُهُ الْأَثْرَةُ وَحُبُّ الذَّاتِ
٧	حَالُ امْتِزَاجِ نَفْسِ الشَّاعِرِبِنَفْسِ مَمْدُوْحِه	حَالُ امْتِزَاجِ الْمَاءِ وَالرَّاحِ	اَلصُّوْرَةُ الْحَاصِلَةُ مِنِ امْتِزَاجِ شَيْئَيْنِ مُتَوَافِقَيْنِ
٨	حَالُ الشَّاعِرِ يُثِيْرُ نَغَمُ الْمُغَنِّيَةِ بِالْفَارِسِيَّةِ فِيْ نَفْسِه كَامِنَ الشُّوْقِ وَهُوَ لَايَفْهَمُ لُغَتَهَا	حَالُ الْأَعْمٰى يَهْوَى الْغَانِيَاتِ وَهُوَ لَايَرَى شَيْئًا مِنْ حُسْنِهِنَّ	صُوْرَةُ قَلْبٍ يَتَأَثَّرُ وَيَنْفَعِلُ بِأَشْيَاءَ لَا يُدْرِكُهَا كُلَّ الْإِدْرَاكِ
٩	حَالُ الشَّاعِرِ مَعَ صَدِيْقِه الْعَاقِّ يَدْعُوْهُ الْوَفَاءُ إِلَى الْإِبْقَاءِ عَلٰى مَوَدَّتِه وَيَدْعُوْهُ مَايَرَاهُ فِيْهِ مِنَ الْعُقُوْقِ إِلٰى قَطْعِه، وَهُوَ بَيْنَ الْأَمْرَيْنِ حَائِرٌ، وَلٰكِنَّهُ يُصْغِيْ أَخِيْرًا إِلَى دَاعِي الْوَفَاءِ	حَالُ عَطْشَانٍ رَأَى مَاءً تَحُوْلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الشُّرْبِ مِنْهُ هُوَّةٌ يَخْشٰى مِنْهَا الْهَلَاكَ عَلٰى نَفْسِه لَوْ دَنَا مِنْهُ، فَوَقَفَ حَائِرًا وَلٰكِنَّهُ لَايَسْتَطِيْعُ الْإِنْصِرَافَ عَنِ الْمَاءِ	صُوْرَةُ مَنْ يُرِيْدُ شَيْئًا فَتَحُوْلُ الْعَقَبَاتُ دُوْنَهُ، فَتُدْرِكُهُ الْحَيْرَةُ، وَلٰكِنَّهُ لَايَيْئَسُ

١٠	حَالُ مَنْ يُنْفِقُ قَلِيْلًا فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ يَلْقَى جَزَاءً جَزِيْلًا	حَالُ بَاذِرِحَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ، فِىْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةٍ حَبَّةٍ	صُوْرَةُ مَنْ يَعْمَلُ قَلِيْلًا فَيَجْنِيْ مِنْ ثَمَارِ عَمَلِهِ كَثِيْرًا
١١	حَالُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِىْ مَسَرَّتِهَا وَسُرْعَةِ تَقَضِّيْهَا	حَالُ مَطَرٍ أَنْبَتَ زَرْعًا فَنَمَا وَقَوِىَ وَأَوَّلِ بِهِ الزُّرَّاعُ ثُمَّ أَصَابَتْهُ آفَةٌ، فَيَبِسُ وَاصْفَرَّ وَتَفَتَّتَ	صُوْرَةُ شَيْئٍ يُعْجِبُ النَّاظِرِيْنَ فِىْ أَعْجِبَ أَمْرِه ثُمَّ لَايَلْبَثُ أَنْ تَزُوْلَ نَضَارَتُهُ وَيَسُوْءُ حَالُهُ
١٢ (الف)	صُوْرَةُ أَعْمَالِ غَيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ حَيْثُ إِنَّهَا قَدْ تَظْهَرُ جَمِيْلَةً خَيِّرَةً، وَلٰكِنَّهَا فِى الْحَقِيْقَةِ حَابِطَةٌ لَاثَوَابَ لَهَا	حَالُ سَرَابٍ بِفَلَاةٍ يَظُنُّهُ الظَّمْآنُ مَاءً، فَيَذْهَبُ إِلَيْهِ، فَلَا يَجِدُهُ شَيْئًا	صُوْرَةُ شَيْئٍ يَخْدَعُ مَنْظَرُهُ وَيَسُوْءُ مَخْبَرُه
(ب)	صُوْرَةُ أَعْمَالِ غَيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ حَيْثُ إِنَّهَا قَدْ تَظْهَرُ جَمِيْلَةً خَيِّرَةً، وَلٰكِنَّهَا فِى الْحَقِيْقَةِ حَابِطَةٌ لَاثَوَابَ لَهَا	صُوْرَةُ ظُلُمَاتٍ مُتَرَاكِمَةٍ مِنْ لُجِّ الْبَحْرِ وَالْمَوْجِ السَّحَابِ	صُوْرَةُ أَشْيَاءَ قَدْ تَرَاكَمَتْ وَخَلَتْ مِنَ النُّوْرِ، فَإِنَّ أَعْمَالَ الْكُفَّارِ لِبُطْلَانِهَا خَالِيَةٌ مِنْ نُوْرِ الْحَقِّ وَالظُّلُمَاتُ الْمُتَرَاكِمَةُ لَانُوْرَ فِيْهَا

التمرين - ٢

آنے والی مثالوں میں تشبیہ تمثیل وغیر تمثیل میں امتیاز وفرق کریں۔

(١) بوصیری شاعر نے کہا ہے۔

نفس بچے کی طرح ہے اگر تم اسے چھوڑ دو گے تو وہ دودھ کی محبت میں جوان ہوگا، اور اگر تم اس کا دودھ چھڑا دو گے تو وہ چھوڑ دے گا۔

(٢) اور اسی شاعر نے صحابہ کی تعریف میں کہا ہے۔

گویا وہ لوگ گھوڑوں کی پشتوں پر ٹیلے کی گھاس ہیں، (ان کا گھوڑوں پر جماؤ) یہ ان کی کامل مہارت کی بنا پر ہے نہ کہ گھوڑوں کی زین کے مضبوط کسنے کی وجہ سے۔

(۳) اور متنبی شاعر نے شیر کی تعریف میں کہا ہے ۔

شیر زمین کو نرمی سے روندتا ہے اپنے تکبر کی وجہ سے، گویا کہ وہ ڈاکٹر ہے جو مریض کی نبض دیکھ رہا ہے۔

(۴) اور متنبی باغات کے درمیان ایک تالاب کا حال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے ۔

گویا کہ وہ تالاب دن میں ایک چاند ہے، جس کو تاریکیوں نے اپنے باغات (سایوں) سے گھیرا ہوا ہے۔

(۵) اور ایک شاعر نے کہا ہے ۔

اور بہت سی راتوں کو میں نے کاٹا ہے اعراض اور فراق کے ساتھ، جن میں سکون ذرا بھی نہ تھا، وحشت ناک تھیں اس بھاری بھر کم آدمی کی طرح جس سے آنکھوں کو تکلیف ہوتی ہے، اور کان اس کی بات سننے سے اعراض کرتے ہیں۔

(٦) اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے-- ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر بہت سارے معبود بنا رکھے ہیں، اس مکڑی کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا، اور بلاشبہ سب سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہے، کاش یہ لوگ جانتے۔

(۷) اور ابن خفاجہ نے کہا ہے ۔

اور اللہ کی قسم وہ نہر جو بطحاء میں بہہ رہی، وہ گھاٹ پر اترنے کے اعتبار سے زیادہ میٹھی ہے حسین محبوبہ کے ہونٹوں کی سرخی سے، وہ مڑ رہی ہے کنگن کی طرح گویا کہ وہ نہر آسمان کی کہکشاں ہے جب کہ اس کو پھول گھیرے ہوئے ہوں۔

(۸) ایک اعرابی نے ایک عورت کی تعریف میں کہا ہے-- یہ وہ سورج ہے جس کے سبب زمین آسمان کے سورج پر فخر کرتی ہے۔

(۹) اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے-- ان کافروں کو کیا ہو گیا کہ وہ نصیحت سے اعراض کر رہے ہیں، گویا کہ وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں جو شیر سے بھاگ رہے ہیں۔

(۱۰) اور ایک شاعر نے کہا ہے

سرو کے درخت میں ان کی مثال ہے، اس میں حسن ورونق تو ہے لیکن اس میں پھل نہیں ہے۔

(۱۱) تہامی شاعر نے کہا ہے ۔

زندگی ایک نیند ہے، اور موت بیداری ہے، اور انسان ان دونوں کے درمیان چلتا پھرتا ایک خیال وتصور ہے۔

(۱۲) ایک دوسرے شاعر نے ایک روتی ہوئی عورت کا حال بیان کرتے ہوئے کہا ہے ۔

گویا کہ آنسو اس کے رخسار پر، شبنم کے باقی ماندہ قطرے ہیں انار کے پھل پر۔

(۱۳) اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے -- آپ ان لوگوں کے سامنے اس شخص کی خبر بیان کیجئے جس کو ہم نے اپنی آیات عطا کیں، پس اس نے ان سے روگردانی کی، تو شیطان اس کے پیچھے لگ گیا پس وہ گمراہ لوگوں میں سے ہوگیا، اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیات کے ذریعہ بلندی عطا کرتے، لیکن وہ دنیا کی طرف مائل ہوگیا، اور اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ گیا پس اس کی مثال کتے کی سی مثال ہے، اگر تم اس کو دانٹ ڈپٹ کروگے تو وہ ہانپے گا، اور اگر چھوڑ دوگے تو بھی ہانپے گا، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا، پس آپ واقعہ بیان کر دیجئے تاکہ وہ لوگ غور وفکر کریں۔

(۱۴) اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے -- ان منافقین کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے آگ کو جلایا پس جب آگ نے اپنے اردگرد کو روشن کر دیا تو اللہ تعالی نے ان کے نور کو سلب کر دیا، اور ان کو تاریکیوں میں چھوڑ دیا اس حال میں کہ وہ دیکھتے نہیں ہیں، یہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، یہ لوگ نہیں لوٹیں گے، یا ان کی حالت آسمان کی اس تیز بارش کی طرح ہے جس میں تاریکیاں، کڑک اور بجلی ہے، یہ لوگ بجلیوں کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے اپنے کانوں میں ڈال دیتے ہیں موت کے ڈر سے، اور اللہ تعالی کافروں کا احاطہ کرنے والا ہے، قریب ہے کہ بجلی ان کی بینائی کو اچک لے، جب جب بھی ان کے سامنے روشنی ہوتی ہے تو وہ اس میں چلنے لگتے ہیں، اور جب ان پر تاریکی ہوجاتی ہے تو وہ کھڑے ہوجاتے ہیں، اور اگر اللہ تعالی چاہے تو ان کے کانوں اور ان کی نگاہوں کو سلب کر لے، بیشک اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

(۱۵) ابو الطیب شاعر نے کہا ہے ۔

مجھے غیرت آتی ہے اس کانچ کے پیالے پر، جو امیر ابو الحسین کے لب پر رواں ہوتا ہے، -- گویا کہ اس پیالے کی سفیدی جب کہ اس میں شراب ہو، ایسی سفیدی ہے جو آنکھ کی پتلی کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے۔

(۱۶)اور سری رفاء نے کہا ہے

اور ہماری آگ شعلے بھڑکا رہی ہے، اور اس کا منظر آپ کو ہر عجیب وغریب منظر سے بے نیاز کر دے گا -- جب وہ آگ چنگاریاں اڑاتی ہے، اور اس کی چوٹی پر لپٹ کی چادریں گرتی ہیں، -- تو آپ ایک ٹھوس یاقوت کو دیکھیں گے جس سے سونے کا برادہ اڑ رہا ہے۔

(۱۷)اور اس نے ایک رہٹ کا حال بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

تم اس رہٹ کو دیکھو گویا کہ وہ اور اس کے ڈول جب کہ ان سے پانی بہہ رہا ہو، -- وہ ایسا آسمان ہے جو گھوم رہا ہے ستاروں کے ساتھ، اور وہ ستارے اس کے لئے ہار کی طرح ہیں، پس ان میں کچھ ستارے طلوع ہو رہے ہیں اور کچھ غروب ہو رہے ہیں۔

حل تمرین - ۲

نمبر	مشبہ	مشبہ بہ	وجہ شبہ	نوع تشبیہ
۱	اَلنَّفْسُ	الطِّفْلُ	اَلتَّعْوِيْدُ (مُفْرَدٌ)	غَيْرُتَمْثِيْل
۲	الصَّحَابَةُ رضی اللہ عنہم	نَبْتُ رُبًا	الثَّبَاتُ (مفرد)	غَيْرُتَمْثِيْل
۳	حَالُ الْاَسَدِ وَهُوَ يَمْشِيْ عَلَى الثَّرىٰ بِرِفْقٍ مِنْ شِدَّةِ زَهْوِه بِنَفْسِه	حَالُ الطَّبِيْبِ الَّذِيْ يَجُسُّ الْمَرِيْضَ بِرِفْق	صُوْرَةُ شَيْئٍ يَمَسُّ شَيْئًا أٰخَرَ فِيْ رِفْقٍ وَتُؤَدَةٍ	تمثیل
۴	صُوْرَةُ الْبُحَيْرَةِ فِي النَّهَارِ وَعَلىٰ سَطْحِهَا أَشِعَّةُ الشَّمْسِ وَأَحَاطَتْ بِهَا الْبَسَاتِيْنُ الْخَضْرَاءُ الضَّارِبَةُ إِلَى السَّوَاد	صُوْرَةُ الْقَمَرِ يَطَعُ وَقَدْ أَحَاطَ بِهِ سَوَادُ اللَّيْل	صُوْرَةُ شَيْئٍ أَبْيَضَ لَمَّاعٍ مُسْتَدِيْرٍ يُحِيْطُ بِه سَوَادٌ	تمثیل
۵	اَللَّيْلُ	اَلصُّدُوْدُ وَالْفِرَاقُ الْخَالِي مِنَ الْوَدَاع	اَلْحُزْنُ وَالْوَحْشَةُ (مفرد)	غیر تمثیل

۵	لَيْلٌ مُوْحِش	الثَّقِيْلُ تَقْذِىْ بِهِ الْعَيْن	اَلنُّفُوْرُ وَالْكَرَاهِيَةُ (مفرد)	غير تمثيل
۶	حَالُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا الْاَوْثَانَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ، وَهِيَ أَضْعَفُ مِنْ أَنْ يَلْتَجَأَ إِلَيْهَا	حَالُ الْعَنْكَبُوْتِ تَتَّخِذُ مِنْ خُيُوْطِهَا بَيْتًا تَعْتَقِدُ أَنَّهُ يَقِيْهَا صَوْلَةَ الْاَعْدَاءِ وَإِنَّهُ لَوَاهٍ ضَعِيْف	صُوْرَةُ شَيْئٍ يَحْتَمِيْ بِآخَرَ لَايَحْمِيْه	تمثيل
۷ (الف)	النَّهْر	السِّوَار	التَّقَوُّسُ (مفرد)	غير تمثيل
(ب)	صُوْرَةُ النَّهْرِ أَبْيَضِ اللَّوْنِ مُلْتَوٍ وَقَدْ أَحَاطَ بِهِ الزَّهْرُ الْاَبْيَضُ فِيْ شَاطِئَيْه	صُوْرَةُ الْمُجَرَّةِ وَقَدِ انْتَشَرَتْ بِحَافَّتَيْهَا النُّجُوْمُ الزَّاهِرَةُ	اَلصُّوْرَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ وُجُوْدِ شَيْئٍ أَبْيَضَ مُسْتَطِيْلٍ فِي الْتِوَاءٍ وَحَوْلَهُ أَجْسَامٌ صَغِيْرَةٌ بَيْضَاءُ	تمثيل
۸	اَلْمَرْأَةُ	اَلشَّمْس	اَلْبَهَاءُوَالْحُسْنُ (مفرد)	غيرتمثيل
۹	اَلْكُفَّارُ الْمُعْرِضُوْنُ عَنِ التَّذْكِرَةِ	حُمُرٌ مُسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنَ الصَّيَّادِيْنَ	شِدَّةُ النُّفُوْرِ (مفرد)	غير تمثيل
۱۰	هٰؤُلَاءِ النَّاسِ	شَجَرُ السَّرْوِ	حُسْنُ الْمَنْظَرِ وَعَدَمُ الْاِنْتَاجِ (مفرد)	غير تمثيل
۱۱	اَلْعَيْشُ	اَلنَّوْمُ	اَلْغَفْلَةُ (مفرد)	غير تمثيل
۱۱	اَلْمَنِيَّةُ	يَقْظَةٌ	اَلْاِنْتِبَاهُ (مفرد	غير تمثيل
۱۱	اَلْمَرْءُ	اَلْخِيَالُ السَّارِيْ	سُرْعَةُ الزَّوَالِ (مفرد)	غير تمثيل
۱۲	حَالُ الدُّمُوْعِ وَهِيَ بَيْضَاءُ وَهِيَ صَافِيَةٌ فَوْقَ خَدِّهَا الْمُحَمَّرِ	حَالُ الطَّلِّ فَوْقَ الْجُلَّنَارِ	صُوْرَةُ قَطَرَاتٍ بَيْضَاءَ فَوْقَ شَيْئٍ أَحْمَرَ	تمثيل

۱۳	اَلْعَالِمُ الْمَائِلُ إِلٰى حُطَامِ الدُّنْيَا	اَلْكَلْبُ خَسِيْسُ الصِّفَة	اَلْخِسَّةُ (مفرد)	غیر تمثیل
۱۴ (الف)	حَالُ الْمُنَافِقِيْنَ تَبْدُوْ لَهُمْ الدَّلَائِلُ الْوَاضِحَةُ فَيَلْمَحُوْنَ هِدَايَتَهَا ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ إِلٰى ضَلَالِ مَا كَانُوْا فِيْه	حَالُ مَنْ أَوْقَدَ نَارًا فَتَمَتَّعَ بِضَوْءِهَا قَلِيْلًا ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ أُطْفِئَتْ هٰذِهِ النَّارُ فَغَشِيَهُ الظَّلَامُ الْحَالِكُ	اَلْهَيْئَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ وُجُوْدِ هِدَايَةٍ قَصِيْرَةٍ يَتْلُوْهَا ظَلَامٌ الحَيْرَةِ وَالْاِرْتِيَاكِ	تمثیل
(ب)	حَالُ الْمُنَافِقِيْنَ تَبْدُوْ لَهُمْ الدَّلَائِلُ الْوَاضِحَةُ فَيَلْمَحُوْنَ هِدَايَتِهَا ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ إِلٰى ضَلَالِ مَا كَانُوْا فِيْهِ	حَالُ قُوْمُ اَصَابَتْهُمْ السَّمَاءُ فِي لَيْلَةٍ مُظْلَمَةٍ فِيْهَا رَعْدٌ وَبَرْقٌ وَصَوَاعِقُ فَامْسَوْا فِىْ خَوْفٍ وَرُعْبٍ، كُلَّمَا اَضَاءَ لَهُمْ الْبَرْقُ مَشَوْا وَيَقِفُوْنَ حَيْنَمَا يَنْطَفِئُ ضَوْءُهُ	صُوْرَةُ قَوْمٍ تَمْلِكُهُمْ الْفَزَعُ وَقَدْ عَرَضَتْ لَهُمْ أَسْبَابُ الْهِدَايَةِ فَانْتَفَعُوابِهَا قَلِيْلاً، ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ أَحَاطَ بِهِمُ الضَّلَالُ	تمثیل
۱۵	صُوْرَةُ الزُّجَاجَةُ وَالرَّاحُ فِيْهَا ضَارِبَةٌ إِلٰى السَّوَادِ	صُوْرَةُ بَيَاضِ الْعَيْنِ اَلْمُحْدِقِ بِسَوَادِهَا	صُوْرَةُ شَيْئٍ اَسْوَدَ يُحِيْطُ بِهِ شَيْئٌ أَبْيَضُ	تمثیل
۱۶	صُوْرَةُ النَّارِ تَرْمِىْ بِالشَّرَرِ وَقَدْ اِنْتَشَرَ اللَّهَبُ فَوْقَهَا	صُوْرَةُ يَاقُوْتَةٍ مُشَبَّكَةٍ تَتَنَاثَرُمِنْهَاقُرَاضَةُالذَّهَبِ	صُوْرَةُ شَيْئٍ مُحَمَّرٍ تَتَطَايَرُ عَنْهُ اَشْيَاءُ صَغِيْرَةٌ صُفَرَاءُ	تمثیل
۱۷	صُوْرَةُ الدَّوْلَابِ يَدُوْرُ وَالْمَاءُ يَنْصَبُّ مِنْ كِيْزَانِه	صُوْرَةُفَلَكَ يَدُوْرُ بِأَنْجُمٍ مُلْتَفَّةٍ حَوْلَهُ الْتِفَاتَ الْعِقْدِ بِالرَّقَبَةِ فَمِنْهَا الشَّارِقُ وَالْغَارِبُ	صُوْرَةُ شَيْئٍ دَوَّارٍ تَتَّصِلُ بِهِ اَجْسَامٌ بَيْضَاءُ لَمَّاعَةٌ يَظْهَرُ بَعْضُهَا وَيَخْتَفِى بَعْضٌ آخَرُ.	تمثیل

التمرین - ۳

آنے والے جملوں میں ہر ایک کو کسی تشبیہ تمثیل میں مشبہ بنائیں۔

(۱) **كَأَنَّ الْجَيْشَ الْمُنْهَزِمَ يَتبَعُهُ الْجَيْشُ الظَّافِرُ لَيْلٌ يُطَارِدُهُ الصَّبَاحُ** ـــ فاتح لشکر ہارے ہوئے لشکر کا پیچھا کر رہا ہے، ایسا لگتا ہے جیسے رات کو صبح ہکائے لے جارہی ہے۔

(۲) **اَلرَّجُلُ الْعَالِمُ بَيْنَ مَنْ لَايَعْرِفُوْنَ مَنْزِلَتَهُ كَالْمُصْحَفِ فِي بَيْتِ زِنْدِيْقٍ** ـــ عالم آدمی ان لوگوں کے درمیان جو اس کا درجہ نہ جانتے ہوں دہریے کے گھر میں مصحف کی طرح ہے۔

(۳) **اَلْحَازِمُ يَعْمَلُ فِي شَبَابِهِ لِكِبَرِهِ كَالنَّمْلَةِ تَجْمَعُ فِي الصَّيْفِ مَاتَحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي الشِّتَاءِ** ـــ ہوشیار آدمی اپنی جوانی میں اپنے بڑھاپے کے لئے عمل کر لیتا ہے جیسے چیونٹی گرمی ہی میں جمع کر لیتی ہے اپنی سردی کی ضروریات کو۔

(۴) **كَأَنَّ السَّفِيْنَةَ تَجْرِيْ وَقَدْ تَرَكَتْ وَرَاءَ هَا اَثَرًا مُسْتَطِيْلاً عَرُوْسٌ تُجَرِّرُ أَذْيَالَهَا** ـــ کشتی اپنے پیچھے ایک لمبا نشان چھوڑتی ہوئی اس طرح چل رہی ہے جیسے دلہن اپنے کپڑوں کو گھسیٹتی ہوئی چلتی ہے۔

(۵) **اَلْمُذْنِبُ لَايَزِيْدُهُ الصَّفْحُ إِلَّاتَمَادِيًا كَاللَّئِيْمِ لَايَزِيْدُهُ الْإِحْسَانُ اِلَّا تَمَرُّدًا** ـــ مجرم آدمی کو معاف کرنا اس میں جرأت کو بڑھاتا ہے، جیسے کمینہ کے ساتھ احسان کرنا اس میں سرکشی کو بڑھاتا ہے۔

(۶) **كَأَنَّ الشَّمْسَ وَقَدْ غَطَّاهَا السَّحَابُ اِلَّا قَلِيْلًا حَسنَاءُ مُنْتَقِبَةٌ** ـــ آفتاب کو جب کہ سوائے تھوڑے حصہ کے بادلوں نے ڈھانپ رکھا ہو تو ایسا لگتا ہے جیسے نقاب ڈالی ہوئی حسینہ۔

(۷) **خِلْتُ الْمَاءَ وَقَدْ سَطَعَتْ فَوْقَهُ اَشِعَّةُ الشَّمْسِ وَقْتَ الْاَصِيْلِ صَفَائِحَ مِنَ اللُّجَيْنِ مُوَّجَتْ بِالذَّهَبِ** ـــ پانی کے اوپر شام کے وقت جب سورج کی شعاعیں پڑ رہی ہوں تو میں ایسا خیال کرتا ہوں جیسے چاندی کی تختیاں ہوں جن پر سونے کا گلیڈ کیا گیا ہو۔

(۸) **اَلْمُتَرَدِّدُ فِي الْاُمُوْرِ يَجْذِبُهُ رَأْيٌ هُنَا وَرَأْيٌ هُنَاكَ كَرِيْشَةٍ فِيْ مَهَبِ الرِّيْحِ لَاتَسْتَقِرُّ عَلٰى حَالٍ** ـــ کسی معاملہ میں تردد کرنے والا، جس کو ایک رائے ادھر کھینچ رہی ہو، ایک رائے اُدھر کھینچ رہی ہو، ہوا کی تھپیڑوں میں اس ریشہ کی طرح ہے جس کو ایک حال پر قرار نہیں۔

(۹) اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ لَاتُثْمِر فِي النُّفُوْسِ الْخَبِيْثَةِ كَالْحَبَّةِ الصَّالِحَةِ لَاتُنْبِتُ فِي الْاَرْضِ السَّبِخَةِ ـــ پاکیزہ کلمہ خبیث دلوں میں بار آور نہیں ہوتا جیسے اچھا دانہ بنجر زمین میں نہیں اگتا ہے۔

(۱۰) اَلْمَرِيْضُ وَقَدْ أَحَسَّ دَبِيْبَ الْعَافِيَةِ بَعْدَ الْيَأْسِ كَالنَّبْتِ الْمُتَعَطِّشِ يَجُوْدُهُ رَذَاذٌ فَيَبْعَثُ فِيْهِ الْحَيَاةَ ـــ کسی مریض نے نا امیدی کے بعد صحت کی آہٹ محسوس کی ہو تو وہ اس پیاسی گھاس کی طرح ہے جس پر ہلکی بارش کی سخاوت ہو (یعنی ہلکی بارش برسے) پس وہ اس میں حیات پیدا کردے۔

التمرین۔ ۴

آنے والے جملوں میں سے ہر ایک کو کسی تشبیہ تمثیل میں مشبہ بہ بنائیں۔

(۱) اَلْعَالِمُ الْمُتَوَاضِعُ لَايَزِيْدُهُ تَوَاضُعُهُ إِلَّارِفْعَةً وَشَرْفًا كَالشُّعْلَةِ إِذَا نُكِسَتْ زَادَتْ اِشْتِعَالًا ـــ متواضع عالم میں تواضع سے شرافت و بلندی ہی بڑھتی ہے جیسے آگ کا شعلہ جب الٹ دیا جائے تو زیادہ بھڑکتا ہے۔

(۲) كَأَنَّ الْمَلِيْحَةَ تَنْتَقِبُ تَارَةً وَتَسْفِرُ أُخْرىٰ كَالشَّمْسِ تَحْتَجِبُ بِالْغَمَامِ ثُمَّ تَظْهَرُ ـــ حسن وخوبصورتی والی حسینہ کبھی نقاب ڈالتی ہے اور کبھی چہرہ ظاہر کرتی ہے، تو گویا وہ سورج ہے جو کبھی بادل میں چھپتا ہے پھر ظاہر ہوتا ہے۔

(۳) اَلْغِنٰى يُصِيْبُ صِغَارَالْاَقْدَارِ مِنَ النَّاسِ وَيُخْطِئُ أَهْلَ الشَّرْفِ وَالنُّبْلِ كَالْمَاءِ يُسْرِعُ اِلَى الْأَمَاكِنِ الْمُنْخَفِضَةِ وَلَاْ يَصِلُ إِلىَ الْمُرْتَفِعَةِ ـــ مالداری چھوٹے درجے کے لوگوں کے پاس پہنچتی ہے اور شرافت و بلندی والوں سے چوک جاتی ہے، جیسے پانی نشیبی جگہوں میں جلدی پہنچتا ہے اور بلند جگہوں میں نہیں پہنچتا ہے۔

(۴) مَثَلُ الْغَنِيِّ يُعْطِيْ الْعَامِلَ الْفَقِيْرَ لِيَسْتَذِلَّه وَيَسْتَنْفِدَ جُهُوْدَهُ كَمَثَلِ الْجَزَّارِ يُطْعِمُ الْغَنَمَ لِيَذْبَحَهَا ـــ اس مالدار کی مثال جو فقیر مزدور کو اس لئے دیتا ہے تا کہ اس کو ذلیل کرے اور اس کی محنت ضائع کرے اس قصائی کی طرح ہے جو بکری کو کھلاتا پلاتا ہے تا کہ اس کو ذبح کرے، (یعنی محض اپنا مطلب و مفاد اس کے پیش نظر ہے)

(۵) حَسِبْتُ النُّجُوْمَ خِلَالَ السَّمَاءِ أَزْهَارًا بَيْضَاءَ فِي مُرُوْجٍ خَضْرَاءَ ـــ میں نے آسمان میں پھیلے ستاروں کو سرسبز باڑھوں میں سفید پھول سمجھا۔

(۶) **مَثَلُ الْكَرِيْمِ الَّذِيْ يُسَاعِدُ الْبَائِسِيْنَ فِي الْخَفَاءِ كَمَثَلِ الْجَدْوَلِ لَاتَسْمَعُ لَهُ خَرِيْرًا وَأٰثَارُهُ ظَاهِرَةٌ فِي الرِّيَاضِ** ـــ اس سخی کی مثال جو تنگ دست لوگوں کی پوشیدہ طریقہ پر مدد کرتا ہے اس چھوٹی نہر کی طرح ہے، جس کی ذرا بھی آواز نہیں سنائی دیتی مگر اس نہر کے آثار باغ میں ظاہر ہیں۔

(۷) **اَلشِّعْرُ الرَّائِعُ عِنْدَ ذَوِي الْأَفْهَامِ السَّقِيْمَةِ كَالْمَاءِ الزُّلَالِ فِي فَمِ الْمَرِيْضِ** ـــ عمدہ شعر کمزور عقل والوں کے نزدیک، بیمار کے منہ میں میٹھے اور صاف شفاف پانی کی طرح ہے۔

(۸) **اَلطِّفْلُ تَظْهَرُ عَلَيْهِ عَلَامَاتُ الْفِطْنَةِ، فَإِذَا مَاكَبِرَ تَجَلَّتْ مَوَاهِبُهُ وَذَاعَ فَضْلُه يَحْكِيْ الْقَمَرَ يَبْدُوْ صَغِيْرًا ثُمَّ يَصِيْرُ بَدْرًا** ـــ بچے پر ذہانت کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں، پھر جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو اس کی صلاحیتیں کھلتی ہیں اور اس کا فضل وشرف عام ہوتا ہے یہ بالکل چاند کی نقل ہے جو ابتدا میں بہت چھوٹا ہوتا ہے پھر ہوتے ہوتے بدر کامل بن جاتا ہے۔

(۹) **اَرْزَاءُ الدَّهْرِ وَحَوَادِثُهُ تُخْطِئُ الْأَصَاغِرَ وَتُصِيْبُ الْأَكَابِرَ كَالرِّيْحِ تُمِيْلُ الشُّجَيْرَاتِ اللَّدْنَةَ وَتَقْصِفُ الْأَشْجَارَ الْعَالِيَةَ** ـــ زمانے کی مصیبتیں اور حوادث چھوٹوں سے چوک جاتے ہیں اور بڑوں کو پہنچتے ہیں جیسے ہوا چھوٹے اور نرم درختوں کو ہلاتی ہے اور بلند وبالا درختوں کو اکھاڑ دیتی ہے۔

(۱۰) **اَلْفَلَّاحُ الْمِصْرِيُّ بَيْنَ عِصَابَةِ الْمُرَابِيْنَ كَالْحَمَلِ بَيْنَ الذِّئَابِ** ـــ مصری کسان بڑے تاجروں کی جماعت کے درمیان بکری کے بڑے بچہ کی طرح ہے بھیڑیوں کے درمیان۔

التمرين - ۵

آنے والی تشبیہات میں ہر دو تشبیہ کو ملا کر ایک تشبیہ تمثیل بنائیں۔

(۱) **اَلنَّاسُ وَالْحَوَادِثُ تَنْتَابُهُمْ كَرُكَّابِ سَفِيْنَةٍ فِي بَحْرٍ مَضْطَرِبٍ** ـــ لوگ اور ان پر پیش آنے والے حوادث کشتی کے سواروں کی طرح ہیں موجیں مارنے والے سمندر میں۔

(۲) **اَلشَّيْبُ يَنْهَضُ فِي الشَّعْرِ الْفَاحِمِ كَالصُّبْحِ يَتَنَفَّسُ فِي اللَّيْلِ** ـــ بڑھاپا سیاہ بالوں میں ظاہر ہوتا ہے جیسے صبح رات میں سانس لیتی ہے۔

(۳) **اَلْأَسِنَّةُ فِي الْقَتَامِ مِثْلُ النُّجُوْمِ فِي اللَّيْلِ** ـــ نیزے سیاہ غبار جنگ میں ایسے ہیں جیسے

ستارے رات میں۔

(۴) اَلْقَمَرُ يَبْدُوْ خِيَالُهُ فِي الْبُحَيْرَةِ كَوَجْهِ الْحَسْنَاءِ يَظْهَرُ فِي الْمِرْآةِ ــــ چاند کہ اس کا عکس ظاہر ہوتا ہے تالاب میں جیسے خوبصورت عورت کا چہرہ ظاہر ہوتا ہے آئینہ میں۔

التمرين - ٦

مسلم بن ولید کے شعر کی تشریح کریں، اور اس شعر میں جو حسن و جمال ہے اس کو بیان کریں۔

ترجمہ:- اسماعیل کی وفات کے دن میں اور اسماعیل دونوں اس نیام کی طرح تھے جس سے لڑائی کے دن تلوار علیحدہ ہوگئی ہو، پس اگر میں اس کے بعد لوگوں سے چھپ جاؤں یا ملوں تو اس وحشی جانور کی طرح ہوں جس کو قحط سالی لوگوں سے قریب کر دیتی ہے۔

شعر کی تشریح:- شاعر کہتا ہے کہ ممدوح کی موت نے مجھ پر اتنا اثر ڈالا کہ میری قوت کمزور ہوگئی اور میری عزت و شرافت چھن گئی یہاں تک کہ مشکل حالات کے مقابلے کی مجھ میں طاقت نہ رہی جیسے تلوار سے خالی میان جنگ میں کچھ مفید نہیں ہوتی۔ اور میں شدت غم اور مایوسی کے سبب گوشہ نشینی اور تنہائی پسند کرنے لگا ہوں اور لوگوں سے مجبوری میں ملتا ہوں جیسے وحشی جانور فطرتاً انسان سے متنفر ہوتے ہیں لیکن کبھی سخت بھوک انسانی آبادی میں آنے جانے پر مجبور کر دیتی ہے۔

شعر کا حسن وجمال:- دونوں شعروں میں حسن کی بنیاد ان دو انوکھی تشبیہوں کی رہین منت ہے جسے وہ اسماعیل کی وفات کی اثر انگیزی بیان کرنے کے لیے لایا ہے چنانچہ پہلے شعر میں اس نے نزول مصیبت کے بعد اپنے آپ کو اس میان سے تشبیہ دی ہے جو لڑائی کے وقت تلوار سے خالی ہو اور یہ تشبیہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ ناتواں، غیر مفید اور تہی دست ہو گیا ہے۔

اور دوسرے شعر میں اسماعیل کی وفات کے بعد لوگوں سے تنفر و ملاقات میں بے رغبتی کی حالت کو تشبیہ دیا ہے جنگلی جانوروں کی حالت کے ساتھ جو اپنی فطرت کے اعتبار سے انسانوں سے بدکتے ہیں اور انسانوں کے ساتھ زندگی گذارنا ان کے لیے مشکل ہوتا ہے ہاں مگر یہ کہ وہ بھوک اور بدحالی کا شکار ہو جائیں اور یہ تشبیہ تمہیں دکھلاتی ہے کہ کیسے اس مصیبت کے وقوع سے اس کی حالت متغیر ہوئی اور مزاج تبدیل ہو گیا۔

التمرین-۷

اختصار کے ساتھ ان لوگوں کا حال بیان کریں جن کی بستی کو سیلاب بہالے گیا ہو، اور حال بیان کرتے ہوئے کوشش کریں کہ دو تشبیہ تمثیل بھی لے آئیں۔

كَانُوْا امِنِيْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ، فَدَهَمَهُمْ سَيْلٌ جَارِفٌ، غَمَرَ مَسَاكِنَهُمْ، فَصَدَعَ بُنْيَانَهَا، وَزَعْزَعَ أَرْكَانَهَا حَتّٰى صَارَتْ كَأَنَّهَا السُفُنُ الْمُحَطَّمَةُ فِي الْبَحْرِ الْهَائِجِ الْمُضْطَرِبِ، وَلَوْ رَأَيْتَهُمْ وَقَدْ أَشْرَفُوْا عَلَى الْخَطَرِ، فَخَرَجُوْا مَذْعُوْرِيْنَ يَحْمِلُوْنَ أَطْفَالَهُمْ، وَالسَّيْلُ يَقْفُوْ اثَارَهُمْ، لَخِلْتَهُمْ قَطِيْعًا يُطَارِدُهُ الصَّيَّادُوْنَ وَقَدْ أَخَذَ مِنْهُ الْجَهْدُ، وَنَهَكَهُ الْإِعْيَاءُ

ترجمہ: وہ لوگ اطمینان وسکون کے ساتھ تھے کہ اچانک تباہ کن سیلاب ان پر آ دھمکا جس نے ان کے مکانات کو ڈھانپ لیا، ان کی عمارتیں ہلا دی اور ستون کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا گویا کہ وہ مکانات موجزن ٹھاٹھیں مارتے دریا میں شکستہ کشتیاں ہوں اور اگر تم انھیں دیکھو گے جب کہ وہ ہلاکت کے قریب ہو گئے اور اپنے بچوں کو اٹھائے ہوئے خوفزدہ ہو کر نکلے اس حال میں کہ سیلاب ان کا تعاقب کر رہا تھا تو تم انھیں کوئی ریوڑ گمان کرو گے جسے شکاری دوڑا رہے ہوں اور وہ ریوڑ تھک کر چور چور ہو گیا ہو

۴-التشبیہ الضمنی

الامثلۃ (مثالیں)

(۱) ابوتمام نے کہا ہے۔

لَاتُنْكِرِيْ عَطَلَ الْكَرِيْمِ مِنَ الْغِنٰى	فَالسَّيْلُ حَرْبٌ لِلْمَكَانِ الْعَالِيْ

شریف آدمی کے مالداری سے خالی ہونے پر نکیر مت کر اس لئے کہ سیلاب اونچی جگہ کا دشمن ہوتا ہے۔

(۲) اور ابن الرومی نے کہا ہے۔

قَدْيَشِيْبُ الْفَتٰى وَلَيْسَ عَجِيْبًا	اَنْ يُرَى النَّوْرُ فِى الْقَضِيْبِ الرَّطِيْبِ

کبھی کبھی جوان کے بال سفید ہو جاتے ہیں بوڑھا ہو جاتا ہے، اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ تر و تازہ ٹہنی میں کلی دکھائی دے۔

(۳) اور ابوالطیب نے کہا ہے۔

مَنْ يَهُنْ يَسْهَلِ الْهَوَانُ عَلَيْهِ	مَالِجُرْحٍ بِمَيِّتٍ إِيْلَامُ

جو بے حیثیت ہوتا ہے اس پر ذلت برداشت کرنا آسان ہے، مردہ آدمی کو زخم سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

کبھی کبھی ادیب یا شاعر بلاغت کی ایسی راہ اختیار کرتا ہے جس میں وہ تشبیہ کی طرف اشارہ کرتا ہے، تشبیہ کی مشہور صورتوں میں سے کسی صورت کی صراحت کئے بغیر، اور وہ ایسا کرتا ہے جدت پیدا کرنے کے لئے، اور اس حکم پر دلیل قائم کرنے کے لئے جس کی اس نے مشبہ کی طرف نسبت کی ہے، اور تشبیہ کو مخفی رکھنے میں رغبت وشوق پیدا کرنے کے لئے، -- اس لئے کہ تشبیہ جب دقیق اور پوشیدہ ہوتی ہے تو وہ دل میں زیادہ بلیغ اور مؤثر ہوتی ہے۔

آپ ابوتمام کا شعر ملاحظہ کریں، اس لئے کہ وہ مخاطبہ یعنی بیوی سے کہہ رہا ہے کہ شریف آدمی کے مالداری سے خالی ہونے پر نکیر نہ کرو، اس لئے کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، اس لئے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر -- جو کہ تمام جگہوں میں اشرف اور بلند وبالا ہیں -- سیلاب کا پانی نہیں ٹھہرتا ہے، کیا آپ نے یہاں کوئی تشبیہ محسوس نہیں کی؟ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ وہ ضمناً غنی ومالداری سے محروم شریف آدمی کو تشبیہ دے رہا ہے پہاڑ کی چوٹی سے جو سیلاب کے پانی سے خالی ہو، لیکن اس نے صراحۃً یہ تشبیہ کا مضمون نہیں رکھا، بلکہ وہ ایک مستقل جملہ لایا، اور اس کے ضمن میں دلیل کی شکل میں اسی معنی کو ادا کیا۔

اور ابن الرومی کہتا ہے کہ نوجوان آدمی بھی کبھی بوڑھا ہوجاتا ہے، حالانکہ اس پر عمر نہیں گذری ہے، اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، کیونکہ بالکل تروتازہ ٹہنی میں بھی کبھی کبھی سفید پھول ظاہر ہوجاتا ہے، یہاں ابن الرومی کوئی صریح تشبیہ نہیں لایا، کیونکہ اس نے اس طرح نہیں کہا ہے کہ نوجوان آدمی جب کہ اس کے سر پر بوڑھاپا ظاہر ہورہا ہوتو وہ پھول کھلنے کے وقت تروتازہ ٹہنی کی طرح ہے، لیکن اسی بات کو اس نے ضمناً بیان کردیا۔

اور ابوطیب کہہ رہا ہے کہ جو شخص ذلت ورسوائی کا عادی ہو، اس کے لئے ذلت کو برداشت کرنا آسان ہوتا ہے، اور اس کو اس سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے، اور یہ دعوی باطل نہیں ہے، اس لئے کہ مردہ آدمی کو جب زخم لگایا جائے تو اس کو تکلیف نہیں ہوتی ہے، اور اس میں بغیر صراحت کے تشبیہ کا اشارہ ہے۔

پس تینوں اشعار میں آپ تشبیہ کے ارکان کو پارہے ہیں اور محسوس کررہے ہیں، لیکن آپ تشبیہ کو اس کی معروف صورت میں نہیں پارہے ہیں، اور اس طرح کی تشبیہ کو تشبیہ ضمنی کہتے ہیں۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۹) تشبیہ ضمنی وہ تشبیہ ہے جس میں مشبہ اور مشبہ بہ کو تشبیہ کی معروف صورت میں ذکر نہ کیا جائے بلکہ کلام کی ترکیب میں دونوں کو اشارۃً ذکر کیا جائے، اور تشبیہ کی یہ قسم اس بات کا فائدہ دینے کے لئے استعمال کی جاتی ہے کہ مشبہ کی طرف جس حکم کی نسبت کی گئی ہے وہ ممکن ہے۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

(۱) متنبی نے کہا ہے ۔

وَفِيْ عُنُقِ الْحَسْنَاءِ يُسْتَحسَنُ الْعِقْدُ	وَأَصْبَحَ شِعْرِي مِنْهُمَا فِيْ مَكَانِهِ

اور ان دونوں کی تعریف میں میرا شعر بالکل برمحل ہو گیا ہے، اور حسینہ کے گلے میں ہار تو اچھا لگتا ہی ہے۔

(۲) اور اسی شاعر نے کہا ہے ۔

وَيَبِيْنُ عِتْقُ الْخَيْلِ من أَصْوَاتِهَا	كَرَمٌ تَبَيَّنَ فِيْ كَلَامِكَ مَاثِلًا

شرافت تیرے کلام میں بہت ظاہر و نمایاں ہے، اور گھوڑوں کا عمدہ ہونا ان کی آوازوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

الاجابة (نمونے کا حل)

نمبر	مشبہ	مشبہ بہ	وجہ شبہ	نوع تشبیہ
۱	شعر کی حالت جس سے کسی شریف آدمی کی تعریف کی جائے، پس شعر کی خوبصورتی بڑھ جائے، اس کے محل کی خوبصورتی کی وجہ سے	قیمتی ہار کی حالت جس سے حسن و رونق بڑھ جائے اس کے حسینہ کے گلے میں جا کر	کسی چیز کی بہت زیادہ خوبصورتی، اس کے محل کی خوبصورتی کی وجہ سے	ضمنی
۲	کلام کی حالت جب کہ وہ قائل کی ذات کی شرافت کو ظاہر کر رہا ہو	گھوڑے کے ہنہنانے کی حالت جو گھوڑے کی عمدگی پر دلالت کرے	کسی چیز کی کسی چیز پر دلالت	ضمنی

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں مشبہ، مشبہ بہ اور تشبیہ کی قسم کو سبب کے ذکر کرنے کے ساتھ بیان کریں۔

(۱) بحتری نے کہا ہے۔

ممدوح بہادروں کو دیکھ کر ہنستا ہے، حالانکہ وہ ان میں رعب پیدا کر دیتا ہے، اور تلوار کی ایک دھار اور رونق ہوتی ہے جب وہ حملہ کرتی ہے۔

(۲) اور متنبی نے کہا ہے

تمہاری عطا کا مجھ سے مؤخر ہونا بہتر ہے، بادلوں میں رفتار میں سب سے تیز وہ بادل ہوتا ہے جس میں پانی نہ ہو۔

(۳) اور اسی شاعر نے کہا ہے۔

مظلوم پر اس کا حسنِ لباس بھلا نہیں معلوم ہوتا ہے، کیا کسی مردہ (مدفون) کو اس کے کفن کی عمدگی اچھی لگتی ہے۔

(۴) اور اسی نے کہا ہے۔

میں اپنے زمانے کے لوگوں میں سے نہیں ہوں، ان لوگوں کے ساتھ زندگی گذارنے کے باوجود، لیکن سونے کی کان تو مٹی میں ہی ہوتی ہے۔

(۵) اور ابوفراس شاعر نے کہا ہے۔

اور عنقریب مجھے میری قوم یاد کرے گی جب ان پر مشقت آن پڑے گی، اور تاریک رات میں چودھویں کا چاند ڈھونڈا جاتا ہے۔

(٦) اور قصیدہ پڑھنے والے ان کے دروازے پر بھیڑ لگائے رہتے ہیں، اور میٹھے چشمہ پر زیادہ بھیڑ ہوتی ہی ہے۔

* * * * *

نمبر	مشبہ	مشبہ بہ	نوع تشبیہ	سبب
۱	حَالُ الْمَمْدُوْحِ يَضْحَكُ فِيْ غَيْرِ مُبَالَاةٍ عِنْدَ مُلَاقَاةِ الشُّجْعَانِ وَيُفْزِعُهُمْ بِبَاسِه وَسَطْوَتِه	حَالُ السَّيْفِ عِنْدَ الضَّرْبِ لَهُ رَوْنَقٌ وَفَتْكٌ	ضمنی	تشبیہ کو اس کی معروف صورت میں صراحت کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا ہے
۲	حَالُ الْعَطَاءِ يَتَأَخَّرُ وُصُوْلُه، وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ دَلِيْلًا عَلٰى كَثْرَتِه	حَالُ السُّحُبِ تُبْطِئُ فِيْ السَّيْرِ، وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ دَلِيْلًا عَلٰى غَزَارَةِ مَائِهَا	ضمنی	تشبیہ کو اس کی معروف صورت میں صراحت کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا ہے
۳	حَالُ الْمَضِيْمِ لَايَفْرَحُ بِيُسْرِهِ وَسَعْةِ رِزْقِه وَهُوَ فِيْ أَسْرِ الذُّلِّ	حَالُ الْمَيِّتِ لَايَفْرَحُ بِمَا عَلَيْهِ مِنَ الْاَكْفَانِ الْحَسَانِ	ضمنی	تشبیہ کو اس کی معروف صورت میں صراحت کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا ہے
۴	حَالُ الشَّاعِرِ لَايَعُدُّ نَفْسَهُ مِنْ أَهْلِ دَهْرِه، وَإِنْ عَاشَ بَيْنَهُم	حَالُ الذَّهَبِ يَخْتَلِطُ بِالتُّرَابِ مَعَ أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ جِنْسِه	ضمنی	تشبیہ کو اس کی معروف صورت میں صراحت کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا ہے
۵	حَالُ الشَّاعِرِ يَذْكُرُهُ قَوْمُهُ إِذَا اشْتَدَّبِهِمُ الْخُطُوْبُ وَيَطْلُبُوْنَهُ فَلَايَجِدُوْنَه	حَالُ الْبَدْرِ يُطْلَبُ عِنْدَ اشْتِدَادِ الظَّلَام	ضمنی	تشبیہ کو اس کی معروف صورت میں صراحت کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا ہے
۶	حَالُ الْمَمْدُوْحِ يَزْدَحِمُ طَالِبُوْ الْمَعْرُوْفِ بِبَابِه	حَالُ الْمَنْهَلِ الْعَذْبِ يَزْدَحِمُ النَّاسُ عِنْدَه	ضمنی	تشبیہ کو اس کی معروف صورت میں صراحت کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا ہے

التمرین - ۲

آنے والی مثالوں میں تشبیہ صریح اور اس کی قسم اور تشبیہ ضمنی کو بیان کریں۔

(۱) ابو العتاہیہ نے کہا ہے ۔

تم نجات کی امید کرتے ہو حالانکہ نجات کی راہ پر نہیں چلتے ہو، بیشک کشتی خشکی پر نہیں چلا کرتی ہے۔

(۲) ابن الرومی نے روشنائی کی تعریف میں کہا ہے ۔

ابو حفص کی روشنائی رات کا لعاب ہے، گویا کہ وہ روشنائی سیاہ گھوڑوں کے رنگ ہیں۔

یہ روشنائی بغیر وزن کے اور بغیر ناپے تولے دوستوں کے پاس سیلاب کی طرح بہہ کر جاتی ہے۔

(۳) ایک شاعر نے کہا ہے ۔

اس کا برا ہو جب وہ دیکھتی ہے، اس کا برا ہو جب وہ اعراض کرتی ہے، تیروں کا لگنا اور ان کا نکلنا دونوں تکلیف دہ ہے۔

(۴) ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے۔

(۵) بحتری نے اپنے ممدوح کے اخلاق کی تعریف میں کہا ہے ۔

اس کے اچھے اخلاق میں اس کے پڑوس نے بہت زیادہ حسن و جمال بڑھا دیا، وہ پڑوسی ایسے لوگ ہیں جو شرافت سے خالی اور محروم ہیں، اور بڑے بڑے ستاروں کا حسن و جمال یہی ہے کہ وہ انتہائی تاریک رات میں طلوع نظر آئیں۔

حل تمرین - ۲

(۱) ابو العتاہیہ تشبیہ دے رہا ہے اس شخص کی جو آخرت کے عذاب سے نجات کی امید رکھتا ہے اور نجات کی راہ نہیں چلتا ہے اس کشتی کے ساتھ جو خشکی پر چلنے کی کوشش کرتی ہے، اور تشبیہ یہاں ضمنی ہے، کیوں کہ اس میں تشبیہ کے معروف طریقہ پر طرفین کے ذکر کی صراحت نہیں ہے۔

(۲) (الف) **حِبْرُ أَبِي حَفْصٍ لُعَابُ اللَّيْلِ** اس میں تشبیہ صریح ہے، کیوں کہ اس میں تشبیہ کے طرفین کی صراحت ہے، اور بلیغ ہے، کیوں کہ اس میں ادات تشبیہ اور وجہ شبہ محذوف ہیں

(ب) ""كَأَنَّهُ اَلْوَانُ دُهْمِ الْخَيْلِ"" اس میں تشبیہ صریح مرسل ہے ادات کے مذکور ہونے کی وجہ سے، اور مجمل ہے وجہ شبہ کے حذف کی وجہ سے

(۳) شاعر محبوبہ کو تشبیہ دے رہا ہے جب وہ دیکھ رہی ہو اور جب اعراض کر رہی ہو، تیروں کی حالت کے ساتھ جو جب لگتے ہیں تو بھی تکلیف دیتے ہیں اور جب نکالے جاتے ہیں تو بھی تکلیف دہ ہوتے ہیں، اور تشبیہ یہاں ضمنی ہے، کیوں کہ یہ تشبیہ تشبیہ کے معروف طریقہ پر نہیں ہے۔

(۴) تشبیہ صریح، بلیغ ہے ادات تشبیہ اور وجہ شبہ کے حذف کی وجہ سے،

(۵) بحتری اپنے ممدوح کے اخلاق کو تشبیہ دے رہا ہے جو انسان کی نگاہ میں حسن میں بڑھ جاتے ہیں، کیوں کہ وہ فضل و بزرگی نہ رکھنے والی قوم کے گھٹیا اخلاق کے پڑوس میں پائے جاتے ہیں، (اس کو تشبیہ دے رہا ہے) بڑے ستاروں کی حالت کے ساتھ جو چمک کو بڑھاتے ہیں تاریک رات میں، اور یہ تشبیہ ضمنی ہے، اس لیے کہ اس میں معروف طریقہ پر تشبیہ کے طرفین کی صراحت نہیں کی گئی ہے

التمرين - ۳

آنے والی ضمنی تشبیہات کو صریح تشبیہات میں تبدیل کریں۔

(۱) ابوتمام نے کہا ہے۔

حسد کرنے والوں کی تکلیف پر صبر کریں، اس لئے کہ تمہارا صبر کرنا اس کو فنا کر دے گا، --اس لئے کہ آگ اپنے ہی بعض حصہ کو کھا لیتی ہے، اگر اس کو کھانے کے لئے لکڑی، ایندھن نہ ملے۔

(۲) اور اسی شاعر نے کہا ہے۔

آپ کا پردہ کرنا میری امید کو آپ سے ختم کرنے والا نہیں ہے، اس لئے کہ آسمان سے امید ہی اس وقت کی جاتی ہے جب وہ (بادلوں میں) چھپ جاتا ہے۔

(۳) اور ابو الطیب متنبی نے کہا ہے۔

اگر آپ ساری مخلوق سے فوقیت لے جائیں، حالانکہ آپ انہیں میں سے ہیں (تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے) اس لئے کہ مشک بھی تو ہرن کے خون کا بعض حصہ ہے۔

(۴) اور اسی شاعر نے کہا ہے۔
آپ کا اس مقام سے ہٹنا مشکل ہے جس کو آپ نے حاصل کرلیا ہے، چاند اپنے ہالوں سے باہر نہیں نکل سکتا ہے۔
(۵) اسی شاعر نے یہ بھی کہا ہے۔
اللہ تعالی آپ کو دشمنوں کے تیروں سے اپنی پناہ میں رکھے، اور چمکنے والا ہی ہے وہ آدمی جس کا نشانہ چاند ہو۔
(۶) اور اسی نے کہا ہے۔
یہ کوئی حیرت وتعجب کی بات نہیں کہ آپ دوڑ میں آگے نکل گئے، عربی گھوڑوں کو آگے بڑھنے سے روکا ہی نہیں جاسکتا ہے۔

حل تمرین - ۳

(۱) إِنَّ الْحُسُوْدَ فِي مَوْتِهِ كَمَدًا بِسَبَبِ صَبْرِكَ عَنْهُ وَقِلَّةِ جَزَعِكَ لِمَا يَنَالُكَ مِنْ أَذَاهُ ، مِثْلُ النَّارِ يَأْكُلُ بَعْضُهَا بَعْضًا إِذَا لَمْ تَجِدْ وَقُوْدًا

ترجمہ: بے شک حاسد رنج وغم سے اپنی موت میں - تمہارے اس سے صبر اور تمہاری اس سے پہنچنے والی تکلیف سے بے اعتنائی کی وجہ سے - اس آگ کی طرح ہے جس کا بعض بعض کو کھاتا ہے جب وہ ایندھن نہ پائے۔

(۲) إِنَّ احْتِجَابَكَ عَنِّيْ يَزِيْدُ أَمَالِيْ فِي عَطَائِكَ، كَالسَّمَاءِ يُرْجٰى مَطَرُهَا حِيْنَ تَحْتَجِبُ بِالْغَمَامِ

ترجمہ: بے شک تمہارا مجھ سے چھپ جانا تمہاری عطا میں میری امیدیں بڑھاتا ہے جیسے آسمان سے بارش کی امید بندھتی ہے جب وہ بادلوں میں چھپ جاتا ہے۔

(۳) أَنْتَ وَقَدْ فُقْتَ الْأَنَامَ مَعَ أَنَّكَ مِنْهُمْ، مِثْلُ الْمِسْكِ فَاقَ دَمَ الْغَزَالِ وَهُوَ مِنْهُ

ترجمہ: آپ جب کہ ساری مخلوق سے فائق ہیں باوجودے کہ آپ انہیں میں سے ہیں جیسے مشک ہرن کے خون سے فائق ہے حالانکہ وہ ہرن کے خون کا ہی حصہ ہے۔

(۴) أَنْتَ فِي تَعَذُّرِ انْتِقَالِكَ عَنِ الْمَنْزِلَةِ السَّامِيَةِ الَّتِي كَسَبْتَهَا بِجِدِّكَ مِثْلُ الْأَقْمَارِ لَاتَخْرُجُ عَنْ هَالَاتِهَا

ترجمہ: آپ کا اس بلند مرتبہ سے منتقل ہونا متعذر ہے جس کو آپ نے اپنی محنت سے حاصل کیا ہے جیسے چاند

اپنے ہالوں سے باہر نہیں نکلتا ہے

(۵) أَنْتَ وَقَدْ تَوَلَّى اللهُ حِفْظَكَ وَرَفَعَ مَنْزِلَتِكَ فَلَمْ تَصِلْ اِلَيْكَ سِهَامُ أَعَادِيْكَ، مِثْلُ الْقَمَرِ يُخْطِئُ كَلَّ مَنْ أَرَادَ اَن يَّرْمِيَهُ بِسَهْمٍ، وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ أَرْفَعُ مَحَلًّا مِنْ أَنْ يَّبْلُغَهُ سَهْمُ رَامِيْهِ

ترجمہ: آپ جب کہ اللہ آپ کی حفاظت کرے اور آپ کا درجہ بلند کرے، آپ تک دشمنوں کے تیر نہیں پہنچ سکتے جیسے چاند کہ وہ ہر اس آدمی سے چوک جاتا جو اس کو تیر مارنے کا ارادہ کرے اور یہ اس لیے ہے کہ چاند اس سے بلند مقام پر ہے کہ اس کو کسی تیر انداز کا تیر پہنچے۔

(۶) لَيْسَ بِعَجِيْبٍ اَنْ تَسْبِقَ النَّاسَ جَمِيْعًا فِي سَبِيْلِ الْمَجْدِ وَالشَّرَفِ، فَاِنَّكَ كَالْجَوَادِ الْعَرَبِيِّ الْكَرِيْمِ لَايُجَارِيْهِ غَيْرُهُ مِنْ أَنْوَاعِ الْجِيَادِ

ترجمہ: یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ آپ تمام لوگوں سے بڑھ جائیں عزت وشرافت کی راہ میں، اس لیے کہ آپ اس عربی شریف النسل عمدہ گھوڑے کی طرح ہیں جس کا اس کے علاوہ کوئی عمدہ گھوڑا مقابلہ نہیں کرسکتا ہے

التمرین - ۴

آنے والی صریح تشبیہات کو ضمنی تشبیہات میں تبدیل کریں۔

(۱) مسلم بن الولید نے لوٹے سے بہتی ہوئی شراب کی تعریف میں کہا ہے ؎

گویا کہ وہ جب کہ پانی کے بلبلے اس سے ٹکرا رہے ہوں، ایسا موتی ہے جو سونے کی لڑی سے لڑھک رہا ہو۔

(۲) اور ابن نبیہ نے کہا ہے ؎

اور رات کی کہکشاں میں ستارے اس طرح چل رہے ہیں، جیسے باغ کے پھول نہر پر تیر رہے ہوں۔

(۳) اور بشار بن برد نے کہا ہے ؎

ہمارے سروں پر اڑتا ہوا غبار اور ہماری تلواریں گویا ایک رات ہے جس کے ستارے ٹوٹ کر گر رہے ہیں۔

حل تمرین - ۴

(۱) لَاتَعْجَبْ مِنَ الْخَمْرِ تَنْزِلُ صَفْرَاءَ مِنْ فَمِ الْإِبْرِيْقِ يَعْلُوْهَا فِي أَثْنَاءِ انْصِبَابِهَا الْحُبَابُ الْأَبْيَضُ، " فَالدُّرُّ يَتَحَدَّرُ فِيْ سِلْكٍ مِنَ الذَّ هَبِ"

ترجمہ: اس شراب پر تعجب نہ کر جو لوٹے کے منہ سے زرد ہو کر گر رہی ہو اور بہاؤ کے وقت اس میں سفید بلبلے

نمودار ہوں کیوں کہ موتی سونے کی لڑی سے گر سکتا ہے۔

(٢) يَأْتِي اللَّيْلُ بِظُلْمَتِهِ، وَتَجْرِیْ النُّجُوْمُ فِي مَجَرَّتِه، فَيَبْهَرُكَ هٰذَا الْمَنْظَرُ، وَمَا هُوَ بِالْمَنْظَرِ الْغَرِيْبِ " فَالرَّوْضُ تَطْفُوْ عَلٰى نَهْرٍ اَزَاهِرُهُ "

ترجمہ: رات اپنی تاریکی کے ساتھ آتی ہے جب کہ ستارے اپنی کہکشاں میں چل رہے ہوتے ہیں تو یہ منظر تمہیں حیران کر دیتا ہے حالاں کہ یہ کوئی عجیب منظر نہیں ہے کیوں کہ باغ کے پھول نہر پر تیرتے ہی ہیں

(٣) إِنْ ثَارَ الْغُبَارُ وَقْتَ الْقِتَالَ فَارْتَفَعَ فَوْقَ الرُّؤُوْسِ، وَأَظْلَمَ بِهِ الْجَوُّ وَاهْتَزَّتْ فِي اَثْنَائِه السُّيُوْفُ فَمَا ذَاكَ بِعَجِيْبٍ" فَاللَّيْلُ تَتَهَاوَىٰ كَوَاكِبُهُ "

ترجمہ: اگر بوقت جنگ غبار اڑے اور سروں کے اوپر بلند ہو جائے جس کے سبب فضا تاریک ہو جائے اور اس کے بیچ تلواریں لہرائیں تو یہ کوئی عجیب نظارہ نہیں کیوں کہ رات کے ستارے گرتے ہیں تو یہ منظر ہوتا ہے

التمرين - ٥

آنے والے جملوں میں ہر دو طرف کو ملا کر تشبیہ ضمنی بنائیں۔

(١) لَقَدْ ظَهَرَ الْحَقُّ بَعْدَ خِفَائِهِ، وَلَابِدْعَ، فَالشَّمْسُ يَحْجُبُهَا الْغَمَامُ حِيْنًا ثُمَّ تَبْرُزُ مِنْ وَرَاءِ السُّحُبِ

ترجمہ: حق ظاہر ہو گیا اس کے مخفی ہونے کے بعد اور اس میں کوئی تعجب نہیں، اس لیے کہ سورج کو بادل ایک وقت تک چھپائے رکھتے ہیں پھر سورج بادلوں کے پیچھے سے ظاہر ہوتا ہے۔

(٢) اِنْ تُظْهِرِ الْمَصَائِبُ فَضْلَ الْكَرِيْمِ، فَالنَّارُ تَزِيْدُ الذَّهَبَ نَقَاءً

ترجمہ: اگر مصیبتیں شریف کے فضل کو ظاہر کرتی ہیں تو عجب نہیں اس لیے کہ آگ سونے کو صفائی میں بڑھا دیتی ہے۔

(٣) اِذَا وَعَدَ الْكَرِيْمُ ثُمَّ اَعْطٰى، فَالْبَرْقُ يَعْقُبُهُ الْمَطَرُ

ترجمہ: جب شریف وعدہ کرتا ہے پھر دیتا ہے، اس لیے کہ بجلی کے بعد بارش ہوتی ہے

(٤) خَرَجَتِ الْكَلِمَةُ مِنْ فِيْهِ وَلَمْ يَسْتَطِعْ رَدَّهَا، وَلَاعَجَبَ فَالسَّهْمُ يَخْرُجُ مِنْ قَوْسِه فَيَتَعَذَّرُ رَدُّهُ

ترجمہ: اس کے منہ سے ایک بات نکل گئی اور وہ اس کو لوٹا نہیں سکا، اور یہ کوئی عجب نہیں اس لیے کہ تیر کمان

سے نکلتا ہے پھر اس کو لوٹانا مشکل ہوتا ہے۔

التمرین-۶

دو تشبیہ ضمنی بنائیں، ایک تو کسی باغیچہ کے بیان میں، اور دوسری ہوائی جہاز کے بیان میں۔

(۱) إِنْ رَاقَنِي مِنَ الْحَدِيْقَةِ خُضْرَتُهَا وَانْتِشَارُ النَّوْرِ وَالْأَزْهَارِ فِي جَنْبَاتِهَا، فَقَدِيْمًا رَاقَنِيْ مَنْظَرُ السَّمَاءِ وَانْتِشَارُ النُّجُوْمِ فِي أَدِيْمِهَا، ـــ اگر باغیچہ کی ہریالی اور اس کے اطراف وجوانب میں بکھرے پھول وکلیوں نے مجھے حیرت میں ڈالا ہے تو اس سے پہلے آسمان کا منظر اور اس کی چھت میں پھیلے ستارے مجھے حیرت میں ڈال چکے ہیں۔

(۲) لَاتَعْجَبْ لِلطَّيَّارَةِ تُحَلِّقُ فِي الْجَوِّ، فَالنَّسْرُ مَسْكَنُهُ السَّمَاءُ ـــ ہوائی جہاز فضا میں منڈلاتا ہے تو اس پر تعجب نہ کرو، اس لئے کہ گدھ کا مسکن بھی تو آسمان ہوتا ہے۔

التمرین-۷

عبداللہ بن طاہر کے دو بچوں کے مرثیہ میں کہے گئے ابوتمام کے شعر کی شرح کریں، اور اس میں تشبیہ کی قسم واضح کریں۔

(۱) مجھے ان علامتوں پر بڑا افسوس ہے جو ان بچوں میں تھیں، کاش انہیں مہلت مل جاتی تاکہ وہ ان کی طبیعت بن جاتیں، -- جب مہینہ کے ابتدائی چاند کو تم بڑھتے ہوئے دیکھتے ہو تو یقین ہو جاتا ہے کہ بدر کامل ہو جائے گا۔

حل تمرین-۷

اشعار کی شرح:

شاعر کہتا ہے، فضل کے دلائل اور شرافت کی علامتوں پر حسرت وافسوس ہو رہا ہے جو ان دو بچوں میں ظاہر تھیں، پس اللہ کا حکم تھا اس کے زوال کا تو ختم ہو گئیں، اور یہ علامتیں اپنے ابتدائی مرحلہ میں اور اپنے بچپنے کے گہوارہ میں تھیں، کتنی آرزو کی میں نے کہ اللہ انہیں مہلت دیتا یہاں تک کہ وہ پروان چڑھتیں، اور اس کی نشوونما مکمل ہوتیں، اور یہ قوی اخلاق اور پوشیدہ طبیعت بن جاتے، اور اس کی توقع اور اندازہ تھا اور اس میں کوئی تعجب

نہیں، اس لیے کہ مہینہ کا ابتدائی چاند جب ظاہر ہو کر بڑھنے لگتا ہے تو لوگ اس کے کامل ہونے کی توقع کرتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ وہ بدر کامل ہو جائے گا

اشعار میں تشبیہ:

ان دو اشعار میں تشبیہ ضمنی ہے اس لیے کہ شاعر فضل و شرافت کے دلائل کی حالت کو جوان دو بچوں میں ظاہر تھی، اور جس کا بڑھنا اور راسخ طبیعت اور قوی اخلاق بننا مقدر تھا اگر زمانہ اس کو باقی رکھتا ــــ تشبیہ دے رہا ہے چاند کی حالت سے جو چھوٹا ظاہر ہوتا ہے، پس دیکھنے والا اس کو دیکھ کر یقین کرتا ہے کہ یہ تام اور بدر کامل ہو جائے گا۔

۵-اغراض التشبیہ

الامثلہ (مثالیں)

(۱) بحتری نے کہا ہے ۔

دَانٍ عَلٰى أَيْدِىْ الْعُفَاةِ وَشَاسِعٌ	عَنْ كُلِّ نِدٍّ فِى النَّدٰى وَضَرِيْبِ
كَالْبَدْرِ اَفْرَطَ فِى الْعُلُوِّ وَضَوْءُهُ	لِلْعُصْبَةِ السَّارِيْنَ جِدُّ قَرِيْبِ

وہ ضرورت مندوں کے ہاتھوں سے بہت قریب ہے، اور سخاوت میں ہر ہمسر و ہم پلہ سے بہت دور ہے، جیسے چاند بلندی میں بہت دور ہے، اور اس کی روشنی رات میں چلنے والی جماعت سے بہت قریب ہے۔

(۲) اور نابغہ ذبیانی نے کہا ہے ۔

فَإِنَّكَ شَمْسٌ وَالْمُلُوْكَ كَوَاكِبُ	إِذَا طَلَعَتْ لَمْ يَبْدُ مِنْهُنَّ كَوْكَبُ

پس بیشک آپ سورج ہیں، اور دوسرے بادشاہ ستارے ہیں، جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ان ستاروں میں سے کوئی بھی ظاہر نہیں ہوتا ہے۔

(۳) اور متنبی نے شیر کی تعریف میں کہا ہے ۔

مَا قُوْبِلَتْ عَيْنَاهُ إِلَّا ظُنَّتَا	تَحْتَ الدُّجٰى نَارَ الْفَرِيْقِ حُلُوْلًا

شیر کی دونوں آنکھوں کا جب بھی سامنا ہوتا ہے تو یہ خیال ہوتا ہے کہ اندھیری رات میں کسی مقیم جماعت کی آگ ہے۔

(۴) اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لاَ يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيْءٍ إِلاَّ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاء لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ (الرعد: ۱۴)ــــ اور وہ لوگ جو اللہ کے علاوہ کو پکارتے ہیں، وہ ان کی پکار کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے ہیں، مگر اس شخص کی طرح جو اپنی ہتھیلیوں کو پانی کی طرف پھیلائے تا کہ وہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ پہنچنے والا نہیں ہے۔

(۵) ابوالحسن انباری نے کسی پھانسی دئے ہوئے شخص کے بارے میں کہا ہے ؎

مَدَدْتَ يَدَيْكَ نَحْوَهُمْ اِحْتِفَاءً	كَمَدِّهِمَا إِلَيْهِمْ بِالْهِبَاتِ

آپ نے اپنے ہاتھوں کو ان کی طرف پھیلایا اکرام واعزاز میں مبالغہ کرنے کے لئے، جیسے آپ اپنے ہاتھوں کو ان کی طرف عطیات دینے میں پھیلاتے ہیں۔

(۶) ایک اعرابی نے اپنی بیوی کی مذمت میں کہا ؎

وَتَفْتَحُ لَا كَانَتْ فَمًا لَوْ رَئَيْتَهُ	تَوَهَّمْتَهُ بَابًا مِنَ النَّارِ يُفْتَحُ

وہ اپنا منہ کھولتی ہے ــــ اللہ کرے وہ نہ رہے ــــ اللہ کرے وہ نہ رہے ــــ اگر آپ اس کے منہ کو دیکھیں گے تو اس کو جہنم کا ایک دروازہ خیال کریں گے جو کھل رہا ہے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

پہلے شعر میں بحتری نے اپنے ممدوح کی تعریف میں کہا کہ وہ محتاجوں کے قریب ہے، بلند مرتبہ ہے، سخاوت میں اس کے اور اس کے ہمسروں کے درمیان بہت دوری ہے، لیکن بحتری نے جب یہ محسوس کیا کہ اس نے اپنے ممدوح کی دو متضاد وصفوں سے تعریف کی، یعنی قرب اور بعد یہ دونوں وصف لایا، تو اس نے آپ کے سامنے یہ وضاحت کرنا چاہا کہ یہ بات ممکن ہے، اور اس بات میں کوئی تناقض نہیں ہے،--تو اس نے اپنے ممدوح کو اس چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی جو آسمان میں بہت دور ہے، لیکن اس کی روشنی رات میں چلنے والوں کے بہت قریب ہے، اور یہ تشبیہ کی ایک غرض اور مقصد ہے یعنی مشبہ کے ممکن ہونے کو بیان کرنا۔

اور نابغہ ذبیانی اپنے ممدوح کو سورج سے تشبیہ دے رہا ہے اور دوسرے بادشاہوں کو ستاروں سے تشبیہ دے رہا ہے اس لئے کہ ممدوح کا بلند رتبہ ہر بادشاہ کی بلندی کو پست کر دیتا ہے، جیسے سورج ستاروں کو چھپا دیتا ہے، پس

شاعر یہ چاہتا ہے کہ ممدوح کی حالت اور دوسرے بادشاہوں کی حالت بیان کرے، اور حالت بیان کرنا بھی تشبیہ کی ایک غرض ہے۔

اور متنبی کا شعر تاریکی میں شیر کی آنکھوں کو انتہائی سرخی اور چمک کے ساتھ متصف کرر ہا ہے، یہاں تک کہ جو ان آنکھوں کو دور سے دیکھے گا تو ان کو کسی مقیم جماعت کی آگ خیال کرے گا، اگر متنبی تشبیہ کا ارادہ نہ کرتا تو یوں کہتا ''بیشک شیر کی دونوں آنکھیں سرخ ہیں'' لیکن وہ تشبیہ کی طرف اس لئے مجبور ہوا تا کہ وہ اس سرخی کی مقدار اور اس کی زیادتی کو بیان کر سکے، اور یہ بھی تشبیہ کی ایک غرض ہے۔

اور بہر حال آیت کریمہ پس وہ بتوں کی عبادت کرنے والوں کی حالت بیان کرر ہی ہے، اور یہ بیان کرر ہی ہے کہ یہ لوگ جب اپنے معبودوں کو پکارتے ہیں، تو وہ انہیں کچھ بھی جواب نہیں دیتے ہیں، اور یہ پکار انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتی، -- اور اللہ تعالی نے چاہا کہ اس حالت کو لوگوں کے ذہنوں میں جمادیں اور راسخ کردیں تو ان بت پرستوں کو تشبیہ دی اس شخص کے ساتھ جو پانی پینے کے لئے اپنی ہتھیلیوں کو پانی کی طرف پھیلائے لیکن صاف ظاہر ہے کہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچ پاتا ہے، اس لئے کہ وہ اس کی انگلیوں کے درمیان سے نکل جاتا ہے جب تک اس کی ہتھیلیاں کھلی ہیں، پس اس تشبیہ کا مقصد مشبہ کی حالت کو پختہ کرنا ہے، اور یہ مقصد اس وقت ہوتا ہے جب مشبہ امر معنوی ہو، اس لئے کہ نفس معنویات کا اس طرح یقین نہیں کرتا جس طرح وہ حسیات کا یقین کرتا ہے، تو نفس کو مطمئن کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

اور ابوالحسن انباری کا شعر اس قصیدہ کا ہے جس نے عربی ادب میں صرف اس وجہ سے شہرت حاصل کرلی ہے کہ اس میں ایسی چیز کو بڑے خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے جس کی قباحت اور اس سے نفرت پر لوگوں کا اتفاق ہے اور وہ سولی ہے، پس وہ تختِ سولی پر سولی زدہ کے پھیلے ہوئے دونوں ہاتھوں کو -- جب کہ اس کے اردگرد لوگوں کا ہجوم ہو -- سولی زدہ کی زندگی میں اس کے ہاتھوں کو مانگنے والوں کو دینے کے لئے پھیلانے کے ساتھ تشبیہ دے رہا ہے -- اور اس تشبیہ کی غرض تزیین ہے، اور عام طور پر یہ قسم مدح، مرثیہ، فخر اور ایسی چیز کا وصف بیان کرنے میں استعمال ہوتی ہے جس کی طرف دلوں کا میلان ہوتا ہے۔

اور آخری شعر میں اعرابی اپنی بیوی سے متعلق ناراضگی اور تکلیف کے بارے میں کلام کرر ہا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی بیوی کے لئے وجود سے محرومی کی بددعا کرر ہا ہے، پس کہتا ہے **''لا کانت''** اللہ کرے وہ نہ رہے —

اور اس کے منہ کو جب وہ کھولتی ہے جہنم کے ایک دروازے کے ساتھ تشبیہ دے رہا ہے،-- اور اس تشبیہ کا مقصد قباحت بیان کرنا ہے اور یہ تشبیہ عام طور پر ہجو اور ایسی چیز بیان کرنے میں ہوتی ہے جس سے نفس نفرت کرتا ہے۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۱۰) تشبیہ کے اغراض ومقاصد بہت زیادہ ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں جو آگے آرہے ہیں۔

(الف) مشبہ کے امکان کو بیان کرنا، اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب مشبہ کی طرف کسی ایسی انوکھی چیز کی نسبت کی جائے، کہ اس کا انوکھا پن بغیر اس کی نظیر کو ذکر کئے ختم نہ ہو۔

(ب) مشبہ کی حالت کو بیان کرنا، اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ مشبہ تشبیہ سے پہلے اس صفت کے ساتھ مشہور نہ ہو، تو یہ تشبیہ مذکورہ وصف کے ساتھ اس کے متصف ہونے کا فائدہ دیتی ہے۔

(ج) مشبہ کی حالت کی مقدار کو بیان کرنا، اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ مشبہ تشبیہ سے پہلے مذکورہ صفت کے ساتھ اجمالی طور پر معروف ومشہور ہو، اور تشبیہ اس صفت کی مقدار کو بیان کردیتی ہے۔

(د) مشبہ کی حالت کو پختہ کرنا -- یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ مشبہ کی طرف ایسی چیز منسوب کی جائے جس کو پختہ کرنے کی اور مثال سے وضاحت کی ضرورت پڑے۔

(ہ) مشبہ کو خوبصورت انداز میں یا اس کو قبیح انداز میں پیش کرنا۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

(۱) ابن الرومی نے اسماعیل بن بلبل کی مدح میں کہا ہے۔

وَكَمْ أَبٍ قَدْ عَلَا بِابْنٍ ذُرَا شَرَفٍ	كَمَا عَلَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ عَدْنَانُ

ترجمہ:- اور کتنے ہی باپ بیٹے کی وجہ سے عزت وشرافت کی چوٹی پر پہنچ گئے، جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے عدنان کو بلندی حاصل ہوئی۔

(۲) ابو الطیب نے ممدوح کے بارے میں کہا ہے۔

أَرٰى كُلَّ ذِی مُلْكٍ إِلَيْكَ مَصِيْرُهُ	كَأَنَّكَ بَحْرٌ وَالْمُلُوْكُ جَدَاوِلُ

میں ہر بادشاہ کا مرجع آپ ہی کو دیکھ رہا ہوں، ایسا لگتا ہے کہ آپ سمندر ہیں اور دوسرے بادشاہ چھوٹی نہریں ہیں۔

الاجابه (نمونے کا حل)

نمبر	مشبہ	مشبہ بہ	وجہ شبہ	غرض تشبیہ
۱	باپ کی بلندی بیٹے کی وجہ سے	عدنان کی بلندی رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے	پہلے کی بلندی دوسرے کے ذریعہ	بیان امکان مشبہ
۲	**كانك** میں ضمیر مخاطب	بحر	عظمت	بیان حال مشبہ
۳	**الملوك**	**جَدَاوِلُ** (چھوٹی نہریں)	کسی بڑی چیز سے استعانت	بیان حال مشبہ

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں ہر تشبیہ کی غرض بیان کریں۔

(۱) بحتری نے کہا ہے۔

آپ تواضع میں بہت پست ہو گئے، اور شرافت میں بہت بلند ہیں، آپ کی دوشان ہے پستی اور بلندی جیسے سورج اس کا سامنا کرو تو بہت دور ہے، اور اس کی روشنی اور شعاعیں قریب ہیں۔

(۲) اور شریف رضی نے کہا ہے۔

اے جوانی کے رنگ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اس لئے کہ میں نے تم دونوں کو دل اور آنکھ میں جڑواں دیکھا ہے تم نے سوادِ قلب میں سکونت اختیار کی اس لئے کہ تم اس کے مشابہ ہو چنانچہ مصیبت کے وقت میں نہیں پتہ لگا سکتا کہ تم دونوں میں دل کون ہے؟

(۳) اور صاحب کلیلہ دمنہ نے کہا ہے۔

اہل علم کی فضیلت -- اگر چہ وہ اس کو مخفی رکھیں -- مشک کی طرح ہے جس کو چھپایا جائے، لیکن یہ چھپانا اس کی خوشبو کے پھیلنے سے نہیں روک سکتا ہے۔

(۴) اور ایک شاعر نے کہا ہے۔

میں لیلی کے بارے میں صبح کو ہو گیا، پانی کو پکڑنے والے کی طرح کہ جس سے انگلیوں کی کشادگی خیانت کرتی ہے۔

(۵) متنبی نے ہجو میں کہا ہے ؎

جب وہ بات کرتے ہوئے اشارہ کرتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ بندر ہے جو قہقہہ لگا رہا ہے، یا ایک بوڑھیا ہے جو اپنے منہ پر چپت مار رہی ہے۔

(۶) سری رفاء نے کہا ہے ؎

میرا ایک کمرہ ہے گوہ کے بل کی طرح، میں اس میں ٹھہرتا ہوں، وہ بہت تنگ ہے، اس کے دونوں کنارے قریب قریب ہو کر تنگ ہو گئے ہیں، ـــ جب میں اس میں داخل ہوتا ہوں تو اس کو اپنے جسم کا سانچہ خیال کرتا ہوں نہ تو اس میں میں اپنے پیر پھیلا سکتا ہوں اور نہ پنڈلی۔

(۷) اور ابن المعتز نے کہا ہے ؎

وہ ایسا تالاب ہے جس کی موجوں کو حرکت دیتا ہے ہواؤں کا چلنا اور باد صبا کا گذرنا، -- جب سورج اس کے اوپر روشن ہوتا ہے تو تم خیال کرو گے کہ ایک زرہ ہے جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے۔

(۸) سعید بن ہاشم خالدی نے ایک قصیدہ کہا ہے جس میں اس نے اپنے غلام کی تعریف کی ہے ؎

وہ غلام نہیں ہے لیکن وہ تو بیٹا ہے، بے نیاز محافظ نے مجھے عطا کیا ہے، -- اس نے اپنی حسن خدمت کے ذریعہ میری کمر کو مضبوط کر دیا ہے، تو وہ میرا ہاتھ بھی ہے، ذراع بھی اور بازو بھی ہے۔

(۹) معری نے بوڑھاپے اور جوانی کے بارے میں کہا ہے

تو مجھے بتا بوڑھاپے کی کونسی چیز تجھے ناگوار گذری، اس لئے کہ بوڑھاپے کی خرابی کا مجھے کوئی علم نہیں ہے، کیا یہ کہ وہ دن کی روشنی کی طرح روشن ہوتا ہے، یا موتیوں کے چمکنے کی طرح چمکتا ہے، یا اس کا محبوب کے دانت کی طرح ہونا ناپسند ہے۔

اور تم میرے سامنے جوانی کی فضیلت اور جوانی میں موجود پر رونق اور خوبصورت منظر بیان کرو، کیا اس کے، دوست کو دھوکا دینا، یا اس کا بدکرداری سے محبت کرنا یا یہ کہ وہ ادیب کی زندگی کی طرح ہے۔

(۱۰) اور عنترہ کی طرف منسوب کچھ اشعار یہ ہیں ؎

میں کالی پیشانی والی عورت کا بیٹا ہوں، گویا وہ بھیڑیا ہے جو گھر کے گوشوں میں پلا بڑھا ہے، ـــ اس کی

پنڈلی شتر مرغ کی پنڈلی جیسی ہے، اور اس کے بال سیاہ مرچ جیسے ہیں۔

(۱۱) ابن شہید اندلسی نے ایک پسو کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے

وہ سیاہ حبشی ہے، پالتو بھی ہے اور جنگلی بھی، اور نہ ہی وہ سست ہے اور نہ کمزور ہے، ایسا لگتا ہے کہ وہ رات کا غیر منقسم حصہ ہے، یا روشنائی کا ایک نقطہ ہے، یا وہ قلب کا سیاہ نقطہ ہے، — اس کا پینا بغیر چوسے ہوتا ہے — اس کا چلنا اچھل کود ہے — دن میں چھپا رہتا ہے — رات میں چلتا ہے — پے در پے تکلیف دہ ڈنک مارتا ہے — اور مجرم و بری ہر ایک کے خون کو مباح سمجھتا ہے — شہ سواروں پر بھی حملہ کرتا ہے — اپنی تلوار برہنہ کرتا ہے ظالموں پر — اس سے نہ تو کوئی حاکم بچ سکتا ہے، — اور نہ اس میں کسی غیرت مند کی غیرت نفع دے سکتی ہے — اور وہ بہت ہی حقیر ہے — اس کا شر عام ہے — اس کا وعدہ پورا ہونے والا نہیں ہے — اور انسان کے لئے یہی نقصان کافی ہے — اور اللہ کی قدرت پر یہی دلیل کافی ہے۔

حل تمرین - ۱

(۱) تشبیہ کی غرض **"بیان امکان مشبہ"** ہے، اس لئے کہ شاعر نے جب اپنے ممدوح کو پستی اور بلندی سے متصف کیا، تو یہ دونوں وصف باہم متضاد تھے، اس لئے تشبیہ کو بیان کیا تاکہ بتلائے کہ یہ ممکن ہے۔

(۲) اس تشبیہ کی غرض **"تزیین المشبہ"** ہے، اس لئے کہ شاعر نے اپنی محبوبہ کو دل کے سیاہ نقطہ سے تشبیہ دی جو کہ انسان میں مرکز زندگی ہے۔

(۳) اس میں تشبیہ کی غرض **"تقریر حال المشبہ"** ہے، اس لئے کہ عالم کے چھپانے کے باوجود اس کے فضل کا ظہور حسی مثال کے ذریعہ ذہن نشین کرانے کا محتاج ہے۔

(۴) اس تشبیہ کی غرض بھی **"تقریر حال المشبہ"** ہے، اس لئے کہ شاعر لیلی کے ساتھ اپنی حالت کو تشبیہ دے رہا ہے ایسے شخص سے جو پانی کو پکڑنا چاہتا ہے، اور اس کو اپنی پھیلی ہوئی ہتھیلی میں روکنا چاہتا ہے، اور پانی اس کی انگلیوں کے بیچ سے نکل کر بہہ جاتا ہے۔

(۵) یہاں تشبیہ کی غرض **"تقبیح المشبہ"** ہے، اس لئے کہ بندر کا قہقہہ لگانا اور بڑھیا کا طمانچہ مارنا دونوں ناپسندیدہ چیزیں ہیں۔

(۶) پہلے شعر میں تشبیہ (**لِیْ مَنْزِلٌ کَوِ جَارِالضَّبِّ**) کی غرض "**تقبیح المشبه**" ہے، اور دوسرے شعر میں تشبیہ (**اَرَاهُ قَالَبَ جِسْمِي**) کی غرض "**بیان حال المشبه**" ہے۔

(۷) اس تشبیہ کی غرض "**تزیین المشبه**" ہے، اس لئے کہ شاعر ہوا کی وجہ سے پانی کے اچھلنے اور اس پر پڑنے والی سورج کی کرنوں کو ایسی زرہ سے تشبیہ دے رہا ہے جس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو۔

(۸) پہلے شعر میں شاعر نے اپنے خادم کو لڑکے سے تشبیہ دی ہے، اور دوسرے شعر میں خادم کو ہاتھ، اور بازو سے تشبیہ دی، ان دونوں تشبیہ کی غرض "**تزیین المشبه**" ہے۔

(۹) دوسرے شعر میں مذکور تینوں تشبیہات کی غرض "**تزیین المشبه**" ہے، اس لئے کہ دن کی روشنی، موتی کی چمک اور محبوب کا چمکدار دانت یہ سب پسندیدہ امور ہیں۔

اور آخری شعر میں تشبیہ "**اِنَّهٗ كَعَيْشِ الْأَدِيْبِ**" کی غرض "**تقبیح المشبه**" ہے۔

(۱۰) دونوں شعر میں مذکور تینوں تشبیہات کی غرض "**تقبیح المشبه**" ہے۔

(۱۱) اور تینوں تشبیہات "**كَأَنَّهٗ جُزْءٌ لَايَتَجَزَّأُ مِنْ لَيْلٍ**" **أَوْنُقْطَةُ مِدَادٍ، أَوْسُوَيْدَاءُ فُؤَادٍ**" کی غرض "**بیان مقدار حال المشبه**" ہے۔

التمرین - ۲

(۱) **كَأَنَّ النَمِرَ أَسَدٌ فِي صَوْلَتِه وَشِدَّةِ فَتْكِه** ـــ گویا کہ چیتا شیر ہے اپنی بہادری اور سخت چیر پھاڑ کھانے میں۔

(۲) **كَأَنَّ الْكُرَةَ الْأَرْضِيَّةَ بُرْتُقَالَةٌ فِى الاِسْتِدَارَةِ** ـــ کرۂ ارض گویا گولائی میں سنترہ ہے۔

(۳) **تَنَاوَلَ الْمَرِيْضُ دَوَاءً مُرًّا كَأَنَّهُ الْعَلْقَمُ** ـــ مریض نے کڑوی دوا کھائی گویا کہ وہ اندرائن (ایک بہت کڑوا پھل) ہے۔

(۴) **خِلْتُ النَّارَ وَقَدْ شَبَّتْ فِى الْمَنْزِلِ جَهَنَّمَ انْتَقَلَتْ إِلَى الْاَرْضِ**ـــ میں نے آگ کو جب کہ وہ گھر میں روشن تھی ـــ جہنم خیال کیا جو زمین پر نکل آئی ہو۔

(۵) **الرَّجُلُ الطَّائِشُ يَرْمِيْ نَفْسَهُ فِى الْمَهَالِكِ وَلَايَدْرِي كَالْفَرَاشِ يُلْقِىْ نَفْسَهُ عَلَى النَّارِ**

ــــ ناسمجھ آدمی اپنے آپ کو ہلاکتوں میں ڈالدیتا ہے اور جانتا نہیں ہے، جیسے پروانہ اپنے آپ کو آگ میں ڈالدیتا ہے۔

(۶) **فُلَانٌ يَعِيْشُ فِي ظَلَامِ الْبَاطِلِ وَيُؤْذِيْهِ نُوْرُ الْحَقِّ، كَالْخُفَّاشِ يَعِيْشُ فِي الظَّلَامِ وَيَضُرُّبه النُّوْرُ** ــــ فلاں باطل کی تاریکی میں جی رہا ہے اور اسے حق کا نور تکلیف دیتا ہے (یعنی اس کا مزاج فاسد ہے) جیسے چمگاڈر تاریکی میں جیتا ہے اور روشنی اس کو تکلیف دیتی ہے۔

(۷) **حَرْبٌ ضَرُوْسٌ أَثَارَتْهَا كَلِمَةٌ، وَهَلْ مُعْظَمَ النَّارِ إِلَّامِنْ مُسْتَصْغَرِ الشَّرَرْ** ــــ تباہ کن لڑائی ایک جملہ سے ابھر آتی ہے، اور بڑی بڑی آگ ایک چھوٹی چنگاری سے تو شروع ہوتی ہے۔

(۸) **فُلَانٌ يَتْعَبُ فِي صِغَرِهِ لِيَسْتَرِيْحَ فِي كِبَرِه، كَذَاكَ النَّمْلَةُ تَنْصَبُ فِي جَمْعِ قُوْتِهَا فِي الصَّيْفِ لِتَسْتَرِيْحَ فِي الشِّتَاءِ** ــــ فلاں اپنی جوانی میں تھکتا ہے تا کہ بڑھاپے میں اسے راحت ملے، جیسے چیونٹی گرمی میں روزی جمع کرنے میں اپنے آپ کو تھکاتی ہے تا کہ سردی میں اسے راحت ملے۔

(۹) **كَلْبٌ كَأَنَّهُ الصَّاحِبُ الْأَمِيْنُ** ــــ کتا ایسا لگتا ہے کہ امانت دار ساتھی ہے۔

(۱۰) **اَلشَّيْخُوْخَةُ نُضْجُ ثِمَارِ الْحَيَاةِ** ــــ بڑھاپا زندگی کے پکے ہوئے پھل ہیں۔

(۱۱) **اَلصَّيْفُ نَارُ جَهَنَّمَ** ــــ گرمی جہنم کی آگ کا اثر ہے۔

(۱۲) **اَلشِّتَاءُ شَبَحٌ تَرْتَعِدُ لِهَوْلِه فَرَائِصُ الْفُقَرَاءِ وَالْبَائِسِيْنَ** ــــ سردی ایک ایسی پرچھائی ہے جس کے خوف سے فقیروں اور ضرورت مندوں کے شانے پھڑکنے لگتے ہیں۔

التمرين - ۳

آنے والے اشعار کی مختصر شرح کریں، اور ان میں ہر تشبیہ کی غرض بیان کریں۔

ترجمہ:- ہم کو شدت حرارت کی لپیٹ سے اس وادی نے بچایا جس کو سیراب کیا تھا بہت زیادہ ہونے والی عام بارش نے -- ہم اس کے بڑے درختوں کے سائے میں اترے تو اس نے ہم پر اس طرح شفقت کی جیسے دودھ پلانے والیاں دودھ چھوڑے ہوئے بچے سے کرتی ہیں، -- اور اس وادی نے پیاس کی حالت میں ہمیں ایسا میٹھا پانی پلایا جو شراب سے زیادہ لذیذ تھا شرابی کے لئے۔

❀❀❀

حل تمرین ۔ ۳

اختصــار کے ساتھ اشعــار کی شرح:۔

ترجمہ: ـــ جھلسا دینے والی گرمی کی شدت سے ہم نے سرسبز وادی کی پناہ لی جہاں زور کی بارش ہوئی تھی، تو ہم نے اس کے بڑے درختوں کا سایہ حاصل کیا، تو اس کی شاخوں نے ہم پر مہربانی کی جیسے شفیق ماں اس بچہ پر مہربان ہوتی ہے جو دودھ چھوڑنے کے قریب ہو،

اور ہم نے اس کے شیریں چشمہ سے میٹھا پانی پیا تو وہ اس شراب سے زیادہ لذیذ تھا جس کو شرابیوں کی ٹولی رقص وسرور کی محفلوں میں پیتی ہے۔اور تشبیہ کی غرض شاعر کے قول (**حَنَا عَلَيْنَا حُنُوَّ الْمُرْضِعَاتِ عَلَى الْفَطِيْمِ**) میں یا تو مشبہ کی حالت کی مقدار کو بیان کرنا ہے، اس لیے کہ شعر سے مفہوم ہو رہا ہے کہ وادی نے ان کو سخت دھوپ سے اپنے سایے کے ذریعہ بچا لیا تو وہ ارادہ کر رہا ہے کہ مشبہ کی حالت کی مقدار بیان کرے، اور وہ شاخوں کا ان کے اوپر مائل ہونا ہے نرمی اور شفقت کے ساتھ اور یا تو مشبہ کی حالت کی تقریر ہے اس لیے جب شاخوں کی شفقت کا ذکر ہوا تو ارادہ ہوا کہ شاعر یہ حالت ثابت کر دے اور اسے ذہنوں میں راسخ کرے چنانچہ شاخوں کو ایسی معروف چیز سے تشبیہ دی جس میں شفقت و رحمت سب سے زیادہ نمایا ہوتی ہے پس کہا **حُنُوَّ الْمُرْضِعَاتِ** (دودھ پلانے والیوں کی شفقت کی طرح)

اور آخری شعر میں ایک تشبیہ ہے جسے شہاب الدین حلبی تشبیہ تفضیل کہتے ہیں اور اس تشبیہ کی غرض حال مشبہ کی مقدار کا بیان ہے۔

(۲) التشبیہ المقلوب

الامثلۃ (مثالیں)

(۱) محمد بن وهیب حمیری نے کہا ہے ؎

وَبَدَا الصَّبَاحُ كَأَنَّ غُرَّتَهُ	وَجْهُ الْخَلِيْفَةِ حِيْنَ يُمْتَدَحُ

ترجمہ:- اور صبح نمودار ہوگئی اور صبح کی روشنی گویا کہ خلیفہ کا چہرہ ہے، جب اس کی تعریف کی جاتی ہے۔

(۲) اور بحتری نے کہا ہے ؎

كَأَنَّ سَنَاهَا بِالْعَشِيِّ لِصُبْحِهَا	تَبَسُّمُ عِيْسَىٰ حِيْنَ يَلْفِظُ بِالْوَعْدِ

ترجمہ:- بجلی کی چمک صبح سے لیکر شام تک ایسا لگتا ہے کہ عیسی کی مسکراہٹ ہے جب وہ وعدہ کرتا ہے۔

(۳) اور دوسرے شاعر نے کہا ہے ۔

أَحِنُّ لَهُمْ وَدُوْنَهُمْ فَلَاةٌ	كَأَنَّ فَسِيْحَهَا صَدْرُ الْحَلِيْمِ

ترجمہ:- میں ان سے محبت کرتا ہوں، حالانکہ ان کے آگے ایک جنگل (حائل) ہے، اس جنگل کی چوڑائی گویا کہ بردبار کا سینہ ہے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

حمیری شاعر کہتا ہے کہ صبح کی ابتدائی روشنی چمک میں خلیفہ کے چہرے کے مشابہ ہے، جس وقت خلیفہ اپنی تعریف کو سنتا ہے، پس آپ یہاں یہ محسوس کر رہے ہیں کہ یہ تشبیہ اس طریقہ سے خارج ہے جو آپ کے ذہن میں موجود ہے کہ کسی چیز کو ہمیشہ ایسی چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے جو وجہ شبہ میں پہلی چیز سے مضبوط وقوی ہو، اس لئے کہ معروف طریقہ تو یہ تھا کہ کہا جاتا: خلیفہ کا چہرہ صبح کے مشابہ ہے، لیکن شاعر نے تشبیہ کو الٹ دیا اس دعوی میں مبالغہ پیدا کرنے کے لئے کہ وجہ شبہ مشبہ میں زیادہ قوی ہے، اور یہ تشبیہ تفنن یعنی خوش اسلوبی وندرت کے ساتھ کلام پیش کرنے کا مظہر ہے۔

اور بحتری شاعر بادل کی اس بجلی کو جو پوری رات چمکتی رہی، عطا کے وعدہ کے وقت ممدوح کی مسکراہٹ کے ساتھ تشبیہ دے رہا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بجلی کی چمک تبسم کی چمک سے کہیں زیادہ مضبوط ہے، پس معروف طریقہ تو یہ تھا کہ مسکراہٹ کو بجلی سے تشبیہ دیتا جیسا کہ شاعروں کی عادت ہے، لیکن بحتری نے تشبیہ کو الٹ دیا۔

اور تیسری مثال میں جنگل کو بردبار کے سینہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کشادگی میں، اور یہ بھی تشبیہ مقلوب ہے۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۱۱) تشبیہ مقلوب: وہ مشبہ کو مشبہ بہ بنا دینا ہے اس دعوی کے ساتھ کہ وجہ شبہ مشبہ میں زیادہ قوی اور نمایاں ہے۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

(۱) **كَأَنَّ النَّسِيْمَ فِي الرِّقَّةِ أَخْلَاقُهُ** ــــ گویا کہ باد نسیم نرمی میں ممدوح کے اخلاق ہیں۔

(۲) **وَكَأَنَّ الْمَاءَ فِي الصَّفَاءِ طِبَاعُهُ** ــــ گویا کہ پانی صاف شفاف ہونے میں ممدوح کی طبیعت ہے۔

(۳) **وَكَأَنَّ ضَوْءَ النَّهَارِ جَبِيْنُهُ** ـــ گویا کہ دن کی روشنی ممدوح کی پیشانی ہے۔

(۴) **وَكَأَنَّ نَشْرَ الرَّوْضِ حُسْنُ سِيْرَتِهِ** ـــ کہ باغ کی خوشبو کا پھیلنا ممدوح کی حسن سیرت ہے۔

الاجابہ (نمونے کا حل)

نوع تشبیہ	وجہ شبہ	مشبہ بہ	مشبہ	نمبر
مقلوب	اَلرِّقَّةُ	أَخْلَاقُهُ	اَلنَّسِيْمُ	۱
مقلوب	اَلصَّفَاءُ	طِبَاعُهُ	اَلْمَاءُ	۲
مقلوب	اَلْإِشْرَاقُ	جَبِيْنُهُ	ضَوْءُ النَّهَارِ	۳
مقلوب	جَمِيْلُ الْأَثَرِ	حُسْنُ سِيْرَتِهِ	نَشْرُ الرَّوْضِ	۴

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں تشبیہ مقلوب کیوں ہے؟

(۱) ابن المعتز نے کہا ہے۔

اور صبح روشن ہونے والی رات کے کنارے پر نمودار ہوئی، گویا وہ سرخ گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی ہے۔

(۲) اور بحتری نے کہا ہے۔

گلاب کے پھول کی سرخی میں اس کے رخسار کی چمک کا کچھ حصہ ہے، اور شاخوں کو اس کے قد کی لچک کا کچھ حصہ ملا ہے۔

(۳) اور بحتری نے متوکل کے تالاب کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

گویا وہ تالاب جب پانی کے اچھالنے پر اصرار کرتا ہے، خلیفہ کا ہاتھ ہے، جب اس کے ہاتھ کی وادی بہہ پڑے۔

(۴) کشتی ہم کو ایک سمندر میں لے کر چلی، گویا کہ وہ آپ کی عطا ہے، اور ماہ کامل کا نور روشن ہو گیا گویا کہ وہ آپ کے چہرے کا حسن و جمال ہے۔

حل تمرین - ۱

(۱) ادیبوں کے یہاں مشہور یہ ہے کہ **"غُرَّةُ الْمُهْرِ"** (سرخ گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی) کو صبح سے تشبیہ دی جائے، کیونکہ وجہ شبہ "صبح" میں **"غُرَّةُ الْمُهْرِ"** کی بہ نسبت زیادہ قوی ہے، لیکن شاعر نے مشہور طریقہ سے ہٹ کر مبالغہ پیدا کرنے کے لئے تشبیہ کو پلٹ دیا۔

(۲) اس شعر میں شاعر حقیقت میں گلاب کی سرخی کو محبوبہ کے رخسار کی سرخی سے، اور شاخ کی لچک کو اس کے قد کی لچک سے تشبیہ دینا چاہتا ہے، اور بلا شبہ ان دونوں میں سے ہر ایک تشبیہ مقلوب ہے، اس لئے کہ شعراء کے یہاں معروف ہے کہ رخسار کو گلاب سے سرخی میں، اور قد و قامت کو شاخ سے لچک میں تشبیہ دی جائے۔

(۳) شعراء کی عادت ہے کہ وہ ہاتھ کو نالے سے کثرت تدفق (زیادہ اچھلنے) میں تشبیہ دیتے ہیں، چنانچہ ہاتھ احسان وعطیہ کے ساتھ اچھلتا ہے، اور نالا پانی کے ساتھ اچھلتا ہے، لیکن ہم یہاں دیکھ رہے ہیں کہ بحتری نے مقلوب تشبیہ لاتے ہوئے تالاب اور اس کی اچھال کو متوکل کے ہاتھ سے تشبیہ دی ہے۔

(۴) یہاں بحر کو ممدوح کی سخاوت سے تشبیہ دی گئی ہے کثرت اور زیادتی میں، اور بدر کامل کی روشنی کو ممدوح کے چہرے کے جمال سے تشبیہ دی گئی ہے، بلا شبہ یہ دونوں تشبیہ مقلوب ہیں، اس لئے کہ معروف طریقہ یہ ہے کہ سخاوت کو سمندر سے، اور چہرے کی خوبصورتی کو بدر کامل کی روشنی سے تشبیہ دی جائے اس لئے کہ وجہ شبہ بحر اور بدر کے نور میں زیادہ قوی اور نمایاں ہے۔

التمرین - ۲

آنے والی مثالوں میں تشبیہ مقلوب وغیر مقلوب میں امتیاز کریں، اور ہر تشبیہ کی غرض بیان کریں۔

(۱) گویا کہ رات کی سیاہی بہت ہی کالا بال ہے۔

(۲) اور ابو الطیب نے کہا ہے ؎

وہ دشمنوں سے گرد وغبار کے آسمان میں ملاقات کرتا ہے، اس کے نیزوں کی دونوں جانب میں ستارے ہیں۔

(۳) گویا کہ تیر اس کا کلام ہے، اور موسلا دھار بارش اس کی عطا ہے۔

(۴) ابیوردی شاعر نے کہا ہے ؎

میرے کلمات گردنوں کے ہار ہیں، ہار جلد ہی فنا ہو جائیں گے اور میرے کلمات باقی رہیں گے۔

(۵) مامون کے کسی کاتب نے مامون کے پاس ایک گھوڑا بھیجا، اور کہا۔

ہم نے ایسا عمدہ گھوڑا بھیجا ہے کہ اس جیسے کا قصد نہیں کیا جاتا ہے-- وہ ایسا گھوڑا ہے کہ خوبصورتی کی وجہ سے اس پر زین اور لگام فخر کرتے ہیں،-- اس کا چہرہ صبح (کے مانند) ہے، لیکن پورا بدن تاریک ہے،-- اور جو چیز آقا کے لائق ہو، غلام پر وہ حرام ہے۔

حل تمرین - ۲

نمبر	مشبه	مشبه به	نوع تشبیه	سبب	غرض تشبیه
۱	سَوَادُ اللَّيْلِ	شَعْرٌ فَاحِمٌ	مقلوب	اس لئے کہ تشبیہ اپنے مشہور طریقہ سے نکل گئی ہے، کیونکہ لیل میں وجہ شبہ زیادہ قوی ہے	المبالغة في بيان حال المشبهبه
۲	عَجَاجَةٌ	سَمَاءٌ	غیر مقلوب	اس لئے کہ تشبیہ اپنے معروف طریقہ پر جاری ہے	بيان حال المشبه
۲	أَسِنَّةٌ	اَلْكَوَاكِبُ	غیر مقلوب	اس لئے کہ تشبیہ اپنے معروف طریقہ پر جاری ہے	بيان مقدار حال المشبه
۳	اَلنَّبْلُ	كَلَامُهُ	مقلوب	اس لئے کہ وجہ شبہ (تاثیر) النبل میں زیادہ قوی ہے	المبالغة في بيان حال المشبهبه

۳	اَلْوَبْلُ	نَوَالُهُ	مقلوب	اس لئے کہ وجہ شبہ (کثرت) الوبل میں زیادہ تام ہے	المبالغة في بيان حال المشبه به
۴	كَلِمَاتِي	قَلَائِدُ الْأَعْنَاقِ	غیر مقلوب	اس لئے کہ وجہ شبہ (حسن) مشبہ بہ میں زیادہ قوی ہے	تزيين المشبه
۵	وَجْهُهُ	صُبْحٌ	غیر مقلوب	یہ اپنے مشہور طریقہ پر جاری ہے اس لئے کہ وجہ شبہ (بیاض) مشبہ بہ میں زیادہ قوی ہے	بيان مقدار حال المشبه
۵	سَائِرُ الْجِسْمِ	ظَلَامٌ	غیر مقلوب	اس لئے کہ وجہ شبہ مشبہ بہ میں زیادہ قوی ہے	بيان مقدار حال المشبه

التمرین-۳

آنے والی تشبیہات کو تشبیہات مقلوبہ میں تبدیل کریں، اور بتائیں کہ ان میں کون زیادہ بلیغ ہے۔

(۱) بحتری نے ایک ٹیلہ پر واقع محل کی تعریف میں کہا ہے۔

وہ ایک اونچی زمین کے سرے پر ہے، اس کے سنگریزے موتی (کی طرح) ہیں، اور اس کی مٹی مشک ہے جس میں عنبر کی ملاوٹ ہے۔

(۲) اور اسی شاعر نے کہا ہے۔

اور تمہارے اوپر فتح بن خاقان کے احسانات، بارش کے احسانات کی طرح ہیں ایسی زمین پر جس کو قحط نے جلا دیا ہو۔

(۳) اور اسی شاعر نے ہرن کے بارے میں کہا ہے۔

میں اس کو نہیں بھول سکتا ہوں جب کہ وہ دور سے ظاہر ہو رہا تھا، اور وہ لچک ظاہر کر رہا تھا تر و تازہ ٹہنی کی طرح۔

(۴) اور اس نے ممدوح کے بارے میں کہا ہے ۔
وہ چاشت کے وقت خندہ پیشانی کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے جیسے کلی (کھل رہی ہو) اور ایسے اخلاق کے ساتھ ملاقات کرتا ہے جیسے صبح کے وقت شبنم گر رہی ہو۔

حل تمرین - ۳

(۱) قَصْرٌ فَوْقَ هَضْبَةٍ كَأَنَّ اللُّؤْلُؤَ حَصَاهَا، وَالْمِسْكَ الْمَشُوْبَ بِالْعَنْبَرِ تُرَابُهَا

ترجمہ: ایک ٹیلے کے اوپر محل گویا کہ موتی اس کے سنگریزے ہیں، اور عنبر کی ملاوٹ والا مشک اس کی مٹی ہے

(۲) كَأَنَّ يَدَ الْغَيْثِ عِنْدَ الْأَرْضِ وَقَدْ حَرَّقَهَا الْمَحْلُ يَدُ الْفَتْحِ بْنِ خَاقَانَ عِنْدَكُمْ

ترجمہ: گویا کہ بارش کے احسانات زمین پر جب کہ قحط سالی نے اس کو جلا دیا ہو وہ فتح بن خاقان کے احسانات ہیں تمہارے نزدیک

(۳) لَسْتُ اَنْسَاهُ وَقَدْ بَدَا مِنْ بَعِيْدٍ وَكَأَنَّ تَثَنِّى الْغُصْنِ تَثْنِيْهِ

ترجمہ: میں اس کو نہیں بھول سکتا ہوں جب کہ وہ دور سے ظاہر ہو رہا ہے گویا کہ وہ تر و تازہ ٹہنی کی لچک ظاہر کر رہا ہے،

(۴) كَأَنَّ نَوْرَ الرِّيَاضِ فِي الضُّحَا تَهَلُّلُ وَجْهِهِ، وَكَأَنَّ الطَّلَّ فِي الصُّبْحِ أَخْلَاقُهُ

ترجمہ: گویا کہ صبح کے وقت میں باغ کی کلی اس کے چہرے کی چمک ہے، اور گویا کہ صبح میں شبنم اس کے اخلاق ہیں۔

یہ مذکورہ چاروں تشبیہات مقلوبہ، غیر مقلوبہ سے زیادہ بلیغ ہیں، اس لئے کہ ان میں یہ دعوی کیا گیا ہے کہ مشبہ میں وجہ شبہ زیادہ قوی ہے، لہذا تشبیہ کو پلٹ دیا گیا ہے۔

التمرین - ۴

آنے والی تشبیہات مقلوبہ کو تشبیہات غیر مقلوبہ میں تبدیل کریں۔

(۱) رَكِبْنَا جَوَادًا سَبَّاقًا كَأَنَّهُ الْقِطَارُ ـــ ہم ایک عمدہ گھوڑے پر سوار ہوئے گویا کہ وہ ٹرین ہے۔

(۲) كَأَنَّ ذِكْرَكَ الْجَمِيْلَ اَلزَّهْرُ فِي طِيْبِ نَشْرِهِ ـــ گویا کہ تمہارا ذکر خیر اپنی پھیلی ہوئی خوشبو میں کلی ہے۔

(۳) خِلْتُ حُجَّتَكَ السَّاطِعَةَ صُبْحًا مُنِيْرًا ـــ تمہاری واضح دلیل کو میں نے روشن صبح خیال کیا۔

(۴) كَأَنَّ عَزِيْمَةَ الْفَارِسِ يَوْمَ النِّزَالِ سَيْفُهُ ـــ گویا کہ لڑائی کے دن گھوڑسوار کی ہمت و حوصلہ اس کی تلوار ہے

التمرین - ۵

آنے والے اطراف میں سے ہر طرف کو اس کے مناسب طرف کے ساتھ رکھ کر تشبیہ مقلوب بنائیں۔

(۱) **قَصْفُ الرَّعْدِ يُشْبِهُ صَوْتَهُ** ــــ بجلی کی گرج اس کے آواز کے مشابہ ہے۔

(۲) **كَأَنَّ سَوَادَ اللَّيْلِ شَعْرُهُ** ــــ رات کی سیاہی گویا محبوب کے بال ہیں۔

(۳) **لَمْعُ الْبَرْقِ يَحْكِيْ ابْتِسَامَهُ** ــــ بجلی کی چمک اس کی مسکراہٹ کی نقل ہے۔

(۴) **أَزْهَارُ الرَّبِيْعِ مِثْلُ أَخْلَاقِه** ــــ موسم ربیع کے پھول اس کے اخلاق کے مانند ہیں۔

(۵) **شُعَاعُ الشَّمْسِ يُشْبِهُ نُوْرَ جَبِيْنِه** ــــ سورج کی شعائیں محبوب کی پیشانی کی روشنی کے مشابہ ہے۔

(۶) **كَأَنَّ الصَّاعِقَةَ غَضَبُهُ** ــــ بجلی گویا کہ ممدوح کا غصہ ہے۔

التمرین - ۶

آنے والی تشبیہات مقلوبہ کو مکمل کریں۔

(۱) **كَأَنَّ دَبِيْبَ الصِّحَةِ فِي جِسْمِ الْمَرِيْضِ قُدُوْمُكَ لِزِيَارَتِيْ** ــــ مریض کے بدن میں صحت کی آہٹ گویا تمہاری آمد ہے میری زیارت کے لئے۔

(۲) **كَأَنَّ جُرْأَةَ الْأَسَدِ جُرْأَتُكَ** ــــ شیر کی جرأت گویا تمہاری جرأت ہے۔

(۳) **كَأَنَّ نَهِيْقَ الْحِمَارِ صَوْتُهُ الْمُنْكَرُ** ــــ گدھے کی آواز گویا اس کی ناپسندیدہ آواز ہے۔

(۴) **كَأَنَّ تَوَقُّدَ النَّارِ حَرَارَةُ حِقْدِهِ** ــــ آگ کا روشن ہونا گویا اس کے کینہ کی حرارت ہے۔

(۵) **كَأَنَّ حَدَّ الْحُسَامِ حَدُّ عَزِيْمَتِكَ** ــــ تلوار کی دھار گویا تیرے پختہ ارادہ کی تیزی ہے۔

(۶) **كَأَنَّ مَكْرَ الثَّعْلَبِ احْتِيَالُهُ** ــــ لومڑی کا مکر گویا اس کی تدبیر ہے۔

التمرین - ۷

آنے والی تشبیہات مقلوبہ کو مکمل کریں۔

(۱) **كَأَنَّ عَصْفَ الرِّيْحِ رَكْضُ الْجِيَادِ** ــــ ہوا کا تیز چلنا گویا عمدہ گھوڑوں کا ایڑ لگانا ہے۔

(۲) **كَأَنَّ ذُلَّ الْيَتِيْمِ تَوَاضُعُكَ** ــــ یتیم کی ذلت گویا آپ کی تواضع ہے۔

(۳) **كَأَنَّ نَضْرَةَ الْوَرْدِ طَلْعَتُكَ** ـــ گلاب کے پھول کی رونق گویا تیرا چہرہ ہے۔

(۴) **كَأَنَّ الدُّرَرَ أَلْفَاظُكَ** ـــ موتی گویا آپ کے الفاظ ہیں۔

(۵) **كَأَنَّ صَفَاءَ الْمَاءِ صَفَاءُ نَفْسِكَ** ـــ پانی کا صاف شفاف ہونا گویا آپ کے دل کا صاف شفاف ہونا ہے

(٦) **كَأَنَّ السِّحْرَ بَيَانُكَ** ـــ جادو گویا آپ کا بیان ہے۔

التمرين - ۸

ادب کی کتابوں میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ جب ابوتمام نے احمد بن معتصم کی تعریف میں یہ شعر کہا۔

ممدوح میں عمرو بن معدیکرب کا اقدام ہے ـــ حاتم طائی کی سخاوت ہے ـــ احنف بن قیس کی بردباری ہے ـــ اور ایاس کی ذہانت ہے ـــ تو اس کے بعض حاسدین نے اس کے ممدوح کے سامنے کہا: آپ نے زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ بادشاہ سلامت کو ان سے کمتر لوگوں کے ساتھ تشبیہ دی ـــ تو اس پر ابوتمام نے جواب دیا۔

میرے ممدوح کی اس سے کم درجے کے لوگوں کے ساتھ مثال بیان کرنے پر نکیر نہ کرو، جو سخاوت و بہادری میں بہت مشہور ہیں ـــ کیونکہ اللہ نے بھی اپنے نور کے لئے اس سے کمتر چیز کی مثال بیان کی ہے یعنی مشکوۃ (طاقچہ) اور نبراس (چراغ)۔

گذشتہ دونوں شعروں میں ابوتمام نے جو تردید کی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ اور کیا پورے شعر میں غور وفکر کرنے کے بعد آپ ابوتمام کی مدافعت کسی دوسری دلیل سے کر سکتے ہیں؟ اور تشبیہ کی وہ کونسی قسم ہے جو ان ناقدین کو پسند تھی؟

حل تمرین - ۸

ابوتمام کی دونوں شعروں میں تردید کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ناقدین سے کہہ رہا ہے کہ ایک شاعر تشبیہ کو اسی طریقہ پر لاتا ہے جو عربوں میں مشہور ہو، اور عربوں میں عمرو بن معدیکرب اقدام وجرأت کے ساتھ مشہور ہے، اور حاتم طائی سخاوت کے ساتھ، اور احنف حلم وبردباری کے ساتھ، اور ایاس ذکاوت کے ساتھ مشہور ہے، اور ان میں سے ہر ایک مشہور صفت میں اعلی نمونہ ہے، پس اسلوب عربی شاعر سے تقاضا کرتا ہے کہ ان ناموروں میں سے ہر ایک کو مشبہ بہ بنائے، پھر چاہے اس کے بعد اس صفت میں اس سے بڑا اور قوی کوئی پایا جائے یا نہ پایا

جائے، اور قران کریم نے بھی یہ طرز اختیار کیا ہے، اس لئے کہ قران نے اللہ تعالی کے نور کو تشبیہ دی ہے -- حالانکہ بلاشبہ اللہ تعالی کا نور تمام نوروں میں قوی ہے -- طاقچہ میں چراغ کے نور کے ساتھ، اس لئے کہ عرب سب متفق ہیں کہ اس نور کو تمام نوروں میں سب سے بڑا اور تمام روشنیوں میں بڑی گردانیں۔

اور ابوتمام کی طرف سے ایک دوسری دلیل سے بھی دفاع ممکن ہے جو ان ناقدین کی تنقید کو ختم کردے، اور وہ یہ ہے کہ شاعر اپنے ممدوح کو صرف اقدام وجرأت میں عمرو بن معدیکرب کے ساتھ تشبیہ نہیں دے رہا ہے، بلکہ وہ ممدوح کو تشبیہ دے رہا ہے اقدام میں عمرو کے ساتھ، اور سخاوت میں حاتم کے ساتھ، اور حلم میں احنف کے ساتھ اور ذکاوت میں ایاس کے ساتھ، گویا شاعر یوں کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالی نے ان تمام صفات عالیہ کو ممدوح میں یکجا کردیا ہے جو ممدوح کے علاوہ بڑے بڑے لوگوں میں متفرق طور پر ہیں، اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ ابوتمام کے شعر پر تنقید کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے، اس لئے کہ شاعر نے اپنے ممدوح کو عرب کے ان شہ سواروں میں سے کسی کے ساتھ تشبیہ نہیں دی ہے جیسا کہ ناقدین سمجھ رہے ہیں، بلکہ اس نے یہ دعوی کیا ہے کہ اللہ تعالی نے ممدوح میں یہ عمدہ صفات یکجا کردئے ہیں جو ممدوح کے علاوہ کسی میں یکجا نہیں ہیں۔

اور جو تشبیہ ان ناقدین کو پسند ہے وہ تشبیہ مقلوب ہے، پس ناقدین یہ چاہتے ہیں کہ شاعر یوں کہتا **كَأَنَّ إِقْدَامَ عَمْرٍو إِقْدَامُكَ، كَأَنَّ سَمَاحَةَ حَاتِمٍ سَمَاحَتُكَ، كَأَنَّ حِلْمَ اَحْنَفٍ حِلْمُكَ، كَأَنَّ ذَكَاءَ إِيَاسٍ ذَكَاءُ كَ** ۔

التمرين - ۹

چند تشبیہاتِ مقلوبہ بناؤ جس میں بہادر کی جرأت کا بیان ہو، اور کشتی کا ذکر ہو، اور کلام بلیغ کا ذکر ہو۔

(۱) **شُجَاعٌ كَأَنَّ جُرْأَةَ اللَّيْثِ جُرْأَتُهُ، وَحَدَّ السَّيْفِ عَزِيْمَتُهُ، وَعُلُوَّ النَّجْمِ هِمَّتُهُ،** ــــ وہ ایسا بہادر ہے کہ شیر کی جرأت گویا اس کی جرأت ہے ــــ تلوار کی دھار گویا اس کا پختہ ارادہ ہے، اور ستارے کی بلندی گویا اس کی ہمت ہے۔

(۲) **رَكِبْتُ سَفِيْنَةً تَكَادُ الرِّيْحُ فِي السُّرْعَةِ تُشْبِهُهَا، وَكَأَنَّ الْجَبَلَ هَيْكَلُهَا، وَالرَّعْدُ صَفِيْرُهَا** ــــ میں ایسی کشتی میں سوار ہوا جو تیز رفتاری میں ہوا کے مشابہ تھی، پہاڑ گویا اس کی شکل ہے، اور بجلی کی گرج اس کی سیٹی ہے۔

(۳) شِعْرٌ كَأَنَّ الدُّرَرَ كَلِمَاتُهُ، وَالسِّحْرَ تَاثِيْرُهُ، وَالْمَاءَ الْعَذْبَ سُهُوْلَتُه ـــ وہ ایسا شعر ہے کہ اس کے کلمات گویا موتی ہیں، اور جادو گویا اس کی تاثیر ہے، اور میٹھا پانی گویا اس کی نرمی ہے۔ (سہولت فی الکلام کا مطلب ہے کلام کا تکلف وتعقید سے خالی ہونا، کلام کا نرم ومیٹھا ہونا)

التمرین-۱۰

اور اگر شیروں کی حقارت کی بات نہ ہوتی تو میں ان کو شیروں سے تشبیہ دے دیتا، (میں نے ان کو شیروں سے تشبیہ نہیں دی) کیونکہ شیروں کا شمار تو چوپایوں میں ہے۔
آپ مذکورہ شعر میں حسنِ بلاغت کی قسمیں بتلائیں، کیا آپ کا خیال ہے کہ شاعر اگر **"شَبَّهْتُهَا بِهِمْ"** کہتا تو تعریف زیادہ بلیغ ہوتی، اور اس وقت کونسی تشبیہ ہوتی؟

حل تمرین-۱۰

کلام میں حسن بلاغت کی صورت یہ ہے کہ شعراء کی عادت ہے کہ وہ بہادر کو جرأت واقدام میں شیر سے تشبیہ دیتے ہیں، لیکن متنبی نے اس تشبیہ کو ناپسند کیا اس لئے کہ شیر کی جرأت تو فطری اور پیدائشی ہے، اور یہ جرأت اس قسم کے جانور میں قوی ہوتی ہے، اس لئے کہ اس کو عقل نہیں ہے جس سے وہ مہلک خطرات کا ادراک کرسکے، پس جانور میں جرأت متنبی کی رائے کے مطابق کوئی فضیلت شمار نہیں ہوتی، رہی ان ممدوحین کی شجاعت جن کی یہ شاعر مدح کررہا ہے اور جن کی صفات بیان کررہا ہے، تو ان میں جرأت زیادہ تام اور کامل ہے، اس لئے کہ یہ لوگ عقل کامل سے مزین ہیں جو عقل انہیں خطرات بتلادیتی ہے، اور ان کے اور اقدام کے درمیان حائل ہوجاتی ہے، اسی لئے شاعر کہتا ہے کہ میں نے شجاعت میں ان لوگوں کا کوئی مثل نہیں دیکھا ـــ اور اگر عرب کے معروف طریقہ پر ان ممدوحین کو شیر سے تشبیہ دینے کا ارادہ کرتا ہوں تو میں شیر میں حقارت دیکھتا ہوں جو تشبیہ میں حائل ہوجاتی ہے، اس لئے کہ شیر کا شمار تو چوپایوں میں ہے، اور اگر اس کے پاس عقل ہوتی تو اس کے پاس یہ جرأت واقدام نہ ہوتا، (وہ تو عقل نہ ہونے کے سبب جرأت واقدام کرلیتا ہے، اور میرے ممدوحین میں تو عقل کے باوجود جرأت واقدام ہے، تو ممدوحین کی جرأت واقدام شیر سے آگے ہے)۔

(۷) تشبیہ کی بلاغت اور عرب اور متأخرین ادباء سے منقول کچھ اقوال

تشبیہ میں بلاغت اس سے پیدا ہوتی ہے کہ تشبیہ آپ کو کسی ایک چیز سے اس کے مشابہ کسی دوسری نادر چیز کی طرف یا اس کے مماثل کسی اچھوتی چیز کی طرف لے جاتی ہے، اور یہ انتقال جس قدر دور اور تصور سے بعید ہوگا، یا اس میں کم و بیش خیالات کی آمیزش ہوگی، اتنی ہی یہ تشبیہ دل کے لئے عمدہ اور نفس کی پسندیدگی کا باعث ہوگی۔

چنانچہ جب آپ کہیں کہ ''فلاں شخص لمبائی میں فلاں کے مشابہ ہے'' یا زمین شکل میں گیند کے مشابہ ہے، یا برطانوی جزیرے جاپان کے شہروں کے مشابہ ہیں، تو ان تشبیہات میں بلاغت کی کوئی تاثیر نہیں ہے، اس لئے کہ مشابہت ظاہر ہے، اور اس پر مطلع ہونے کے لئے کسی مہارت اور ادبی محنت کی ضرورت نہیں ہے، اور یہ خیالات سے بھی خالی ہیں۔

اس قسم کی تشبیہ لانے کا مقصد بیان و وضاحت اور شی کو قریب الی الفہم کرنا ہوتا ہے، اور زیادہ تر اس کا استعمال علوم و فنون میں ہوتا ہے، لیکن جب آپ ستارے کی تعریف میں معری کا یہ شعر سنیں گے تو تشبیہ کی دلکشی آپ کو پکڑے گی۔

رِعُ فِي اللَّمْحِ مُقْلَةُ الْغَضْبَانِ	يُسْرِعُ اللَّمْحَ فِي احْمِرَارٍ كَمَا تُسْـ

ترجمہ:- وہ ستارہ تیزی کے ساتھ سرخ روشنی میں چمکتا ہے، جس طرح غصہ میں آئے آدمی کی آنکھ کی پتلی تیزی کے ساتھ چمکتی ہے۔

کیونکہ ستارہ کی اپنی سرخ روشنی کے ساتھ اس کی تابنا کی اور چمک کو غصہ ور آدمی کی آنکھ کی تیزی کے ساتھ سرخ ہونے سے تشبیہ دینا، یہ ان نادر تشبیہات میں سے ہے جو کسی ادیب ہی کے لئے ممکن ہوسکتا ہے۔

اسی طرح شاعر کا یہ قول بھی نادر تشبیہات میں سے ہے۔

سُنَنٌ لَاحَ بَيْنَهُنَّ ابْتِدَاعٌ	وَكَأَنَّ النُّجُوْمَ بَيْنَ دُجَاهَا

ترجمہ:- ستارے رات کی تاریکیوں کے درمیان گویا ایسی سنتیں ہیں جن کے درمیان بدعت ظاہر ہوئی ہے۔

اس لئے کہ اس تشبیہ کے حسن و جمال سے ایسی دو حالتوں کے درمیان مشابہت قائم کرنے میں شاعر کی مہارت اور حذاقت کا آپ کو شعور ہوگا، جن دو حالتوں کے درمیان مشابہت کا دل میں تصور بھی نہیں ہوسکتا ہے۔

اور وہ دونوں رات کی تاریکی میں ستاروں کی حالت کو باطل بدعتوں کے درمیان پھیلی ہوئی صحیح دینی سنتوں کی حالت سے تشبیہ دینا ہے، ـــــ اور اس تشبیہ میں ایک دوسری دلکشی بھی اس طرح پیدا ہوگئی ہے کہ شاعر نے یہ تصور کیا کہ سنتیں روشن اور چمکدار ہوتی ہیں، اور بدعتیں نہایت ہی تاریک ہوتی ہیں۔

اور متنبی کا یہ شعر بھی نادر تشبیہات میں سے ہے ؎

بَلِيْتُ بِلَى الْأَطْلَالِ إِنْ لَمْ أَقِفْ بِهَا	وُقُوْفَ شَحِيْحٍ ضَاعَ فِي التُّرْبِ خَاتَمُهٗ

ترجمہ:- میں ٹیلوں کے بوسیدہ ہونے کی طرح بوسیدہ ہوجاؤں، اگر میں ان ٹیلوں پر نہ ٹھہروں، ایسے لالچی بخیل کی طرح جس کی انگوٹھی مٹی میں گم ہوگئی ہو۔

متنبی اپنے اوپر بوسیدگی اور فنا ہونے کی بددعا کر رہا ہے، اگر وہ ٹیلوں پر نہ ٹھہرے تاکہ وہاں اپنے والوں کے زمانے کو یاد کرے، پھر اس نے اپنے ٹھہرنے کی صورت کی منظر کشی کرنے کا ارادہ کیا، چنانچہ اس نے کہا: جیسا کہ وہ بخیل ٹھہرتا ہے جس کی انگوٹھی مٹی میں گم ہوگئی ہو، کس کو اس کی توفیق ملے گی کہ وہ ایک پریشان حال، حیران وسرگرداں، اور غمزدہ، اپنے سر کو جھکائے ہوئے، بے قراری اور خوف ودہشت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے والے آدمی کی حالت کو ایسے بخیل کی حالت سے تشبیہ دے جس کی قیمتی انگوٹھی مٹی میں کھوگئی ہو۔ـــ اگر ہم چاہیں تو اس طرح نادر تشبیہات کی بہت سی مثالیں آپ کے سامنے پیش کرسکتے ہیں مگر بات طویل ہوجائے گی (اس لئے اسی پر اکتفا کرتے ہیں)۔

تشبیہ میں یہ بلاغت، اس کی عمدگی کے انداز، اس کے مقصد کی دوری، اور اس میں پائے جانے والے تخیل کی مقدار کے اعتبار سے پائی جاتی ہے، البتہ جس کلامی صورت میں تشبیہ ترتیب دی جاتی ہے اس اعتبار سے تشبیہ کی بلاغت مختلف انداز کی ہوتی ہے، چنانچہ سب سے کم درجہ بلاغت والی تشبیہ وہ ہوتی ہے، جس میں اس کے چاروں ارکان مذکور ہوں، کیونکہ تشبیہ کی بلاغت کی بنیاد اس دعوی پر ہے کہ مشبہ بعینہ مشبہ بہ ہے، اور اداۃ تشبیہ اور وجہ شبہ کا ایک ساتھ موجود ہونا اس دعوی کے لئے رکاوٹ ہے، پس جب صرف اداۃ تشبیہ کو یا صرف وجہ شبہ کو حذف کردیا جائے، تو بلاغت کے اندر تشبیہ کا درجہ تھوڑا بلند ہوجاتا ہے، اس لئے کہ اداۃ تشبیہ اور وجہ مشبہ میں سے ایک کے حذف سے مشبہ اور مشبہ بہ کے اتحاد کے دعوی میں تھوڑی سی تقویت ملتی ہے، بہرحال تشبیہ کی اقسام میں سب سے زیادہ بلیغ تو وہ تشبیہ بلیغ ہے، اس لئے کہ وہ مشبہ اور مشبہ بہ کے ایک ہونے کے دعوی پر مبنی ہوتی ہے۔

یہ تشبیہ کی بلاغت کا ذکر تھا ــ عرب اور متاخرین ادباء اور شعراء سخی کو سمندر اور بارش سے ــ بہادر کو شیر سے ــ خوبصورت چہرے کو آفتاب اور چاند سے ــ معاملات کو تیزی سے طے کرنے والے سردار کو تلوار سے ــ بلند مرتبہ والے کو ستارے سے ــ بردبار اور سنجیدہ آدمی کو پہاڑ سے ــ اور جھوٹی تمناؤں کو خوابوں سے ــ حسین چہرے کو دینار سے ــ سیاہ بال کو رات سے ــ صاف شفاف پانی کو چاندی سے ــ رات کو سمندر کی موج سے ــ لشکر کو موجیں مارتے ہوئے سمندر سے ــ گھوڑے کو ہوا اور بجلی سے ــ ستاروں کو موتیوں اور پھولوں سے ــ دانتوں کو اولے اور موتی سے ــ کشتیوں کو پہاڑوں سے ــ چھوٹی نہروں کو ٹیڑھے سانپوں سے ــ بوڑھاپے کو دن اور تلواروں کی چمک سے ــ گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی کو پہلی رات کے چاند سے تشبیہ دیتے ہیں، ــ اسی طرح وہ لوگ بزدل کو شتر مرغ اور مکھی سے ــ کمینہ کو لومڑی سے ــ سرگشتہ شخص کو پروانے سے ــ ذلیل شخص کو کیل سے ــ سنگ دل کو لوہے اور چٹان سے ــ بیوقوف کو گدھے سے ــ اور بخیل کو قحط زدہ زمین سے تشبیہ دیتے ہیں۔

عرب کے کچھ لوگ اچھے صفات میں مشہور گذرے ہیں، یہاں تک کہ وہ لوگ ان صفات میں ضرب المثل بن گئے تو ان کے ساتھ تشبیہ جاری ہوگئی، چنانچہ وفادار کو سَمَوْئل سے ــ سخی کو حاتم طائی سے ــ بردبار کو احنف سے ــ فصیح شخص کو سحبان بن وائل سے ــ خطیب (مقرر) کو قُس بن ساعدہ ایادی سے ــ بہادر کو عمرو بن معدیکرب سے ــ دانا کو حضرت لقمان سے ــ اور ذہین کو ایاس سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

اور کچھ لوگ برے اوصاف کے ساتھ مشہور گذرے ہیں تو ان کے ساتھ بھی تشبیہ جاری ہوگئی، چنانچہ عاجز شخص کو باقل سے ــ بیوقوف کو **يزيد بن ثروان قيسی هَبَنَّقَه** سے ــ شرمندہ کو **كُسَعِی** سے ــ بخیل کو مخارق مارد سے ــ ہجو کرنے والے کو شاعر **حُطيئه** سے ــ اور سنگ دل کو حجاج بن یوسف سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

☆☆☆

حقیقت اور مجاز کی بحث

مجاز لغوی

الامثلة (مثالیں)

(۱) ابن العمید نے کہا ہے۔

قَامَتْ تُظَلِّلُنِيْ مِنَ الشَّمْسِ	نَفْسٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ
قَامَتْ تُظَلِّلُنِيْ وَمِنْ عَجَبٍ	شَمْسٌ تُظَلِّلُنِيْ مِنَ الشَّمْسِ

ترجمہ:- سورج سے مجھے سایہ دیتا ہے کھڑے ہو کر ایک ایسا نفس جو مجھے میرے نفس سے زیادہ محبوب ہے، ـــ وہ کھڑے ہو کر مجھے سایہ دیتا ہے، اور عجیب بات ہے کہ ایک سورج مجھے دوسرے سورج سے سایہ دے رہا ہے۔

(۲) بحتری نے فتح بن خاقان کی شیر سے مقابلہ آرائی بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

فَلَمْ أَرَضِرْغَامَيْنِ أَصْدَقَ مِنْكُمَا	عِرَاكًا إِذَا الْهَيَّابَةَ النَّكْسُ كَذَّبَا
هِزَبْرٌ مَشَىٰ يَبْغِيْ هِزَبْرًا وَأَغْلَبٌ	مِنَ الْقَوْمِ يَغْشَىٰ بَاسِلَ الْوَجْهِ أَغْلَبَا

ترجمہ:- میں نے تم دونوں سے زیادہ سچی لڑائی کرنے والے دو شیروں کو نہیں دیکھا، جب کہ کمزور بزدل ڈر کر پیچھے ہٹ جاتا ہے، ایک شیر دوسرے شیر کی تلاش میں چلا، اور قوم کا شیر بہادر چہرے والے شیر پر چھا جاتا ہے۔

(۳) متنبی شاعر نے کہا جب کہ سیف الدولہ کے اوپر بارش کا قطرہ گرا۔

لِعَيْنِيْ كُلَّ يَوْمٍ مِنْكَ حَظٌّ	تَحَيَّرُ مِنْهُ فِي أَمْرٍ عُجَابٍ
حِمَالَةُ ذَا الْحُسَامِ عَلَى حُسَامٍ	وَمَوْقِعُ ذَا السَّحَابِ عَلَىٰ سَحَابٍ

ترجمہ:- میری آنکھوں کو روزانہ تجھ سے ایک حصہ ملتا ہے، جس سے وہ ایک عجیب معاملہ میں متحیر ہوتی ہیں ـــ اس تلوار کا پرتلہ اس تلوار پر ہے، اور اس بدلی کی بارش اس بدلی پر ہے۔

(۴) اور بحتری نے کہا ہے۔

إِذَا الْعَيْنُ رَاحَتْ وَهِيَ عَيْنٌ عَلَى الْجَوَىٰ	فَلَيْسَ بِسِرٍّ مَاتُسِرُّ الْأَضَالِعُ

ترجمہ:- جب نگاہ انسان کے اندرونی سوزش پر جاسوس ہو جائے، تو پسلیوں کی پوشیدہ بات راز نہیں رہ جاتی۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

پہلے دوشعروں کی آخری سطر میں آپ غور کریں: لفظ **"شمس"** دو معنوں میں استعمال ہوا ہے، ایک شمس کے حقیقی معنی یعنی سورج جس کو آپ جانتے ہیں، جو صبح مشرق میں طلوع ہوتا ہے اور شام کو مغرب میں غروب ہوتا ہے اور دوسرے معنی خوبصورت چہرے والا انسان جو چمک میں سورج کے مشابہ ہے، اور یہ معنی غیر حقیقی ہیں، -- اگر آپ غور کریں گے تو دیکھیں گے کہ یہاں لفظ "شمس" کے اصلی معنی، اور وہ عارضی معنی جس میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے ان دونوں کے درمیان تعلق اور علاقہ ہے اور وہ علاقہ مشابہت کا ہے، اس لئے کہ خوبصورت چہرے والا آدمی سورج کے مشابہ ہے خوبصورتی میں، اور یہ ممکن نہیں کہ آپ پر معاملہ مشتبہ ہوجائے، اور آپ **"شمس تظللنی"** میں شمس سے اس کے حقیقی معنی سمجھ بیٹھیں، کیونکہ حقیقی شمس یعنی سورج سایہ نہیں کرتا ہے، (بلکہ وہ تو روشنی دیتا ہے) پس یہاں لفظ **"تظللنی"** لفظی قرینہ ہے جو اس کے حقیقی معنی مراد لینے سے روک رہا ہے، اسی لئے اس کا نام قرینہ (لفظیہ) ہے جو دلالت کرتا ہے اس پر کہ **"شمس"** کا معنیٔ مقصود وہ نئے عارضی معنی ہیں (حقیقی معنی نہیں ہیں)۔

اور اگر بحتری کے دوسرے شعر میں آپ غور کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ دوسرے لفظ **"هِزَبْرًا"** سے مراد حقیقی شیر ہے، اور پہلے لفظ **"هزبر"** سے مراد بہادر ممدوح ہے، جو غیر حقیقی معنی ہیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ اسد کے حقیقی معنی اور عارضی معنی کے درمیان علاقہ اور مناسبت بہادری میں مشابہت ہے، اور یہ کہ اسد کے حقیقی معنی مراد لینے سے روکنے والا قرینہ وہ حالت ہے جو سیاق کلام سے سمجھی جارہی ہے، جو دلالت کررہی ہے کہ مقصود معنی عارضی ہیں، (یعنی یہاں قرینۂ حالیہ ہے) -- اور یہی بات **"اغلب من القوم"** اور **"باسل الوجه اغلبا"** میں کہی جائے گی، اس لئے کہ دوسرا **"اسد"** دلالت کرتا ہے اصلی معنی پر، اور پہلا عارضی معنی پر، اور وہ عارضی معنی بہادر آدمی ہے، اور علاقہ مشابہت کا ہے، اور یہاں بھی اصلی معنی مراد لینے سے مانع قرینۂ لفظیہ ہے، اور وہ **"من القوم"** ہے۔

اس وضاحت کے بعد آپ متنبی کے دوسرے شعر میں سمجھ سکتے ہیں کہ دوسرا لفظ **"حسام"** اپنے غیر حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے، مصائب برداشت کرنے میں مشابہت کے علاقہ کی وجہ سے، اور قرینہ مقام سے سمجھا جارہا ہے پس قرینہ حالیہ ہے، -- ایسے ہی دوسرا لفظ **"سحاب"** ہے، اس لئے کہ یہ سیف الدولہ پر دلالت کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے، سیف الدولہ اور بادل کے درمیان سخاوت میں مشابہت کے علاقہ کی وجہ سے، اور یہاں بھی قرینہ حالیہ ہے۔

رہا بحتری کا شعر تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان کی نگاہ زیادہ رونے کی وجہ سے دل کے اندرونی رنج وغم پر جاسوس بن جائے تو دل میں پوشیدہ رنج وغم چھپا ہوا راز نہیں رہ جاتا، (بلکہ وہ رونے کی وجہ سے ظاہر ہوجاتا ہے) پس آپ دیکھ رہے ہیں کہ پہلا لفظ ''عین'' اپنے حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے، اور دوسرا لفظ ''عین'' جاسوس کے معنی میں استعمال ہوا ہے، اور یہ اس کا غیر حقیقی معنی ہے،--لیکن چونکہ آنکھ جاسوس کا ایک جزء ہے، اور جاسوس آنکھ سے ہی جاسوسی کا کام کرتا ہے، تو جزء کا اطلاق کرکے کل مراد لے لیا، (یعنی عین بولکر جاسوس مراد لے لیا) اور جزء بولکر کل مراد لینا عربوں کی عادت ہے،-- اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ عین اور جاسوس کے درمیان مشابہت کا علاقہ نہیں ہے بلکہ جزئیت کا علاقہ ہے، اور قرینہ ''علی الجوی'' ہے پس یہ لفظی قرینہ ہے۔

ہماری مذکورہ تفصیلات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ لفظ **''شمس، هزبر، اغلب، حسام، سحاب** اور **عین** یہ سب کے سب اپنے غیر حقیقی معنی میں مستعمل ہیں، حقیقی معنی اور عارضی معنی کے درمیان علاقہ اور ربط کی وجہ سے، ان میں سے ہر لفظ کو ''مجازِ لغوی'' کہا جاتا ہے۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۱۲) مجاز لغوی: وہ ایسا لفظ ہے جو کسی علاقہ اور مناسبت کی وجہ سے اپنے غیر موضوع لہ معنی میں مستعمل ہو، ایسے قرینہ کے ساتھ جو حقیقی معنی مراد لینے سے مانع ہو، اور حقیقی معنی اور مجازی معنی کے درمیان علاقہ کبھی مشابہت کا ہوتا ہے، اور کبھی مشابہت کے علاوہ ہوتا ہے، اور قرینہ کبھی لفظیہ ہوتا ہے، اور کبھی حالیہ ہوتا ہے۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

(۱) متنبی نے یہ شعر پڑھا جب وہ مصر میں بخار میں بیمار پڑا۔

فَإِنْ أَمْرَضْ فَمَا مَرِضَ اصْطِبَارِيْ	وَ إِنْ أُحْمَمْ فَمَا حُمَّ اعْتَزَامِيْ

ترجمہ:-اگر میں بیمار ہوگیا ہوں (تو کوئی پرواہ نہیں) اس لئے کہ میرا صبر بیمار نہیں ہوا ہے، اور اگر مجھے بخار آگیا ہے (تو کوئی حرج نہیں) اس لئے کہ میرے عزم کو بخار نہیں آیا ہے۔

(۲) اور متنبی اپنے ممدوح کے ساتھ تھا اور بادل نے بارش کی خبر دی تو اس وقت اس نے یہ شعر کہا۔

تَعَرَّضَ لِيَ السَّحَابُ وَقَدْ قَفَلْنَا	فَقُلْتُ إِلَيْكَ إِنَّ مَعِيَ السَّحَابَا

ترجمہ:-بادل میرے سامنے آیا جب کہ ہم لوٹ رہے تھے تو میں نے کہا تو ٹھہر جا، کہ میرے ساتھ بھی بادل ہے۔

(۳)اور کسی دوسرے شاعر نے کہا ہے ؎

بِلَادِيْ وَإِنْ جَارَتْ عَلَيَّ عَزِيْزَةٌ	وَقَوْمِيْ وَ إِنْ ضَنُّوْا عَلَيَّ كِرَامُ

ترجمہ:-میرا وطن مجھے پیارا ہے اگر چہ وہ مجھ پر ظلم کرے، اور میری قوم کے لوگ شریف وسخی ہیں اگر چہ وہ میرے ساتھ بخل کریں۔

الاجابہ (نمونے کا حل)

نمبر	مجاز	سبب	علاقہ	علاقہ کی وضاحت	قرینہ
۱ (الف)	مَرِضَ	اس لئے کہ صبر بیمار نہیں ہوتا	مشابہت	قلت صبر کو بیماری سے تشبیہ دی اس لئے کہ دونوں میں ضعف ہے	لفظیہ ہے، اور وہ (اصطباری) ہے
(ب)	حُمَّ	اس لئے کہ عزم کو بخار نہیں آتا،	مشابہت	عزم میں کمزوری کو بخار میں مبتلا ہونے سے تشبیہ دی اس لئے کہ دونوں میں بری تاثیر ہے	لفظیہ اور وہ (اعتزامی) ہے
۲	دوسرا سَحَابٌ	اس لئے کہ بادل ساتھ نہیں چلتا ہے،	مشابہت	ممدوح کو سحاب سے تشبیہ دی، اس لئے کہ دونوں میں مفید اثر مرتب ہوتا ہے	لفظیہ اور وہ (معی) ہے
۳	بِلَادِيْ	کیونکہ وطن ظلم نہیں کرتا ہے	غیر مشابہت محلیت	بلاد کو ذکر کر کے اہل بلاد مراد لیا، تو علاقہ محلیت کا ہوا	لفظیہ اور وہ (جارت) ہے

التمرین-۱

خط کشیدہ الفاظ ایک بار حقیقی معنی میں مستعمل ہیں، اور ایک بار مجازی معنی میں، آپ ان میں سے مجازی کو بیان کریں، اور ساتھ ہی قرینہ بھی ذکر کریں لفظیہ یا حالیہ اور علاقہ بھی بتلائیں۔

(۱) متنبی نے مدح سرائی میں کہا ہے۔

آپ کسی دن گھوڑ سواروں کے ذریعہ سے رومیوں کو اہل سرحد سے بھگاتے ہیں، اور کسی دن سخاوت سے فقر اور قحط کو ہٹاتے ہیں۔

(۲) اور اسی شاعر نے کہا ہے۔

اور اللہ کرے آسمان کا سورج برابر اس سورج کو دیکھتا رہے جو ممدوح کے نقاب میں ہے۔

(۳) اور اسی نے کہا ہے۔

آپ کے لئے یہ عیب کی بات ہے کہ آپ جنگ میں تلوار لئے دیکھے جائیں، تلوار تلوار کا کیا کرے گی۔

(۴) اور اسی شاعر نے کہا ہے۔

جب بادشاہ سیف الدولہ بیمار ہو جاتے ہیں تو زمین بھی بیمار ہو جاتی ہے۔

(۵) اور ابو تمام نے مرثیہ میں کہا ہے۔

ممدوح نہیں مرا یہاں تک کہ اس کی تلوار کی دھار مرگئی مارتے مارتے، اور اس کا گندمی رنگ کا نیزہ بیمار ہو گیا۔

(۶) اور حضرت خالد بن الولید جب چلتے تھے تو فتح و نصرت ان کے جھنڈے کے نیچے ساتھ ساتھ چلتی تھی۔

(۷) آپ نے بلند و بالا عمارتیں تعمیر کی ہیں، اور اس سے پہلے آپ ایسے قابل فخر کارنامے تعمیر کر چکے ہیں کہ ان کی بلندیوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

حل تمرین - ۱

نمبر	مجاز	سبب	علاقہ	علاقہ کی وضاحت	قرینہ
۱	**تطرد** (ثانیہ)	کیونکہ فقر مطرود نہیں ہوتا، اس لئے کہ وہ ایک معنوی چیز ہے	مشابہت	فقر اور راز الے کو اس کے بھگانے سے تشبیہ دی، اس لئے کہ دونوں میں دور کرنا پایا جاتا ہے	لفظیہ اور وہ کلمہ **"الفقر"** ہے
۲	**الشمس** (ثانیہ)	کیونکہ سورج پردہ میں نہیں رہتا ہے	مشابہت	ممدوح کے چہرے کو سورج سے تشبیہ دی، اس لئے کہ دونوں میں چمک اور روشنی ہوتی ہے،	لفظیہ اور وہ **"فی لثامه"** ہے
۳	**الصمصام** (اولی)	اس لئے کہ پہلا جزء بتلاتا ہے کہ مقصود معنیٰ عارضی ہے	مشابہت	ممدوح کو تلوار سے تشبیہ دی اس لئے کہ دونوں میں کاٹنے کے معنی ہیں	حالیہ ہے جو سیاق سے سمجھا جاتا ہے
۴	**اعتلت**	اس لئے کہ زمین بیمار نہیں ہوتی،	مشابہت	زمین میں فساد پھیلنے کو بیماری سے تشبیہ دی، اس لئے کہ دونوں میں برا اثر مرتب ہوتا ہے	لفظیہ اور وہ **"ارض"** ہے
۵	**مات** (ثانیہ)	اس لئے کہ تلوار کی دھار مرتی نہیں ہے،	مشابہت	تلوار کے ٹوٹنے کو موت سے تشبیہ دی، اس لئے کہ ان دونوں کے واقع ہونے سے فائدہ ختم ہوجاتا ہے	لفظیہ اور وہ **"مضرب سیفه"** ہے
۶	**سار** (ثانیہ)	اس لئے کہ نصرت چلتی نہیں ہے،	مشابہت	نصرت کے ساتھ رہنے کو چلنے سے تشبیہ دی، اس لئے کہ دونوں میں مصاحبت پائی جاتی ہے	لفظیہ ہے اور وہ **"النصر"** ہے
۷	**بنیت** (ثانیہ)	اس لئے کہ قابل فخر کارنامے تعمیر نہیں کئے جاتے	مشابہت	قابل فخر کارناموں کو تعمیر کرنے سے تشبیہ دی، اس لئے کہ دونوں میں کسی راسخ و پائدار چیز کی تاسیس ہوتی ہے	لفظیہ ہے اور وہ **"الفخار"** ہے

التمرین - ۲

(۱) متنبی کے شعر میں لفظ ''**شمسین**'' حقیقت ہے یا مجاز ہے، جو شعر اس نے سیف الدولہ کی بہن کے مرثیہ میں کہا ہے۔

کاش دو سورجوں میں سے طلوع ہونے والا سورج غائب ہو جاتا، اور دو سورجوں میں غائب ہونے والا سورج غائب نہ ہوتا۔

(۲) شاعر کے شعر میں لفظ ''**بدرا**'' حقیقت ہے یا مجاز ہے؟۔

محبوبہ تاریکیوں کا چاند دیکھ رہی تھی اور میں اس کو دیکھ رہا تھا، پس ہم میں سے ہر ایک تنہا تنہا چاند کو دیکھ رہا تھا۔

(۳) متنبی کے شعر میں کلمہ ''**لیالی**'' حقیقت ہے یا مجاز؟۔

اس نے ایک رات میں اپنے بالوں کی تین چوٹیاں بکھیر دیں، تو اس نے ایک کے بجائے چار راتیں دکھائیں۔

(۴) متنبی کے شعر میں لفظ ''**قمرین**'' حقیقت ہے یا مجاز؟۔

محبوبہ اپنے رخ سے آسمان کے چاند کا سامنا کر رہی تھی، تو اس نے ایک ہی وقت میں ایک ساتھ دو چاند دکھائے۔

حل تمرین - ۲

(۱) کلمہ ''**الشمسین**'' تثنیہ ہے، اس کا واحد ''**شمس**'' ہے، اور شاعر ''**الشمسین**'' سے ایک حقیقی مشہور سورج اور دوسرا مجازی سورج مراد لے رہا ہے، اور وہ سیف الدولہ کی بہن ہے، پس اس تثنیہ کے دو افراد میں ایک حقیقی ہے اور دوسرا مجازی ہے۔

(۲) کلمہ ''**بَدْرًا**'' ایک اعتبار سے اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہے، اور دوسرے اعتبار سے اپنے مجازی معنی میں مستعمل ہے، اس لئے کہ شعر کا پہلا مصرعہ دلالت کرتا ہے کہ ممدوحہ آسمان کے بدر کامل کی طرف دیکھ رہی ہے، اور شاعر ممدوحہ کو دیکھ رہا ہے۔

(۳) شاعر کہہ رہا ہے کہ محبوبہ نے ایک تاریک رات میں اپنے بالوں کی تین چوٹی بکھیر دی ہے، تو اس نے چار

راتیں مجھے دکھلائیں، وہ تین چوٹیاں ہیں، اور ایک رات، تو کلمۂ " **لیالی** " جمع ہے، جس میں تین راتوں سے مراد زلفوں کی تین چوٹیاں مجازی ہیں، اور چوتھی رات حقیقی ہے، اور یہ وہ وقت ہے جو غروب اور طلوع کے درمیان ہوتا ہے، پس "**لیالی**" میں سے بعض پر مجازی کا اطلاق کیا گیا، اور وہ " **ثلاث غدائر** " ہیں، اور بعض پر حقیقی کا اطلاق ہوا اور وہ مشہور وقت ہے۔

(۴) کلمۂ " **قمرین** " تثنیہ ہے، جس کا واحد قمر ہے، اور شاعر قمرین سے ایک حقیقی قمر مراد لے رہا ہے جو مشہور چاند ہے، اور دوسرا مجازی قمر مراد لے رہا ہے، اور وہ اس محبوبہ کا چہرہ ہے جس کے ساتھ شاعر کی گذشتہ یادیں وابستہ ہیں، تو اس تثنیہ کے دو افراد میں ایک حقیقی ہے اور دوسرا مجازی ہے۔

التمرين - ۳

(أ) آنے والے اسماء کو ایک مرتبہ حقیقی معنی میں استعمال کریں، اور ایک مرتبہ مشابہت کے علاقہ کی وجہ سے مجازی معنی میں استعمال کریں۔

(۱) **يَخْجَلُ الْبَرْقُ فِيْ سَمَائِه حِيْنَ يَلْمَعُ الْبَرْقُ إِذَا افْتَرَّ ثَغْرُهَا** ــــ آسمان میں بجلی چمکتے چمکتے شرمندہ ہو جاتی ہے جب محبوبہ کے دانت چمکتے ہیں۔

(۲) **أَسْرَجْتُ الرِّيْحَ وَسَبَقْتُ بِهَا الرِّيْحَ** ــــ میں نے ہوا پر زین کسی اور اس کے ذریعہ میں ہوا پر سبقت کر گیا۔

(۳) **لَمَّا انْهَلَّ الْمَطَرُ مِنْ يَدَيْكَ أَصْغَرْتُ الْمَطَرَ** ــــ جب تیرے ہاتھوں سے بارش گری تو میں بارش کو معمولی سمجھا۔

(۴) **نَثَرَ الْخَطِيْبُ الدُّرَرَ فَأَزْرىٰ بِالدُّرَرِ** ــــ مقرر نے موتی بکھیرے تو اس نے موتیوں کو عیب دار کر دیا۔

(۵) **رَأَيْتُ ثَعْلَبًا يَكِيْدُ لِأُمَّتِه كَيْدًا يَعْجِزُ عَنْهُ كُلُّ ثَعْلَبٍ** ــــ میں نے ایک لومڑی کو دیکھا جو اپنی جماعت کے ساتھ مکر کر رہی تھی، جس سے ہر لومڑی عاجز ہے۔

(۶) **حَلَّقَ فِي سَمَاءِ مِصْرَ نَسْرٌ اِسْتَقَلَّهُ فَوْجٌ مِنَ الْمُسَافِرِيْنَ فَانْزَعَجَ مِنْ أَزِيْزِهِ نَسْرُ السَّمَاءِ** ــــ مصر کی فضا میں ایک گدھ منڈلایا جس پر مسافرین کی ایک جماعت سوار تھی جس کی چنگھاڑ سے آسمان کے گدھ گھبرا گئے۔

(۷) **سِرْنَا فِي رَوْضٍ مُبْتَسِمٍ أَزْرَتْ نُجُوْمُ الْأَرْضِ فِيْهِ بِنُجُوْمِ السَّمَاءِ** ــ ہم ایک خوشگوار باغ میں چلے جس میں زمین کے ستاروں نے آسمان کے ستاروں کو کم حیثیت کر دیا تھا۔

(۸) **رُبَّ يَتِيْمٍ أَذَاقَهُ الْيُتْمُ الْحَنْظَلَ قَبْلَ اَنْ يَّعْرِفَ مَعْنَى الْحَنْظَلِ** ــ بہت سارے یتیم ایسے ہیں کہ جن کو یتیمی نے اندرائن کے معنی جاننے سے پہلے ہی اندرائن چکھا دیا۔

(ب) آنے والے افعال کو ایک مرتبہ حقیقی معنی میں استعمال کریں، اور ایک مرتبہ مشابہت کے علاقہ کی وجہ سے مجازی معنی میں استعمال کریں۔

(۱) **غَرِقَتِ السَّفِيْنَةُ فَغَرِقَتْ اٰمَالُ أَصْحَابِهَا** ــ کشتی غرق ہوگئی تو اس کے سواروں کی آرزوئیں غرق ہوگئیں۔

(۲) **لَافَرْقَ بَيْنَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ حَقٍّ وَمَنْ قَتَلَ الْفَضِيْلَةَ بِالْإِسْتِتَارِ وَالْمُجُوْنِ** ــ کوئی فرق نہیں اس شخص کے درمیان جو کسی کو ناحق قتل کر دے، اور اس کے درمیان جو شرافت کو بیہودگی اور بے حیائی سے قتل کر دے۔

(۳) **مَزَّقَتِ الْمَرْأَةُ جَيْبَهَا بَعْدَ أَنْ مَزَّقَ الدَّهْرُ شَمْلَ أَهْلِهَا** ــ عورت نے اپنے گریبان کو چاک کیا بعد اس کے کہ زمانے نے اس کے گھر کا شیرازہ بکھیر دیا۔

(۴) **مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ شَرِبَتِ الْخَمْرُ عَقْلَهُ** ــ جو شخص شراب پیتا ہے تو شراب اس کی عقل کو پی جاتی ہے۔

(۵) **دَفَنُوْهُ فَدَفَنُوْا الْعِلْمَ وَالْحِجَا** ــ لوگوں نے اس کو دفن کر دیا تو لوگوں نے علم و دانائی کو دفن کر دیا۔

(۶) **مَنْ أَرَاقَ دَمًا مُحَرَّمًا فَقَدْ أَرَاقَ مُرُوْءَتَهُ** ــ جس نے حرام خون بہایا تو اس نے اپنی مروت کو بہا دیا۔

(۷) **رَمَانَا الْعَدُوُّ بِنِبَالِهِ بَعْدَ أَنْ رَمَانَا بِدَهَائِهِ وَاحْتِيَالِهِ** ــ دشمن نے اپنے نیزے ہمارے اوپر پھینکے بعد اس کے کہ اس نے ہم کو اپنی چالاکی اور حیلہ بازی سے مارا۔

(۸) **مَنْ سَقَطَ فِي الْإِمْتِحَانِ فَكَأَنَّمَا سَقَطَ مِنْ شَاهِقٍ** ــ جو شخص امتحان میں گر گیا تو گویا وہ اونچے پہاڑ سے گر گیا۔

التمرين - ۴

خالی جگہوں کو ایسے مفعول بہ سے پر کریں، جو مجازی معنی میں مستعمل ہو، پھر علاقہ اور قرینہ کی تشریح کریں۔

مفعول بہ کو رکھنے کے بعد پورا جملہ	علاقہ	علاقہ کی تشریح	قرینہ
أَحْيَا مُحَمَّدَ عَلِيٌّ الصَّنَاعَةَ	مشابہت	صناعت کو انسان سے تشبیہ دی ہے، اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک کا اچھا اور نافع اثر ہے	لفظیہ ہے، اور وہ "أحيا" ہے
نَثَرَ الْخَطِيْبُ الدُّرَرَ	مشابہت	کلمات کو درر سے تشبیہ حسن میں دی گئی ہے	لفظیہ ہے، اور وہ (خطیب) ہے
زَرَعَ الْمُحْسِنُ الْمَعْرُوْفَ	مشابہت	معروف کو نبات سے تشبیہ انتاج کے اعتبار سے دی گئی ہے	لفظیہ ہے، اور وہ (زرع) ہے
قَوَّمَ الْمُعَلِّمُ أَخْلَاقَ التَّلَامِيْذِ	مشابہت	اخلاق کو نیزوں سے تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ ہر ایک تہذیب کو قبول کرتا ہے	لفظیہ ہے، اور وہ (قوم) ہے
قَتَلَ الْكَسْلَانُ الْوَقْتَ	مشابہت	وقت کو حیوان سے تشبیہ دی گئی، کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک کبھی نافع اور کبھی نقصان دہ ہوتا ہے	لفظیہ ہے اور وہ (قتل) ہے
حَارَبَتْ أَوْرُبًا الْجَهْلَ	مشابہت	جہل کو دشمن سے تشبیہ دی کیونکہ دونوں میں جامع ضرر ونقصان ہے	لفظیہ ہے اور وہ (حاربت) ہے

التمرين - ۵

کسی جملہ میں کلمہ **أُذُنٌ** کو اس طرح ترتیب دیں کہ وہ ایسے شخص پر دلالت کرے جو چغلیاں سننے کی خواہش رکھتا ہو، اور دوسرے جملہ میں لفظ "**يمين**" کو اس طرح رکھیں جو قوت پر دلالت کرے، پھر علاقہ بیان کریں۔

(۱) **لَاتَكُنْ أُذُنًا تُصْغِي إِلٰى كُلِّ وَاشٍ** ــ تو کان مت بن جو مائل ہوئے ہر چغل خور کی طرف ــ یہاں

"**أُذُنٌ**" سے مراد آدمی ہے، جزء بول کر کل مراد لیا، پس آدمی پر **أُذُنٌ** کا اطلاق مجاز ہے، اور اس کا علاقہ جزئیت ہے۔

(۲) **اَلْمَلِكُ الْعَظِيْمُ تَخْضَعُ الْمَمَالِكُ لِيَمِيْنِه** ــ بڑے بادشاہ کی قوت کے سامنے حکومتیں جھک جاتی ہیں، آپ جانتے ہیں کہ دایاں ہاتھ مضبوط اور قوی ہوتا ہے، تو "**يمين**" کا یہاں قوت پر اطلاق مجاز ہے، اور اس کا علاقہ سببیت ہے، اس لئے کہ یمین قوت کا سبب اور اس کا مرجع ہے، اور قوت "**مُسَبَّبْ**" ہے، تو سبب بول کر مسبب مراد لیا۔

التمرين - ٦

آپ ایسے چار جملے بنائیں جن میں سے ہر ایک مجاز لغوی پر مشتمل ہو، اور علاقہ مشابہت کا ہو۔

(۱) **زَأَرَ الرَّعْدُ** ــ گرج دار بادل چنگھاڑا

(۲) **تَبَسَّمَ الزَّهْرُ** ــ پھول مسکرایا

(۳) **جَرَى الْبَحْرُ مِنْ كَفَّيْكَ** ــ سمندر آپ کی ہتھیلیوں سے جاری ہوا

(۴) **جَنَى الْمُجْتَهِدُ ثِمَارَ تَعْبِه** ــ محنتی آدمی نے اپنی مشقت وتھکان کے پھل توڑے۔

التمرين - ۷

مدح سرائی میں بحتری کے دو شعروں کی تشریح کریں، اور لفظ "**شمسين**" میں موجود حقیقت اور مجاز کو بیان کریں۔

ترجمہ:- آپ طلوع کے وقت لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئے، تو لوگوں نے ایک کنارے سے سورج کی چمک دیکھی، اور دوسرے کنارے سے آپ کے چہرے کا معاینہ کیا۔

پس لوگوں نے اس سے پہلے ایسے دو سورج نہیں دیکھے، جن کی روشنی مشرق ومغرب سے ملکر جمع ہوگئی ہو۔

بحتری کے اشعار کی شرح:- آپ طلوع کے وقت لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئے، تو لوگوں نے دو نور دیکھے، ایک طرف سورج کا نور اور دوسری طرف آپ کا نور، اور اس نے ان لوگوں کو واقعی بڑی حیرت میں ڈال رکھا تھا، اس لئے کہ ان لوگوں نے اس سے پہلے ایک ہی وقت اکٹھے دو سورج نہیں دیکھے، جن کی روشنی ایک دوسرے کے ساتھ مل رہی ہو، ایک تو وہ سورج جو مغرب سے ظاہر ہوا اور وہ آپ کی ذات ہے، اور ایک وہ سورج جو مشرق میں چمکتا ہے، اور وہ آسمان کا سورج ہے۔

حقیقت ومجاز کی وضاحت

کلمہ ''شمسین'' حقیقت اور مجاز دونوں کو شامل ہے ایک ساتھ، اوران دوسورج میں ایک حقیقی سورج ہے جو آسمان میں ظاہر ہوتا ہے اور دوسرا مجازی سورج ہے، اور وہ ممدوح کا چہرہ ہے۔

۱- الاستعارۃ التصریحیۃ والمکنیۃ

الامثلہ (مثالیں)

(ا) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''**كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ**(ابراهيم-۱)

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے آپؐ کی طرف اتارا ہے، تاکہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالیں۔

(۲) متنبی نے یہ شعر کہا جب کہ ممدوح سے اس کی ملاقات اور معانقہ ہوا ۔

فَلَمْ اَرَقَبْلِیْ مَنْ مَشَی الْبَحْرُ نَحْوَهُ	وَلَا رَجُلاً قَامَتْ تُعَانِقُهُ الْأُسْدُ

ترجمہ:- میں نے اپنے سے پہلے کسی کو نہیں دیکھا کہ سمندر اس کی طرف چل کر آیا ہو، اور نہ کسی ایسے آدمی کو دیکھا کہ شیر کھڑے ہو کر اس سے معانقہ کر رہے ہوں۔

(۳) اور متنبی نے سیف الدولہ کی تعریف میں کہا ہے ۔

أَمَا تَرَىٰ ظَفَرًا حُلْوًا سِوٰى ظَفَرٍ	تَصَافَحَتْ فِيْهِ بِيْضُ الْهِنْدِ وَاللِّمَمِ

ترجمہ:- کیا آپ نے اس کامیابی کے علاوہ کوئی کامیابی شاندار دیکھی ہے جس میں ہندوستانی تلواروں اور کھوپڑیوں کا آمنا سامنا ہوا ہے۔

استعارہ مکنیہ کی مثالیں

(ا) حجاج بن یوسف نے اپنی ایک تقریر میں کہا ہے — **إِنِّی لَأَرَىٰ رُؤُوْسًا قَدْ اَيْنَعَتْ وَحَانَ قِطَافُهَا وَإِنِّی لَصَاحِبُهَا** — یقینا میں کچھ ایسے سر دیکھ رہا ہوں کہ وہ پک گئے ہیں، اور ان کے توڑنے کا وقت

آچکا ہے، اور میں ہی ان کو توڑنے والا ہوں۔

(۲) اور متنبی نے کہا ہے ۔

وَلَمَّا قَلَّتِ الْإِبْلُ امْتَطَيْنَا	إِلٰى ابْنِ أَبِيْ سُلَيْمَانَ الْخُطُوْبَا

ترجمہ:- جب اونٹ کم ہو گئے تو ہم ممدوح ابن ابی سلیمان کے پاس حوادث پر سوار ہو کر گئے۔

(۳) اور اسی شاعر نے کہا ہے

اَلْمَجْدُ عُوْفِيَ اِذْ عُوْفِيْتَ وَالْكَرَمُ	وَزَالَ عَنْكَ إِلٰى أَعْدَائِكَ الْأَلَمُ

ترجمہ:- شرافت اور سخاوت کو عافیت مل گئی، جب آپ کو عافیت مل گئی، اور تکلیف آپ سے ہٹ کر آپ کے دشمنوں کے پاس چلی گئی۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

گذشتہ تمام مثالوں میں مجاز لغوی ہے، یعنی ہر کلمہ اپنے غیر حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے، چنانچہ پہلی تین مثالوں میں سے پہلی مثال مشتمل ہے دو لفظوں پر یعنی "**الظُّلُمَاتُ**" اور "**اَلنُّوْرُ**"، پہلے لفظ سے مراد ضلالت و گمراہی ہے اور دوسرے لفظ سے مراد ہدایت اور ایمان ہے، اور علاقہ مشابہت ہے اور قرینہ حالیہ ہے۔

اور متنبی کا شعر دو مجازوں پر مشتمل ہے، ان دو میں ایک لفظ "**بَحْر**" ہے جس سے مراد سخی آدمی ہے مشابہت کے علاقہ کی وجہ سے، اور قرینہ "**مشی**" ہے، اور دوسرا لفظ "**اسد**" ہے، جس سے مراد بہادر آدمی ہے، مشابہت کے علاقہ کی وجہ سے، اور قرینہ "**تُعَانِقُهُ**" ہے، اور تیسرا شعر ایک مجاز پر مشتمل ہے اور "**تَصَافَحَتْ**" ہے، جس سے مراد تلاقت (ملنا) ہے، مشابہت کے علاقہ کی وجہ سے، اور قرینہ "**بِيْضُ الْهِنْدِ وَاللِّمَمِ**" ہے۔

اور اگر آپ گذشتہ ہر مثال میں غور کریں گے تو دیکھیں گے کہ وہ ایک ایسی تشبیہ کو متضمن ہے، جس سے لفظ مشبہ کو حذف کر دیا گیا ہے، اور اس کی جگہ لفظ مشبہ بہ کا استعارہ کیا گیا ہے تا کہ وہ مشبہ کے قائم مقام ہو جائے، اس دعوی کے ساتھ کہ مشبہ بہ بعینہ مشبہ ہے، اور یہ فن بلاغت میں بہت زیادہ دور رس اور بلاغت میں بہت زیادہ مؤثر ہے، اور اس مجاز کا نام استعارہ ہے، اور اس مجاز میں جب مشبہ بہ کی صراحت کر دی گئی ہو تو اس کا نام استعارہ تصریحیہ ہے۔

اب ہم اخیر کی تین مثالوں کی طرف لوٹتے ہیں، اور آپ کے سامنے ان میں سے صرف ایک مثال کی وضاحت پر اکتفا کرتے ہیں، تاکہ آپ مابعد کی مثالوں کو اسی پر قیاس کرلیں،-- پہلی مثال وہ حجاج کا قول ہے دھمکی دینے کے بارے میں، ''**إِنِّي لَأَرٰى رُؤُوْسًا قَدْ أَيْنَعَتْ**'' پس اس سے یہ بات مفہوم ہو رہی ہے کہ حجاج سروں کو پھلوں سے تشبیہ دے رہا ہے، پس اس کی اصل عبارت یہ ہوگی ''**إِنِّي لَأَرٰى رُؤُوْسًا كَالثَّمَرَاتِ قَدْ أَيْنَعَتْ**'' پھر مشبہ بہ کو حذف کردیا گیا، تو عبارت اس طرح ہوگئی ''**انی لاری رؤوسا قد اینعت**'' اس تصور کے ساتھ کہ رؤوس ثمار کی شکل میں متشکل نظر آئے، اور محذوف مشبہ بہ کی طرف اس کے لوازم میں سے ایک لازم کے ذریعہ اشارہ کردیا گیا، اور وہ لفظ ''**أَيْنَعَتْ**'' ہے، اور جب مشبہ بہ اس استعارہ میں پوشیدہ ہے تو اس کا نام استعارہ مکنیہ ہوگا، اور یہی تفصیل دوسری مثال میں ''**اِمْتَطَيْنَا الْخُطُوْبَا**'' میں، اور آخری مثال میں کلمہ ''**اَلْمَجْدُ**'' میں ہوگی۔

القاعده (قاعده)

(۱۳) استعارہ مجاز لغوی میں سے ہے، اور یہ ایسی تشبیہ ہے جس کے دونوں طرف (مشبہ اور مشبہ بہ) میں سے کسی ایک کو حذف کردیا گیا ہو، اور اس کا علاقہ ہمیشہ مشابہت کا ہوتا ہے،-- اور استعارہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) پہلی قسم **تصریحیه** ہے، اور یہ ایسا استعارہ ہے جسمیں لفظ مشبہ بہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا

(۲) دوسری قسم **مکنیه** ہے، اور یہ ایسا استعارہ ہے جس میں مشبہ بہ کو حذف کردیا گیا ہو، اور مشبہ بہ کے لوازم میں سے کسی لازم کے ذریعہ مشبہ بہ کی طرف اشارہ کردیا گیا ہو۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

(۱) متنبی نے سیف الدولہ کے پاس روم کے قاصد کے آنے کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

وَأَقْبَلَ يَمْشِيْ فِي الْبِسَاطِ فَمَا دَرٰى	إِلَى الْبَحْرِ يَسْعٰى أَمْ إِلَى الْبَدْرِ يَرْتَقِيْ

ترجمہ:- وہ فرش پر چلتے ہوئے آیا تو اسے یہ نہیں پتہ کہ وہ سمندر کی طرف تیز دوڑ رہا ہے یا چودھویں کے چاند کی طرف چڑھ رہا ہے۔

(۲) ایک اعرابی نے اپنے بھائی کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

كَانَ أَخِيْ يَقْرِئُ الْعَيْنَ جَمَالًا وَالْأُذُنَ بَيَانًا ــــ میرا بھائی آنکھوں کی مہمان نوازی حسن وجمال

سے کرتا تھا، اور کانوں کی بیان سے کرتا تھا۔

(۳) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے حضرت زکریا علیہ السلام کی زبانی ــــ **قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْباً** (مریم: ۴) ــــ اے میرے رب! بیشک میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں، اور سر کے بال سفید ہو گئے ہیں۔

(۴) ایک دیہاتی نے مدح کرتے ہوئے کہا ہے ــــ **فُلَانٌ يَرْمِيْ بِطَرْفِه حَيْثُ اَشَارَ الْكَرَمُ** ــــ فلاں شخص اپنی نگاہ سے وہاں اشارہ کرتا ہے جہاں سخاوت اشارہ کرے۔

الاجابہ (نمونے کا حل)

(۱) الف:- سیف الدولہ کو سمندر سے سخاوت وعطا کے جامع کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ "**البحر**" کو مشبہ سیف الدولہ کے لئے استعارہ تصریحیہ کے طور پر لایا گیا ہے، اور قرینہ "**فَأَقْبَلَ يَمْشِيْ فِي الْبِسَاطِ**" ہے۔

(ب) سیف الدولہ کو بدر کامل سے بلندی کے جامع کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ "**بدر**" کو مشبہ سیف الدولہ کے لئے استعارہ تصریحیہ کے طور پر لایا گیا ہے، اور یہاں بھی قرینہ "**فَأَقْبَلَ يَمْشِيْ فِي الْبِسَاطِ**" ہی ہے۔

(۲) دوسری مثال میں آنکھ کے جمال سے اور کان کے بیان سے محظوظ ہونے کو مہمان نوازی کرنے سے تشبیہ دی گئی ہے، پھر "**القرى**" سے مشتق کیا گیا "**يُقْرِئْ**" بمعنی "**يُمْتِعُ**" کو استعارہ تصریحیہ کے طریقہ پر اور قرینہ "**جَمَالًا وَبَيَانًا**" ہے۔

(۳) تیسری مثال میں "**رأس**" کو 'ایندھن' سے تشبیہ دی گئی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کرکے اس کی طرف اس کے ایک لازم "**اشتعل**" کے ذریعہ اشارہ کر دیا گیا، استعارہ مکنیہ کے طور پر، اور قرینہ سر کے لئے اشتعال کو ثابت کرنا ہے۔

(۴) چوتھی مثال میں 'کرم' کو 'انسان' سے تشبیہ دی گئی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کرکے اس کی طرف اس کے ایک لازم "**أَشَارَ**" کے ذریعہ اشارہ کر دیا گیا، استعارہ مکنیہ کے طریقہ پر، اور قرینہ اشارہ کو کرم کے لئے ثابت کرنا ہے۔

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں خط کشیدہ الفاظ میں استعارہ تصریحیہ جاری کریں۔

(۱) سری رفاء نے کشتیوں کے بارے میں کہا ہے۔

ہر حبشیہ ایسی لگتی ہے گویا رات کی سیاہی نے اس کو کھال کی سیاہی بدلے میں دیدی ہے۔

(۲) اور اسی شاعر نے ایک حجام کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

جب اس کی ہتھیلی میں بجلی چمکتی ہے، تو چہرے پر نعمت کا پانی بہاتی ہے، ـــــ اس حجام کی ہتھیلی ایسی ہے جس کی رفتار میں راحت ہے، وہ چہرے پر باد نسیم کی طرح گذرتی ہے۔

(۳) اور ابن المعتز نے کہا ہے۔

اور حق کو ہمارے لئے جمع کر دیا گیا ایک امام کی شکل میں جس نے بخل کو قتل کر دیا اور سخاوت کو زندہ کیا۔

حل تمرین - ۱

(۱) کشتی کو حبشیہ سے تشبیہ دی گئی ہے، جامع دونوں میں **"سواد"** ہے، پھر مشبہ بہ **زنجیہ** (حبشیہ) پر دلالت کرنے والا لفظ مشبہ یعنی **"سفینہ"** کے لیے عاریت پر لیا گیا، پس استعارہ تصریحیہ ہے اور قرینہ حالیہ ہے ـــــ پھر کشتی کے سیاہ تارکول کو کھال سے تشبیہ دی اور وہ جلد کے معنی میں ہے، اس وجہِ جامع کے ذریعہ کہ ہر ایک اپنے ماتحت کو چھالیتا ہے۔ پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ **"اھاب"** کو مشبہ کے لیے مستعار لے لیا گیا اور وہ کشتی کا تارکول ہے لہذا استعارہ تصریحیہ ہے اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۲) استرہ کو بجلی کے ساتھ تشبیہ دی چمک کی وجہ جامع کے سبب اور مشبہ بہ **"البرق"** پر دلالت کرنے والے لفظ کو مشبہ **"موسیٰ"** کے لیے مستعار لے لیا گیا لہذا استعارہ تصریحیہ ہے اور قرینہ لفظیہ ہے اور وہ کلمہ **"فی کفہ"**

(۳) بخل کی ہر علامت سے بچنے کو قتل کے ساتھ تشبیہ دی وجہ جامع ہر ایک میں زوال ہونا ہے۔ لہذا استعارہ تصریحیہ اور قرینہ لفظیہ ہے اور وہ کلمہٗ **"بخل"** ہے

(۴) مٹی ہوئی سخاوت کی تجدید کو احیا کے ساتھ تشبیہ دی گئی کیوں کہ ہر ایک میں ایجاد بعد العدم ہے، استعارہ تصریحیہ اور قرینہ لفظیہ ہے وہ کلمہ **"السّماحا"** ہے۔

التمرین - ۲

آنے والی مثالوں میں خط کشیدہ الفاظ میں استعارہ مکنیہ جاری کریں۔

(۱) ایک اعرابی نے ایک شخص کی تعریف کرتے ہوئے کہا

فضیلت کی نگاہیں آپ کی طرف جھانک رہی ہیں، اور شرافت کے کان آپ کی طرف متوجہ ہیں۔

(۲) اور کسی دوسرے آدمی نے ایک قوم کی بہادری کی تعریف کرتے ہوئے کہا-- ان کی تلواروں نے یہ قسم کھار کھی ہے کہ وہ ان کے کسی حق کو ضائع نہیں ہونے دیں گی۔

(۳) اور سری رفاء نے کہا ہے ۔

وہ ایسے مقامات ہیں جہاں گمراہی اپنا دامن نہیں کھینچ سکی، البتہ نیزوں کے لئے وہاں بہت کچھ میدان ہیں۔

حل تمرین - ۲

(۱) **فضل** کو **انسان** سے تشبیہ دی گئی، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم "**عیون**" سے اشارہ کر دیا گیا، پس استعارہ مکنیہ ہے اور قرینہ حالیہ ہے، اور وہ عیون کو فضل کے لیے ثابت کرنا ہے۔

مجد (بزرگی) کو انسان سے تشبیہ دی گئی، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے ایک لازم "**آذان**" کے ذریعہ اشارہ کر دیا گیا، پس استعارہ مکنیہ ہے اور قرینہ آذان کو مجد کے لیے ثابت کرنا ہے

(۲) **سیوف** کو **رجال** سے تشبیہ دی گئی، اور مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے ایک لازم "**أقسم**" سے اشارہ کیا گیا، تو استعارہ مکنیہ ہے، اور قرینہ قسم کو ثابت کرنا ہے تلواروں کے لیے۔

(۳) گمراہی کو انسان سے تشبیہ دی گئی، اور مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے ایک لازم "**يَسْحَبُ ذَيْلَهُ**" سے اشارہ کر دیا گیا، تو استعارہ مکنیہ ہے، اور قرینہ دامن سمیٹنے کو گمراہی کے لیے ثابت کرنا ہے۔

التمرین - ۳

خط کشیدہ استعارات میں تصریحیہ اور مکنیہ کی تعیین کریں، اور سبب بھی بیان کریں۔

(۱) دعبل خزاعی نے کہا ہے ۔

اے سلمی! تو ایسے انسان پر حیرت و تعجب نہ کر کہ بڑھاپا جس کے سر پر بیٹھ کر ہنسنے لگا تو وہ رونے لگا۔

(۲) ایک اعرابی نے کسی قوم کی مذمت کرتے ہوئے کہا:
وہ ایسے لوگ ہیں جو بھلائی سے روزہ رکھتے ہیں، اور برائی سے افطار کرتے ہیں۔
(۳) کسی نے ایک آدمی کی برائی کرتے ہوئے کہا: وہ مال میں موٹا ہے اور نیکی میں دبلا ہے۔
(۴) بحتری نے متوکل عباسی کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا ہے جب کہ وہ دھوکے سے قتل کردیا گیا تھا۔
ممدوح کی فوجیں اس کی طرف سے موت سے قتال نہیں کرسکی، اور نہ اس کے املاک و ذخیرے اس کا دفاع کرسکے۔
(۵) جب خصوصی توجہ کی نگاہیں تمہاری نگہداشت کرتی رہیں تو آرام سے سو جاؤ، کیونکہ اس وقت میں تمام اندیشے امن بن جاتے ہیں۔
(٦) اور ابو العتاھیہ نے مہدی عباسی کو خلافت کی مبارکباد دیتے ہوئے کہا۔
خلافت ان کے پاس تابعدار ہوکر، اپنے دامن گھسیٹتی ہوئی آئی۔

حل تمرین - ۳

نمبر	استعارہ	نوع استعارہ	سبب
۱	اَلْإِنْسَانُ الْمَحْذُوْفُ الَّذِيْ شُبِّهَ بِهِ الْمَشِيْبُ	مکنیه	لِأَنَّ الْمُشَبَّهَ بِهِ مَحْذُوْفٌ
۲	(الف) يَصُوْمُوْنَ	تصریحیه	لِأَنَّهُ صُرِّحَ فِيْهَا بِلَفْظِ الْمُشَبَّهِ بِهِ، إِذْشَبَّهَ الِامْتِنَاعَ عَنْ عَمَلِ الْمَعْرُوْفِ بِالصَّوْمِ
	(ب) يُفْطِرُوْنَ	تصریحیه	لِأَنَّهُ صُرِّحَ فِيْهَا بِلَفْظِ الْمُشَبَّهِ بِهِ فَقَدْ شَبَّهَ اقْتِرَافَ الْآثَامِ بِالْإِفْطَارِ
۳	(الف) اَلْحَيْوَانُ الْمَحْذُوْفُ الَّذِىْ شُبِّهَ بِهِ الْمَالُ	مکنیه	لِأَنَّ الْمُشَبَّهَ بِهِ مَحْذُوْفٌ، وَقَدْ تَكُوْنُ كَلِمَةُ الْمَالِ هُنَا حَقِيْقَةً، لِأَنَّ الْعَرَبَ تُطْلِقُ الْمَالَ وَتُرِيْدُ الْإِبِلَ.

	(ب) اَلْحَيْوَانُ الْمَحْذُوْفُ الَّذِي شُبِّهَ بِهِ الْمَعْرُوْفُ	مكنيه	لِأَنَّ الْمُشَبَّهَ بِهِ مَحْذُوْفٌ
۴	(الف) اَلْأَعْدَاءُ الْمَحْذُوْفَةُ الَّتِي شُبِّهَتْ بِهَا الْمَنَايَا	مكنيه	لِأَنَّ الْمُشَبَّهَ بِهِ مَحْذُوْفٌ
	(ب) اَلْجُنُوْدُ الْمَحْذُوْفَةُ الَّتِي شُبِّهَتْ بِهَا الْأَمْلَاكُ	مكنيه	لِأَنَّ الْمُشَبَّهَ بِهِ مَحْذُوْفٌ
۵	(الف) اَلْإِنْسَانُ الْمَحْذُوْفُ الَّذِي شُبِّهَتْ بِهِ الْعِنَايَةُ	مكنيه	لِأَنَّ الْمُشَبَّهَ بِهِ مَحْذُوْفٌ
	(ب) نَمْ	تصريحيه	لِأَنَّهُ صُرِّحَ فِيْهَا بِلَفْظِ الْمُشَبَّهِ بِهِ فَقَدْ شَبَّهَ اطْمِئْنَانَ النَّفْسِ بِالنَّوْمِ
۶	اَلْغَادَةُ الْمَحْذُوْفَةُ الَّتِي شُبِّهَتْ بِهَا الْخِلَافَةُ	مكنيه	لِأَنَّ الْمُشَبَّهَ بِهِ مَحْذُوْفٌ

التمرين ـ ۴

آنے والے اسموں کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں، کہ ان میں سے ہر ایک ایک مرتبہ استعارہ تصریحیہ ہو، اور دوسری مرتبہ مکنیہ ہو۔

اسماء	استعارہ تصریحیہ	استعارہ مکنیہ
الشمس	خَطَرَتِ الشَّمْسُ فِي الْبَهْوِ فَاخْتَفَتِ النُّجُوْمُ	بَزَغَتِ الْفَتَاةُ
البلبل	أَنْشَدَ الْبُلْبُلُ قَصِيْدَةَ أَبِيْ فِرَاسٍ	غَرَّدَ الْمُغَنِّيْ فَأَطْرَبَنَا
البحر	حَادَثْتُ بَحْرًا بَهَرَنِيْ حُسْنُ بَيَانِهِ	لَيْسَ لِجُوْدِكَ سَاحِلٌ
الازهار	تَفَتَّحَتْ أَزْهَارُ السَّمَاءِ	تَفَتَّحَتْ نُجُوْمُ السَّمَاءِ
البرق	أَقْبَلَ الْجُنْدِيُّ وَالْبَرْقُ فِي يَمِيْنِهِ	وَمَضَ السَّيْفُ فِي يَدِهِ

التمرين - ۵

آنے والے استعارات کو تشبیہات میں تبدیل کریں۔

(۱) ابو تمام نے بادل کا ذکر کرتے ہوئے کہا

وہ بادل مسلسل برسنے والا، انتہائی فرمانبردار، اور بہت زیادہ پانی بہانے والا ہے، مصیبت زدہ مٹی اس سے فریاد کر رہی ہے۔

(۲) سری رفاء نے پہاڑوں پر گرے ہوئے برف (اولوں) کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

وہ برف اس کے میدان میں اترا اڑتے ہوئے، پس اس نے بڑھاپے کے مہمان کو پہاڑوں کی چوٹیوں میں ڈالدیا۔

(۳) اور اس شاعر نے قلم کا ذکر کرتے ہوئے کہا،

وہ بہت ہی پتلی کمر والا ہے، اگر انگلی اس کو حرکت دے تو وہ کاغذ پر انتہائی سیاہ رات کو برسا دے۔

حل تمرين - ۵

(۱) كَأَنَّ السَّحَابَةَ وَالرِّيْحُ تُسَيِّرُهَا فَلَا تَمَانِع دَابَّةٌ سَلِسَ قِيَادُهَا، وَكَأَنَّ الثَّرَىٰ وَقَدْ حَرَّقَهُ احْتِبَاسُ الْمَطَرِ إِنْسَانٌ يَسْتَغِيْثُ، -- بادل جب کہ اس کو ہوا ہکائے لے جا رہی ہو اور وہ رکاوٹ نہ ڈالے تو گویا وہ ایک جانور ہے، جس کی لگام ڈھیلی ہے، اور نمناک مٹی جسے بارش کے انقطاع نے جلا دیا ہو، گویا وہ کوئی انسان ہے جو فریاد کر رہا ہو۔

(۲) كَأَنَّ الثَّلْجَ بَيَاضُ الْمَشِيْبِ، وَ كَأَنَّ الْجِبَالَ أَنَاسِيُّ لَهَا لِمَمٌ -- برف گویا کہ بڑھاپے کی سفیدی ہے، اور پہاڑ گویا کہ انسان ہیں جن کے سر کے بال ہیں۔

(۳) كَأَنَّ الْقَلَمَ سَحَابٌ، وَكَأَنَّ الْمِدَادَ لَيْلٌ فَاحِمٌ ۔ قلم گویا بادل ہے، اور روشنائی گویا سیاہ رات ہے۔

التمرين - ۶

آنے والی تشبیہات کو استعارات میں تبدیل کریں۔

(۱) بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

(۲) میں آپ کے بڑے درختوں کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہوں، اور آپ کے بڑے پیڑ کی ڈالیوں

میں سے ایک ڈالی ہوں۔

(۳) میں تلوار ہوں مگر تلوار کبھی کبھی اچٹ جاتی ہے (یعنی خطا کر جاتی ہے) اور مجھ جیسے انسان کی ضربیں تم پر خطا نہیں کریگی (یعنی اس کے وار برابر لگ جائیں گے)۔

(۴) پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے، پس وہ پتھر جیسے ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔

(۵) اور بلاشبہ تمام رہنمایان قوم صخر کی اقتدا کرتے ہیں، گویا وہ ایک پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر آگ جل رہی ہے۔

(۶) میں آپ کے ہاتھوں کا لگایا ہوا ایک پودا ہوں۔

(۷) وہ میرے مقابلہ میں تو شیر ہے، اور لڑائیوں (کے میدان) میں شتر مرغ بن جاتا ہے، وہ گرد آلود ہے سیٹی بجانے والے کی سیٹی سے بھی وہ لڑائی میں بھاگ جاتا ہے۔

حل تمرین - ۶

(۱) **ظَهَرَ النُّوْرُ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَبَهَرَ النَّاسُ بِمَا أَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ** ــــ جزیرۃ العرب میں ایک نور ظاہر ہوا پس اس نے لوگوں کو متحیر کر دیا اس ہدایت وقرآن کی وحی کی وجہ سے جو اللہ نے آپ ﷺ کی طرف بھیجی۔

(۲) **يَشْكُرُلَكَ غُصْنٌ غَرَسَهُ إِحْسَانُكَ، وَفَرْعٌ هَزَّهُ عَطْفُكَ وَحَنَانُكَ** ــــ آپ کا شکر ادا کرتی ہے وہ ڈالی جس کو آپ کے احسان نے بویا ہے، اور وہ شاخ جس کو حرکت دے رہی ہے آپ کی مہربانی اور شفقت۔

(۳) **أَنَا لَا أَنْبُوْ حِيْنَ أُقَاتِلُكَ، وَإِنْ نَبَتِ السُّيُوْفُ الصَّوَارِمُ** ــــ میں نہیں چوکونگا جب میں تجھ سے قتال کرونگا، اگرچہ کاٹنے والی تلواریں چوک جائیں۔

(۴) **يَالَهَا مِنْ حِجَارَةٍ تَحْمِلُوْنَهَا بَيْنَ ضُلُوْعِكُمْ** ــــ کیا کہنے اس پتھر کے جس کو تم اٹھائے ہوئے ہو اپنی پسلیوں کے درمیان۔

(۵) **رَأَيْتُ عَلَمًا فِيْ رَأْسِه نَارٌ، يَأْتَمُّ النَّاسُ بِه، وَيَهْتَدُوْنَ بِهَدْيِه** ــــ میں نے ایک پہاڑ دیکھا جس کی چوٹی میں آگ تھی، جس کی لوگ اقتدا کرتے ہیں، اور جس کی رہبری سے لوگ راستہ پاتے ہیں۔

(۶) **غَرْسُ يَدَيْكَ مُعْتَرِفٌ بِفَضْلِكَ** ــــ آپ کے ہاتھوں کا لگایا ہوا پودا آپ کے احسان کا معترف ہے۔

(۷) **إِذَا لَقِيَنِيْ زَأَرَ وَزَمْجَرَ، وَإِذَا نَزَلَ سَاحَةَ الْحَرْبِ أَعْمَلَ جَنَاحَيْهِ وَجَفَلَ مِنْ صَفِيْرِ الصَّافِرِ** ـــ جب وہ مجھ سے ملتا ہے تو ڈھارتا ہے اور گرجتا ہے، اور جب لڑائی کے میدان میں اترتا ہے تو اپنے بازوؤں کو ہلاتا ہے اور سیٹی بجانے والے کی سیٹی سے بھی بھاگ جاتا ہے۔

التمرین-۷

ایک کبوتری کے ذکر میں ابن سنان خفاجی کے اشعار کی تشریح کریں، پھر اس میں جو بلاغت ہے اس کو واضح کریں۔

ترجمہ:- بان کے درخت پر بیٹھ کر چلانے والی بہت سی کبوتریاں ہمارے سامنے اپنے عشق کی کہانی بیان کرتی ہیں، اور اپنے عشق کے صحیفوں کو پڑھتی ہیں۔

اور اگر وہ اپنے غم کی کہانی میں سچی ہوتی تو اس نے نہ گلے میں طوق پہنا ہوتا، اور نہ اپنے ہاتھ پر مہندی رچائی ہوتی۔

حل تمرین-۷

تشریح:- تعجب ہے اس طوق پہنے کبوتری پر جو درخت بان کی شاخوں کے درمیان روتی ہے اور عشق ومحبت کی پیش آنے والی حرارت وتکلیف پر اظہار غم کرتی ہے اور شاخوں کے پتے گویا صحیفے ہیں جس میں وہ عشق ومستی کی داستان پڑھ رہی ہے لیکن اگر وہ اپنی سوزش وکرب کے دعوی میں سچی ہوتی تو زیب وزینت کے طریقے اختیار نہ کرتی اور ہم اس کی گردن میں طوق اور اس کی ہتھیلیوں میں خضاب مہندی نہ دیکھتے۔

حسن بلاغت کا بیان:- پہلے شعر میں استعارہ مکنیہ ہے چنانچہ کبوتری (اور یہی **تملی** اور **تتلو** کا مرجع ہے) کو عورت سے تشبیہ دی گئی ہے پھر مشبہ بہ کو حذف کر دیا گیا اور اس کی طرف اس کے ایک لازم سے اشارہ کر دیا گیا اور وہ (**تملی** اور **تتلو**) ہے اور قرینہ کبوتری کے لیے تلاوت اور املا کا اثبات ہے۔

دوسرے شعر میں کبوتری (اور یہی **صدقت** اور **تقول**) کی ضمیر کا مرجع ہے) کو عورت کے ساتھ تشبیہ دی گئی اور مشبہ بہ کو حذف کر دیا گیا اور اس کی طرف لازم سے اشارہ کر دیا اور وہ (**صَدَقَتْ وَتَقُوْلُ**) ہے لہذا یہ استعارہ مکنیہ ہے اور قرینہ صدق اور قول کی نسبت کبوتری کی طرف کرنا ہے۔ اور **لَبِسَتْ وَخَضَبَتْ** دونوں کلموں میں استعارہ تصریحیہ ہے۔

۲ - تقسیم الاستعارة الی اصلیة وتبعیة

الامثلہ (مثالیں)

(۱) متنبی نے ایک قلم کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

وَيَفْهَمُ عَمَّنْ قَالَ مَالَيْسَ يَسْمَعُ	يَمُجُّ ظَلَامًا فِيْ نَهَارٍ لِسَانُهُ

ترجمہ:- اس کی زبان دن (کی روشنی) میں تاریکی کی ملاوٹ کردیتی ہے، اور کہنے والے کی جانب سے سمجھ جاتا ہے وہ بات جس کو وہ سنتا نہیں ہے۔

(۲) اور متنبی نے سیف الدولہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

وَ إِنْ لَامَنِيْ فِيْكَ السُّهَا وَالْفَرَاقِدُ	أُحِبُّكَ يَا شَمْسَ الزَّمَانِ وَبَدْرَهُ

ترجمہ:- اے شمس الزماں! اے بدر الزماں! میں آپ سے محبت کرتا ہوں اگرچہ تیرے بارے میں پوشیدہ اور بڑے ستارے مجھے ملامت کریں۔

(۳) اور معری شاعر نے مرثیہ میں کہا ہے۔

فَلَمْ يَشْفِهَا مِنْهُ بِرَشْفٍ وَلَالَثْمِ	فَتًى عَشِقَتْهُ الْبَابُلِيَّةُ حِقْبَةً

ترجمہ:- وہ ایسا جوان ہے جس سے ایک زمانے تک بابلیہ (شراب) نے عشق کیا ہے، پھر بھی اس کو اس سے چوسنے اور بوسہ لینے سے تسلی اور تشفی نہ ہوسکی۔

(۴) اللہ تعالی کا ارشاد ہے،

وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ (الأعراف: ۱۵۴) ـــ اور جب موسیٰؑ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو ان تختیوں کو اٹھایا اور ان کے مضامین میں ان لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت تھی جو اپنے رب سے ڈرتے تھے۔

(۵) اور متنبی شاعر نے شیر کی تعریف میں کہا ہے۔

وَرَدَ الْفُرَاتَ زَئِيْرُهُ وَالنِّيْلَا	وَرْدٌ إِذَا وَرَدَ الْبُحَيْرَةَ شَارِبًا

ترجمہ:- وہ سرخی مائل شیر جب طبریہ جھیل پر پانی پینے کے لئے آتا ہے تو اس کی چنگھاڑ دریائے فرات اور نیل تک پہنچتی ہے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

پہلے تین شعروں میں استعارہ مکنیہ اور استعارہ تصریحیہ ہے، پس پہلے شعر میں قلم کو ــــ اور وہ "**لِسَانُهُ**" میں ضمیر کا مرجع ہے ــــ انسان کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کے ایک لازم کے ذریعہ اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا، اور وہ لازم "**لسان**" ہے، لہذا استعارہ مکنیہ ہے، اور روشنائی کو ظلام (تاریکی) کے ساتھ تشبیہ دی گئی سیاہی کے جامع کی وجہ سے، اور مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تصریحیہ کے طریقہ پر، ــــ اور ورق (کاغذ) کو دن کے ساتھ تشبیہ دی گئی سفیدی کے جامع کی وجہ سے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تصریحیہ کے طریقہ پر۔

اور دوسرے شعر میں سیف الدولہ کو ایک دفعہ سورج سے پھر چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی رفعت وظہور (بلندی اور نمایاں ہونا) کے وجہ جامع کی وجہ سے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ کو ــــ جو کہ "**شمس**" اور بدر ہے ــــ مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، تو دونوں کلموں میں استعارہ تصریحیہ جاری ہے، اور سیف الدولہ سے کمتر بادشاہوں کو ایک دفعہ **سُهَا** (پوشیدہ ستارہ) سے تشبیہ دی گئی اور ایک دفعہ "**فراقد**" (بڑے ستاروں) سے تشبیہ دی گئی چھوٹے ہونے اور پوشیدگی کے وجہ جامع کی وجہ سے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ کو ــــ جو کہ **سُها** اور فراقد (پوشیدہ ستارے اور بڑے ستارے) ہیں ــــ مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تصریحیہ کے طریقہ پر دونوں کلموں میں۔

اور تیسرے شعر میں "**بابلیه**" (شراب) کو تشبیہ دی گئی ایک عورت کے ساتھ، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کے ایک لازم "**عَشِقْتُهُ**" کے ذریعہ اس کی طرف اشارہ کیا گیا استعارہ مکنیہ کے طریقہ پر۔

اور جب آپ سابقہ استعارات کی کاروائی اور جو ہم نے اجراء کیا ہے اس کی طرف رجوع کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ ہم نے استعارہ تصریحیہ میں مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا ہے، اور اس کے علاوہ دوسرا کوئی عمل نہیں کیا ہے، اور اسی عمل پر استعارہ تام اور مکمل ہو گیا ہے، اور آپ دیکھیں گے کہ استعارہ مکنیہ میں ہم نے مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کے ایک لازم کے ذریعہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور یہ استعارہ بھی اس عمل پر مکمل ہو گیا ہے، ــــ اور جب آپ گذشتہ استعارات کے الفاظ میں غور کریں گے تو آپ تمام

الفاظ کو جامد اور غیر مشتق پائیں گے اور اس قسم کے استعارہ کو استعارہ اصلیہ کہا جاتا ہے۔

اب آپ آخری دو مثالوں میں غور کریں، ان میں سے ہر ایک میں استعارہ تصریحیہ پائیں گے، اور اس کے اجراء میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ غصہ کے ختم ہونے کو سکوت کے ساتھ تشبیہ دی گئی، ہر ایک میں سکون کے وجہ جامع کی وجہ سے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ "**السکوت**" کو مشبہ (انتہائے غضب) کے لئے مستعار لیا گیا، پھر "**السکوت**" بمعنی انتہائے غضب سے سکت بمعنی **انتھی** مشتق کیا گیا۔

اور شیر کی آواز کے دریائے فرات و نیل تک پہنچنے کو تشبیہ دی گئی ہے پانی کے پہنچنے کے ساتھ، اور ہر ایک کا وجہ جامع غایت تک پہنچنا ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ "**الورود**" **کو** مشبہ **(وصول الصوت)** کے لیے مستعار لیا گیا، پھر "**الورود**" بمعنی "**وصول الصوت**" سے مشتق کیا گیا "**ورد**" معنی **وَصَلَ**۔

اب جب آپ ان دو استعاروں کے اجرا اور پہلے استعاروں کے اجراء کے درمیان موازنہ کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ یہاں مشبہ بہ کو مشبہ کے لئے مستعار لینے پر اجرا ختم نہیں ہوتا ہے، جیسے پہلے استعاروں میں اتنے پر اجرا پورا ہو جاتا تھا، بلکہ اس کے اجراء میں ایک عمل اور بڑھ جاتا ہے اور وہ مشبہ بہ سے کسی کلمہ کا مشتق ہونا ہے، اور یہ کہ یہاں استعارہ کے الفاظ مشتق ہیں، جامد نہیں ہیں، اور اس قسم کے استعارے کو استعارہ تبعیہ کہا جاتا ہے، اس لئے کہ اس کا مشتق میں جاری ہونا اس کے مصدر میں جاری ہونے کے تابع ہے۔

آیئے ہمارے ساتھ ایک بار پھر دوسری دو مثالوں کو دیکھتے ہیں تا کہ ان سے ہم کو کوئی نئی بات **معلوم** ہو سکے چنانچہ پہلی مثال "**ولما سکت عن موسی الغضب**" میں جائز ہے کہ اس میں غضب کو انسان کے ساتھ تشبیہ دی جائے، پھر مشبہ بہ (انسان) کو حذف کر کے اس کے ایک لازم **سَکَتَ** کے ذریعہ اس کی طرف اشارہ کیا جائے تو **الغضب** میں استعارہ مکنیہ ہوگا، ــــ اور دوسری مثال "**وَرَدَ الفرات زئیرہ**" میں جائز ہے کہ زئیر (چنگھاڑنا) کو حیوان سے تشبیہ دی جائے، پھر مشبہ بہ (حیوان) کو حذف کر کے اس کے ایک لازم "**ورد**" کے ذریعہ اس کی طرف اشارہ کر دیا جائے تو "**زئیرہ**" میں استعارہ مکنیہ ہوگا، اسی طرح ہر استعارہ تبعیہ کا اپنے قرینے میں استعارہ مکنیہ ہونا صحیح ہے، مگر آپ ان دونوں میں سے کسی ایک میں ہی استعارہ جاری کر سکتے ہیں، نہ کہ دونوں میں ایک ساتھ۔

القواعد (قاعدے)

(۱۴) استعارہ اصلیہ اس وقت ہوگا جب کہ جس لفظ میں استعارہ جاری ہوا ہے وہ اسم جامد ہو۔

(۱۵) استعارہ تبعیہ اس وقت ہوگا جب کہ جس لفظ میں استعارہ جاری ہوا ہے وہ اسم مشتق ہو یا فعل ہو۔

(۱۶) ہر استعارہ تبعیہ کا قرینہ استعارہ مکنیہ ہوتا ہے مگر جب استعارہ تبعیہ اور مکنیہ میں سے کسی ایک میں استعارہ جاری کر دیا جائے تو دوسرے میں اس کا جاری کرنا جائز نہیں ہوگا۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

(۱) عَضَّنَا الدَّهْرُ بِنَابِهِ	لَيْتَ مَا حَلَّ بِنَابِهِ

ترجمہ:- زمانے نے ہمیں اپنے دانت سے کاٹ کھایا، کاش جو مصیبت ہم پر اتری، زمانہ پر اترتی۔

(۲) متنبی نے کہا ہے ۔

حَمَلْتُ إِلَيْهِ مِنْ لِسَانِيْ حَدِيْقَةً	سَقَاهَا الْحِجٰى سَقْيَ الرِّيَاضِ السَّحَائِبِ

ترجمہ:- میں ممدوح کے پاس اپنی زبان کا باغ اٹھا کر لایا، جس کو عقل نے سیراب کیا بادلوں کے باغ کو سیراب کرنے کی طرح۔

(۳) اور کسی دوسرے شاعر نے پرندہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے ۔

أَنْتَ فِيْ خَضْرَاءَ ضَاحِكَةٍ	مِنْ بُكَاءِ الْعَارِضِ الْهَتِنِ

ترجمہ:- تو ایک ایسے ہرے بھرے باغ میں ہے جو بہت برسنے والے بادل کے رونے پر ہنس رہا ہے۔

الاجابة (نمونے کا حل)

(۱) پہلی مثال میں دہر کو پھاڑ کھانے والے درندے سے وجہ جامع ایذاء کے ساتھ تشبیہ دی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کے ایک لازم **"عضنا"** سے اشارہ کیا گیا ہے، پس یہ استعارہ مکنیہ اصلیہ ہے کیونکہ **"الدھر"** اسم جامد ہے۔

(۲) دوسری مثال میں شعر کو باغ سے دونوں میں وجہ جامع جمال کے سبب سے تشبیہ دی گئی ہے پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا پس یہ استعارہ تصریحیہ ہے اور **الحجی** بمعنی عقل کو

سحاب سے وجہ جامع حسن تاثیر کی وجہ سے تشبیہ دی گئی، اور مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کے ایک لازم **"سقی"** سے اشارہ کیا گیا ہے پس یہ استعارہ مکنیہ ہے اور چونکہ لفظ مستعار جامد ہے تو استعارہ اصلیہ ہے۔

(۳) تیسری مثال میں پھول کھلنے کو ضحک سے تشبیہ دی گئی ہے دونوں میں وجہ جامع "سفیدی کا ظاہر ہونا" کی وجہ سے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، پھر ضحک سے ضاحکۃ مشتق کیا گیا تو یہ استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، اور اس استعارہ سے قطع نظر کرتے ہوئے اس کے قرینے میں استعارہ جاری کرنا بھی جائز ہے، پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہری بھری زمین کو آدمی سے تشبیہ دی گئی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کے ایک لازم **"ضاحکۃ"** سے اس کی طرف اشارہ کیا گیا تو یہ استعارہ مکنیہ ہوگا۔

اور نزول مطر کو رونے سے تشبیہ دی گئی دونوں میں پانی گرنے کے وجہ جامع کی وجہ سے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا تو یہ استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، اور **"العارض"** میں استعارہ مکنیہ جاری کرنا جائز ہے۔

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں استعارہ اصلیہ اور تبعیہ بیان کریں۔

(۱) سری رفاء نے اپنے شعر کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے ۔

جب شعر کسی دن کانوں سے مصافحہ کرتا ہے، تو ضمیر اور دل مسکرانے لگتے ہیں۔

(۲) ابن رومی نے کہا ہے ۔

وہ ایسا شہر ہے جس میں میں نے جوانی اور بچپن گزارا ہے، اور میں نے کھیل کے کپڑے پہن لئے جب کہ وہ نئے تھے۔

(۳) اور اسی شاعر نے کہا ہے ۔

آپ کو ہمارا اسلام کہہ رہی ہے ایسی بادشمال جس کے جھونکے ایسے باغ میں گھومتے ہیں جو راحت اور خوشبو پھیلاتا ہے، وہ بادشمال جب صبح سویرے چلتی ہے تو ٹہنیاں دوسری ٹہنیوں کے ساتھ سرگوشی کرنے لگتی ہیں اس کے بارے میں، اور پرندے علانیہ ایک دوسرے کو پکارنے لگتے ہیں۔

(۴) اور بحتری نے ایک لشکر کا حال بیان کرتے ہوئے کہا ہے ۔

اور ہتھیار لشکر میں جب روشنی کرتے ہیں، تو دشمن ایک ایسا میدان دیکھتا ہے جس میں لوہے کا سمندر بجلی کی طرح چمکنے لگتا ہے۔

(۵) ابن نباتہ سعدی سفید پیشانی والے گھوڑے کے بچہ کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے ۔

وہ سیاہ گھوڑا ہے کہ رات بھی اس سے مدد مانگتی ہے، اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ثریا ستارہ طلوع ہوتا ہے۔

(۶) اور ایک تہامی شاعر اپنے بیٹے کے مرثیہ میں کہتا ہے ۔

اے وہ ستارے جس کی عمر کتنی کم ہے، اور صبح کے ستاروں کی عمر ایسی ہی ہوتی ہے۔

(۷) اور شریف نے بڑھاپے کے بارے میں کہا ہے ۔

ایسی روشنی ہے جو میری چوٹیوں کی سیاہی میں بکھر رہی ہے، نہ تو میں اس سے روشنی حاصل کرسکتا ہوں، نہ چراغ بنا سکتا ہوں، اور میں نے اس روشنی کے بدلہ جوانی کو بیچ دیا اس کی محبت کے باوجود، اس شخص کے بیچنے کی طرح جو جانتا ہو کہ اس سودے میں نفع نہیں ہے۔

(۸) اور بحتری نے ایک محل کی تعریف میں کہا ہے ۔

اس محل کے اطراف وجوانب نے فضا کو بھر دیا ہے، اور اس کے بالا خانے برسنے والے بادل کے ٹکڑوں سے معانقہ کرتے ہیں۔

(۹) اور اسی نے باغ کی تعریف میں کہا ہے ۔

کبھی دوپہر کی دھوپ اس سے ہنسی مذاق کرتی ہے، اور کبھی بادل اس پر خوب برستا ہے۔

(۱۰) اور اسی نے بڑھاپے کے بارے میں کہا ہے ۔

اور وہ بالوں کی زلفیں جن کو نیا رکھنے کا میں خواہشمند تھا، مگر بڑھاپے نے اس کے بارے میں نہ مجھے معاف کیا اور نہ درگذر کیا۔

(۱۱) اور ابن تعاویذی ایک باغ کی تعریف میں کہتا ہے ۔

ٹہنیوں کے پہلوؤں میں بڑا انشاط تھا، اور باد نسیم کے جھونکوں میں سستی آگئی تھی۔

(۱۲) اور ابو الحسن مہیار فارسی شاعر کہتا ہے ۔

لہو ولعب کے مسافر کو کیا ہو گیا بچپنے کی رات میں، کہ وہ میرے سر کی فجر اور چاشت میں گم ہو گیا۔

حل تمرین - ۱

(۱) **صَافَحَ** میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے جس میں شعر کے کانوں تک پہنچنے کو تشبیہ دی گئی مصافحہ کے ساتھ، پھر مصافحہ سے " **صافح** " بمعنی وصل " **الی الاسماع** " مشتق کیا گیا، اور قرینہ "**الاسماع**" ہے۔

اور "ضمائر اور قلوب" میں استعارہ مکنیہ اصلیہ ہے، جس میں ضمائر وقلوب کو "انسانوں" کے ساتھ تشبیہ دی گئی، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کے ایک لازم "**تبسم**" کے ذریعہ اس کی طرف اشارہ کیا گیا۔

(۲) "**شبیبه اور صبا**" میں استعارہ مکنیہ اصلیہ ہے، اس میں " **شبیبه اور صبا**" (جوانی اور بچپنا) کو ایک دوست سے تشبیہ دی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے ایک لازم "**مصاحبة**" سے اشارہ کیا گیا، اور قرینہ مصاحبت کو شبیبہ وصبا کے لئے ثابت کرنا ہے۔

اور "**لَبِسَ**" میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، جس میں کھیل سے فائدہ اٹھانے کو تشبیہ دی ہے **لُبْس** سے، اور **لُبْس** سے **لَبِسَ** بمعنی تمتع مشتق کیا، اور قرینہ "**ثوب اللهو**" ہے۔ — اور **ثوب اللهو** میں تشبیہ بلیغ ہے، جس میں مشبہ بہ کی مشبہ کی طرف اضافت کی گئی ہے، اور "**لهو**" میں استعارہ مکنیہ جاری کرنا بھی صحیح ہے، اس طرح کہ "**لهو**" کو "**انسان**" سے تشبیہ دیجائے، پھر مشبہ بہ انسان کو حذف کر کے اس کے لازم "**ثوب**" سے اس کی طرف اشارہ کر دیا جائے۔

(۳) "**شمال**" میں استعارہ مکنیہ اصلیہ ہے، جس میں شمال کو انسان سے تشبیہ دی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم **حَيَّتْكَ** سے اشارہ کر دیا، اور قرینہ تحیہ کو شمال کے لئے ثابت کرنا ہے۔

اور "**غصن**" میں استعارہ مکنیہ اصلیہ ہے، اس میں غصن کو انسان سے تشبیہ دی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم "**مناجاة** " سے اشارہ کیا گیا، اور قرینہ مناجاۃ کو غصن کے لئے ثابت کرنا ہے۔

اور "**تداعی**" میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، جس میں پرندوں کے چہچہانے کو تشبیہ دی ہے **تداعی** (پکارنے) کے ساتھ، اور **التداعی** سے مشتق کیا **تداعی** بمعنی **تَعَاقب تَغْرِيْدُهُ** (آگے پیچھے وہ چہچہائے) کو، اور قرینہ " **الطير** " ہے۔

(۴) ''**اضاء**'' میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، اس میں ہتھیار کی چمک کو ''**اضاءة**'' (روشنی کرنا) کے ساتھ تشبیہ دی ہے، جامع ''**اشراق**'' (چمکنا) ہے، پھر ''اضاءة'' سے ''**اضاء** بمعنی **لمع**'' مشتق کیا، اور قرینہ ''**السلاح**'' ہے۔

اور **تألق** میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، جس میں تلوار کی چمک کو بجلی کے چمکنے سے تشبیہ دی، اور **التألق** سے **تألَّقَ** بمعنی **لمع** مشتق کیا، اور قرینہ **بحرحديد** (لوہے کا سمندر) ہے۔

(۵) ''**ليل**'' میں استعارہ مکنیہ اصلیہ ہے، جس میں لیل کو ایک زندہ آدمی سے تشبیہ دی ہے جو گھوڑے کے بچہ کی سیاہی سے مدد طلب کر رہا ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے ایک لازم **يَسْتَمِدُّ** سے اشارہ کیا، اور قرینہ استمداد کو لیل کے لئے ثابت کرنا ہے۔

اور ''**ثريا**'' میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، جس میں گھوڑے کے بچے کی پیشانی کو ثریا سے تشبیہ دی ہے، جامع دونوں میں ''**بياض**'' ہے، پھر مشبہ بہ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا، اور قرینہ ''**بين عينيه**'' ہے۔

(۶) **كوكبًا** میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، اس میں ''**ابن كوكب**'' سے تشبیہ دی ہے، جامع دونوں میں جسم کا چھوٹا ہونا اور بلندی شان ہے، پھر مشبہ بہ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ اس کو ندا دینا ہے۔

(۷) ''**ضوء**'' میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، جس میں بڑھاپے کو **ضوء** (روشنی) سے تشبیہ دی، اور جامع دونوں میں سفیدی ہے، اور قرینہ ''**في سواد ذوائبي**'' ہے، اور یہ ''**ضوء**'' کو مبتدا اور **لا استضئي به** کو خبر بنانے کی صورت میں ہے، اور اگر ''**ضوء**'' کو مبتدا محذوف کی خبر بنائی جائے تو یہاں استعارہ نہ ہوگا۔

اور ''**شباب**'' میں استعارہ مکنیہ اصلیہ ہے، جس میں شباب کو سامان سے تشبیہ دی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم ''**بعت**'' سے اشارہ کیا گیا، یہی ''بعت'' قرینہ ہے۔

(۸) اور ''**عانقت**'' میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، جس میں ملامست (چھونے) کو معانقہ سے تشبیہ دی ہے جامع دونوں میں ''**اتصال**'' ہے، پھر معانقہ سے ''**عانقت** بمعنی **لامست**'' مشتق کیا گیا، اور قرینہ ''**شرفاته**'' ہے۔

(۹) ''**ضحى**'' میں استعارہ مکنیہ اصلیہ ہے، جس میں **ضحى** (دوپہر کا وقت) کو انسان سے تشبیہ دی گئی، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کے ایک لازم ''**يضاحك**'' سے اس کی طرف اشارہ کیا گیا، اور قرینہ **مضاحكة** یعنی ہنسی مذاق کو **ضحى** کے لئے ثابت کرنا ہے۔

(۱۰)"**شیب**" میں استعارہ مکنیہ اصلیہ ہے جس میں شیب کو انسان سے تشبیہ دی گئی، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے ایک لازم "**عفا** اور **صفح**" سے اشارہ کیا گیا، اور قرینہ عفو وصفح کو شیب کے لئے ثابت کرنا ہے۔

(۱۱)**غصون** اور **نسیم** دونوں میں سے ہر ایک میں استعارہ مکنیہ اصلیہ ہے، دونوں میں سے ہر ایک کو انسان سے تشبیہ دی گئی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے ایک لازم سے ۔ اور وہ پہلے میں "**نشاط**" ہے اور دوسرے میں ''انفاس'' (سانس نکالنا) ہے، اور قرینہ پہلے میں نشاط کو **اغصان** کے لئے ثابت کرنا ہے، اور دوسرے میں "**انفاس**" (سانس چلنے) کو نسیم کے لئے ثابت کرنا ہے۔

(۱۲) "**ضل**" میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، جس میں کھیل کے زمانے کے ختم ہو جانے کو راستہ گم کر دینے سے تشبیہ دی گئی، اور جامع دونوں کا انتہاء تک نہ پہنچنا ہے، اور **الضلال** سے **ضل** بمعنی **انقطع** ۔ **عَهْدُهُ** (یعنی کھیل کا زمانہ ختم ہو گیا) مشتق کیا گیا۔

اور "**فجر**" میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، جس میں سر کو فجر کے ساتھ تشبیہ دی گئی، جامع دونوں میں سفید ہونا ہے، اور قرینہ "**براسی**" ہے۔

التمرین ۔ ۲

آنے والے استعارات تبعیہ کو اصلیہ بنائیں۔

(۱) اگر میری آنکھیں پوری طرح بارش برسا رہی ہیں تو یہ ان بجلیوں کی وجہ سے ہے جو میری مانگ میں چمک رہی ہیں۔

(۲) بیشک دوری نقصان دہ نہیں ہے اگر دل باہم ملے ہوئے ہوں۔

(۳) ابن المعتز بادل کا حال بیان کر رہا ہے۔

یہ بادل رو رہا ہے اور اس میں اس کی بجلی ہنس رہی ہے، وہ زمین سے مل گیا ہے اور اس کی رسیاں ڈھیلی ہو گئی ہیں۔

حل تمرین ۔ ۲

(۱) **إِنْ نَزَلَ الْمَطَرُ مِنْ عَيْنِيْ سَحًّا فَإِنَّ ذٰلِكَ نَاشِئٌ عَنْ لَمَعَانِ الْبَوَارِقِ بِمَفْرِقِي** ۔ اگر میری آنکھوں سے بہت زیادہ بارش برس رہی ہے تو یہ بات میری مانگ میں بجلیوں کی چمک سے پیدا ہو رہی ہے۔

(۲) لَاضَرَرَ مِنَ التَّبَاعُدِ مَعَ قُرْبِ الْقُلُوْبِ ـ دوری میں کوئی نقصان نہیں ہے دلوں کی قربت کے ساتھ۔

(۳) اِنَّهَا سَحَابَةٌ زَادَ بُكَاءُهَا وَكَثُرَ ضِحْكُ بَرْقِهَا، وَقَدْ دَنَتْ مِنَ الْأَرْضِ لِإِرْخَاءِ طُنُبِهَا ـ بیشک یہ بادل ہے جس کا رونا بڑھ گیا ہے اور اس کی بجلی کا ہنسنا زیادہ ہوگیا ہے، اور یہ زمین سے قریب آ گیا ہے اس کی رسیوں کے ڈھیلا ہوجانے کی وجہ سے۔

التمرین ـ ۳

آنے والی مثالوں میں استعارات اصلیہ کو تبعیہ بنائیں۔

(۱) لوگوں میں سب سے بدتر وہ ہے جو اپنی دنیا بنانے کے لئے اپنے دین کو برباد کرے۔

(۲) احسان کے بدل نفوس کو خریدنا ظلم اور سرکشی کے بدلہ ان کو بیچنے سے بہتر ہے۔

(۳) آدمی کا لایعنی باتوں میں مشغول ہونا اور اس کا حق سے بھاگنا اس کی ناکامی کے اسباب میں سے ہے۔

(۴) نوجوانوں کے لئے بہترین زیور نفس پر کنٹرول کرنا ہے اس کی سرکشی کے وقت۔

حل تمرین ـ ۳

(۱) شَرُّ النَّاسِ مَنْ يَّهْدِمُ دِيْنَهٗ وَيَبْنِيْ دُنْيَاهُ (بدترین آدمی وہ ہے جو اپنا دین ڈھا کر اپنی دنیا بنائے۔)

(۲) مَنْ يَّشْتَرِيْ النُّفُوْسَ بِالْإِحْسَانِ خَيْرٌ مِمَّنْ يَّبِيْعُهَا بِالْعُدْوَانِ (جو احسان کے ذریعہ دلوں کو خریدتا ہے بہتر ہے ـــ اس شخص سے جو دشمنی کے بدلے اسے بیچ دیتا ہے

(۳) إِنْ خَاضَ الْمَرْءُ فِيْمَا لَايَعْنِيْهِ وَفَرَّ مِنَ الْحَقِّ فَإِنَّهٗ يَعْثُرُ وَشِيْكًا ـ اگر انسان لایعنی باتوں میں مشغول ہو اور حق سے دور بھاگے تو وہ بہت جلد ٹھوکر کھائے گا)

(۴) خَيْرُ مَايَتَحَلّٰى الشَّبَابُ عَزِيْمَةٌ تَكْبَحُ النَّفْسَ إِذَا جَمَحَتْ (نوجوانوں کا بہترین زیور وہ حوصلہ ہے جو نفس کو سرکشی کے وقت مغلوب کردے)

***

التمرین - ۴

چھ استعارات بنائیں جن میں تین اصلیہ ہوں اور تین تبعیہ ہوں۔

استعارات اصلیہ	استعارات تبعیہ
(۱) ظَهَرَ الصُّبْحُ فِي مَفْرِقِي — میری مانگ میں صبح ظاہر ہوگئی	(۱) أَحْيٰى حَدِيْثُكَ مَيِّتَ الْاٰمَالِ — آپ کی بات نے مردہ آرزوں کو زندہ کردیا
(۲) غَنَّتِ الْقِيَانُ فَوْقَ الْأَغْصَانِ مغنیہ نے شاخوں پر گایا	(۲) إِذَا غَرَسْتَ جَمِيْلاً فَاسْقِهِ غَدَقًا — جب تم کوئی نیکی کا درخت لگاؤ تو اسے خوب سیراب کرو
(۳) حَمَلَ الْفَارِسُ جَدْوَلًا فِي غِمْدِهِ گھوڑسوار نے اپنی میان میں نہر اٹھار کھا ہے	(۳) حَالَفَنَا الْفَوْزُ — کامیابی نے ہمارے قدم چومے۔

التمرین - ۵

ایک رہٹ کی تعریف میں سری رفاء کے اشعار کی تشریح کریں اور ان میں موجود استعارات بیان کریں۔

(۱) کتنے ہی باغات ایسے ہیں جو تم کو بے وقت کلیوں کو مسکراتے ہوئے اور پانی کو بہتے ہوئے دکھلائیں گے۔

(۲) اس کا رہٹ جب آواز نکالتا ہے گویا کہ ایک مسافر ہے جو وطن سے دور ہوگیا اور وہ مستی میں اپنے وطن کا مشتاق ہے۔

(۳) اور یہ روتا ہے جب باغ کا باپ یعنی بادل باغ کے پھولوں کی نافرمانی یعنی ظلم کرتا ہے، تو یہ رہٹ باغ کا ایک مشفق باپ بن جاتا ہے۔

(۴) اور رہٹ یہ سفر میں بہت چست ہے، سفر اس کو اپنی جگہ سے دور نہیں کرتا ہے اور نہ اس کے لئے تھکن ظاہر کرتا ہے۔

(۵) اور یہ برابر کوشش کرتے ہوئے سمندر سے خشکی کے لئے عطیہ مانگتا ہے، یہاں تک کہ یہ خشکی کو کلیوں اور گھاسوں کی چادر اڑھا دیتا ہے۔

حل تمرین - ۵

شرح:- ہم ایسی جگہ اترے جہاں فطرت کا حسن نمایاں تھا چنانچہ ایسے باغات جو بے وقت پھولوں سے کھل اٹھے تھے گویا کہ ہنستے ہوئے آفتاب کے سامنے وہ مسکرا رہے ہوں اور سایوں میں پانی بہ رہا تھا اور اس کا رہٹ چل رہا تھا، تو ہم نے اس کی گردش سے پیدا ہونے والی درد انگیز آواز سنی، اب معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی مسافر ہے جو اپنے اہل وعیال اور وطن سے دور ہو گیا ہے، پھر وہ گذرے زمانے اور اماکن بعیدہ کو یاد کر کے بے تاب ہو جائے اور اس کی پلکوں سے پانی بہ پڑے، تو وہ مشابہ ہے اس رونے والے کے جس کی آنکھیں رواں ہیں اور اس کے گوشہائے چشم کا پانی بہہ رہا ہے اور وہ باغ کے پھول باپ کی طرح شفقت کرے اور اپنے شیرین چشمے سے اسے سیراب کرے ۔ایسے وقت میں جب بادل نے بخل سے کام لیا اور اپنے بیٹوں یعنی انواع واقسام کے پودے اور پھولوں سے روگردانی کرے ۔ اور جب تم اسے دیکھو گے تو اس کی پیہم محنت تمہیں حیران کردے گی، کیوں وہ اپنی چال میں چست اور مسلسل کار بند ہے ۔ اور وہ اپنی کثرت محنت کے باوجود تھکان سے دو چار نہیں ہوتا، نہ اسے کمزوری لاحق ہوتی ہے، پھر وہ اپنی لمبی گردش اور پیہم حرکت کے باوجود اپنی جگہ سے ٹلتا نہیں اور گویا وہ ضدی سائل ہے جو برابر دریا سے اپنی عطا مانگتا ہے اور نوازش طلب کرتا ہے، پھر جب دریا اسے پانی سے نوازتا ہے تو وہ اسے باغ میں بھیجتا ہے، چنانچہ باغ کو زندگی عطا کرتا ہے اور اسے ہری گھاسوں اور رنگ برنگ کی کلیوں کا منقش جوڑا پہناتا ہے۔

استعارات

(۱) "**النور**" میں استعارہ مکنیہ ہے جس میں نور کو انسان سے تشبیہ دی گئی ہے، اور مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کے لازم "**مبتسمًا**" کے ذریعہ اس کی طرف اشارہ کیا گیا، اور یہی قرینہ ہے۔

(۲) "**أنَّ**" میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے جس میں دولاب (رہٹ) کی آواز کو "**أنین**" (مریض کا آواز نکالنا) کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، جامع دونوں میں "**امتداد صوت**" ہے، پھر مشبہ بہ کا لفظ مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور "**أنین**" مصدر سے **أنَّ** بمعنی **صَوَّت** (آواز نکالی) کو مشتق کیا، اور قرینہ "**دولاب**" ہے۔

(۳) "**عق**" میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے جس میں بادل کے بارش روکنے کو **عقوق** (نافرمانی) سے تشبیہ دی گئی جامع دونوں میں "**اهمال وترك**" ہے، پھر عقوق سے "**عَقَّ** بمعنی **مَنَعَ مَطَرَهُ**" مشتق کیا، اور

قرینہ **"غمام"** ہے۔

(۴) اور **"یطلب"** میں پوشیدہ ضمیر کا مرجع جو دولاب ہے، اس میں استعارہ مکنیہ ہے، جس میں دولاب کو انسان سے تشبیہ دی گئی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے ایک لازم **"یطلب"** سے اشارہ کیا گیا، اور قرینہ طلب کو دولاب کے لئے ثابت کرنا ہے۔

(۵) **"بحر"** میں استعارہ مکنیہ ہے جس میں سمندر کو سخی آدمی سے تشبیہ دی گئی ہے، جامع دونوں میں عطا ہے پھر مشبہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے ایک لازم **رِفْد** (عطا) سے اشارہ کیا گیا، اور یہی عطاء کا بحر کے لئے ثابت کرنا استعارہ کا قرینہ ہے۔

(۶) **"ارتدی"** میں استعارہ تبعیہ ہے، جس میں کلیوں اور گھاس کے روئے زمین پر ظاہر ہونے کو **"ارتداء"** یعنی چادر اڑھانے سے تشبیہ دی ہے جامع دونوں میں "ستر" (چھپادینا) اور ڈھانپنا ہے، پھر **"ارتداء"** مصدر سے **"ارتدی"** بمعنی **ظهر فوقه** مشتق کیا گیا، اور قرینہ **"النور والعشب"** (کلی اور گھاس) ہے۔

۳۔ تقسيم الاستعارة إلى مرشحة ومجردة ومطلقة

الامثلة (مثالیں)

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ **أُولٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوُا الضَّلاَلَةَ بِالْهُدَى فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ** (البقرۃ:۱۶)
یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو خرید اہدایت کے بدلہ، پس ان کی تجارت نفع بخش نہ ہوئی۔

(۲) بحتری شاعر کہتا ہے ۔

إِلٰى قَمَرٍ مِنَ الْإِيْوَانِ بَادِ	يُؤَدُّوْنَ التَّحِيَّةَ مِنْ بَعِيْدٍ

ترجمہ:- وہ لوگ دور ہی سے سلام کرتے ہیں ایسے چاند کو جو بالاخانے سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ **إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاء حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ** (الحاقۃ:۱۱)۔ بیشک جب پانی سرکش ہو گیا تو ہم نے ان کو کشتی میں سوار کر دیا۔

(۴) اور بحتری کہتا ہے ۔

جَعَلَتْكَ مَرْمَىٰ نَبْلِهَا الْمُتَوَاتِرِ	وَأَرَى الْمَنَايَا إِنْ رَأَتْ بِكَ شَيْبَةً

ترجمہ:- اور میں موت کو دیکھتا ہوں کہ اگر وہ تیرے اندر بڑھاپا دیکھتی ہے، تو تجھے اپنے مسلسل تیروں کا نشانہ

بنا دیتی ہے۔

(۵) فلاں شخص لوگوں میں سب سے زیادہ لکھنے والا ہے جب کہ اس کا قلم اس کی دوات سے سیراب ہو یا اس کے کاغذ پر گانے لگے۔

(٦) قریظ ابن انیف کہتا ہے۔

قَوْمٌ إِذَا الشَّرُّ أَبْدَىٰ نَاجِذَيْه لَهُمْ	طَارُوْا إِلَيْهِ زَرَافَاتٍ وَّوُحْدَانًا

ترجمہ:- وہ ایسے لوگ ہیں کہ کٹھن حالات جب ان کی طرف اپنے دانت ظاہر کرتے ہیں تو وہ اس کی طرف تیز چلتے ہیں گروہ درگروہ اور تنہا تنہا (یعنی مصائب وشدائد سے پست ہمت نہیں ہوتے بلکہ ان کا مقابلہ کرتے ہیں)۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

پہلی تین مثالوں میں استعارہ تصریحیہ ہے، **اشتروا، اختاروا** کے معنی میں ہے، اور قمر سے ممدوح کی شخصیت مراد ہے، اور "**طغی زاد**" کے معنی میں ہے، اور ہر استعارہ کا قرینہ اس میں پورے طور پر موجود، ہے پس پہلے استعارہ کا قرینہ "**الضلالة**" اور دوسرے استعارہ کا قرینہ "**یؤدون التحیة**" ہے اور تیسرے کا قرینہ "**الماء**" ہے، اور جب آپ پہلے استعارہ میں غور کریں گے تو اس میں دیکھیں گے کہ اس کے ساتھ مشبہ بہ کے مناسب چیز "**فما ربحت تجارتهم**" مذکور ہے، اور دوسرے استعارہ میں مشبہ کے مناسب چیز "**من الایوان بادٍ**" ہے اور تیسرے استعارے میں دیکھیں گے تو اس کو مشبہ اور مشبہ بہ کے مناسبات سے خالی پائیں گے۔

پھر دوسری تین مثالیں استعارہ مکنیہ کی ہیں، پہلی مثال میں "**رأت**" کی ضمیر **هی** کو ــ جس کا مرجع بنایا ہے ــ انسان سے تشبیہ دی گئی ہے، اور دوسری مثال میں قلم کو انسان سے تشبیہ دی گئی ہے، اور تیسری مثال میں شر کو درندہ سے تشبیہ دی گئی ہے، اور ہر استعارہ کا قرینہ پورا پورا ہے، اس لئے کہ پہلی مثال میں قرینہ موتوں کے لئے رؤیت کو ثابت کرنا ہے، اور دوسرے استعارہ میں قرینہ قلم کے لئے پینے اور گانے کو ثابت کرنا ہے، اور تیسرے استعارہ میں قرینہ شر کے لئے دانتوں کے ظاہر کرنے کو ثابت کرنا ہے۔

پھر جب آپ ان میں غور کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ پہلا استعارہ مشبہ بہ کے مناسب "**جعلتك مرمی نبلها**" پر مشتمل ہے، اور دوسرا استعارہ مشبہ کے مناسب "**دواته وقرطاسه**" پر مشتمل ہے، اور تیسرا

استعارہ مشبہ اور مشبہ بہ کے مناسب سے خالی ہے، پہلی قسم کے استعارہ کا نام "**مرشحه**"، اور دوسری قسم کے استعارے کا نام "**مجرده**" اور تیسری قسم کے استعارے کا نام "**مطلقه**" ہے۔

القواعد (قاعدے)

(۱۷) **استعاره مرشحه** وہ استعارہ ہے جس میں مشبہ بہ کے مناسب کو ذکر کیا جائے۔

(۱۸) **استعاره مجرده** اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ مشبہ کا مناسب ذکر کیا جائے۔

(۱۹) **استعاره مطلقه** وہ استعارہ ہے جو مشبہ بہ اور مشبہ کے مناسبات سے خالی ہو۔

(۲۰) **ترشیح** اور **تجرید** کا اعتبار اسی وقت ہوگا جب کہ استعارہ اپنے قرینۂ لفظیہ یا حالیہ سے پورا ہو چکا ہو، اسی لئے استعارہ تصریحیہ کے قرینہ کو تجرید اور مکنیہ کے قرینہ کو ترشیح نہیں کہا جاتا ہے۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

(۱) **خُلُقُ فَلَانٍ أَرَقُّ مِنْ أَنْفَاسِ الصَّبَا إِذَا غَازَلَتْ أَزْهَارَ الرُّبَا** ــ فلاں شخص کے اخلاق بادِ صبا کے جھونکوں سے زیادہ نرم ہیں، جب وہ ٹیلے کے پھولوں سے عشق و محبت کی باتیں کرے۔

(۲) **فَإِنْ يَهْلِكْ فَكُلُّ عَمُوْدِ قَوْمٍ**	**مِنَ الدُّنْيَا إِلَى هُلْكٍ يَصِيْرُ**

ترجمہ:- پس اگر ممدوح ہلاک ہو گیا تو (عجب نہیں) کیونکہ دنیا کی قوم کا ہر ستون ہلاکت کی طرف جا رہا ہے۔

(۳) **إِنِّيْ شَدِيْدُ الْعَطَشِ إِلَى لِقَاءِكَ** ــ بیشک میں آپ کی ملاقات کا بہت پیاسا ہوں۔

(۴) **وَلَيْلَةٍ مَرِضَتْ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ**	**فَمَا يُضِيْءُ لَهَا نَجْمٌ وَلَا قَمَرُ**

ترجمہ:- اور بہت سی راتیں ہیں جو ہر گوشے سے بیمار ہو گئیں تو اس کے لئے نہ کوئی ستارہ روشن ہوا نہ چاند۔

(۵) **سَقَاكِ وَحَيَّانَابِكِ اللّٰهُ إِنَّمَا**	**عَلَى الْعِيْسِ نَوْرٌ وَالْخُدُوْرُ كَمَائِمُهُ**

ترجمہ:- اللہ تجھے سیراب کرے اور اللہ تجھے ہمارا سلام پہنچائے یقینا اونٹ پر پھول (حسینائیں) سوار ہیں، اور اس پر لگے پردے پھولوں کے شگوفے ہیں۔

الاجابة (نمونے کا حل)

(۱) پہلی مثال میں کلمہ "صبا" (مشرق سے چلنے والی ہوا) میں استعارہ مکنیہ ہے، اس لئے کہ صبا کو

انسان سے تشبیہ دی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے ایک لازم **"انفاس"** سے اشارہ کیا گیا، اور یہی انفاس مکنیہ کا قرینہ ہے، اور **"عازلت"** میں ترشیح ہے۔

(۲) **"عمود"** میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، اس میں قوم کے سردار کو عمود (ستون) سے تشبیہ دی گئی ہے اور جامع دونوں میں ذمہ داری اٹھانا ہے، اور قرینہ **"یھلك"** ہے، اور **"الی ھُلكٍ یصیر"** میں تجرید واقع ہے۔

(۳) **"اشتیاق کو عطش"** سے تشبیہ دی گئی، جامع دونوں میں مقصد کو دیکھنا اس کا منتظر رہنا ہے، پس استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، اور قرینہ **"الی لقاء ك"** ہے اور یہ استعارہ مطلقہ ہے۔

(۴) **"مرضت"** میں استعارہ تبعیہ ہے، ظلمت کو مرض سے تشبیہ دی گئی، اور جامع دونوں میں نشاط وچستی کے مظاہر کا مخفی ہونا ہے، پھر مرض مصدر سے **"مرضت"** مشتق کیا گیا، تو استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، اور **"مایضئ لھا نجم ولاقمر"** میں تجرید ہے۔

(۵) **النَّوْر** بمعنی پھول یا اس کی کلی جس سے مراد حسین عورتیں ہیں، اور جامع حسن وخوبصورتی ہے، پس استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، اور **الخدود** کے ذکر میں تجرید ہے اور **"الکمائم"** کے ذکر میں ترشیح ہے، لہذا یہ استعارہ مطلقہ ہے۔

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں استعارہ کی ہر قسم کو بیان کریں، اور اس میں ترشیح کی تعیین کریں۔

(۱) سری رفاء نے کہا ہے ۔

موسم ربیع کے ہاتھوں نے صحیفے لکھ دئے ہیں-- سرو درخت کی سطریں حسن میں گویا اس کی سطریں ہیں۔

(۲) اور جب زمانہ لوگوں پر اپنا سینہ تانتا ہے-- تو وہ دوسرے لوگوں کے پاس مہمان ہو جاتا ہے۔

(۳) اور متنبی کافور کی مذمت میں کہتا ہے ۔

شہر کے نگہبان اپنی لومڑیوں سے غافل ہو گئے-- تو زیادہ کھانے سے لومڑیوں کو بدہضمی ہو گئی، اور انگور کے خوشے ختم ہو گئے۔

(۴) علی جارم لڑائی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے ۔

موت مجمع میں اکڑ کر چلتی ہے، اور موت کے چاروں طرف اس کے لشکر ہیں یعنی تلواریں اور نیزے۔

(۵) میں سورج کی رسیوں (شعاعوں) کو شکاری کا جال سمجھتا ہوں، جو شمال وجنوب سے ہمیں گھیرے ہوئے ہیں۔

ہم اس جال کو اٹھائے چلتے ہیں جب کہ موت بھوکی پیاسی آنے جانے میں ہمیں دیکھ رہی ہے۔

(۶) متنبی شاعر کہتا ہے ۔

زمانے کے بیٹے زمانے کے پاس اس کی جوانی میں آئے تھے تو زمانے نے ان کو خوش کر دیا، اور ہم زمانے کے پاس اس کے بڑھاپے میں آئے۔

(۷) ابو تمام شاعر کہتا ہے ۔

میرے غم مجھ سے سو گئے (ختم ہو گئے) جب میں نے ان سے کہا کہ یہ ابودُلف ہے جو مجھ کو کافی اور وافی ہے۔

(۸) تم اپنی جوانی کے وقت کو قتل (ضائع) کرنے سے بچو، اس لئے کہ ہر قتل کا قصاص ہوتا ہے۔

(۹) کسی نے کتابوں کی تعریف میں کہا ہے ۔

ہمارے کچھ ہمنشین ہیں جن کی باتوں سے ہم اکتاتے نہیں ہیں، بہت عقلمند اور امن والے ہیں غائب اور حاضر ہونے کے وقت۔

(۱۰) ابو تمام شاعر کہتا ہے ۔

جب میں نے تجھے حوادث پر پیش کر دیا تو میں کفایت کیا گیا حوادث سے، (یعنی حوادث سے مجھے امن رہا) اور تلوار اس وقت تک تیری کفایت نہیں کرتی جب تک میان سے باہر نہ نکلے۔

(۱۱) فلاں شخص ایسے عار میں لت پت ہو گیا ہے جو اس سے کبھی نہیں دھل سکتا ہے۔

حل تمرین - ۱

(۱) ''ربیع'' میں استعارہ مکنیہ ہے، ربیع کو انسان سے تشبیہ دی گئی، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے ایک لازم **''ایدی''** سے اشارہ کیا گیا، اور ہاتھوں کو ربیع کے لئے ثابت کرنا ہی قرینہ ہے، اور **''کتبت اور صحائف''**، اور سطور میں ترشیح ہے۔

(۲) **''دھر''** میں استعارہ مکنیہ ہے، دھر کو جمل کے ساتھ تشبیہ دی گئی پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف

اس کے لازم "**کلاکل**" (سینے) سے اشارہ کیا گیا، اور دھر کے لئے سینہ کو ثابت کرنا قرینہ ہے، اور "**اناخ**" کے ذکر میں ترشیح ہے۔

(۳) "**نواطیر** اور **ثعالب**" میں سے ہر ایک میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے جس میں شہر کے شرفاء کو نواطیر (نگہبانوں) سے تشبیہ دی گئی، اور جامع دونوں میں ہر ایک کی ولایت ہے اس پر جو انکے کنٹرول میں ہے، ـــ اور اشرار کو ثعالب سے تشبیہ دی گئی ہے، اور جامع دونوں میں مکر وفریب ہے، اور "**بَشِمْنَ** اور **عناقید**" میں ترشیح ہے ـــ اور "**نامت**" میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، جس میں غفلت کو نوم سے تشبیہ دی ہے، اور جامع دونوں میں حق لینے کے لئے حرکت نہ کرنا ہے۔

(۴) "**موت**" میں استعارہ مکنیہ ہے جس میں موت کو قائد و پیشوا سے تشبیہ دی ہے، جامع غیر پر تسلط ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم "**یخطر**" (اتراتے ہوئے چلنا) سے اشارہ کیا گیا، اور خطر کو موت کے لئے ثابت کرنا قرینہ ہے، ـــ اور "**اجناد، اَنْصُلْ**" اور عوالی کے ذکر میں ترشیح ہے۔

(۵) ''حبال'' میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، جس میں سورج کی شعاعوں کو رسیوں سے تشبیہ دی ہے، اور جامع لمبا ہونا اور پھیلنا ہے، پھر مشبہ بہ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ "**شمس**" ہے، اور "**کفة حابل تحیط بنا**" کے ذکر میں ترشیح ہے۔

اور دوسرے مصرعہ میں "**موت**" میں استعارہ مکنیہ ہے، جس میں موت کو انسان سے تشبیہ دی ہے، اور **قرینہ ظمأ** اور **سغب** (بھوک پیاس) کی موت کی طرف اسناد کرنا ہے، اور شعر کا دوسرا ٹکڑا ترشیح ہے۔

(۶) "**زمان**" میں استعارہ مکنیہ ہے، جس میں زمانہ کو انسان سے تشبیہ دی ہے وجہ جامع تغیر کی وجہ سے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم "**بنوہ**" سے اشارہ کیا گیا، اور ابناء کا زمان کے لئے اثبات ہی قرینہ ہے، اور "**شبیبته** اور **ھرم**" (جوانی اور بڑھاپا) کے ذکر میں ترشیح ہے۔

(۷) "**ھموم**" میں استعارہ مکنیہ ہے، جس میں ھموم کو دشمن سے تشبیہ دی ہے، وجہ جامع ''ہر طرف سے ضرر کا اندیشہ'' کی وجہ سے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم "**نوم**" سے اشارہ کیا گیا، اور نوم کو ھموم کے لئے ثابت کرنا ہی قرینہ ہے، اور جملہ "**قلت لها**" سے آخر تک ترشیح ہے۔

(۸) "**تقتل**" میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، جس میں جوانی کے زمانے کو کھیل کود میں ضائع کر دینے کو قتل سے تشبیہ دی ہے وجہ جامع ''بر اثر ونتیجہ حاصل ہونا'' کی وجہ سے، پھر قتل سے مشتق کیا گیا تقتل بمعنی **تُضیِّعُ وَقْتَكَ**

سُدًی (تو اپنے وقت کو بیکار ضائع کرتا ہے) اور قرینہ "**وقت شبابك**" ہے، اور آخری جملہ ترشیح ہے۔

(۹) "**جلساء**" میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، جس میں کتابوں کو ہمنشینوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے، وجہ جامع ہر ایک سے فائدہ حاصل ہونا کی وجہ سے، پھر مشبہ بہ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور **لانملُّ حديثهم اَلِبَّاءِ**، اور **مامونون غيبًا ومشهدًا** میں ترشیح ہے۔

(۱۰) اور **انتضيتك** میں مخاطب کی ضمیر کاف میں استعارہ مکنیہ ہے، جس میں ممدوح کو تلوار سے تشبیہ دی ہے اور وجہ جامع نفع دینا اور غیر کو ڈرانا ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم "**انتضى**" سے اشارہ کیا گیا اور یہی "**انتضاء**" کا ذکر قرینہ ہے، اور دوسرا مصرعہ ترشیح ہے۔

(۱۱) "**تَلَطَّخَ**" میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، جس میں انسان اپنے برے کرتوت سے جس ذلت ورسوائی کو پہنچتا ہے اس کو تشبیہ دی ہے "**تلطخ**" یعنی لت پت ہونے سے، وجہ جامع نفرت اور دور بھاگنا ہے، پھر "**تَلَطُّخٌ**" مصدر سے "**تَلَطَّخَ**" بمعنی "**وصل الذم اليه**" کو مشتق کیا، اور قرینہ "**بِعَارٍ**" ہے، اور "**لن يغسل عنه ابدًا**" کے ذکر میں ترشیح ہے۔

التمرين - ۲

آنے والے استعارات کی اقسام کیا ہیں اور ان میں تجرید کہاں ہے؟

(۱) اللہ تعالی اس آدمی پر رحم کرے جس نے اپنے نفس پر اس کو خواہشات نفسانی سے دور رکھنے کی لگام ڈالدی۔

(۲) تو بھلائی کے ذریعہ اپنی آبرو کو تکلیف سے خرید لے، (یعنی بھلائی کر کے اپنی آبرو کو تکلیف سے بچالے)۔

(۳) اس کی رائے نے مشکل کاموں کو روشن کر دیا۔

(۴) اس کی زبان اپنی رسی سے کھل گئی تو وہ مختصر تھی اور معجز تھی۔

(۵) اس کی آنکھ نے نیند کا سرمہ نہیں لگایا، بے خوابی اور نیند نہ آنے کی وجہ سے۔

(۶) متنبی شاعر کہتا ہے۔

اور جدائی نے مجھ سے ہرنیوں (حسیناؤں) کو چھپا دیا، پس اس نے برقوں اور پردوں کی مدد کی۔

(۷) ایسی بات کے پیچھے نہ پڑ جسکا سننا تیرے لئے مناسب نہیں ہے۔

(۸) لوگوں کی آبروؤں سے مزے نہ لو، اس لئے کہ بدترین اخلاق غیبت ہے۔

(۹) اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہندوستانی تلوار ہے، جس کے لیے درست کلام ہے۔

(۱۰) زمین نے گھاس اور پھولوں کا لباس پہن لیا۔

(۱۱) بجلی مسکرائی تو اس نے اپنے آس پاس کو روشن ومنور کر دیا۔

حل تمرین - ۲

(۱) "**نفسه**" میں استعارہ مکنیہ ہے، جس میں نفس کو جواد (تیز رفتار گھوڑے) سے تشبیہ دی ہے، جامع دونوں میں یہ ہے کہ دونوں پر کنٹرول کیا جاتا ہے، لگام کسی جاتی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم "**الجم**" سے اشارہ کیا گیا، یہی قرینہ ہے، اور شہوات سے دوری کے ذکر میں تجرید ہے۔

(۲) "**اشتر**" میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، جس میں آبرو کی حفاظت کو خریدنے سے تشبیہ دی، وجہ جامع مطلوب کے حصول کی وجہ سے، پھر "**اشتراء**" مصدر سے **اشتر** بمعنی **احفظ** مشتق کیا، اور قرینہ "**عرضك**" ہے اور "**اذی**" کے ذکر میں تجرید ہے۔

(۳) "**رأيه**" میں استعارہ مکنیہ ہے، جس میں رائے کو چراغ سے تشبیہ دی ہے، وجہ جامع مخفی کو ظاہر کرنا کی وجہ سے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کے لازم "**اضاء**" سے اس کی طرف اشارہ کیا گیا، اور یہی اُضاءت کو رائے کے لئے ثابت کرنا قرینہ ہے، اور مشکلات الامور کا ذکر تجرید ہے۔

(۴) "**لسانه**" میں استعارہ مکنیہ ہے، جس میں لسان کو اونٹ سے تشبیہ دی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم "**انطلق من عقاله**" سے اشارہ کیا گیا، اور یہی قرینہ ہے، اور **اوجز** اور **اعجز** کے ذکر میں تجرید ہے۔

(۵) "**اكتحل**" میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے جس میں نیند سے متصف ہونے کو سرمہ لگانے سے تشبیہ دی ہے جامع دونوں میں، اس کا اثر آنکھ میں ظاہر ہونا ہے، پھر **اكتحال** مصدر سے **اكتحل** بمعنی **اتصف بالنوم** مشتق کیا گیا اور قرینہ "**بالنوم**" ہے، اور "**ارق**" اور "**سهد**" کے ذکر میں تجرید ہے۔

(۶) "**ظبيات**" میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے جس میں عورتوں کو ہرنیوں سے تشبیہ دی ہے، وجہ جامع

حسن وخوبصورتی کی وجہ سے، پھر مشبہ بہ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور "**براقع وحجال**" (برقعے اور پردے) کے ذکر میں تجرید ہے۔

(۷) "**لاتخض**" میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، جس میں لایعنی باتوں میں لگنے کو پانی میں غوطہ لگانے سے تشبیہ دی ہے، وجہ جامع ضرر کے درپے ہونا ۔ کی وجہ سے، پھر خوض مصدر سے "**تخوض**" مشتق کیا گیا، اور قرینہ "حدیث" ہے اور **لیس من حقك سماعه** کے ذکر میں تجرید ہے۔

(۸) "**لاتتفكهوا**" میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے جس میں آبروریزی کرنے کو مزے لینے سے تشبیہ دی ہے، وجہ جامع یہ ہے کہ بعض نفوس کو آبروریزی میں مزہ آتا ہے، پھر **تفكه** مصدر سے **تَفَكُّہَ** بمعنی "**تكلم فى العرض**" مشتق کیا، اور قرینہ "**بأعراض الناس**" ہے، اور "**فشر الخلق الغيبة**" میں تجرید ہے۔

(۹) "**حسام مهند**" میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے جس میں زبان کو ہندوستانی تلوار سے تشبیہ دی ہے جامع شدت تاثیر ہے، پھر مشبہ بہ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ "**بين فكيه**"، اور "**له كلام مسدد**" کے ذکر میں تجرید ہے۔

(۱۰) "**ارض**" میں استعارہ مکنیہ ہے، جس میں زمین کو عورت سے تشبیہ دی ہے وجہ جامع حسن وخوبصورتی کی وجہ سے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم "**اكتست**" سے اشارہ کیا گیا، اور یہی "**اكتساء**" کو زمین کے لئے ثابت کرنا قرینہ ہے، اور "**نبات اورزهر**" کا ذکر تجرید ہے۔

(۱۱) "**برق**" میں استعارہ مکنیہ ہے، جس میں برق کو انسان سے تشبیہ دی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم "**تَبَسَّم**" سے اشارہ کیا گیا، یہی قرینہ ہے، اور "**اضاء ماحوله**" کے ذکر میں تجرید ہے۔

التمرين - ۳

بتلائیں آنے والے استعارات کیوں مطلقہ ہیں، اور استعارے کی قسم بھی بیان کریں۔

(۱) ایک دیہاتی نے شراب کے بارے میں کہا ہے: میں وہ چیز نہیں پیتا ہوں جو میری عقل کو پی جائے۔

(۲) متنبی اپنے ممدوح کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے ۔

اے چودھویں کے چاند! اے سمندر! اے بادل! اے مقام شری کے شیر! اے موت! اے مرد کامل!

(۳) ایک دیہاتی قحط کا حال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے مٹی خشک ہے، اور مال یعنی اونٹ اداس ہے۔

(۴) اللہ تعالی کا ارشاد ہے، یہی لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلہ، اور عذاب کو مغفرت کے بدلہ خرید لیا، پس یہ دوزخ کے لئے کیسے باہمت لوگ ہیں۔

(۵) میں نے پہاڑوں کو دیکھا پانی کی موجوں کو چیرتے ہوئے۔

(۶) خبر شہر میں اڑ (پھیل) گئی۔

(۷) پرندے نے شاخوں پر اپنا ترانہ گایا۔

(۸) سورج اپنے پردے سے ظاہر ہو گیا۔

(۹) زمانہ ہم پر اپنے رات و دن کے لشکر سے اچانک حملہ کرتا ہے۔

حل تمرین۔ ۳

(۱) "**یشرب**" میں استعارہ تصریحیہ ہے، عقل کے غائب کرنے کو پی جانے سے تشبیہ دی ہے، جامع دونوں میں ختم کر دینا ہے، اور قرینہ عقلی ہے، اور استعارہ مطلقہ ہے، اس کے مشبہ اور مشبہ بہ کے مناسبات سے خالی ہونے کی وجہ سے۔

(۲) **بدر، بحر، غمامة، لیث الشری، حمام** ۔ ان سب میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، اور قرینہ "**ندا**" ہے اور سب میں استعارہ مطلقہ ہے، کیونکہ سب میں مشبہ بہ اور مشبہ کے مناسبات مذکور نہیں ہیں۔

(۳) "**مال**" میں استعارہ مکنیہ ہے، کیونکہ مشبہ بہ انسان محذوف ہے اور اس کا لازم "**عابس**" (اداس) مذکور ہے، اور قرینہ مال کے لئے اداسی ثابت کرنا ہے، اور استعارہ مطلقہ ہے کیونکہ مشبہ بہ یا مشبہ کے مناسبات سے خالی ہے۔

(۴) "**اشتروا**" میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، ان لوگوں کے گمراہی اور عذاب کے اختیار کرنے کو، اور ہدایت و مغفرت کے چھوڑ دینے کو "**اشتراء**" (خریدنے) سے تشبیہ دی، وجہ جامع کسی چیز کا حصول ہے، پھر "**اشتراء**" مصدر سے **اشتروا** بمعنی "**اختاروا**" مشتق کیا، اور مطلقہ ہے، کیونکہ مشبہ یا مشبہ بہ کے مناسبات سے خالی ہے۔

(۵) ''**جبالا**'' میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، جس میں موٹی بھاری کشتیوں کو پہاڑوں سے تشبیہ دی ہے، اور ''**تمخر العباب**'' قرینہ ہے، اور مطلقہ ہے کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ کا کوئی مناسب مذکور نہیں ہے۔

(۶) ''**خبر**'' میں استعارہ مکنیہ ہے، خبر کو پرندے سے تشبیہ دی ہے، اور مشبہ بہ کو حذف کرکے اس کا لازم ''**طار**'' ذکر کردیا ہے، اور ''**في المدينة**'' میں مشبہ اور مشبہ بہ دونوں کی صلاحیت ہے، اس لئے یہ استعارہ مطلقہ ہوگا۔

(۷) ''**الطير**'' میں استعارہ مکنیہ ہے، جس میں پرندے کو انسان سے تشبیہ دی ہے، اور مشبہ بہ کو حذف کرکے اس کے لازم ''**غنی**'' سے اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اور ''**انشودته**'' کے ذکر میں ترشیح ہے، اور ''**فوق الاغصان**'' کے ذکر میں تجرید ہے اسی لئے استعارہ مطلقہ ہے۔

(۸) ''**شمس**'' میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، اس میں حسین عورت کو شمس سے تشبیہ دی ہے، پھر مشبہ بہ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا ہے، اور قرینہ ''**من خدرها**'' ہے، اور استعارہ مطلقہ ہے، مشبہ یا مشبہ بہ کے مناسب کے ذکر سے خالی ہونے کی وجہ سے۔

(۹) ''**دهر**'' میں استعارہ مکنیہ ہے، اس میں زمانہ کو قائد و کمانڈر سے تشبیہ دی ہے، اور مشبہ بہ کو حذف کرکے اس کے لازم ''**يهجم**'' سے اس کی طرف اشارہ کیا گیا، اور ''**بِجَيْش**'' کے ذکر میں ترشیح ہے، اور ''**من ايامه ولياليه**'' کے ذکر میں تجرید ہے اسی لئے یہ استعارہ مطلقہ ہے۔

التمرين - ۴

آنے والے استعارات کی اقسام اور ان میں موجود ترشیح، تجرید یا اطلاق کو بیان کریں۔

(۱) متنبی شاعر کہتا ہے ۔

اگر دوست سفر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے رخسار میں بارش ہوتی ہے، جس سے بہت سے رخساروں پر قحط میں زیادتی ہوجاتی ہے۔

(۲) تہامی شاعر اپنے حاسدین سے معذرت کرتے ہوئے کہتا ہے ۔

میرا کوئی قصور نہیں میں نے اپنے فضائل چھپانے کی بہت کوشش کی، گویا میں دن کے چہرے کو برقعہ پہنا رہا ہوں۔

(۳) ابوتمام شاعر ممدوح کے بارے میں کہتا ہے ۔

جزیرے پر قحط آ گیا تو میں نے جزیرہ والوں سے کہا تم اس کی سخاوت کا انتظار کرو اگر بجلی نہ چمکے۔

(۴) بدر الدین یاسف ذھبی نے کہا ہے۔

اے دوست ایسے باغ کی طرف آ جس میں مشقت زدہ شخص اپنے غم کے زنگ کو جلا بخشے باد نسیم اپنے دامن میں گھسٹ کر چلتی ہے، اور اس کے پھول اپنی آستین میں مسکراتے ہیں۔

(۵) ابن المعتز نے کہا ہے۔

کیا تم زمین پر آسمان کے احسان کو نہیں دیکھتے؟ اور کیا باغوں کے بارش کا شکریہ ادا کرنے کو نہیں دیکھتے؟

(۶) سعید بن حمید شاعر کہتا ہے

چودھویں کے چاند نے رات ملاقات کا وعدہ کیا، پس جب اس نے وعدہ پورا نہیں کیا تو میں نے اپنی نذریں پوری کرلیں۔

(۷) مجھ سے ایک پہاڑ نے ملاقات کی، تو میں اس کے کلام سے تنگ دل ہو گیا۔

(۸) ایک دیہاتی نے کہا: رائے کی جولانی کتنی سخت ہوتی ہے خواہش کے وقت، اور نفس کو دودھ چھڑانا کتنا مشکل ہے جہالت کی طرف میلان کے وقت۔

(۹) ایک دیہاتی نے بنی برمک قبیلہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا: میں نے ان کو دیکھا درانحالیکہ انہوں نے احسان کا لباس پہن رکھا تھا، گویا وہ ان کے کپڑے ہیں۔

حل تمرین - ۴

(۱) **"مطر"** میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، جس میں آنسو کو بارش سے تشبیہ دی ہے، جامع پانی کا نزول ہے، اور قرینہ **"خد"** ہے، اور خدود کے ذکر میں تجرید ہے، اور **"محول"** کے ذکر میں ترشیح ہے، اس لئے کہ محل (قحط) حاصل ہوتا ہے بارش رکنے سے، پس استعارہ مطلقہ ہے۔

(۲) **"نهار"** میں استعارہ مکنیہ ہے، جس میں نہار کو عورت سے تشبیہ دی ہے، اور مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم **"وجه"** سے اشارہ کیا گیا ہے، یہی قرینہ ہے، اور **"برقعت"** کے ذکر میں ترشیح ہے اس لئے کہ یہ مشبہ بہ کے مناسب ہے، تو استعارہ مرشحہ ہے۔

(۳) **"شیموا"** میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، اس میں ممدوح سے عطا طلب کرنے کو بجلی چمکنے یعنی

بارش کے انتظار میں بجلی کی طرف جھانکنے سے تشبیہ دی، پھر **شیم** مصدر سے **شیموا** بمعنی **اطلبوا** مشتق کیا گیا، اور ''قرینہ نداہ'' ہے، اور "**اذا ما البرق لم یشم**" میں ترشیح ہے۔

(۴) "**همه**" میں استعارہ مکنیہ ہے، اس میں ارادے کو ایک کان سے تشبیہ دی ہے جس میں زنگ لگا ہو، پھر مشبہ کو حذف کرکے اس کی طرف اس کے لازم "**صدأ**" سے اشارہ کیا گیا، اور یہی زنگ کو ارادے کے لئے ثابت کرنا قرینہ ہے، اور "**عاني**" (مشقت زدہ) کا ذکر تجرید ہے، اور "**یجلو**" میں ترشیح ہے، پس استعارہ مطلقہ ہے۔

☆ اور "**نسیم**" میں استعارہ مکنیہ ہے، اس میں نسیم کو انسان سے تشبیہ دی ہے، اور مشبہ بہ کو حذف کرکے اس کی طرف اس کے لازم "**یعثر**" سے اشارہ کیا گیا ہے، اور "**ذیل**" (دامن) کا ذکر مشبہ بہ کے مناسب ہے، تو استعارہ مکنیہ مرشحہ ہے۔

☆ اور "**زهرها**" میں بھی استعارہ مکنیہ ہے، اور قرینہ **ضحك** کو **زهر** کے لئے ثابت کرنا ہے اور "**کُمّ**" مشبہ بہ یعنی انسان کے مناسب ہے تو استعارہ مرشحہ ہوگا۔

(۵) "**ریاض**" میں استعارہ مکنیہ ہے، اس میں ریاض کو انسان سے تشبیہ دی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کرکے اس کی طرف اس کے لازم "**شکر**" سے اشارہ کیا گیا، یہی اس کا قرینہ ہے، اور "**امطار**" کا ذکر تجرید ہے تو استعارہ مجردہ ہے۔

(٦) محبوبہ کو بدر سے تشبیہ دی ہے، وجہ جامع حسن کی وجہ سے، پھر مشبہ بہ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تصریحیہ اصلیہ کے طور پر، اور قرینہ "**وعد**" ہے، اور زیارت ووفا کے ذکر میں تجرید ہے۔

(۷) "**جبل**" میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، اس میں بھاری بھرکم آدمی کو پہاڑ سے تشبیہ دی ہے، اور قرینہ "**زارني**" ہے، اور جب کہ "**ثرثرہ**" (کثرت کلام) آدمی یعنی مشبہ کے مناسب ہے تو استعارہ مجردہ ہے۔

(۸) ''رائے'' میں استعارہ مکنیہ ہے، اس میں رائے کو گھوڑسوار سے تشبیہ دی ہے پھر مشبہ بہ کو حذف کرکے اس کی طرف اس کے لازم "**جولة**" سے اشارا کیا گیا، اور "**هوی**" مشبہ اور مشبہ بہ دونوں کے مناسب ہے تو استعارہ مطلقہ ہے۔

☆ "**فطام**" میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، اس میں نفس کو شہوتوں سے توڑنے اور مغلوب کرنے کو دودھ چھڑانے سے تشبیہ دی ہے، جامع دونوں میں محبوب چیز کا چھوڑنا ہے، پھر مشبہ بہ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا،

اور قرینہ ''**نفس**'' ہے، اور ''**صِبَا**'' جس سے مراد جہالت کی طرف میلان ہے، اس کے ذکر میں ترشیح ہے، تو استعارہ مرشحہ ہے۔

(۹) نعمت (احسان) کو کپڑے سے تشبیہ دی گئی، جامع دونوں کا اپنے صاحب کو چھپانا ہے، نعمت بھی صاحب نعمت کو نعمت میں چھپاتی ہے اور کپڑا بھی، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم ''**لبس**'' سے اشارہ کیا گیا تو استعارہ مکنیہ ہے، اور **کأنها من ثيابهم** میں ترشیح ہے، کیونکہ ثیاب مشبہ بہ کے مناسب ہے۔

التمرین-۵

آنے والے استعارات کو ایک بار مرشحہ اور ایک بار مجردہ بنائیں۔

استعاراتِ مرشحہ:-

لَا تَلْبَسِ الرِّيَاءَ فَإِنَّهُ يَشِفُّ عَمَّاتَحْتَهُ ــــ ریا کا لباس نہ پہن اس لئے کہ وہ لباس (باریک ہونے کی وجہ سے) اس کے نیچے کو ظاہر کر دیتا ہے۔

وَلَا تَجْرِوَرَاءَ الطَّيْشِ فَإِنَّهُ يَقُوْدُكَ إِلَى الْهَاوِيَةِ ــــ اوچھے پن کے پیچھے نہ ڈوڑ اس لئے کہ وہ تجھے ہلاکت کی طرف ہانکتا ہے۔

وَلَا تَعْبَثْ بِمَوَدَّةِ الْإِخْوَانِ عَبَثَ الطِّفْلِ بِلُعْبَتِهِ ــــ بھائیوں کی دوستی میں کھلواڑ نہ کر جیسے بچہ کھلونے سے کھلواڑ کرتا ہے۔

وَلَا تُصَاحِبِ الشَّرَّ فَإِنَّهُ بِئْسَ الْقَرِيْنُ ــــ شر کا ساتھی نہ بن اس لئے کہ یہ برا ساتھی ہے۔

وَلَا تَنْخَدِعْ - إِذَا نَظَرْتَ فِي الْأُمُوْرِ - بِسَرَابٍ يَلْمَعُ فَيَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاءً بَلِ اتَّبِعْ النُّوْرَ دَائِمًا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا تُضَاءُ أَمَامَكَ السُّبُلُ ــــ جب معاملات میں غور کرے تو دھوکا نہ کھا چمکنے والی سراب سے جس کو پیاسا پانی سمجھتا ہے، بلکہ اس دنیا میں ہمیشہ روشنی کے پیچھے چل تو تیرے سامنے راستے روشن ہوتے جائیں گے۔

وَاجْتَنِبِ الظَّلَامَ فَكَمْ سَارٍ فِي اللَّيْلِ هَلَكَ ــــ تاریکی سے بچ اس لئے کہ کتنے ہی رات میں چلنے والے ہلاک ہو گئے۔

وَإِذَا عَثَرْتَ فَقُمْ غَيْرَ يَائِسٍ فَإِنَّ لِكُلِّ جَوَادٍ كَبْوَةً ــــ اور جب ٹھوکر کھائے تو بغیر مایوس ہوئے

کھڑا ہو جا اس لئے کہ ہر گھوڑے کے لئے لغزش ہے۔

وَ إِذَا حَارَبَكَ الدَّهْرُ بِجُيُوْشِه فَتَحَمَّلْ غَيْرَ عَابِسٍ ــــ اور جب زمانہ اپنے لشکروں کو لیکر تیرے سے مقابلہ کرے تو تو بغیر چہرہ بگاڑے ہوئے برداشت کر۔

استعارات مجردہ:-

لَاتَلْبِسِ الرِّيَاءَ فَإِنَّهُ خُلُقٌ ذَمِيْمٌ ــــ ریا کا لباس نہ پہن، اس لئے کہ یہ بری خصلت ہے۔

وَلَا تَجْرِوَرَاءَ الطَّيْشِ فَالْخِفَّةُ شَأْنُ الْجُهَلَاءِ ــــ اوچھے پن کے پیچھے نہ دوڑ اس لئے کہ ہلکا پن جاہلوں کی شان ہے۔

وَلَا تَعْبَثْ بِمَوَدَّةِ الْإِخْوَانِ يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ــــ بھائیوں کی دوستی میں کھلواڑ نہ کر کہ وہ تیرے پاس سے بھاگ جائیں۔

وَلَاتُصَاحِبِ الشَّرَّ فَإِنَّهُ خَصْلَةٌ بَغِيْضَةٌ ــــ شر کا ساتھی نہ بن اس لئے کہ یہ ناپسندیدہ خصلت ہے۔

وَلَا تَنْخَدِعْ إِذَا نَظَرْتَ فِي الْأُمُوْرِ بِسَرَابٍ مِنْ غَيْرِ تَفْكِيْرٍ أَوْ تَمْحِيْصٍ بَلِ اتَّبِعْ دَائِمًا النُّوْرَ الَّذِيْ تَهْدِيْكَ إِلَيْهِ التَّجْرِبَةُ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا ــــ جب معاملات میں غور کرے تو بغیر تحقیق اور سوچے سمجھے سراب سے دھوکا نہ کھا بلکہ ہمیشہ اس نور کے پیچھے چل جس کی طرف اس دنیا میں تجربہ تیری رہنمائی کرے۔

وَاجْتَنِبِ الظَّلَامَ الَّذِیْ يَنْبُوْ عَقْلُکَ عَنْ إِدْرَاكِه ــــ اس تاریکی سے بچ جس کے ادراک سے تیری عقل قاصر ہے۔

وَإِذَا عَثَرْتَ فَقُمْ غَيْرَ يَائِسٍ فَلَسْتَ بِأَوَّلِ مُخْطِئٍ ــــ جب تو ٹھوکر کھائے تو بغیر مایوس ہوئے کھڑا ہو جا اس لئے کہ تو پہلا چوک کرنے والا نہیں ہے۔

وَإِذَا حَارَبَكَ الدَّهْرُ بِأَيَّامِه وَلَيَالِيْهِ فَتَحَمَّلْ غَيْرَ عَابِسٍ ــــ جب زمانہ رات ودن سے تیرا مقابلہ کرے تو بغیر چہرہ بگاڑے ہوئے برداشت کر۔

التمرين - ٦

ایسے چھ استعارہ تصریحیہ ذکر کریں جن میں مرشحہ، مجردہ اور مطلقہ ہوں۔

(١) **رَكِبْنَا رِيْحًاذَاتَ عَصْفٍ شَدِيْدٍ** ــــ سخت طوفان والی ہوا میں ہم سوار ہوئے۔ (تصریحیہ مرشحہ)

(٢) **حَادَثَنِيْ ثَعْلَبٌ ضِقْتُ ذَرْعًا بِمُرَاوَغَتِه** ــــ ایک لومڑی نے مجھ سے بات کی میں اس کی چکنی

باتوں سے تنگ دل ہوگیا۔ (تصریحیہ مرشحہ)

(۳) **يَفِيْضُ الْجَدْوَلُ بِلُجَيْنٍ سَائِغٍ شَرَابُه** ـــ چھوٹی نہر ایسی چاندی بہا رہی ہے جس کا پینا خوشگوار ہے۔ (تصریحیہ مجردہ)

(۴) **رَأَيْتُ قُرْصَ الذَّهَبِ فِي الْأُفُقِ وَقَدْ مَالَ إِلَى الْغُرُوْبِ** ـــ میں نے آسمان کے کنارے میں سونے کی ٹکیا دیکھی جو ڈوبنے کی طرف مائل ہورہی تھی۔ (تصریحیہ مجردہ)

(۵) **عَلَى النَّضْدِ كَوْكَبٌ** ـــ تپائی پر ستارہ ہے۔ (تصریحیہ مطلقہ)

(۶) **رَأَيْتُ زَهْرَةً سَاحِرَةَ الْعَيْنَيْنِ تَجْرِيْ فِيْ بُسْتَانٍ** ـــ میں نے آنکھوں پر سحر کرنے والا پھول دیکھا جو باغ میں چل رہا تھا۔

ایسے چھ استعارہ مکنیہ ذکر کریں جن میں مرشحہ، مجردہ اور مطلقہ ہوں۔

(۱) **مَاتَ الْأَمَلُ بَعْدَ اَنْ أَعْيَا الْأَطِبَّاءُ** ـــ امید مرگئی ڈاکٹروں کے عاجز ہونے کے بعد۔ (مکنیہ مرشحہ)

(۲) **أَضَاءَ رَأْيُكَ الظَّلَامَ** ـــ تیری رائے نے تاریکی کو روشن کردیا۔ (مکنیہ مرشحہ)

(۳) **مَاتَ الْأَمَلُ فَيَئِسْنَا** ـــ امید مرگئی تو ہم مایوس ہوگئے۔ (مکنیہ مجردہ)

(۴) **أَضَاءَ رَأْيُكَ مُشْكِلَاتِ الْأُمُوْرِ** ـــ تیری رائے نے مشکل کاموں کو روشن کردیا۔ (مکنیہ مجردہ)

(۵) **مَاتَ الْأَمَلُ** ـــ امید مرگئی۔ (مکنیہ مطلقہ)

(۶) **أَضَاءَ رَأْيُكَ** ـــ تیری رائے نے روشن کردیا۔ (مکنیہ مطلقہ)

التمرين۔۷

آنے والے اشعار کی تشریح کریں اور ان میں موجود حسن بلاغت کی قسمیں بیان کریں۔

شریف شاعر ایک رات کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔

(۱) کتنی ہی راتیں ایسی تھیں جن میں میں نے عجلت کے ساتھ غوطہ لگایا، جن کی صبح تاریکی کا دامن تھامے ہوئے تھی۔

(۲) فجر اس کے کناروں سے جھانک رہی تھی، اور تاریکیاں اس کی رسیوں سے چھوٹ کر بھاگ رہی تھیں۔

(۳) بادل آپس کے ٹکرانے کی وجہ سے گویا گھوڑ سوار ہیں، اور بادل کی بجلیاں ان گھوڑوں کے لئے لگامیں ہیں۔

حل تمرین-۷

اردو تشریح:- میں اس رات میں چلا مجھے سواری لیجارہی تھی منزل کی طرف جس کا میں قصد کررہا تھا، اور اس رات کی صبح چھپی ہوئی تھی، اور وہ صبح رات کی تاریکی کی پناہ لئے ہوئے تھی جو اس کو چھپائے ہوئے اور مخفی کئے ہوئے تھی، اور میں برابر تاریکی میں گھستا رہا، یہاں تک کہ رات کے کناروں میں صبح ظاہر ہوئی اور تاریکی چھٹ گئی گویا وہ رسیوں سے چھوٹ گئی، اور بادل آسمان کے کناروں میں بھر گئے اور اس میں بادلوں کی بھیڑ ہوگئی گویا کہ وہ ایڑ لگانے والے گھوڑے ہیں، اور گویا چمکدار بجلیاں ان گھوڑوں کی لگامیں ہیں۔

حسن بلاغت:- اشعار میں حسن بیان کی بہت سی اقسام ہیں، پہلی چیز صبح کے ظاہر ہونے سے ڈرنے کی اور اس کے تاریکیوں کے لشکروں کے دامن تھامنے کی منظر کشی میں نادر خیال کو ظاہر کرنا ہے، اس لئے کہ اس رات میں وحشت، بجلیوں کی چمک اور خوف و کپکپی تھی۔

دوسرے شاعر نے اس خیال کو مؤید کیا اپنے قول ''صبح رات کے کناروں میں طلوع ہورہی ہے'' جو تجھے خوف زدہ اور سہمے ہوئے کی صورت عطا کرتا ہے، پس یہ صبح ڈرتے ہوئے طلوع ہورہی ہے تا کہ وہ خطروں کی جگہوں کی دیکھ بھال کرے، اور سامنے ظاہر ہونے سے پہلے خطروں کے زائل ہونے سے مطمئن ہوجائے۔

تیسرے رات کے چلے جانے کو اس نے مصور کیا ہے اونٹ کی شکل میں جو اپنی رسیوں میں ہو اور حرکت نہ کرسکے پھر ان رسیوں سے چھوٹ کر ادھر ادھر بھاگے لمبی قید و بند کے بعد آزادی کو محسوس کرتے ہوئے۔

اور چوتھے بادل بھیڑ کے ساتھ اور پے در پے ٹکڑوں کو ــــ جب کہ ان کے درمیان بجلیاں چمک رہی ہوں -- ممثل کررہا ہے ایڑ لگانے والے گھوڑوں کی شکل میں جب کہ اس کی لگامیں اس کے اوپر سورج کی شعاعیں گرنے سے چمک رہی ہیں۔

۴-الاستعارۃ التمثیلیۃ

الامثلۃ (مثالیں)

(۱) **عَادَ السَّيْفُ إِلَى قِرَابِه، وَحَلَّ اللَّيْثُ مَنِيعَ غَابِه** ــــ تلوار اپنی میان میں لوٹ آئی، اور شیر اپنے محفوظ کچھار میں داخل ہوگیا (یہ ایسے مجاہد کے لئے بولا جاتا ہے جو سفر سے اپنے وطن واپس لوٹ رہا ہو)۔

(۲) متنبی شاعر کہتا ہے ۔

وَمَن يَّكُ ذَافَمٍ مُرٍّ مَرِيْضٍ	يَجِدْ مُرًّا بِهِ المَاءَ الزُّلَالَا

ترجمہ:- جو شخص کڑوے منہ والا مریض ہوتا ہے، تو وہ اس کی وجہ سے میٹھا پانی بھی کڑوا محسوس کرتا ہے (یہ اس شخص کے لئے ہے جو عمدہ شعر سمجھنے کا ذوق نہ رکھتا ہو)۔

(۳) **قَطَعَتْ جَهِيْزَةُ قَوْلَ كُلِّ خَطِيْبٍ** ــــ جہیزہ نے ہر کہنے والے کی بات کاٹ دی (یہ فیصلہ کن بات پیش کرنے والے کے لئے ہے)۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

جب کوئی کام کرنے والا آدمی اپنے وطن واپس لوٹتا ہے تو حقیقی تلوار اپنے میان میں نہیں لوٹتی ہے اور نہ کوئی حقیقی شیر اپنی کچھار میں اترتا ہے، تو یہ دونوں ترکیبیں حقیقی معنی میں مستعمل نہیں ہیں، بلکہ مجازاً استعمال ہے، اور قرینہ حالیہ ہے جو سیاق وسباق سے سمجھا جارہا ہے، اور علاقہ مشابہت کا ہے، اس لئے کہ اس آدمی کی حالت کو جو اپنے وطن سے محنت ومشقت سے کام کے لئے نکلا ہو پھر لمبی محنت ومشقت کے بعد واپس وطن لوٹا ہو، اس کو تشبیہ دی اس تلوار کی حالت کے ساتھ جو جنگ وجدال کے لئے نیام سے باہر نکالی گئی ہو، پھر کامیابی ملنے کے بعد وہ اپنی نیام میں واپس آگئی ہو، اسی طرح "**حَلَّ اللَّيْثُ مَنِيْعَ غَابِهِ**" بھی حقیقی معنی میں مستعمل نہیں ہے بلکہ مجازی معنی میں ہے علاقہ مشابہت کا ہے اور قرینہ حالیہ ہے پہلے کی طرح۔

اور متنبی کے شعر کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مریض جس کے منہ کا ذائقہ کڑوا ہو تو وہ میٹھا پانی بھی کڑوا محسوس کرے گا، لیکن متنبی نے اس کا حقیقی مفہوم یہاں مراد نہیں لیا ہے، بلکہ اس نے یہ شعر ان لوگوں کے لئے استعمال کیا ہے جو اپنے شعری ذوق میں خرابی اور ادبی فہم کی کمزوری کی وجہ سے اس کے شعر پر عیب لگاتے ہیں، تو یہ ترکیب بھی مجازی ہے، علاقہ مشابہت کا ہے اور قرینہ حالیہ ہے، گویا شعر میں عیب لگانے والوں کو تشبیہ دے رہا ہے اس مریض کی حالت سے جو منہ کی کڑواہٹ کی وجہ سے میٹھے پانی کو بھی کڑوا محسوس کرتا ہے، تو شعر میں عیب لگانے والے مشبہ، اور مریض مشبہ بہ ہوا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

اور تیسری مثال ایک عربی کہاوت ہے، جس کی حقیقت یہ ہے کہ کچھ لوگ دو قبیلوں کے درمیان صلح کے لئے اکٹھا ہوئے، ان میں ایک قبیلہ کے آدمی نے دوسرے قبیلہ کے آدمی کو قتل کر دیا تھا، اس کے مشورہ کے لئے لوگ

بیٹھے ہوئے تھے کہ جہیزہ نام کی ایک لڑکی نے آکر خبر دی کہ مقتول کے اولیاء قاتل پر قابو پا چکے ہیں، اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا، تو اس موقع پر کسی نے کہا **"قَطَعَتْ جَهِيْزَةُ قَوْلَ كُلِّ خَطِيْبٍ"** کہ جہیزہ نے ہر کہنے والے کی بات ختم کر دی ـــ پھر یہ قول اہل عرب کے لئے ضرب المثل بن گیا، اور ہر اس جگہ کے لئے استعمال ہونے لگا جہاں کوئی فیصلہ کن بات کہی جائے ـــ اوپر کی تینوں مثالوں میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ کلام اپنے غیر حقیقی معنی میں مستعمل ہے، اور حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان علاقہ مشابہت کا ہے اور قرینہ حالیہ ہے، اور اس قسم کی ہر ترکیب کا نام استعارہ تمثیلیہ ہے۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۲۱) استعارہ تمثیلیہ ہر وہ ترکیب ہے جو غیر موضوع لہ معنی میں مستعمل ہو مشابہت کے علاقہ کی وجہ سے اور ساتھ ہی حقیقی معنی مراد لینے سے مانع قرینہ بھی ہو۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

(۱) عرب کی کہاوتوں میں سے ہے۔

قَبْلَ الرِّمَاءِ تُمْلَأُ الْكَنَائِنُ ۔ تیر اندازی سے پہلے ترکش بھرے ہونے چاہئیں (یہ کہاوت اس شخص کے لئے تو کہیگا جو اپنے پاس مال کی فراہمی سے پہلے گھر بنانا چاہتا ہے)۔

(۲) **أَنْتَ تَرْقُمُ عَلَى الْمَاءِ** ۔ تم پانی پر نقش کر رہے ہو (یہ کہاوت آپ اس سے کہیں گے جو ایسے کام پر مصر ہو جو انتہائی کوشش کے باوجود ممکن الحصول نہ ہو)۔

الاجابة (نمونے کا حل)

(۱) پہلی مثال میں اس شخص کی حالت کو جو مال تیار کرنے سے پہلے گھر تعمیر کرنا چاہتا ہے، اس شخص کی حالت سے تشبیہ دی گئی ہے، جو جنگ کا ارادہ رکھتا ہو اور اس کے ترکش میں تیر نہ ہوں، جامع یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک معاملہ کی تیاری کرنے سے پہلے اس میں جلد بازی کر رہا ہے، پھر مشبہ بہ کی حالت پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے استعارہ تمثیلیہ کے طور پر مستعار لیا گیا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۲) دوسری مثال میں اس شخص کی حالت کو جو کسی محال کام کرنے پر مصر ہو، اس شخص کی حالت سے تشبیہ دی گئی جو پانی پر نقش کررہا ہو، (جو بے فائدہ ہے) جامع یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک بے فائدہ اور بے نتیجہ کام کرتا ہے پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے استعارہ تمثیلیہ کے طور پر مستعار لیا گیا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

التمرین - ۱

ایک ایسی حالت فرض کریں، جس کو آپ آنے والی ترکیبوں میں سے ہر ایک کا مشبہ بنائیں، پھر پانچ ترکیبوں میں استعارہ جاری کریں۔

(الف) وہ حالت جو مشبہ بنانے کے لئے فرض کی گئی ہیں، ذیل کی ترکیبوں کے ساتھ

(۱) تو کانٹے دار درخت سے انگور نہیں توڑ سکتا (یہ مثل اس شخص کے لئے ہے جو تیرے ساتھ برائی کا برتاؤ کرے اور تیرے سے اچھے بدلہ کا منتظر رہے)۔

(۲) تو راکھ میں پھونک رہا ہے (یہ مثل اس کے لئے ہے جو کسی ایسی چیز میں بضد ہو جس کا حصول متعذر ہو)۔

(۳) خنزیروں کے سامنے موتی نہ بکھیر (یہ مثل ایسے شخص کے لئے ہے جو نصیحت پیش کرے ایسے آدمی کے سامنے جو ناسمجھ اور بے عقل ہو)۔

(۴) وہ شکار ڈھونڈتا رہا ہے شیر کی پناہ گاہ میں (یہ ایسے شخص کے لئے ہے جو اپنے آپ کو ایسے خطرے میں ڈالے جہاں ہلاکت یقینی ہو)۔

(۵) کمان کو اس کے ماہر آدمی نے لیا (اس وقت بولتے ہیں جب منصب وعہدہ کو اس کا اہل آدمی لیوے)۔

(۶) ورم والے پھولے ہوئے شخص کو تو نے موٹا سمجھا (یہ مثل ہے اس شخص کے لئے جو مالدار آدمی کے گھوڑے سے دھوکا کھائے پھر اس سے عطا کی امید کرے)۔

(۷) تو ٹھنڈے لوہے پر ہتھوڑا مارتا ہے (اس شخص کے لئے ہے جو کسی چیز کی طلب میں مصر ہو جس کا پورا ہونا متعذر رہو)۔

(۸) وہ بغیر فاؤنڈیشن کے محل تعمیر کررہا ہے (یہ مثل اس موقع پر ہے جو ابتدائی مبادیات کو حاصل کئے بغیر علوم عالیہ پڑھ رہا ہو)۔

(۹) ہر تلوار کے لئے چوک (اس کا خطا کرنا) ہے (یہ مثل ہے کہ ہوشیار وذی رائے آدمی کبھی پھسل جاتا ہے)۔

(۱۰) مومن ایک بل سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا (اس شخص کے لئے ہے جو ایک مرتبہ غلطی کرتا ہے، پھر اپنی غلطی پر چوکنا ہوجاتا ہے تو دوبارہ وہ غلطی نہیں کرتا)۔

(۱۱) میٹھے پانی کے گھاٹ پر بہت بھیڑ ہوتی ہے (اس موقع پر ہے کہ سخی اور عالم کے زائرین اور ملنے والے بہت ہوتے ہیں)۔

(۱۲) اونٹ کو باندھ دے اور توکل کر (یہ مثل ہے کہ اسباق میں محنت وجدو جہد خوب کرو اور نتیجہ امتحان میں بھروسہ اللہ پر کرو)۔

(۱۳) تم جو بوؤگے وہ کاٹوگے (یہ مثل ہے کہ طالبعلم سال بھر سستی اور لاپرواہی کرتا ہے پھر امتحان میں ناکام ہوتا ہے)۔

(۱۴) تم بھی اپنا ڈول ڈولوں میں ڈالو (یہ مثل ہے کہ کام کرنے والوں کے ساتھ مضبوطی سے کام کا اقدام کرو، شاید اقدام کرنے والا مشکل چیز بھی حاصل کرلے)۔

(۱۵) وہ اپنے گھر اپنے ہاتھوں ویران کررہے ہیں (یہ مثل ہے اس مریض کے لئے جو ڈاکٹر کی بات نہیں مانتا پھر ہلاک ہوجاتا ہے)۔

(۱۶) لوہا لوہے کو کاٹتا ہے (یہ مثل ہے کہ ہر سیر پر اللہ سوا سیر مسلط کرتا ہے، ہر کمینہ پر اس سے بڑا کمینہ اللہ مسلط کرتا ہے)۔

(۱۷) سینہ کے مریض کے لئے ضروری ہے تھوک نگلنا (یہ مثل ہے کہ غصہ والے آدمی کے لئے لمبے صبر اور غصہ کو پی جانے کے بعد اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا موقعہ آتا ہے)۔

(۱۸) ہر عمدہ گھوڑے کے لئے گرنا ہے (یہ مثل ہے کہ اسباق میں محنت کرنے والا ہوشیار طالبعلم بھی کبھی ناکام ہوتا ہے)۔

(۱۹) جو سمندر کا قصد کرتا ہے وہ چھوٹی نہروں کو تھوڑا سمجھتا ہے (یہ مثل ہے کہ لوگ بڑے عالم کے پاس جاتے ہیں، اور علم و معرفت میں کم درجہ والے کو چھوڑ دیتے ہیں)۔

(۲۰) کیا کھجور بھی ردی اور وزن وکیل بھی گھاٹے والا (یہ مثل ہے، کہ مزدور کو ذلیل بھی کیا جائے اور اجرت بھی کم دیجائے)۔

(ب) پہلی پانچ ترکیبوں میں استعارات کا اجراء

(۱) جو شخص تیرے ساتھ برائی کرے اور اچھے بدلہ کا منتظر رہے اس کی حالت کو تشبیہ دی گئی اس شخص کی حالت سے جو کانٹا بوئے اور اس سے انگور کا پھل توڑنے کی طمع کرے، جامع یہ ہے کہ دونوں کی طمع بے فائدہ ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی حالت کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۲) جو شخص متعذر الحصول چیز کا مصر ہو اس کی حالت کو تشبیہ دی گئی اس شخص کی حالت سے جو ٹھنڈی راکھ میں پھونک مار رہا ہے، جامع یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک کو اپنی محنت سے مقصد حاصل نہیں ہوتا ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۳) جو شخص ناسمجھ اور بے عقل کو نصیحت کرے اس کی حالت کو تشبیہ دی گئی اس شخص کی حالت سے جو خنزیروں کے سامنے موتی بکھیرے، جامع یہ ہے کہ ہر ایک قیمتی چیز سے نفع نہیں اٹھاتا، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۴) جو شخص اپنے آپ کو کسی معاملہ میں یا کسی جگہ میں خطرے میں ڈالے جس میں ہلاکت یقینی ہو تو اس کی حالت کو تشبیہ دی گئی اس شخص کی حالت سے جو شکار طلب کرے شیر کی پناہ گاہ میں، جامع یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنے کو یقینی خطرے میں ڈال رہا ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۵) اس منصب و عہدے کی حالت کو جس میں مشغول ہووے ایسا آدمی جو اس کا اہل ہے، تشبیہ دی گئی اس کمان کی حالت سے جس کو اس کا ماہر آدمی لیوے، جامع یہ ہے کہ ہر ایک اس کا اہل ہے جس کی اس کی طرف نسبت

کی گئی ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

التمرین۔ ۲

آنے والے استعارات میں ہر استعارے کی قسم بیان کریں اور اس کو جاری کریں۔

(۱) متنبی شاعر کہتا ہے۔

وفا بہت کم ہوگئی پس آپ اس کو کسی وعدے میں نہیں پائیں گے، اور خبروں اور قسموں میں سچائی نایاب ہوگئی۔

(۲) بحتری شاعر کہتا ہے۔

جب اندرونی بگاڑ کے باوجود زخم کی مرہم پٹی کر دی جائے تو اس میں ڈاکٹر کا بے کار (ناتجربہ کار) ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

(۳) ایک شاعر کہتا ہے۔

کب تعمیر اپنی تکمیل کو پہنچ سکتی ہے جب کہ تم اس کو تعمیر کر رہے ہو اور دوسرا اس کو گرا رہا ہے۔

(۴) اللہ تعالی کا ارشاد ہے، اے اللہ تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔

(۵) اللہ تعالی کا ارشاد ہے، اور جس دن ہم ان میں سے بعض کو چھوڑ دیں گے تو وہ بعض میں گڈمڈ ہو جائیں گے اور صور میں پھونکا جائے گا تو ہم ان سب کو جمع کر دیں گے۔

(۶) محمود بارودی شاعر کہتا ہے۔ سمندر کی گہرائی میں ایسی چیز ہوتی ہے جو تھوڑی چیز سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

(۷) ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔

جو شخص بغیر لڑائی کے شہروں کو فتح کرتا ہے، تو اس پر شہروں کو دوسرے کے حوالہ کرنا آسان ہوتا ہے۔

(۸) اور کسی شاعر نے کہا ہے۔

ان کے لئے ان کے حسب نسب اور چہروں نے رات کی تاریکیوں کو روشن کر دیا حتی کہ موتی پرونے والے نے موتی پرو دئے ہیں۔

(۹) اور کسی شاعر نے کہا ہے ۔
جو شخص کسی حسین وجمیل عورت کو نکاح کا پیغام دے تو مہر اس کے لئے باعث مشقت نہیں ہوتا ہے۔
(۱۰) متنبی شاعر کہتا ہے ۔
مجھ سے دور رہیئے، اس لئے کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو سانپ کے کاٹنے سے ڈر کر بچھوؤں کے اوپر سو جاتے ہیں۔
(۱۱) آپ تو کھجور کو سامان تجارت کے طور پر مقام ہجر بھیجنے والے کی طرح ہیں۔
(۱۲) متنبی شاعر کہتا ہے ۔
اس کے لئے مال کو تلواریں اور نیزے زندہ کرتے ہیں، اور ممدوح کی مسکراہٹ اور سخاوت، تلواروں اور نیزوں کے جمع کئے مال کو قتل یعنی ختم کر دیتی ہے۔
(۱۳) اور متنبی سیف الدولہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے ۔
اے وہ تلوار جو نیام میں نہیں ہے، اور نہ اس میں کوئی شک کرنے والا ہے اور نہ اس سے بچانے والا ہے۔
(۱۴) کتوں کا بھونکنا بادل کو نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔
(۱۵) تلوار ہر اس شخص کی تعریف نہیں کرتی جو اس کو اٹھائے، (کیونکہ ہر اٹھانے والا ماہر نہیں ہوتا)۔
(۱۶) کتنے ہی رشتہ دار ایسے ہیں جن کے کینے کے ناخن میں نے اپنی بردباری سے تراش دیئے، جب کہ ان کے پاس بردباری کچھ بھی نہیں ہے۔
(۱۷) کوئی حسینہ عیب سے خالی نہیں ہوتی ہے۔
(۱۸) اے ہمارے پروردگار! ہمارے اوپر صبر کو انڈیل دے، اور ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے۔

* * *

حل تمرین - ۲

(۱) ’’**وفا**‘‘ میں استعارہ مکنیہ ہے، وفا کو پانی سے تشبیہ دی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم ’’**غاض**‘‘ (بمعنی ’’**قل ونقص الماء**‘‘) سے اشارہ کر دیا۔

(۲) استعارہ تمثیلیہ ہے، اس شخص کی حالت کو جو دوسرے سے صلح کر رہا ہے جب کہ دونوں میں کینہ چھپا ہوا ہے ــــ تشبیہ دی ہے زخم کی حالت سے جس کو اندر کا بگاڑ صاف کرنے سے پہلے بھر اجا رہا ہے، جامع دونوں میں تکلیف دہ اثر کا لوٹ آنا ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۳) استعارہ تمثیلیہ ہے، مصلح کی حالت کو جو اصلاح شروع کرتا ہے پھر اس کا غیر آتا ہے اور اس پہلے مصلح کے عمل کو باطل کر دیتا ہے خود پسندی میں یا اصلاح کی دوسرے کی طرف نسبت کرنا ناپسند کرنے کی وجہ سے ــــ، اس کو تشبیہ دی ہے عمارت کی حالت سے جس کو اٹھایا جاتا ہے حتی کہ جب تکمیل کے قریب ہو جاتی ہے تو کوئی آکر گرا دیتا ہے، جامع دونوں میں مقصد تک نہ پہنچنا ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۴) استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، دین کو راستہ سے تشبیہ دی ہے، جامع ہے دونوں کا مقصد تک پہنچانا، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۵) ’’**یموج**‘‘ میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، لوگوں کی بھیڑ اور اختلاط کو موج سے تشبیہ دی ہے، جامع دونوں میں ہلنا اور حرکت کرنا ہے، پھر ’’**موج**‘‘ مصدر سے ’’**یموج** بمعنی **یختلط**‘‘ مشتق کیا گیا، اور قرینہ لفظیہ ہے اور وہ ’’**بعضهم فی بعض**‘‘ ہے۔

اور ’’**نفخ فی الصور**‘‘ میں استعارہ تمثیلیہ ہے، جس میں قدرت الٰہی کے امر کی، اور لوگوں کو حساب کے لئے بلانے کی، اور لوگوں کے بھیڑ کے ساتھ اطاعت کے ساتھ اٹھ کر آنے کی حالت کو تشبیہ دی ہے لوگوں کو اجتماع کی طرف بلانے کے لئے بگل میں پھونکنے کی حالت کے ساتھ، جامع دونوں میں سننا اور ماننا ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۶) استعارہ تمثیلیہ ہے، اس شخص کی حالت کو جو مقصد حاصل کرنے کے لئے بڑے امور طلب کرے اور

چھوٹے امور سے انکار ے ـــــ تشبیہ دی ہے اس شخص کی حالت سے جو سمندر پر اکتفا کرے اور تھوڑا پانی طلب نہ کرے، جامع دونوں میں کثیر کی وجہ سے قلیل سے بے نیازی ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۷) استعارہ تمثیلیہ ہے، اس وارث کی حالت کو جو اپنے باپ سے وراثت میں ملی ہوئی چیزوں کو اٹھاتا ہے ـــــ اس امام وقائد کی حالت سے تشبیہ دی ہے جو بغیر جنگ کے شہروں کو فتح کرتا ہے تو اس پر اس کو دشمنوں کے حوالہ کرنا آسان ہے، جامع دونوں میں بغیر مشقت کے حاصل شدہ چیز کو ضائع کرنا، اور اس کی قدر نہ کرنا ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۸) **"احسابهم** اور **وجوههم"** میں استعارہ مکنیہ ہے، حسب نسب اور چہروں کو تشبیہ دی ہے چراغوں سے، جامع دونوں میں حسن وخوبصورتی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم **"اضاء"** سے اشارہ کیا گیا، یہی قرینہ ہے اور شعر کا دوسرا مصرعہ ترشیح ہے۔

(۹) استعارہ تمثیلیہ ہے، اس شخص کی حالت کو جو علم حاصل کرنے میں محنت کرتا ہے، اور بلند عہدہ حاصل کرنے کے لئے اپنا قیمتی مال اور صحت بھی خرچ کرتا ہے -- اس شخص کی حالت سے تشبیہ دی ہے جو حسین عورت سے منگنی کرتا ہے، پس اس کی بڑی مہر سے بھی نہیں گھبراتا ہے، جامع دونوں میں مقصد کو حاصل کرنے کے لئے قیمتی چیزوں کو خرچ کرنا، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۱۰) استعارہ تمثیلیہ ہے، اس آدمی کی حالت کو جو ہلاکت سے ڈرتا ہے تو کاٹنے والی دائمی ذلت پر صبر کر لیتا ہے ـــــ اس کو تشبیہ دی ہے اس شخص کی حالت سے جو ناگ سے بھاگتا ہے جس کی ایک ہی ڈنک میں موت ہے اس بچھو کی طرف جس کے ڈسنے میں لمبی تکلیف اور دردناک عذاب ہے، جامع دونوں میں راحت دینے والی موت سے دائمی عذاب کی طرف بھاگنا ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۱۱) کلام میں تشبیہ تمثیل ہے، جس میں تشبیہ دی ہے اس شخص کی حالت کو جو اپنی تالیف کردہ کتاب ھدیہ کرتا ہے ایسے عالم کو جو عالم اس فن میں مخصوص ہے اور ماہر ہے ـــــ اس شخص کی حالت سے جو کھجوریں ھجر مقام میں بھیجتا

ہے، (ھجر شہر میں کھجوریں خوب پیدا ہوتی ہیں) جامع دونوں میں کسی چیز کو ایسی جگہ ہدیہ کرنا جو اس کا مصدر و منبع ہے جو اس کی منڈی ہے۔

(۱۲) "**تُحْيِي اور يَقْتل**" میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، غنیمتوں کے مال کو حاصل کرنے کو احیاء سے تشبیہ دی ہے جامع دونوں میں ایجاد (موجود کرنا) ہے، اور مال خرچ کرنے کو قتل سے تشبیہ دی ہے، جامع دونوں میں زائل کرنا ہے، پھر دونوں میں مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا، اور احیاء اور قتل مصدر سے "**تُحيي** اور **يقتل**" مشتق کیا گیا، اور پہلے لفظ میں قرینہ "**صوارم**" (تلوار) ہے، اور دوسرے لفظ میں "**تبسم** اور **جداء**" (سخاوت) ہے۔

(۱۳) "**سيف**" میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، سیف الدولۃ کو سیف سے تشبیہ دی ہے، جامع دونوں میں ڈرانا اور کاٹنا ہے، اور قرینہ "**نداء**" ہے، اور "**ليس مُغْمَدًا**" ترشیح ہے۔

(۱۴) استعارہ تمثیلیہ ہے، جس میں تشبیہ دی گئی اس شخص کی حالت کو جو کسی بہت بڑے آدمی کی برائی کرتا رہتا ہے اور اس معمولی آدمی کی برائی سے اس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا ــــ اس کو تشبیہ دی ہے کتوں کی حالت سے جو بادل کو بھونکتے ہیں، جامع دونوں میں مقصد تک نہ پہنچنا ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۱۵) استعارہ تمثیلیہ ہے، اس میں تشبیہ دی گئی ہے اس شخص کی حالت کو جو کسی عہدہ کا ذمہ دار بنتا ہے پھر اس کے برے کرتوت سے اس عہدے کا درجہ گھٹ جاتا ہے ــــ اس بزدل کی حالت سے جو تلوار اٹھاتا ہے پس اس کو اچھی طرح استعمال نہیں کرتا، جامع دونوں میں بری تاثیر اور بدنامی ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۱۶) "**ضِغْنِه**" میں استعارہ مکنیہ ہے، "**ضغن**" (کینہ) کو درندے سے تشبیہ دی ہے، جامع یہ ہے کہ دونوں غدر کا مصدر ہیں یعنی دونوں سے غدر و دھوکا صادر ہوتا ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم "**تقليم الاظافر**" سے اشارہ کیا گیا، یہی قرینہ ہے۔

(۱۷) استعارہ تمثیلیہ ہے، اس شخص کی حالت کو تشبیہ دی گئی ہے جو کمال اخلاق میں معروف ہے پس اس کا نفس کمزور ہو جاتا ہے تو وہ کبھی پھسل جاتا ہے ــــ اس حسین عورت کی حالت سے جس میں کوئی صفت جمال

وخوبصورتی کے منافی ہوتی ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۱۸) "صبرًا" میں استعارہ مکنیہ ہے، صبر کو پانی سے تشبیہ دی گئی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کرکے اس کی طرف اس کے ایک لازم "أفرغ" سے اشارہ کیا گیا، اور یہی قرینہ ہے۔

التمرین-۳

آنے والی ضمنی تشبیہات کو استعاراتِ تمثیلیہ بنائیں، ان میں آپ مشبہ کو حذف کردیں اور اس کے مناسب کوئی دوسری حالت فرض کرکے اس کو مشبہ بنائیں۔

(۱) متنبی شاعر کہتا ہے ۔

میں نے اسی سے امید باندھی ہے جو اس کا اہل ہے، اور جو بادلوں کے علاوہ سے بارش چاہتا ہے وہ ظلم کرتا ہے۔

(۲) اگر بادشاہ فخر کے طور پر یہ گمان کرتے ہیں کہ تو بھی انہیں میں سے ہے تو سورج بھی تو ایک ستارہ ہے۔

(۳) اور یہی شاعر کہتا ہے ۔

دیکھی ہوئی چیز لے لے اور سنی ہوئی چیز چھوڑ دے، اس لئے کہ چودھویں کے چاند کے طلوع ہونے میں وہ چیز ہے جو تجھے زحل ستارے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

(۴) اور یہی شاعر کہتا ہے

شاید تیری ناراضگی کا انجام اچھا ہوگا، اس لئے کہ بسا اوقات جسم بیماریوں کے بعد مزید صحت مند ہوجاتے ہیں۔

(۵) کسی شاعر نے ایسے شریف آدمی کے بارے میں کہا ہے جو کبھی کبھی گذارہ کے بقدر روزی پالیتا ہے ۔

کیا قوم کا کمینہ آدمی پیٹ بھر جانے کی اور بدہضمی کی شکایت کرتا ہے، اور نوجوانوں کا نوجوان بھوک لگنے کی شکایت کرتا ہے۔

اس لئے کہ مکہ مکرمہ کے آس پاس کی زمینیں تو بے آب وگیاہ اور قحط زدہ ہوگئی ہیں، اور باقی زمینیں قحط زدہ نہیں ہیں۔

حل تمرین - ۳

(۱) **مَنْ يُرِدْ مَوَاطِرَ مِنْ غَيْرِ السَّحَائِبِ يَظْلِمُ** ـــ اس طالبعلم کی حالت کو جو حصول علم کے لئے اچھے استاذ کا انتخاب کرے، اور دوسرے کو چھوڑ دیوے ـــ ،تشبیہ دی گئی ہے اس شخص کی حالت سے جو بادل سے بارش طلب کرے اور بادل کے علاوہ سے بارش کی امید نہ رکھے، جامع دونوں میں شی کو اپنی اصل جگہ سے تلاش کرنا ہے۔

(۲) **إِنَّ الشَّمْسَ بَعْضُ الْكَوَاكِبِ** ـــ اس آدمی کی حالت کو جو اپنے خاندان میں سب سے فائق ہو، حالانکہ وہ خاندان ہی کا ایک فرد ہے ـــ ،تشبیہ دی گئی ہے سورج کی حالت سے جو تمام ستاروں پر فوقیت رکھتا ہے حالانکہ سورج ستاروں ہی کی جنس سے ہے، جامع دونوں میں عام صفت میں اشتراک اور خاص صفت میں منفرد ہونا ہے۔

(۳) **فِيْ طَلْعَةِ الْبَدْرِمَا يُغْنِيْكَ عَنْ زُحَلٍ** ـــ اس طالب کی حالت کو جو کسی فن کی جامع کتاب کو لے اور اس فن کی مختصر کتابوں سے بے نیاز ہو جائے ـــ تشبیہ دی گئی ہے اس شخص کی حالت سے جس کے سامنے چودھویں کا چاند ظاہر ہو تو اس کی روشنی کی وجہ سے وہ مخفی ستاروں کی طلب سے بے نیاز ہو جائے، جامع دونوں میں بڑی چیز پر اکتفا کرنا چھوٹی اور معمولی چیز کے مقابلہ میں۔

(۴) **رُبَمَا صَحَّتِ الْأَجْسَامُ بِالْعِلَلِ** ـــ اس شخص کی حالت کو جو اپنی رائے کو بہادری کے ساتھ ظاہر کرتا ہے پس لوگ اس پر اس اٹکل پچو رائے کے انجام سے ڈرتے ہیں، لیکن یہ بہادری اس کو اس کے سردار کی نگاہ میں بڑا بنا دیتی ہے اور اس کا درجہ اس کے سامنے بلند کرتی ہے-- تشبیہ دی گئی ہے جسم کی حالت سے جس کو بخار پہنچے پھر وہ جسم طاقت وقوت حاصل کر لیتا ہے، جامع یہ ہے کہ دونوں نے خیر کو پیدا کیا جس کی توقع نہیں تھی۔

(۵) **لِأَمْرٍ غَدَا مَاحَوْلَ مَكَّةَ مُقْفِرًا** ـــ اسلوب و معیار ادب سے گری ہوئی کتابوں کو جس کے خریدنے پر لوگ متوجہ ہو رہے ہیں اور مفید کتابوں کو چھوڑ دیتے ہیں-- تشبیہ دی گئی ہے مکہ مکرمہ اور اس کے آس پاس کے علاقوں سے، تو مکہ مکرمہ کو بے آب و گیاہ اور بنجر دیکھ رہا ہے حالانکہ مقدس و متبرک جگہ ہے، اور مکہ مکرمہ کے علاوہ علاقوں کو ہرا بھرا دیکھ رہا ہے (حالانکہ وہ متبرک و مقدس نہیں ہیں) جامع یہ ہے کہ عمدہ اور بہترین چیز کا فائدہ کبھی اس دنیا میں حاصل نہیں ہوتا ہے۔

التمرین - ۴ وَحَلُّهُ

آنے والے استعارات تمثیلیہ کو ضمنی تشبیہات بنائیں، ان کے مناسب حالت کو ذکر کر کے اس کو آپ ہر استعارہ سے پہلے مشبہ بنائیں۔

(۱) **هٰذَا الطَّالِبُ بَطِيْئُ الْفَهْمِ وَلٰكِنَّهُ بِجِدِّهِ يَبْرُزُ عَلٰى رِفَاقِهِ وَلَيْسَ عَجِيْبًا، فَمِنَ النَّاسِ مَنْ "يَمْشِي رُوَيْدًا وَيَكُوْنُ أَوَّلًا** ـــ یہ طالب بہت کم سمجھ والا ہے لیکن اپنی محنت سے ساتھیوں سے بڑھ جاتا ہے، اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو دھیمے چلتے ہیں اور (مسلسل چلتے رہنے سے) آگے ہوجاتے ہیں۔

(۲) **طَمِعْتَ فِيْ نَوَالِ مَنْ كَانَ يَطْمَعُ فِيْ نَوَالِكَ، فَإِذَا نَجَوْتَ مِنْهُ فَقَدْ رَضِيْتَ مِنَ الْغَنِيْمَةِ بِالْإِيَابِ** ـــ تم نے اس شخص کی عطا کی حرص کی جو تمہاری نوازش کا حریص ہے پھر جب تم نے اس سے چھٹکارا پالیا تو تم بجائے غنیمت کے فرار پر راضی ہو گئے۔

(۳) **تَرْفَعُ النَّاسَ بِعِلْمِكَ إِلٰى أَسْمَى الْمَنَاصِبِ وَأَنْتَ تُقَاسِي اَلْوَانَ الْفَقْرِ فَأَنْتَ تُضِيْئُ لِلنَّاسِ وَتَحْتَرِقُ** ـــ تو لوگوں کو اپنے علم و ہنر سے بلند عہدوں پر اٹھارہا ہے اور تو طرح طرح کی محتاجی کی تکلیف اٹھاتا ہے، تو لوگوں کے لئے روشنی کرتا ہے اور خود جل رہا ہے۔

(۴) **دَفَعَتْكَ الْحَاجَةُ إِلَى اسْتِجْدَاءِ اللَّئِيْمِ، فَكَفٰى بِكَ دأنْ تَرَى الْمَوْتَ شَافِيًا** ـــ ضرورت نے تجھے کمینہ سے مانگنے پر مجبور کردیا، پس تیرے لئے یہ بیماری کافی ہے کہ تو موت کو شفا بخش دیکھے۔

(۵) **يَتَظَاهَرُ فُلَانٌ بِغَيْرِ طَبْعِهِ فَيَرَىٰ فِيْهِ النَّاسُ أَثَرَ التَّكَلُّفِ، وَلَابِدْعَ، فَلَيْسَ التَّكَحُّلُ فِي الْعَيْنَيْنِ كَالْكَحَلِ** ـــ فلاں اپنی فطری صلاحیتوں کے علاوہ کا مضاہرہ کرتا ہے تو لوگ اس میں تکلیف کا اثر دیکھتے ہیں، اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، اس لیے کہ سرمہ لگانا سرمگیں آنکھوں کی طرح نہیں ہوسکتا۔

(۶) **مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَلْيَصْبِرْ عَلَى الالامِ، وَلَا بُدَّ دَوْنَ الشَّهْدِ مِن إِبَرِ النَّحْلِ** ـــ جو شخص علم کا طلب ہو تو اسے تکلیفوں پر صبر کرنا چاہئے، اس لئے کہ شہد لینے کے لئے شہد کی مکھی کے ڈنک سے چارہ نہیں ہے۔

(۷) **إِنَّ هٰذَا الْفَارِسَ لَنْ يَفُوْزَ فِي السِّبَاقِ كَيْفَمَا أَجْهَدَ فَرَسَهُ وَلَاعَجَبَ، فَهُوَ يَنْفُخُ فِيْ غَيْرِ ضَرَمٍ** ـــ یہ گھوڑ سوار ہرگز گھڑدوڑ میں نہیں جیتے گا چاہے وہ اپنے گھوڑے کو کیسی ہی مشقت میں ڈالے، اس

لئے کہ یہ بغیر چنگاری کے پھونک رہا ہے۔

(۸) **إِنَّكَ تُنْشِدُ الشِّعْرَ لِمَنْ لَّايَفْهَمُهُ فَأَنْتَ تَحْدُوْ بِلَابَعِيْرٍ** ـــ توشعر پڑھ رہا ہے ایسے آدمی کے سامنے جو سمجھتا نہیں ہے، تو تو بغیر اونٹ کے حدی خوانی کر رہا ہے۔

التمرین - ۵

آنے والے اشعار میں سے ہر شعر میں آپ ایک ایسا حال فرض کریں جس میں اس شعر سے استشہاد کیا جاسکے، پھر استعارہ جاری کریں، اور استعارہ کی قسم بتائیں۔

متنبی شاعر کہتا ہے ؎

(۱) جو شخص شکار کے لئے شیر کو اپنا باز بنائے گا، تو یہ شیر اپنے شکاروں کے ساتھ اس کو بھی شکار کرلے گا۔

(۲) میں راکھ کے درمیان آگ کی چنگاری دیکھ رہا ہوں، اور ہوسکتا ہے کہ یہ کبھی آگ کا بڑا شعلہ بن جائے۔

(۳) قدم اٹھانے سے پہلے اپنے قدم کے لئے اس کی جگہ کا اندازہ کرلے، اس لئے کہ جو شخص چکنی زمین پر غفلت کے ساتھ چلتا ہے وہ پھسل جاتا ہے۔

(۴) متنبی شاعر کہتا ہے ؎

ہمیشہ مشقت میں رہتا ہے جو سورج کی روشنی سے حسد کرتا ہے، اور اس کا مثل لانے کی کوشش کرتا ہے۔

(۵) بوصیری شاعر کہتا ہے ؎

کبھی کبھی آنکھ آشوبِ چشم کی وجہ سے سورج کی روشنی سے ناواقف ہوتی ہے، اور کبھی کبھی منہ بیماری کی وجہ سے پانی کے ذائقہ سے ناواقف ہوتا ہے۔

(۶) متنبی شاعر کہتا ہے ؎

جب نوجوان موت کے پانی میں گھسنے کا عادی ہوجاتا ہے، تو اس کے راستہ میں آنے والی سب سے ہلکی چیز کیچڑ ہوتی ہے۔

(۷) اور اسی نے کہا ہے۔
جس شخص کے پاس موت چکر لگا رہی ہو وہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جس کے پاس شراب کا دور چل رہا ہو۔
(۸) کُثَیِّر عزہ سے کہتا ہے۔
مبارک ہو خوشگوار ہو، عزہ کے لئے یہ چھپی ہوئی بیماری نہیں ہے کہ اس نے ہماری آبرو کو حلال سمجھا (عزہ نے اس کو چپت مارا تھا)۔
(۹) فرزدق نے گمان کیا کہ وہ مربع کو جلد ہی قتل کردے گا، اے مرْبَع! لمبی سلامتی کی تو خوشخبری لے لے۔
(۱۰) اس پانی کے لئے ابلنا ضروری ہے جو دہکتی ہوئی آگ پر چڑھی ہانڈی میں ہو۔
(۱۱) جب حذام (نامی عورت) کوئی بات کہے تو اس کی تصدیق کرلو، کیونکہ بات وہی ہوتی ہے جو حذام نے کہی ہے۔
(۱۲) بخدا ہماری بکری دبلی ہوگئی حتی کہ اس کے دبلے پن کی وجہ سے اس کی ہڈیاں ظاہر ہوگئیں یہاں تک کہ ہر نادار و مفلس شخص اس کی قیمت لگانے لگا۔

حل تمرین - ۵

(۱) ایک تاجر نے اپنی دکان میں ایک کارندے کو چنا تا کہ وہ دکان کی دیکھ بھال کرے اور اس نے دھوکا دیدیا -- تو اس میں تاجر کی حالت کو تشبیہ دی اس شخص کی حالت سے جو کسی شکار کے لئے شیر کو وسیلہ بنائے، پس شیر اپنے شکار کے ساتھ اس کو بھی پھاڑ کھائے، جامع جس سے کام لینا ہے اس سے نگاہ کا خطا کر جانا اور جس کی طبیعت میں شر ہے اس سے خیر کی امید کرنا ـــ پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۲) فتنہ اور اختلاف کے آثار ظاہر ہوتے ہیں ظاہری سکون و متانت کے دوران میں، اس سکون کے دوران ان آثار کے نمایاں ہونے کی حالت کو تشبیہ دی ہے آگ کی چمک کی حالت سے جو راکھ کے درمیان ظاہر ہوتی ہے، جامع چیز کا موجود ہونا ہے اس کے مخفی ہونے کے باوجود، پھر اس کا بڑھ جانا ہے جب چھوڑ دیا جائے، ـــ اور مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۳) بڑے لوگوں سے بات کرنے میں بہت سوچ سمجھ کر کرنا اور اختصار کی رعایت ضروری ہے، اس حالت کو تشبیہ دی ہے اس شخص کی حالت سے جو اندھیرے میں چل رہا ہو تو وہ قدم رکھنے سے پہلے قدم کی جگہ بہت غور سے دیکھتا ہے جامع دونوں میں چوکنا رہنا اور خطرے سے بچنا ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۴) بڑے آدمی سے دشمنی کرنا اور اس کو ذلیل کرنے کی کوشش کرنا اس سے کم درجہ کے لوگوں کو اس کے مساوی کر کے -- اس حالت کو تشبیہ دی ہے اس شخص کی حالت سے جو سورج سے اس کی بڑی روشنی کے سبب، حسد کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے ستاروں میں سے کسی کو سورج کے مثل بنا وے، جامع یہ ہے کہ دونوں کا بے فائدہ اور تھکا دینے والا عمل ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۵) جو شخص شعر کے حسن کا منکر ہے اپنے ادبی ذوق کی کمزوری کی وجہ سے، اس کی حالت کو تشبیہ دی ہے اس شخص کی حالت سے جو سورج کے وجود کا انکار کرتا ہے آشوب چشم کی وجہ سے، اور اس شخص کی حالت سے جو پانی کے ذائقہ کا انکار کرتا ہے کسی بیماری سے منہ کا ذائقہ بدل جانے کی وجہ سے، جامع دونوں میں چیزوں کی خوبی وحسن سے ناواقف ہونا ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۶) ایک آدمی طاقتوروں پر غالب آجاتا ہے، تو پہلوانوں سے کم درجہ کے لوگوں پر اپنی کامیابی کا اس کو اعتماد ہے، اس حالت کو تشبیہ دی ہے گھوڑسوار کی حالت سے جو لڑائیوں میں گھس جاتا ہے تو کامیاب ہو جاتا ہے، تو راستہ کا جو کیچڑ وغیرہ ہے (جو بہت معمولی ہے) وہ اس کی پروانہیں کرتا ہے، جامع یہ ہے کہ عظیم وبڑی چیز پر قدرت داعی ہوتی ہے اس سے کم درجہ کی (معمولی) چیز کو حقیر وہلکا سمجھنے کی طرف، پھر مشبہ بہ دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۷) باہمت اور محنتی آدمی جو اپنے مقصد کے حصول کی راہ میں مشقتیں برداشت کرتا ہو، ساتھ ہی اس کی یہ حالت بے کار اور کوتاہی کرنے والے کی حالت سے ملی ہوئی ہو -- اس حالت کو تشبیہ دی ہے اس بہادر کی حالت

سے جو لڑائی کی ہولناکیوں میں بے سوچے سمجھے گھس جاتا ہے، ساتھ ہی اس کی یہ حالت ملی ہوئی ہے اس شخص کی حالت سے جو اپنا وقت گذارتا ہے شراب کی چسکیوں میں جامع یہ ہے کہ دو شخصوں میں ایک مرادنگی میں کامل اور بلند رتبہ ہے دوسرے سے (مشبہ اور مشبہ بہ، میں دو دو حالتیں ہیں) پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۸) وہ جگری دوست تو جس کو چاہتا ہے اور اس کی محبت کی رعایت کرتا ہے، اس سے تجھے کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے تو تو اس کو درگذر کرتا ہے، اس کی حالت کو تشبیہ دی گئی ہے عزّہ (نامی عورت) کی حالت سے جو کُثیر (نامی محبوب) کو برا بھلا کہتی ہے تو کثیر کو یہ گالی گلوچ عزہ کی محبت سے نہیں روکتا ہے، جامع ہے محبوب کی برائی کو معاف کرنا، اور اس کی محبت کو باقی رکھنا، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۹) کمزور مرتبہ اور درجہ والا آدمی تجھے دھمکی دے رہا ہو، ایسی چیز سے جو تجھے نقصان پہنچائے، حالانکہ وہ کچھ کر نہیں سکتا ہے ــــ، اس حالت کو تشبیہ دی ہے فرزدق شاعر کی حالت سے جو کہتا ہے کہ مربع (نامی آدمی) کو قتل کرے گا، حالانکہ وہ مربع تک پہنچنے میں انتہائی کمزور ہے، جامع دونوں میں کمزور اور عاجز کا دھمکی دینا ہے قوی اور طاقتور کو، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۱۰) غصہ کو ایک مدت تک پی لیا جائے، یہاں تک کہ جب غصہ کو بھڑکانے کے اسباب پے در پے ہو جاتے ہیں تو غصہ بہہ پڑتا ہے ــــ، اس حالت کو تشبیہ دی ہے پانی کی ہانڈی سے جو آگ پر ہو تو وہ جوش مارتی ہے، یہاں تک کہ جب برابر اس کے نیچے آگ رہتی ہے تو اس کا پانی ابلنے لگتا ہے، جامع دونوں میں رکے رہنا پھر تاثیر پیدا کرنے والے اسباب کے پائے جانے کے وقت بہہ پڑنا ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۱۱) وہ عالم جو اپنی رائے کا اظہار کرے ایسے علم وفن میں جس میں وہ ماہر ومنفرد ہو، تو اس کی تصدیق ضروری ہے ــــ اس حالت کو تشبیہ دی گئی حذام کی حالت سے، اور حذام وہ عورت ہے جو عربوں کے گمان کے مطابق تین

دن کی مسافت سے خطا نہیں کرتی تھی (یعنی بہت ہوشیار و زیرک تھی) جامع یہ ہے کہ ہر ایک ثقہ اور معتمد ہے اپنے قول میں، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۱۲) عہدوں کا درجہ گھٹ جاتا ہے عہدوں کے لائق فضل وکمال والے لوگوں کے مرنے کے بعد، پھر ان عہدوں پر غبی اور نا اہل لوگ آجاتے ہیں، ـــــ اس حالت کو تشبیہ دی ہے اس بکری کی حالت سے جو دبلی ہوگئی یہاں تک کہ اس کا گوشت اس کی ہڈیوں سے گھٹ گیا، پس ہر نادار و مفلس اس کو خریدنے کے لئے آگے بڑھنے لگا، جامع یہ ہے کہ کسی شی کا انحطاط اس میں رغبت کرنے والوں کے انحطاط کا سبب بنتا ہے، پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والی ترکیب کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، استعارہ تمثیلیہ کے طور پر، اور قرینہ حالیہ ہے۔

حل تمرین - ٦

(الف) **يَمْشِيْ وَئِيدًا وَيَرْجُوْأَنْ يَنَالَ قَصَبَ الرِّهَانِ** ـــــ وہ اطمینان وسنجیدگی کے ساتھ چلتا ہے اور امید کرتا ہے کہ بازی کا گول حاصل کرلے گا (یعنی بازی میں جیت جائے گا)۔

(ب) **يَزْرَعُ فِي أَرْضٍ سَبِخَةٍ** ـــــ وہ بنجر زمین میں کھیتی کرتا ہے۔

(ج) **يَنْقُضُ غَزْلَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ يُبْرِمُهُ، ثُمَّ يَنْقُضُهُ أَخِيْرًا** ـــــ وہ اپنے کاتے ہوئے سوت کو اپنے ہاتھ سے کھول دیتا ہے پھر اس کو بنتا ہے پھر آخر میں کھول دیتا ہے۔

(د)(۱) **اَلصَّيْفُ ضَيَّعَتِ اللَّبَنَ** ـــــ گرمی کے موسم نے دودھ ضائع کردیا۔

(د)(۲) **أَنْ تَرِدَ الْمَاءَ بِمَاءٍ أَكْيَسُ** ـــــ تو پانی کے گھاٹ پر پانی کے ساتھ آئے تو سمجھدار ہے۔

آخری دو مثالوں میں پہلی مثال میں استعارہ کا اجراء اس طرح ہے کہ اس شخص کی حالت کو تشبیہ دی گئی ہے جو اپنی روئی اس کا بھاؤ زیادہ ہونے کے وقت بیچنے سے انکار کرتا ہے، پھر بھاؤ کم ہونے کے وقت بیچنے کی ضرورت پیش آتی ہے ـــــ اس عورت کی حالت سے جو اپنے شوہر کو گرمی کے زمانے میں چھوڑ دیتی ہے، یہاں تک کہ جب سردی کا زمانہ آتا ہے جو تکلیف و حاجت کا وقت ہوتا ہے تو شوہر کے پاس آتی ہے، اب شوہر اس کو پناہ دینے سے انکار کرتا ہے، جامع فرصت کو بیکار کردینا فرصت کے موجود ہونے کے وقت پھر فرصت کو بے وقت ڈھونڈنا۔

اور دوسری مثال میں استعارہ کا اجرا اس طرح ہے کہ اس محنتی آدمی کی حالت کو جو فراخی کے سال میں تھوڑا مال ذخیرہ کرلے محتاط اور چوکنا ہو کر اس بات سے کہ ہوسکتا ہے کہ اگلا سال قحط والا ہو ـــــ ، اس حالت کو تشبیہ دی ہے اس مسافر سوار کی حالت سے جو پانی ساتھ لیکر چلتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ راستہ میں پانی ملے گا، جامع احتیاط اور چوکنا ہونا اور کسی چیز پر اعتماد نہ کرنا ممکن ہے نہ ملے۔

التمرين - ۷

متنبی شاعر کے قول کی مختصر شرح کریں، اور اس حسن بیان کی منظر کشی ذکر کریں جو آپ کو اس میں پسند آئی ہو۔

(۱) زمانے نے مجھ پر مصیبتوں کے تیر پھینکے یہاں تک کہ میرا دل تیروں کے غلاف میں چلا گیا (کہ اب دل نظر ہی نہیں آرہا ہے)۔

(۲) پس میری حالت ایسی ہوگئی کہ جب تیر میرے اوپر گرتے ہیں تو تیر کی دھار (دوسرے پہلے والے) تیر کی دھار سے ٹکرا کر ٹوٹ جاتی ہے۔

حل تمرين - ۷

شعر کی تشریح:- بیشک زمانے نے اپنے مصائب وحوادث میرے اوپر ڈالدئے، اور میرے دل کو غمگین کردیا ان لوگوں سے جن سے میں محبت کرتا تھا، اور دل کو ڈھانپ دیا مصیبتوں کے تیروں سے، یہاں تک کہ اگر کوئی اب میرے اوپر نیا تیر پھینکنے کا ارادہ کرے تو دل پر تیر گرنے کی جگہ ہی نہیں پائے گا۔

شعر کی منظر کشی کا ذکر:- ابوطیب متنبی نے انوکھی منظر کشی کی ہے، اس نے مصائب کو تیروں کی شکل میں مصور کیا ہے، اس لئے کہ تیر تیزی سے گرتے ہیں اور کثرت سے پے در پے گرتے ہیں، اور اس لئے کہ تیروں کی تاثیر قوی ہے اور تکلیف سخت ہے، اور تیروں کی کثرت کی اس نے عجیب منظر کشی کی ہے، اس کا دعوی ہے کہ تیروں کی کثرت کی وجہ سے اس کے دل میں اب نئے تیر کی جگہ ہی نہیں رہی، اور وہ تیر جو لگے ہیں وہ اکتفا ہی نہیں کرتے بلکہ دل پر اور مسلسل تیر گر رہے ہیں، تو جگہ نہ ہونے کی وجہ سے اب نئے تیروں کی دھار پہلے والے تیروں کی دھار سے ٹکرا کر ٹوٹ جاتی ہے، یعنی اب گویا تیر تیروں پر ہی پڑ رہے ہیں۔

اور دوسرے شعر میں استعارہ تمثیلیہ ہے، اس میں مصائب کے ازدحام اور ڈھیر لگنے کی حالت کو تیروں کی کثرت کی حالت سے تشبیہ دی جو بعض بعض پر گر رہے ہوں۔

۵- بلاغۃ الاستعارۃ

یہ بات پہلے گذر چکی کہ تشبیہ میں بلاغت دو طرح سے پیدا ہوتی ہے، ایک طریقہ اس کے الفاظ کی ترکیب ہے اور دوسرا طریقہ ذہنوں سے دور اچھوتے طریقہ پر مشبہ بہ کو لانا، جو صرف ایک ایسے ادیب کے ذھن میں ہی آسکتا ہے جس کو اللہ تعالی نے اشیاء کے درمیان باریک وجوہ شبہ کو پہنچاننے کی استعداد سلیم عطا کی ہو، اور معانی کو مربوط کرنے کی، اور ایک معنی سے دوسرے معنی پیدا کرنے کی انتہائی زیادہ صلاحیت وقدرت ودیعت کی ہو۔

اور استعارہ کی بلاغت کا راز بھی ان دو طریقوں سے تجاوز نہیں کرتا (یعنی ان دو طریقوں میں منحصر ہے) پس استعارے میں لفظ کی جہت سے بلاغت یہ ہے کہ اس کی ترکیب تشبیہ کو جان بوجھ کر چھوڑنے پر دلالت کرے، اور آپ کو بالقصد آمادہ کرے ایک ایسی نئی صورت کے تصور وتخیل پر جس کا حسن وجمال تمہیں بھلادے اس پوشیدہ اور مخفی تشبیہ کو جس کو کلام متضمن ہے۔

ذرا بحتری کا یہ شعر دیکھئے جو فتح بن خاقان کے بارے میں ہے ؎

يَسْمُوْ بِكَفٍّ عَلَى الْعَافِيْنَ حَانِيَةٍ	تَهْمِي وَطَرْفٍ إِلَى الْعَلْيَاءِ طَمَّاحِ

ممدوح کو بلندی حاصل ہے، مانگنے والوں پر شفقت کرنے والی اور ہمیشہ بہنے والی ہتھیلی سے اور ہر وقت بلندی کی طرف دیکھنے والی نگاہ کی وجہ سے (یعنی ان خوبیوں کی وجہ سے وہ بلند مرتبہ ہے)

کیا آپ نے دیکھا ہتھیلی کو جو ایک ایسے بادل کی صورت میں ممثل ہوئی جو مانگنے والوں پر موسلا دھار برس رہا ہو، اور یہ کہ یہ صورت آپ کے جذبات وخیالات پر غالب آگئی تو اس نے آپ کی توجہ ہٹادی کلام میں پوشیدہ تشبیہ سے۔

اور جب آپ بحتری کا یہ شعر سنیں گے جو متوکل بادشاہ کے مرثیے میں ہے، جب وہ دھوکے سے قتل کیا گیا۔

صَرِيْعٌ تَقَاضَاهُ اللَّيَالِى حُشَاشَةً	يَجُوْدُ بِهَا وَالْمَوْتُ حُمْرٌ أَظَافِرُهْ

ع وہ زمین پر پچھاڑا ہوا انسان تھا کہ زمانے نے اس سے بقیہ جان وروح کا مطالبہ کیا کہ اس کی بھی سخاوت کردے، اور موت کے ناخن ہمیشہ سرخ رہتے ہیں۔

کیا آپ اپنے خیال وتصور سے دور کرسکتے ہیں موت کی اس خوفناک صورت کو، اور وہ ایسے پھاڑ کھانے

والے جانور کی شکل ہے جس کے ناخن اس کے مقتولین کے خون میں لت پت ہوں۔

اسی لئے استعارہ تشبیہ بلیغ سے زیادہ بلیغ ہے، اس لئے کہ تشبیہ بلیغ اگر چہ اس کی بنیاد اس دعوی پر ہوتی ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ برابر اور ایک ہیں، لیکن اس میں تشبیہ ہمیشہ ملحوظ اور منوی ہوتی ہے، برخلاف استعارہ کے کیونکہ اس میں تشبیہ نسیا منسیا اور بھلائی ہوئی ہوتی ہے ـــ اس سے آپ کے سامنے یہ بات ظاہر ہوجائے گی کہ استعارہ مرشحہ استعارہ مطلقہ سے زیادہ بلیغ ہے، اور استعارہ مطلقہ استعارہ مجردہ سے زیادہ بلیغ ہے۔

رہ گئی استعارہ کی بلاغت جدت طرازی اور خیال کی عمدگی، اور سامعین کے دلوں میں اثر و تاثیر پیدا کرنے کے اعتبار سے تو یہ قدرت پیدا کرنے کا ایک کشادہ میدان ہے، اور کلام کے ماہر شہ سواروں کے ریس لگانے کا میدان ہے۔

ذرا آپ اللہ تعالی کے ارشاد کو دیکھیں آگ کے تذکرہ میں۔

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِير (الملک ۸)

قریب ہے کہ مارے غضب کے وہ جہنم پھٹ جائے، جب جب بھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا تو اس سے جہنم کے داروغہ پوچھیں گے، کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا --تو آپ کے سامنے آگ مُشکّل ہوگی ایک بھاری بھرکم، سخت پکڑنے والی مخلوق کی شکل میں جو چہرے پر تیوریاں چڑھائے ہوئے اور ترش رو ہو، اور جس کا سینہ کینہ اور غصہ سے کھول رہا ہو۔

پھر آپ ابو العتاھیہ کا یہ شعر دیکھیں جو خلیفہ مہدی کو خلافت کی مبارکبادی دینے میں ہے۔

أَتَتْهُ الْخِلَافَةُ مُنْقَادَةً	إِلَيْهِ تُجَرِّرُ أَذْيَالَهَا

ترجمہ:- اس کے پاس خلافت آئی اس کی مطیع وفرمانبردار بن کر اور اپنے دامنوں کو گھسیٹتے ہوئے۔

تو آپ محسوس کرینگے کہ خلافت ایک نازک بدن، پتلی کمر والی، نازونخرے والی، ننگ دل حسینہ ہے، جس پر سارے لوگ فریفتہ ہیں، اور یہ ان کا انکار کررہی ہے، اور اعراض کررہی ہے، لیکن مہدی کے پاس مطیع وفرمانبردار ہوکر، نازونخرے کے ساتھ، حیران وسرگشتہ اور شرماتی ہوئی اپنے دامنوں کو زمین پر گھسیٹتی ہوئی آرہی ہے۔

یہ صورت بلاشبہ انوکھی اور شاندار ہے، ابو العتاھیہ نے اس کی انوکھی منظر کشی کی ہے، یہ صورت سامعین کے کانوں میں مٹھاس اور دلوں میں محبوبیت باقی رکھے گی جب تک زمانہ باقی رہے گا۔

پھر اس کے بعد آپ بارودی کا یہ شعر سنئے ۔

إِذَا اسْتَلَّ مِنَّا سَيِّدٌ غَرْبَ سَيْفِهِ	تَفَزَّعَتِ الْأَفْلَاكُ وَالْتَفَتَ الدَّهْرُ

ترجمہ:- جب ہمارا کوئی سردار اپنی تلوار کی دھار سونت لیتا ہے، تو آسمان کانپ اٹھتے ہیں اور زمانہ بھی پیچھے مڑ کر دیکھنے لگتا ہے۔

آپ مجھے بتائیں اس کو سنکر جو ہولنا کی آپ کے سامنے آئی اور آپ نے محسوس کی، اور یہ بتائیں کہ آپ کے دل میں کیسی آئی ہے زندہ، اور حساس، اور گھبراہٹ وخوف سے کانپنے والے بڑے بڑے اجرام سماویہ کی صورت، اور آپ نے زمانہ کو کیا تصور کیا؟ جب کہ وہ دھشت و بدحواسی کی وجہ سے مڑ مڑ کر دیکھ رہا ہے۔

پھر آپ اسی شاعر کا شعر سنیں جو اس نے قید خانے میں کہا ہے جب وہ مایوس اور نا امید ہو گیا تھا ۔

أَسْمَعُ فِي نَفْسِي دَبِيبَ الْمُنَى	وَأَلْمَحُ الشُّبْهَةَ فِي خَاطِرِي

ترجمہ:- میں امیدوں کی لہر (ہلکی آواز) اپنے دل میں سن رہا ہوں، اور دل میں آنے والے شبہ کو آنکھ سے دیکھ رہا ہوں۔

آپ محسوس کریں گے کہ شاعر نے امید کی ایسی صورت پیش کی ہے کہ وہ امید محسوس طریقہ پر دل میں آہستہ آہستہ چل رہی ہے جس کو وہ اپنے کان سے سن رہا ہے، اور یہ کہ اوہام وخیالات کو ایک ایسا جسم حاصل ہو گیا ہے جس کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے، کیا آپ نے امید وشک کی منظر کشی میں اس سے بڑھ کہ ندرت دیکھی ہے جب کہ امید وشک جاذب نظر ہو، کیا آپ نے ندرت پیدا کرنے میں کوئی ایسی تاثیر دیکھی ہے جو اس عمدہ استعارہ کے اندر موجود ہے۔

پھر شریف رضی کا یہ شعر بھی دیکھیں جو اس نے محبوب کو رخصت کرتے وقت کہا ہے ۔

نَسْرِقُ الدَّمْعَ فِي الْجُيُوْبِ حَيَاءً	وَبِنَا مَابِنَا مِنَ الْإِشْفَاقِ

ترجمہ:- شرم وحیاء کی وجہ سے ہم آنسو گریبانوں میں چرا لیتے ہیں، اور ہمارے اوپر جو خوف کا عالم ہے وہ ہم ہی جانتے ہیں۔

وہ اپنے محبوب کو رخصت کرتے وقت اپنے آنسو چرا لیتا ہے تا کہ اس کو کمزوری اور بزدلی کا طعنہ نہ دیا جائے، شاعر اس طرح بھی کہہ سکتا تھا کہ ہم شرم سے آنسو گریبان میں چھپا لیتے ہیں، لیکن وہ سحر بیانی کی آخری منزل پر

پہنچنا چاہتا ہے، اس لئے کہ کلمۂ **نَسْرِقْ** آپ کے ذھن میں اس کے خوف کی شدت کی صورت کی عکاسی کرتا ہے جس میں کمزوری کا اثر ظاہر ہو، اور اسی طرح یہ کلمہ رقیبوں کی نگاہوں سے اس کے آنسو چھپانے کی تیزی اور مہارت کی بھی تصویر کشی کر رہا ہے۔

اگر اس کتاب کا دائرہ تنگ نہ ہوتا تو ہم آپ کے سامنے نادر استعارہ کی بہت سی صورتیں پیش کرتے، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے پیش کیا ہے وہ کافی اور وافی ہے۔

۲- المجاز المرسل

الامثلہ (مثالیں)

(۱) متنبی شاعر نے کہا ہے ۔

لَهُ أيَادٍ عليَّ سَابِغَةٌ	أُعَدُّ منها ولا أُعَدِّدُهُا

ترجمہ:- میرے اوپر ممدوح کے بھرپور ہاتھ ہیں، (یعنی بے شمار احسانات ہیں) میں ان میں سے شمار کیا جاتا ہوں، اور ان (احسانات) کو میں شمار نہیں کر سکتا ہوں۔

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ **وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا** ــــ وہ تمہارے لئے آسمان سے رزق اتارتا ہے۔

(۳) كَمْ بَعَثْنَا الْجَيْشَ جرَّا رًا	وَأرْسَلْنَا الْعُيُوْنَا

ترجمہ:- ہم نے کتنے ہی لشکر جرار بھیجے، اور ہم نے جاسوسوں کو بھیجا۔

(۴) اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کی زبانی ارشاد فرمایا، **وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَلَهُمْ جَعَلُوْا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ** ــــ اور جب جب میں نے ان کو دعوت دی تا کہ آپ ان کی مغفرت فرمائیں تو وہ لوگ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے تھے۔

(۵) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ **وآتُوا الْيَتٰمٰى أَمْوَالَهُمْ** ــــ اور یتیموں کو تم ان کے اموال دیدو۔

(۶) اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کی زبانی ارشاد فرمایا ــــ **إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا إِلَّا فَاجِراً كَفَّاراً** ــــ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے، اور یہ لوگ فاجر و کافر ہی کو جنیں گے۔

(۷) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ **فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ** ــــ پس وہ اپنی مجلس کو بلالیں ہم بھی جہنم

کے داروغوں کو بلائیں گے۔

(۸) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ـــ **إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ** ـــ بلاشبہ نیک لوگ نعمت میں ہوں گے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

آپ پہلے یہ جان چکے کہ استعارہ مجاز لغوی میں سے ہے، اور یہ کہ استعارہ وہ کلمہ ہے جو غیر موضوع لہ معنی میں مستعمل ہو، اصلی اور مجازی دونوں معنوں کے درمیان مشابہت کے علاقہ کی وجہ سے، اب ہماری آپ سے درخواست ہے کہ گذشتہ مثالوں میں غور وفکر کریں، اور یہ بھی دیکھیں کہ یہ مثالیں مجاز پر مشتمل ہیں؟

سب سے پہلے متنبی کے شعر میں کلمۂ **"أَيَادٍ"**، کیا تمہارا خیال ہے کہ اس سے حقیقی ہاتھ مراد ہے؟ نہیں بلکہ اس سے نعمتیں اور احسانات مراد ہیں، تو کلمۂ **"ایاد"** (ہاتھ) یہاں مجاز ہے، لیکن کیا ایدی اور نعمتوں میں کوئی مشابہت نظر آرہی ہے؟ نہیں! تو دو معنوں میں کونسا علاقہ ہے، جب کہ گذشتہ اسباق میں یہ جان چکے ہیں کہ ہر مجاز کا علاقہ ہوتا ہے، اور یہ کہ عربی آدمی کسی کلمہ کو حقیقی اور مجازی دو معنوں کے درمیان کسی علاقہ اور مناسبت کے بغیر غیر موضوع لہ معنی میں استعمال نہیں کرتا ہے تو آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا ہاتھ ہی نعمت عطا کرتا ہے، تو ہاتھ نعمت کا سبب ہوا، تو ید اور نعمت دو معنوں میں علاقہ سببیت کا ہوا، اور یہ کلام عرب میں بہت عام ہے۔

پھر ارشاد باری تعالی ـــ **"وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقاً"** کو دیکھیں، روزی آسمان سے نہیں اترتی ہے، بلکہ آسمان سے جو چیز اترتی ہے وہ بارش ہے، اور اسی سے نبات وغذا پیدا ہوتی ہے جو ہماری روزی ہے، تو روزی مسبب اور بارش سبب ہوا، تو علاقہ مسببیت کا ہوا۔

پھر شعر میں **"عیون"** سے مراد جاسوس ہے، اور آسانی سے تم سمجھ لوگے کہ یہ استعمال مجازی ہے، دونوں میں علاقہ یہ ہے کہ عین (آنکھ) جاسوس کا جز ہے، اور آنکھ کا جاسوسیت میں بڑا دخل ہے تو جز بول کر کل مراد لیا تو علاقہ جزئیت کا ہوا۔

چوتھی مثال میں اللہ کے ارشاد ـــ **وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَاراً** ـــ میں آپ دیکھیں کہ انسان پوری انگلی کان میں نہیں ڈال سکتا ہے، تو آیت کریمہ میں **"اصابع"** بول کر انگلیوں کے پورے مراد لئے، تو یہ مجاز ہوا جس کا علاقہ کلیت ہے۔

پانچویں مثال میں اللہ تعالی کے ارشاد "**وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى أَمْوَالَهُمْ**" میں غور کرو تو معلوم ہوگا کہ لغت میں یتیم اس چھوٹے بچے کو کہتے ہیں جس کا باپ مر گیا ہو، تو کیا تمہارا خیال ہے کہ اللہ تعالی نے چھوٹے یتیم بچوں کو ان کے باپ کا مال دینے کا حکم دیا ہے؟ یہ بات عقل میں نہیں آتی، بلکہ حقیقت میں اللہ تعالی نے ان لوگوں کو مال دینے کا حکم دیا ہے جو یتیم ہو کر اب سن بلوغ کو پہنچ گئے، تو "**یتمٰی**" یہاں مجاز ہے جو بالغین کے لئے استعمال ہوا ہے، اور علاقہ "**اعتبار ماکان**" ہے۔

پھر چھٹی مثال "**وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِراً كَفَّاراً**" میں غور کرو تو محسوس ہوگا کہ فاجر اور کفار دونوں مجاز ہیں، اس لئے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہ فاجر و کافر نہیں ہوتا ہے لیکن وہ کبھی بچپنے کے بعد ایسا ہو جاتا ہے، تو یہاں نومولود کو فاجر بول کر فاجر مرد مراد لیا گیا، اور علاقہ "**اعتبار مایکون**" ہے۔

پھر ساتویں مثال "**فَلْيَدْعُ نَادِيَه**" میں امر مذاق و تحقیر کے لئے ہے، اس لئے کہ "**نادي**" کے معنی جمع ہونے کی جگہ (مجلس) ہے، مگر آیت میں مقصد مجلس نہیں ہے بلکہ مجلس والے ــــ، اس کے خاندان کے لوگ، اور اس کے مددگار مراد ہیں، تو یہ مجاز ہے جس میں "**نادي**" (مجلس) یعنی محل بول کر حال مراد لیا تو علاقہ محلیت کا ہے۔

پھر آٹھویں مثال "**إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ**" میں نعیم بمعنی نعمت، انسان نعمت میں نہیں رہتا ہے کیونکہ یہ تو ایک معنی ہے بلکہ نعمت کی جگہ میں رہتا ہے، تو نعمت کا استعمال یہاں مجاز ہے جس میں حال بول کر محل مراد لیا ہے تو علاقہ حالیت ہے ــــ جب یہ بات ثابت ہوگئی ــــ جیسا کہ آپ دیکھ چکے -- کہ گذشتہ ہر مجاز میں مشابہت کے علاوہ کا علاقہ ہے، ساتھ ہی حقیقی و اصلی معنی مراد لینے سے مانع قرینہ بھی ہے تو اب یہ بھی سمجھ لو کہ مجازِ لغوی کی اس قسم کا نام "**مجاز مرسل**" ہے۔

القواعد (قاعدے)

(۲۲) **مجاز مرسل:** وہ کلمہ ہے جو اپنے غیر حقیقی معنی میں استعمال کیا جائے، مشابہت کے علاوہ کسی علاقہ کی وجہ سے، ساتھ ہی حقیقی معنی مراد لینے سے مانع قرینہ بھی ہو۔

(۲۳) مجاز مرسل کے کچھ علاقے یہ ہیں،

(۱) سببیت (۲) مسببیت (۳) جزئیت (۴) کلیت (۵) اعتبار ماکان (۶) اعتبار مایکون (۷) محلیت (۸) حالیت

النموذج (نمونے کی مثالیں)

(۱) **شَرِبْتُ مَاءَ النِّيْلِ** ـــ میں نے نیل کا پانی پیا۔

(۲) **أَلْقَى الْخَطِيْبُ كَلِمَةً كَانَ لَهَا كَبِيْرُ الْأَثَرِ** ـــ مقرر نے ایسی بات کہی جو پر اثر تھی۔

(۳) **وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيْهَا** ـــ آپ اس بستی سے پوچھ لیں جس میں ہم تھے۔

(۴) **يَلْبَسُ الْمِصْرِيُّوْنَ الْقُطْنَ الَّذِيْ تُنْتِجُهُ بِلَادُهُمْ** ـــ مصری لوگ وہ روئی پہنتے ہیں جو ان کے شہروں میں پیدا ہوتی ہے۔

(۵) وَالْأَ عْوَجِيَّةُ مِلْءَ الطُّرْقِ خَلْفَهُمْ	وَالْمَشْرَفِيَّةُ مِلْءَ الْيَوْمِ فَوْقَهُمْ

اعوجی گھوڑے ان کے پیچھے راستوں کو بھرے ہوئے ہیں، اور تلواریں ان کے اوپر فضا کو بھرے ہوئے ہیں۔

(۶) **سَأُوْقِدُ نَارًا** ـــ میں عنقریب آگ جلاؤنگا۔

الاجابة (نمونے کا حل)

(۱) "**ماء النيل**" مجاز مرسل ہے، سمندر کا کل پانی بول کر بعض پانی مراد لیا گیا ہے، اور علاقہ کلیت ہے۔

(۲) "**كلمه**" مجاز مرسل ہے، کلمہ بول کر کلام مراد لیا گیا ہے، اور علاقہ جزئیت ہے۔

(۳) "**قريه**" مجاز مرسل ہے، اس میں قریہ (محل) بول کر اہل قریہ (حال) مراد لیا گیا ہے، اور علاقہ محلیت کا ہے۔

(۴) "**قطن**" مجاز مرسل ہے، قطن (روئی) بول کر اس سے بنا ہوا کپڑا مراد لیا جو پہلے روئی کی شکل میں تھا، اور علاقہ "اعتبار ما کان" ہے۔

(۵) "**يوم**" مجاز مرسل ہے، یوم (حال) بول کر فضا (محل) مراد ہے جس پر دن طلوع ہوتا ہے، اور علاقہ حالیت ہے۔

(۶) "**نار**" مجاز مرسل ہے، نار بول کر ایندھن مراد ہے جو بعد میں آگ بنتے ہیں، اور علاقہ "اعتبار ما یکون" ہے۔

التمرين - ۱

آنے والی مثالوں میں ہر خط کشیدہ مجاز پر مجاز مرسل کا علاقہ بیان کریں۔

(۱) ابن زیات نے اپنی بیوی کے مرثیہ میں کہا ہے۔

وہ لوگ آگاہ رہیں، جنہوں نے ایسا بچہ دیکھا ہے جو ماں سے جدا ہو گیا ہے، جو نیند سے بھی دور ہو گیا ہے اور اس کی

آنکھیں بہہ رہی ہیں۔

اور سموءل کی طرف یہ شعر منسوب ہے۔

(۲) تلواروں کی دھار پر ہماری جانیں بہتی ہیں، اور تلواروں کے علاوہ پر وہ نہیں بہتی ہیں۔

(۳) تم دونوں معن کے پاس ٹھہرنا، اور اس کی قبر سے کہنا کہ صبح اٹھنے والے بادل مسلسل چار دن پھر مسلسل چار دن تجھے سیراب کریں گے۔

(۴) الف- میں سمندر پر سوار نہیں ہوتا ہوں، اس لئے کہ مجھے اس سے ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

ب- میں مٹی ہوں اور وہ پانی ہے، اور مٹی تو پانی میں گھل جاتی ہے۔

(۵) ہر ہاتھ (طاقت) کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے، اور ہر ظالم کو عنقریب کسی ظالم کے ذریعہ آزمایا جائے گا۔

(۶) متنبی نے کافور کی مذمت میں کہا ہے۔

میں ایسے جھوٹوں کا مہمان بنا ہوں جن کا مہمان مہمان نوازی اور واپس چلے جانے سے روک دیا جاتا ہے، (یعنی یہ لوگ مہمان کو واپس بھی نہیں جانے دیتے، تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ سخی ہیں)۔

(۷) اسی شاعر نے کہا ہے۔

میں نے آپ کو خالص قدرت کے ساتھ خالص حلم دیکھا ہے، اگر آپ چاہتے تو آپ کا حلم ہندوستانی تلوار ہوتا۔

حل تمرین - ۱

(۱) **عیناہِ ـــ عینین** (آنکھوں) سے مراد آنسو ہیں، کیونکہ آنسو ہی بہتے ہیں، تو محل بولکر حال مراد لیا، علاقہ محلیت ہے۔

(۲) **نفوسنا ـــ نفوس** (جان) سے مراد خون ہے، کیونکہ خون ہی بہتا ہے، اور جسم میں جان کا وجود سبب ہے خون کے وجود کا، تو سبب (جان) بولکر مسبب (خون) مراد لیا، علاقہ مسببیت ہے۔

(۳) **بِمَعْنِ ـــ معن** سے مراد اس کی قبر ہے، دلیل "**قولا لقبرہ**" ہے، حال (معن) بولکر محل (قبر) مراد لیا، علاقہ حالیہ ہے۔

(۴) **البحر ـــ بحر** سے مراد کشتیاں ہیں جو پانی پر چلتی ہیں، محل (سمندر) بول کر حال (کشتی) مراد

ہے،اور علاقہ محلیت ہے ــــ کلمۂ ""**طین**"" میں مجاز مرسل ہے،علاقہ ''اعتبار ما کان'' ہے،کیچڑ پہلے مٹی تھا۔

(۵) **الیدِ ــــ ید** (ہاتھ) سے مراد قوت یا قدرت ہے، کیونکہ ہاتھ قوت وقدرت کا سبب ہے تو سبب بولکر مسبب مراد لیا،اور علاقہ سببیت ہے۔

(۶) **نزلت بکذابین** سے مراد **نزلت بمکان کذابین**،کیونکہ کذابین پر نہیں اترا جاتا ہے، بلکہ کذابین کی جگہ اور شہر میں اترا جاتا ہے،تو حال بولکر محل مراد لیا،علاقہ حالیت ہے۔

(۷) **المھندِ** ــــ (ہندوستانی تلوار) سے مراد جنگ ہے،تلوار لڑائی کا آلہ اور سبب ہے،تو سبب بولکر مسبب مراد لیا،اور علاقہ سببیت ہے۔

التمرین - ۲

آنے والی مثالوں میں مجاز مرسل اور اس کا علاقہ بیان کریں۔

(۱) ابن خلدون نے مصر میں سکونت اختیار کی۔

(۲) بعض لوگ گیہوں کھاتے ہیں،اور بعض لوگ مکئی اور جَو کھاتے ہیں۔

(۳) امیر المومنین نے اپنا ترکش پھیلا دیا۔

(۴) ہم نے بادل (بارش) کو چرلیا۔

(۵) وہ لوگ اللہ کی رحمت میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

(۶) فلاں نے اپنی وادی کے بادل (گھاس) کی حفاظت کی۔

(۷) اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کی شان میں فرمایا ــــ ہم نے تم کو تمہاری ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ رنجیدہ نہ ہو۔

(۸) اللہ تعالی کا ارشاد ہے،پس تم میں سے جو رمضان کا مہینہ دیکھے تو چاہیے کہ وہ روزہ رکھے۔

(۹) عنقریب میں تمہیں بدلہ دونگا اس چیز کا جو تمہارے ہاتھوں نے کر رکھا ہے۔

(۱۰) اللہ تعالی کا ارشاد ہے،رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ یعنی نماز پڑھو۔

(۱۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے،پس ہم نے ان کو ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری دی۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، وہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہیں۔

(۱۳) فلاں نے فلاں کی پیشانی کو ذلیل کیا۔

(۱۴) ڈول نے زمین کو سیراب کیا۔

(۱۵) وادی بہہ پڑی۔

(۱۶) **عنترہ** شاعر نے کہا ہے میں نے انتہائی سخت نیزے کو اس کے کپڑوں سے پار کر دیا، اور شریف آدمی کو نیزے پر حرام نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔

(۱۷) بیوقوفوں کے ساتھ بیٹھک نہ رکھو بے وقوفی (شراب) پر۔

(۱۸) ایک دیہاتی نے دوسرے دیہاتی سے کہا، کیا تمہارے پاس گھر (بیوی) ہے؟

حل تمرین - ۲

(۱) ابن خلدون نے ''**مصر**'' بول کر اس کا کوئی شہر مراد لیا ہے، پورے ملک مصر میں اس نے سکونت نہیں کی ہے، تو کل بولکر جز مراد لیا ہے، پس علاقہ کلیت ہے۔

(۲) گیہوں، مکئی، اور جو سے مراد اس کی روٹی ہے، جو پہلے گیہوں، جو اور مکئی کی شکل میں تھی، تو مجاز مرسل ہوا، علاقہ ''اعتبار ما کان'' ہے۔

(۳) ترکش تیر رکھنے کا تھیلا، تو تھیلے کو نہیں پھیلایا جاتا، بلکہ تھیلے میں جو تیر ہیں وہ پھیلائے جاتے ہیں تو مجاز مرسل ہوا علاقہ محلیت ہے۔

(۴) بادل سے مراد بارش ہے، کیونکہ بادل کو نہیں چرا جاتا بلکہ گھاس کو چرا جاتا ہے، جس کے ظہور کا سبب بارش ہے، تو سبب بولکر مسبب مراد لیا، پس مجاز مرسل ہوا اور علاقہ سببیت ہے۔

(۵) اللہ کی رحمت سے، رحمت کی جگہ یعنی جنت مراد ہے، کیونکہ رحمت تو ایک معنی ہیں جس میں انسان نہیں رہ سکتا، پس رحمت جو حال ہے وہ بولکر محل یعنی جنت مراد لی، تو مجاز مرسل ہوا، علاقہ محلیت ہے۔

(۶) ''**غمامہ**'' یعنی برسنے والا بادل، جو گھاس اگانے کا سبب ہے، تو سبب بولکر مسبب (گھاس) مراد لیا، اور علاقہ سببیت ہے۔

(۷)"**کی تقر عینھا**" تا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو، یعنی اس کو سکون ہو، تو سکون تو جان اور جسم کو ہوتا ہے، آنکھ کا اطلاق مجاز مرسل ہے، جزء بول کر کل مراد لیا، علاقہ جزئیت ہے۔

(۸)شہر سے مراد ہلال (چاند) ہے، اس لئے کہ مہینہ نہیں دیکھا جاتا، چاند دیکھا جاتا ہے، مگر چونکہ چاند مہینہ کے وجود کا سبب ہے اور مہینہ مسبب ہے تو مسبب بولکر سبب مراد لیا، پس مجاز مرسل ہوا، اور علاقہ مسببیت ہے۔

(۹)عمل کر کے جزا سزا کا مستحق، آدمی کا جسم اور جان ہوتی ہے، صرف ہاتھ نہیں ہوتے، پس ہاتھ جو جزء ہیں وہ بولکر پورا جسم مراد لیا تو مجاز مرسل ہوا، اور علاقہ جزئیت ہے۔

(۱۰) **ارکعوا** سے مراد **صلوا** ہے، کیونکہ رکوع نماز کا جز ہے، جز بول کر کل مراد لیا، تو مجاز مرسل ہوا، اور علاقہ جزئیت ہے۔

(۱۱)"**بغلام حلیم**"— بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو کسی چیز کا اس کو ادراک نہیں ہوتا، اس میں حلم وغیرہ صفات اس وقت آتے ہیں جب وہ مردوں کی عمر کو پہنچتا ہے، تو بچہ کے لئے حلیم کی صفت کا استعمال مجاز ہے، علاقہ "اعتبار ما یکون" ہے۔

(۱۲)انسان اپنے منہ سے نہیں بولتا، زبان سے بولتا ہے، منہ بولکر زبان مراد لینا مجاز ہے، کیونکہ زبان منہ کا جزء ہے تو علاقہ جزئیت ہے۔

(۱۳)ذلت کسی شخص کے لئے ہوتی ہے نہ کہ صرف سر کے لئے، اگر چہ ذلت کا نمایاں اثر سر میں ظاہر ہوتا ہے، پس "**ناصیہ**" بول کر شخص مراد لینا مجاز ہے، اور علاقہ جزئیت ہے۔

(۱۴)ڈول زمین کو سیراب نہیں کرتا، بلکہ پانی سیراب کرتا ہے، ڈول بولکر پانی مراد لینا مجاز ہے، محل بولکر حال مراد لیا، علاقہ محلیت ہے۔

(۱۵)وادی، دو پہاڑوں کے درمیان نشیبی جگہ ہے، وادی نہیں بہتی، بلکہ وادی کا پانی بہتا ہے، پس وادی (محل) بولکر پانی (حال) مراد لیا، تو مجاز مرسل ہوا، اور علاقہ محلیت ہے۔

(۱۶)"**شککت ثیابہ**"، اس کے کپڑوں سے پار کر دیا یعنی اس کے دل سے پار کر دیا، کپڑے بولکر دل مراد لیا، کیونکہ کپڑوں کو دل کے ساتھ مجاورت اور پڑوس حاصل ہے، گویا کپڑے دل کا محل ہیں، تو محل (کپڑے) بولکر حال (دل) مراد لیا، اور علاقہ مجاورت اور محلیت ہے۔

(۱۷) شراب بیوقوفی کا سبب ہے، پس حمق (بیوقوفی) بولکر شراب مراد لینا مجاز ہے، یعنی مسبب بولکر سبب مراد لیا، علاقہ مسببیت ہے۔

(۱۸) گھر بولکر بیوی مراد لینا مجاز ہے، کیونکہ گھر محل ہے اور بیوی حال ہے یعنی اس میں رہنے والی ہے، تو محل بولکر حال مراد لیا، اور علاقہ محلیت ہے۔

التمرین - ۳

آنے والے مجازوں میں بتائیں کس مجاز کا علاقہ مشابہت کا ہے اور کس کا غیر مشابہت کا ہے؟

(۱) اسلام گردنوں (غلاموں) کو آزاد کرنے پر ابھارتا ہے۔

(۲) یہ ایسا بادشاہ ہے جس نے قبیلہ کنانہ کی شرافت کو مضبوط کیا، جس کی بنیاد کو ان کے آباؤاجداد نے بہت محکم رکھا تھا۔

(۳) قوم کی بات متفرق اور جدا جدا ہوگئی۔

(۴) وفاداری ڈوب گئی اور غداری بہہ پڑی۔

(۵) آپ میرے لئے بعد والوں میں ایک سچی زبان بنادیجئے۔

(۶) بارش نے زمین کو زندہ کردیا اس کے مرجانے کے بعد۔

(۷) تم لوگوں پر مقتولین کے بارے میں قصاص فرض کیا گیا ہے۔

(۸) وزراء کی مجلس نے اس بات کا فیصلہ کیا ہے۔

(۹) آپ نے میرے پاس ایسا باغ بھیجا ہے جس کے معانی جلیل القدر ہیں، اور اس کے قافیے مضبوط ہیں۔

(۱۰) میں نے کافی پی۔

(۱۱) تم ایسے کان نہ بنو جو ہر چغلی قبول کرلے۔

(۱۲) چور نے مکان کو چرالیا۔

(۱۳) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ''بیشک میں اپنے آپ کو شراب نچوڑے ہوئے دیکھتا ہوں''۔

حل تمرین - ۳

(۱) ”**رقاب**“ سے مراد غلام کی ذات ہے، صرف گردن مراد نہیں ہے، لیکن گردن عادۃً قیدی غلاموں میں طوق رکھنے کی جگہ ہے، تو گردن بولکر پوری ذات مراد لی، تو مجاز مرسل ہوا، علاقہ جزئیت ہے، جزء بول کر کل مراد لیا۔

(۲) کلمۂ ”**مجد**“ میں استعارہ بالکنایہ ہے، اس میں مجد کو عمارت سے تشبیہ دی، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم ”**شاد**“ (مضبوط کیا) سے اشارہ کیا گیا، اور شعر کا دوسرا مصرعہ ترشیح ہے۔

(۳) ”قوم کے کلمہ“ سے مراد قوم کی رائیں ہیں، کیونکہ رائیں ہی متفرق ہوتی ہیں، لیکن رایوں کے ظاہر ہونے کا سبب کلمہ ہے، جو زبان سے نکلتا ہے، تو کلمہ (سبب) بولکر رائے (مسبب) مراد لیا، پس مجاز مرسل ہوا، اور علاقہ سببیت ہے۔

(۴) ”**وفا اور غدر**“ دونوں میں استعارہ بالکنایہ ہے، دونوں کو پانی سے تشبیہ دی پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم ”**غاض**“ (ڈوب گیا) اور ”**فاض**“ (بہہ پڑا) سے اشارہ کیا گیا۔

(۵) ”**لسان صدق**“ سے مراد قول صدق ہے، پس لسان جو قول کا آلہ ہے وہ بول کر قول مراد لیا، تو کلمۂ لسان میں مجاز مرسل ہے، آلہ (لسان) بول کر ذو آلہ (قول) مراد لیا، اور علاقہ آلیہ ہے۔

(۶) ”**ارض**“ میں استعارہ بالکنایہ ہے، اس میں زمین کو ذی روح سے تشبیہ دی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم ”**أحیی**“ سے اشارہ کیا گیا، اور ”**بعد موتها**“ ترشیح ہے۔

(۷) نزول آیت سے پہلے جو مقتول ہوئے ان میں قصاص فرض نہیں بلکہ نزول آیت کے بعد جو قتل ہوں گے ان میں قصاص ہوگا، آیت میں ”**قتلی**“ (مقتولین) کہا یہ مجاز ہے، آئندہ کے لحاظ سے کہا ہے، پس مجاز مرسل ہوا اور علاقہ ”اعتبار ما یکون“ ہے۔

(۸) مجلس معنی بیٹھنے کی جگہ، تو مجلس نے فیصلہ نہیں کیا بلکہ مجلس میں جو وزراء ہیں انہوں نے فیصلہ کیا، تو مجلس بولکر جو محل ہے، مجلس والے مراد لئے جو حال ہیں، تو مجاز مرسل ہوا، اور علاقہ محلیت ہے۔

(۹) ”**حدیقة**“ میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، اس میں قصیدہ کو باغ سے تشبیہ دی، جامع حسن و جمال اور دلوں کی فریفتگی ہے پھر مشبہ بہ پر دلالت کرنے والے لفظ کو مشبہ کے لئے مستعار لیا گیا، اور قرینہ ”**بَعَثْتَ**“ ہے،

کیونکہ باغ نہیں بھیجا جاتا ہے، اور باقی مثال تجرید ہے۔

(۱۰) بُنًّا (درخت کا دانہ جس سے قہوہ بنتا ہے) "**شربت بُنًّا**" سے مراد "**شربت قهوة**" ہے، قہوہ پہلے **بُنّ** تھا، تو بُنّ بول کر قہوہ مراد لینا مجاز مرسل ہے، اور علاقہ ''اعتبار ما کان'' ہے۔

(۱۱) "**لاتكن أذنا**" ــــ کان نہ بن یعنی ایسا آدمی نہ بن، کان بولکر آدمی مراد لیا، کیونکہ کان ہی وہ واحد عضو ہے جس میں باتیں ڈالی جاتی ہیں، تو جز بولکر کل مراد لیا، پس مجاز مرسل ہوا، اور علاقہ جزئیت ہے۔

(۱۲) چور گھر کو یعنی زمین وعمارت کو نہیں چراتا ہے، بلکہ گھر میں موجود چیزوں کو چراتا ہے، پس گھر بولکر اس کے مشمولات یعنی اس کے اندر کی چیزیں مراد لی گئیں، تو مجاز مرسل ہوا، اور علاقہ محلیت ہے۔

(۱۳) خمر سیال چیز ہے اس کو نچوڑا نہیں جاتا، بلکہ انگور کو نچوڑا جاتا ہے، جس کے بعد شراب بنتی ہے، تو خمر بولکر انگور مراد لیا، انگور کو خمر آئندہ کے لحاظ سے کہدیا تو مجاز مرسل ہوا اور علاقہ ''اعتبار ما یکون'' ہے۔

التمرين - ۴ وحله

آنے والے ہر کلمہ کو سامنے دیئے گئے علاقہ کے اعتبار سے مجاز مرسل بنائیں۔

(۱) **لَاتَكُنْ عَيْناً عَلَيْنا فَإِنَّ التَّجَسُّسَ مِنْ أَقْبَحِ الرَّذَائِلِ** ــــ آپ ہمارے جاسوس نہ بنیں اس لئے کہ جاسوسی بہت بری خصلت ہے۔

(۲) **شَاهَدْتُ الشَّامَ فَأَعْجَبْتُ بِجَمَالِ مَنْظَرِهَا** ــــ میں نے ملک شام کا مشاہدہ کیا تو اس کے حسین منظر سے خوش ہو گیا۔

(۳) **اِهْتَمَّتِ الْمَدْرَسَةُ بِالْأَلْعَابِ الرِّيَاضِيَّةِ** ــــ اسکول نے ورزشی کھیلوں کا اہتمام کیا۔

(۴) **تَأَلَّمَتِ الْمَدِيْنَةُ لِشِدَّةِ الْغَلَاءِ** ــــ شہر تکلیف میں پڑ گیا سخت مہنگائی کی وجہ سے۔

(۵) **لَبِسْتُ الْكَتَّانَ فِي فَصْلِ الصَّيْفِ** ــــ میں نے گرمی کے موسم میں کتان کا کپڑا پہنا۔

(۶) **رِجَالُ مِصْرَ يَتَعَلَّمُوْنَ الْيَوْمَ فِي مَدَارِسِهَا الاِبْتِدَائِيَّةِ** ــــ مصر کے لوگ آج پرائمری اسکولوں میں پڑھتے ہیں۔

حل تمرین - ۵

آنے والے کلمات میں سے ہر کلمہ کو دو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ وہ ایک بار مجاز مرسل ہو اور ایک بار مجاز بالاستعارہ ہو۔

(۱) **القلم ــــ مَا أَحْسَنَ قَلَمَكَ** ــــ تمہارا قلم کیا ہی خوبصورت ہے۔ (مجاز مرسل، علاقہ سببیت)

قَرَأْتُ مَاطَرَّزَهُ قَلَمُكَ ــــ میں نے وہ مضمون پڑھا جس کو تیرے قلم نے مزین کیا ہے۔ (استعارہ)

(۲) **السیف ــــ وَوَضْعُ النَّدٰى فِيْ مَوْضِعِ السَّيْفِ بِالْعُلَا. مُضِرٌّ كَوَضْعِ السَّيْفِ فِيْ مَوْضِعِ النَّدٰى.** عطاء کو رکھنا تلوار کی جگہ میں بلندی میں مضر ہے جیسے تلوار کو رکھنا عطا کی جگہ (یعنی جہاں نرمی کی ضرورت ہو وہاں نرمی، اور جہاں سختی کی ضرورت ہو وہاں سختی کرنا چاہئے)

إذا غَضِبَ سَيْفُهُ شَرِبَ مِنْ دمِ أَعْدَائِه. تلوار سے مراد سزا ہے ــــ پس مجاز مرسل ہے۔

جب اس کی تلوار غضبناک ہوتی ہے تو اس کے دشمنوں کا خون پیتی ہے۔ (استعارہ)

(۳) **رأس ــــ اِشْتَرَيْتُ رَاسًا مِّنَ الْغَنَمِ.** میں نے بکری کا سر خریدا ــــ (مجاز مرسل، علاقہ جزئیت)

غَلَى رَأسُهُ غَيْظًا . اس کا سر غصہ سے جوش مارنے لگا (استعارہ)

(۴) **الصدیق ــــ أُعَرِّفُكَ بِصَدِيْقِكَ الْمُخْلِصْ.** میں تجھے تیرے مخلص دوست کی پہچان کراؤنگا (مجاز مرسل، علاقہ اعتبار ما یکون)

جَلَسْتُ إِلَى الصَّدِيْقِ النَّاصِحِ . الْتَمِسُ الْحِكْمَةَ مِنْ سُطُوْرِهِ . میں خیر خواہ دوست کے پاس بیٹھا اس کی سطروں سے دانائی تلاش کرنے کے لئے (استعارہ)

التمرین - ۶

ان دو اشعار کی شرح کریں اور ان میں موجود مجاز کو واضح کریں۔

(۱) لوگوں کی جو چیزیں تم دیکھ رہے ہو وہ تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے، کیونکہ پسلیوں کے نیچے ایک بدترین بیماری ہوتی ہے۔

(۲) اس لئے اب کوڑا رکھ دو اور تلوار اٹھالو، یہاں تک کہ روئے زمین پر بنوامیہ کا کوئی فرد باقی نہ رہے۔

اشعار کی شرح:- بنوامیہ کے لوگوں کے چہروں پر محبت کے جو آثار تم دیکھ رہے ہو اس سے دھوکا مت کھانا، اس لئے کہ ان کے دل پوشیدہ کینہ کو چھپائے ہوئے ہیں، جو لاعلاج بیماری کے مشابہ ہے، اور ان لوگوں کے ساتھ حکمت و دانائی کے اسباب میں سے نہیں ہے کہ تم ان کو سزا پر مجبور کرو، بلکہ ان کی جڑ کو اکھاڑنا ضروری ہے

تا کہ زمین پر بنوامیہ کا کوئی فرد نہ رہے جو خلافت کے لیے مکروسازش کرے۔

اشعار میں مجاز:- کوڑے سے مراد سزا ہے، کوڑے کا اطلاق مجاز مرسل ہے، اور علاقہ سببیت ہے کیونکہ کوڑا سزا کا آلہ اور سبب ہے۔

المجاز العقلی

الامثلۃ (مثالیں)

(۱) متنبی روم کے بادشاہ کا حال بیان کررہا ہے جب اس کو سیف الدولہ نے شکست دی۔

وَيَمْشِيْ بِهِ الْعُكَّازُ فِي الدَّيْرِ تَائِبًا	وَقَدْ كَانَ يَأْبٰى مَشْىَ أَشْقَرَأَجْرَدَا

ایک ٹیڑھی لاٹھی اس کو لیکر چل رہی تھی عبادت خانے میں درآنحالیکہ وہ توبہ کررہا تھا، جب کہ وہ اس سے پہلے کم بال والے سرخ گھوڑے کی چال چلنے سے انکار کررہا تھا۔

(۲) **حَفَرَ مُحَمَّدُ عَلِيْ بَاشَا التُّرْعَةَ الْمَحْمُوْدِيَّةَ** ــــ محمد علی پاشا نے محمودی نہر کھودی۔

(۳) **نَهَارُ الزَّاهِدِ صَائِمٌ وَلَيْلُهُ قَائِمٌ** ــــ عبادت گذار کا دن روزہ سے ہے اور اس کی رات قیام کرتی ہے۔

(۴) **اِزْدَحَمَتْ شَوَارِعُ الْقَاهِرَةِ** ــــ قاہرہ کی سڑکیں ٹرافک والی ہوگئیں۔

(۵) **جَدَّ جِدُّكَ وكدَّكدُّكَ** ــــ تمہاری کوشش بارآور ہوئی، اور تمہاری محنت سخت ہوئی۔

(۶) حُطَیئہ نے کہا ہے۔

دَعِ الْمَكَارِمَ لَاتَرْحَلْ لِبُغْيَتِهَا	وَاقْعُدْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الطَّاعِمُ الْكَاسِي

تم مکارم اور فضائل کے کام چھوڑ دو، اور ان کی طلب میں سفر نہ کرو، اور بیٹھے رہو اس لئے کہ تم بیٹھ کر کھانے اور پہننے والے ہو۔

(۷) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ــــ **وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِالآخِرَةِ حِجَاباً مَّسْتُوراً** ــــ اور جب آپ قران کی تلاوت کرتے ہیں تو ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ایک چھپا ہوا پردہ ڈال دیتے ہیں۔

(۸) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ــــ ، **إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيّاً** (مریم ۶۱) ــــ یقیناً اس کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

پہلی دو مثالوں میں سے ہر ایک میں فعل کی نسبت فاعل کے علاوہ کی طرف کی گئی ہے، اس لئے کہ **"عکاز"** (لاٹھی) چلتی نہیں ہے، اور نہ بادشاہ نہر کھودتا ہے، بلکہ لاٹھی والا چلتا ہے، اور بادشاہ کے کارندے نہر کھودتے ہیں، لیکن لاٹھی چلنے میں سبب ہے، اور بادشاہ نہر کھودنے کا سبب ہے تو فعل کی نسبت دونوں جگہ سبب کی طرف کردی گئی۔

بعد والی دو مثالوں میں ایک میں **"صوم"** کی نسبت **"نهار"** کی طرف اور **"قيام"** کی نسبت **"ليل"** کی طرف کی گئی ہے، اور **"ازدحام"** کی نسبت **"شوارع"** کی طرف کی گئی ہے، حالانکہ دن روزہ نہیں رکھتا ہے، رات قیام نہیں کرتی ہے، اور سڑکیں بھیڑ نہیں کرتی ہیں، بلکہ دن میں اور رات میں رہنے والا صیام وقیام کرتا ہے، اور سڑکوں پر لوگ بھیڑ کرتے ہیں، پس ان دونوں مثالوں میں فعل یا شبہ فعل کی نسبت غیر حقیقی فاعل کی طرف ہے، اور جس چیز نے اس اسناد کو جائز قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ مسند الیہ دونوں مثالوں میں فعل کا زمانہ ہے یا فعل کا مکان ہے۔

پانچویں مثال میں **جَدَّ** اور **كَدَّ** دونوں میں فعل کی اسناد ان کے مصدر کی طرف کی گئی ہے، اور ان کے حقیقی فاعل کی طرف اسناد نہیں کی گئی، ــــ اور چھٹی مثال میں حطیئہ شاعر اس شخص سے کہہ رہا ہے جس کی وہ ہجو کررہا ہے، **وَاقْعُدْ فَإِنَّكَ الطَّاعِمُ الْكَاسِي** ــــ تو کیا تمہارا خیال ہے کہ حطیئہ اس کو یہ کہنے کے بعد کہ "تم مکارم وفضائل کی طلب میں سفر نہ کرو" اب اس سے وہ یہ کہہ رہا ہے کہ تم دوسروں کو کھلاتے اور پہناتے ہو، نہیں! بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ تم دوسروں پر بوجھ بن کر بیٹھے رہو، تم کھلائے جاؤ گے پہنائے جاؤ گے، تو اس میں مبنی للفاعل وصف کی اسناد مفعول کی ضمیر کی طرف کردی گئی۔

اور آخری دو مثالوں میں **"مستور"** **"ساتر"** کی جگہ، اور **"مأتيا"** **أتٍ"** کی جگہ ہے تو اسم مفعول کو اسم فاعل کی جگہ استعمال کیا گیا، اگر آپ چاہیں تو اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ مبنی للمفعول وصف کی فاعل کی طرف اسناد کردی گئی۔

ان مذکورہ مثالوں میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ افعال یا شبہ افعال کی اسناد حقیقی فاعل کی طرف نہیں کی گئی ہے بلکہ فعل کے سبب یا فعل کے زمانے یا فعل کے مکان، یا اس کے مصدر کی طرف کی گئی ہے، یا کچھ ایسے صفات ہیں جنکی اسناد مفعول کی طرف ہونی چاہئے ان کی نسبت فاعل کی طرف کردی گئی، اور دیگر بعض ایسے صفات ہیں جنکا

حق یہ تھا کہ ان کی اسناد فاعل کی طرف ہو، مفعول کی طرف کردی گئی ہے، اب آپ آسانی سے یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ ان سب جگہ اسناد حقیقی نہیں ہے، کیونکہ اسناد حقیقی یہ ہے کہ فعل کی اسناد اس کے حقیقی فاعل کی طرف ہو، لہذا یہ اسناد یہاں مجازی ہے، اور اس طرح کے مجاز کو مجازِ عقلی کہتے ہیں، اس لئے کہ استعارہ اور مجاز مرسل کی طرح یہاں مجاز لفظ میں نہیں ہے بلکہ اسناد میں ہے، جسکا ادراک عقل سے ہوتا ہے۔

القواعد (قاعدے)

(۲۴) **مجاز عقلی:** وہ فعل یا معنیٔ فعل کی غیر ماھولہ کی طرف نسبت کرنا ہے، کسی علاقہ کی وجہ سے ایسے قرینہ کے ساتھ جو اسناد حقیقی کو مراد لینے سے مانع ہو۔

(۲۵) **اسناد مجازی:** فعل کے سبب یا فعل کے زمانے یا فعل کے مکان یا فعل کے مصدر کی طرف ہوتی ہے، یا مبنی للفاعل کی نسبت مفعول کی طرف یا مبنی للمفعول کی نسبت فاعل کی طرف کرنے سے ہوتی ہے۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

(۱) ابوطیب متنبی شاعر نے کہا ہے ؎

أَبَا الْمِسْكِ أَرْجُوْ مِنْكَ نَصْرًا عَلَى الْعِدَا	وَآمُلُ عِزًّا يَخْضِبُ الْبِيْضَ بِالدَّمِ
وَيَوْمًا يَغِيْظُ الْحَاسِدِيْنَ وَحَالَةً	أُقِيْمُ الشَّقَا فِيْهَا مُقَامَ التَّنَعُّمِ

ترجمہ:- اے ابوالمسک (کافور کی کنیت ہے) میں آپ سے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی امید کرتا ہوں، اور ایسی عزت کی توقع کرتا ہوں جو سفید تلواروں کو خون سے رنگین کردے۔

اور ایسے دن کی توقع کرتا ہوں جو حاسدین کو غضبناک کردے، اور ایسی حالت کی توقع کرتا ہوں جس میں بدبختی کو نعمت وخوشحالی کے قائم مقام کردوں۔

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ **"لَاعَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ إِلَّامَنْ رَّحِمَ"** ــــ آج اللہ کے امر سے کوئی بچانے والا نہیں ہے مگر اللہ جس پر رحم کرے۔

(۳) **ذَهَبْنَا إِلٰى حَدِيْقَةٍ غَنَّاءَ** ــــ ہم لوگ گانے والے باغ میں گئے۔

(۴) **بَنیٰ إِسْمَاعِيْلُ كَثِيْرًا مِنَ الْمَدَارِسِ بِمِصْر** ــــ اسماعیل (امیر مصر) نے مصر میں بہت سے

مدارس بنائے۔

(۵) ابوتمام نے کہا ہے ؎

تَكَادُ عَطَايَاهُ يُجَنُّ جُنُوْنُهَا	إِذَالَمْ يُعَوِّذْهَا بِرُقْيَةِ طَالِبِ

قریب ہے کہ ممدوح کے عطیات پر جنون طاری ہوجائے، اگر وہ ان کو طالب کے جھاڑ پھونک سے پناہ نہ دے۔

الاجابة (نمونے کا حل)

(۱) (الف) **عِزًّا يَخْضِبُ الْبِيْضَ بِالدَّمِ**

اس میں تلواروں کو خون سے رنگنے کی اسناد عزت کی ضمیر کی طرف کی گئی ہے، جو کہ اسناد غیر حقیقی ہے، اس لئے کہ عزت تلواروں کو نہیں رنگتی ہے، لیکن وہ قوت اور ایسے بہادروں کو جمع کرنے کا سبب ہے جو تلواروں کو خون سے رنگتے ہیں، پس عبارت میں مجاز عقلی ہے، اور علاقہ سببیت ہے۔

(ب) **وَيَوْمًا يَغِيْظُ الْحَاسِدِيْنَ**

حاسدین کو غضبناک کرنے کی اسناد یوم کی ضمیر کی طرف کی گئی ہے، جو کہ اسناد غیر حقیقی ہے، مگر چونکہ دن وہ زمانہ ہے جس میں غضب حاصل ہوتا ہے، تو فعل کے زمانے کی طرف اسناد کی گئی، پس کلام میں مجاز عقلی ہے، اور علاقہ زمانیت ہے۔

(۲) **لَاعَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللهِ** (ھود ۴۳)

عاصم کے معنی ہیں **لامعصوم اليوم**، تو اس میں اسم فاعل کی اسناد مفعول کی طرف کی گئی ہے، پس یہ مجاز عقلی ہے، اور علاقہ مفعولیت ہے۔

(۳) **ذَهَبْنَا إِلىٰ حَدِيْقَةٍ غَنَّاءَ**

غنّاء غَنَّ سے مشتق اسم فاعل ہے، اور باغ گاتا نہیں ہے، بلکہ باغ کی چڑیا گاتی ہیں اور مکھیاں بھنبھناتی ہیں تو کلام میں مجاز عقلی ہے اور علاقہ مکانیت ومحلیت ہے، کیونکہ باغ مکان ومحل ہے۔

(۴) **بَنٰى إِسْمَاعِيْلُ كَثِيْرًا مِنَ الْمَدَارِسِ**

امیر مصر اسماعیل نے خود مدرسے نہیں بنائے، بلکہ اس نے حکم دیا، تو اسناد میں مجاز عقلی ہے، اور علاقہ سببیت ہے۔

(۵) **تَكَادُ عَطَايَاهُ يُجَنُّ جُنُوْنُهَا**

يُجَنُّ فعل کی اسناد مصدر کی طرف ہے، پس مجاز عقلی ہے، اور علاقہ مصدریت ہے۔

التمرین-۱

خط کشیدہ الفاظ میں مجاز عقلی کی وضاحت کریں، اور اس کا علاقہ اور قرینہ بیان کریں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، کیا ہم نے ان کے لئے حرم کو پرامن ٹھکانا نہیں بنایا۔

(۲) عمارت آباد تھی اور اس کے کمرے روشن تھے۔

(۳) اس کی عظمت بڑی ہوگئی اور اس کا حملہ سخت ہوا۔

(۴) اے ام غیلان! تو نے رات کو سفر کرنے میں ہمیں ملامت کی، اور تو تو سوگئی اور سواری کی رات نہیں ہوئی۔

(۵) اللہ نے ہمیں حکومت دی تو ہماری عادت عفو و درگذر تھی، اور جب تمہیں حکومت ملی تو ابطح نامی نالے خون سے بہہ پڑے۔

(۶) زمانے نے ان کو مارا، اور ان کے اتحاد کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

(۷) اے ھامان! میرے لئے ایک محل بناؤ تاکہ میں آسمان و زمین کے اسباب تک پہنچوں۔

(۸) ہم پانی کے ایسے میٹھے گھاٹ پر بیٹھے جس کا پانی اچھل رہا تھا۔

(۹) طرفہ ابن عبد نے کہا ہے ۔

عنقریب زمانہ تمہارے سامنے ان چیزوں کو ظاہر کر دے گا جس سے تم ناواقف تھے، اور تمہارے سامنے وہ شخص خبریں لیکر آئے گا جس کو تم نے توشہ بھی نہیں دیا ہے۔

(۱۰) وہ شخص گنگناتا ہے جیسے درخت گنگناتا ہے جب کہ صبح نے اس کے پرندوں کو بیدار کر دیا ہو۔

(۱۱) میں اس خاندان کا فرد ہوں جس کے اگلوں کو مسلح بہادروں کے اس قول نے فنا کر دیا کہ مدافعت کرنے والے کہاں ہیں۔

***

حل تمرین - ۱

(۱) حرم امن دینے والا نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ امن کا احساس زندوں کی صفت ہے، حرم تو امن دیا ہوا ہے، پس اسم فاعل کی اسناد مفعول کی طرف ہے، اور یہ مجاز عقلی ہے، اور علاقہ مفعولیت ہے۔

(۲) منزل دوسرے کو آباد نہیں کرتی ہے، وہ تو خود **"معمور"** (آباد کی ہوئی) ہے، تو **"عامر"** میں مجاز عقلی ہے، اور علاقہ مفعولیت ہے — اور کمرے روشنی کرنے والے نہیں ہیں بلکہ وہ تو خود روشن کئے ہوئے ہیں، تو **"مضيئة"** میں مجاز عقلی ہے، اور علاقہ مفعولیت ہے۔

(۳) دونوں فعلوں کی اسناد مصدر کی طرف ہے، تو مجاز عقلی ہے اور علاقہ مصدریت ہے۔

(۴) رات **"نائم"** نہیں ہے بلکہ **"منوم فيه"** ہے یعنی رات میں سویا جاتا ہے، تو نائم میں مجاز عقلی ہے، اور علاقہ مفعولیت ہے۔

(۵) خون سے بہنے کی اسناد **"ابطح"** کی طرف کرنے میں مجاز عقلی ہے، اور علاقہ مکانیت ہے۔

(۶) ضرب اور تفریق کی نسبت **"دهر"** کی طرف کرنے میں مجاز عقلی ہے، اور علاقہ زمانیت ہے، اس لئے کہ اتحاد کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے حوادث و مصائب زمانے میں پیش آتے ہیں۔

(۷) بنا کی نسبت **"هامان"** کی طرف کرنے میں مجاز عقلی ہے، اور علاقہ سببیت ہے۔

(۸) مشرب بمعنی پانی پینے کی جگہ، گھاٹ، یہ میٹھا نہیں ہوتا ہے بلکہ اس گھاٹ میں جو پانی ہے وہ میٹھا ہوتا ہے، پس میٹھا ہونے کی نسبت **"مَكَانِ شُرْب"** کی طرف یہ مجاز عقلی ہے، اور علاقہ مکانیت ہے۔

اور پانی کسی دوسرے کو اچھالنے والا نہیں ہوتا ہے، بلکہ وہ **"مدفوق"** اچھلا ہوا ہوتا ہے، تو **"دافق"** میں مجاز عقلی ہے، اور علاقہ مفعولیت ہے۔

(۹) **"ستبدي لك الأيام"**، ایام سے مراد حوادثِ زمانہ، ظاہر کرنے کی اسناد ایام کی طرف مجاز عقلی ہے اور علاقہ زمانیت ہے۔

(۱۰) درخت نہیں گاتا ہے، پس گانے کی نسبت درخت کی طرف مجاز عقلی ہے، اور علاقہ مکانیت ہے، اس لئے کہ درخت ان پرندوں کی جگہ ہے جو گنگناتے ہیں، — اور صبح پرندوں کو بیدار نہیں کرتی ہے بلکہ صبح کے وقت میں

پرندے بیدار ہوتے ہیں، تو بیدار کرنے کی نسبت صبح کی طرف مجاز عقلی ہے، اور علاقہ زمانیت ہے۔

(۱۱) فنا کرنے کی نسبت بہادروں کے قول کی طرف کرنا مجاز عقلی ہے، اور علاقہ سببیت ہے، کیونکہ بہادروں کا قول ''کہاں ہیں مدافعت کرنے والے'' سبب ہے مدافعت کرنے والوں کے ہجوم اور ان کے قتل کا۔

التمرین - ۲

مندرجہ ذیل اقوالِ عرب میں مجازِ عقلی اور اس کا علاقہ بیان کریں۔

(۱) بہت زیادہ آمد و رفت والا راستہ (جس میں لوگ کثرت سے آتے جاتے ہیں)۔

(۲) اس کے پاس بلند شرافت اور ساتھ دینے والی قسمت ہے۔

(۳) زمانے نے ان کو کاٹ کھایا اور حوادث نے پیس دیا۔

(۴) مال وہ کام کر جاتا ہے جس سے طاقت عاجز رہتی ہے۔

(۵) تھکنے والے ارادے، لغزش کھانے والی قسمت، تیز آندھی والا دن، بانجھ ہوا، تعجب کرنے والا تعجب۔

(۶) اے عمیر! بیشک تیرے باپ کے سر کو راتوں کے گذرنے نے اور زمانہ کے الٹ پھیر نے بدل دیا یعنی بال سفید کر دئے۔

(۷) اس کو اسفار نے دور دراز مقامات پر پھینک دیا، بہت ظلم کرنے والی جنگ، سخت موت، اپنی خوبی محسوس کرنے والا شعر۔

(۸) اس کا ایسا چہرہ ہے جو اس کے حسن کو بیان کرتا ہے۔

(۹) فلاں شخص کو حرص اور نسب کے گھٹیا پن نے بے حیثیت کر دیا۔

(۱۰) ان کی زمین وعدہ کرنے والی ہے جب اس سے خیر کی امید ہو۔

(۱۱) دنیا کی ہولناکیوں نے ان کو پکڑ لیا۔

(۱۲) تم مجھے حفاظت کرنے والے کان عاریت پر دیدو۔

حل تمرین - ۲

(۱) "**وارِدٌ**" بمعنی **مورودٌ** " اور "**صادرٌ** بمعنی **مصدورٌ**" ہے، پس دونوں کلموں میں مجاز عقلی ہے، علاقہ مفعولیت ہے، یا مکانیت ہے، کیونکہ وارد ہونا اور صادر ہونا دونوں میں سے ہر ایک کی اسناد اس کے مکان کی طرف کی گئی ہے اور وہ راستہ ہے۔

(۲) شرف چڑھتا نہیں ہے بلکہ شرف کے ذریعہ بلند درجوں تک چڑھا جاتا ہے، تو "**صاعد**" میں مجاز عقلی ہے اور اس کا علاقہ مفعولیت ہے۔

(۱) "**ضرّس**" کی اسناد زمان کی طرف اور "**طحن**" کی اسناد ایام کی طرف مجاز عقلی ہے، اور علاقہ زمانیت ہے۔

(۴) فعل کی اسناد مال کی طرف مجاز عقلی ہے، علاقہ سببیت ہے، کیونکہ مال ہی مال والے کو فعل تک پہنچاتا ہے۔

(۵) (الف) "**نصب**" کے معنی تھکن، "**هم ناصب**"، تھکنے والا ارادہ یعنی جس میں ارادہ والا تھکا یا جاتا ہے پس "**ناصب** بمعنی **منصوب**" ہے اور مجاز عقلی ہے، اور علاقہ مفعولیت ہے۔

(ب) "**جد**" کے معنی قسمت، روزی، تو قسمت لغزش نہیں کھاتی ہے، بلکہ قسمت والا لغزش کھاتا ہے زندگی کی راہ میں، لیکن چونکہ قسمت یہ ٹھوکر کھانے کا سبب ہے تو قسمت کی طرف مجاز عقلی کے طور پر اسناد کر دی، علاقہ سببیت ہے۔

(ج) دن تیز ہوا والا نہیں ہوتا ہے، بلکہ ہوا دن میں چلتی ہے، تو اس ترکیب میں بھی مجاز عقلی ہے، اور علاقہ زمانیت ہے۔

(د) ہوا پودوں کو پھلدار کرتی ہے، پس جب ہوا پھلدار نہیں کرے گی تو اس کو بانجھ کہیں گے، تو حقیقت میں ہوا خود بانجھ نہیں ہوتی، بلکہ وہ پودے جس پر پھل آتے ہیں، جب وہ پھل نہیں دیتے تو وہ بانجھ ہیں، لیکن چونکہ اس بانجھ پن کا سبب ہوا ہے تو "**عُقم**" کی نسبت ہوا کی طرف کر دی مجاز عقلی کے طور پر، سببیت کے علاقہ کی وجہ سے۔

(ھ) "**عَجَب**" اس امر کو کہتے ہیں جس سے تعجب کیا جائے، پس عجب خود تعجب کرے یہ ممکن نہیں ہے، کیونکہ عجب عقلاء کی صفت ہے، لیکن عجب (تعجب والی چیز) لوگوں کے تعجب کی طرف داعی ہے، تو اسم فاعل کو یہاں اسم مفعول کی جگہ استعمال کیا گیا، اور یہ مجاز عقلی ہے، اور علاقہ مفعولیت ہے۔

(٦) "**غَيَّرَ رَأسَهُ**" یعنی اس کے سر کو سیاہی سے سفیدی کی طرف رنگ دیا، تو سر کے رنگ کو بدلنے کی

اسناد مسلسل حوادث کی طرف کردی حالانکہ حوادث آدمی کو بوڑھا نہیں کرتے، بلکہ بالوں کی جڑوں میں ضعف اور اس کی مختلف غذاؤں کا اثر ہے، لیکن چونکہ زمانہ کا الٹ پھیر اس ضعف کا سبب ہے تو فعل کی نسبت زمانہ کی طرف کردی، تو اس اسناد میں مجاز عقلی ہے، اور علاقہ سببیت ہے۔

(۷)(الف) سفر مسافر کو دور نہیں ڈالتے، بلکہ اس کو دور ڈالدیتی ہے وہ ٹرین یا اس جیسی سواری جس پر وہ سوار ہوتا ہے لیکن چونکہ سفر ہی وسائل انتقال پر سوار ہونے کا سبب ہے، تو دور پھینکنے کی نسبت سفر کی طرف کردی تو مجاز عقلی ہے اور علاقہ سببیت ہے۔

(ب) **"حرب"** کے معنی قتال، تو قتال خود ظلم سے متصف نہیں ہوتا ہے، بلکہ قتال کرنے والے ظالم ہوتے ہیں، مگر چونکہ لڑائی کا بھڑکنا ظلم کا سبب ہے تو ظلم کی لڑائی کی طرف نسبت کردی، تو مجاز مرسل ہے، علاقہ سببیت ہے۔

(ج) موت مرتی نہیں ہے بلکہ موت جس پر آتی ہے وہ مرتا ہے، تو **"موت مائت"** مرنے والی موت کا معنی ہیں **"موت ممات به"** موت جس سے مرا جاتا ہے، تو اسم فاعل کی اسناد مفعول کی طرف ہے، مجاز عقلی ہے، علاقہ مفعولیت ہے۔

(د) شعر خود خوبی محسوس کرنے والا نہیں ہوتا ہے، بلکہ حسن وندرت کی خوبی محسوس کرنے والا اس کا سامع ہوتا ہے تو اب **"شعر شاعر"** کا معنی **"شعر مشعوربحسنه"** ایسا شعر جس کی خوبی محسوس کیجارہی ہے، مجاز عقلی ہے، مفعولیت کا علاقہ ہے۔

(۸) چہرے کا حسن بیان کرنے والا وہ شخص ہے جو اس دیکھ رہا ہے، لیکن چوں کہ چہرہ اور اس میں ودیعت حسن وجمال یہی چہرہ کا حسن وجمال بیان کرنے کا داعی ہے اس لیے بیان کی نسبت چہرے کی طرف کردی گئی۔ یہ مجاز عقلی ہے اور علاقہ سببیت ہے۔

(۹) انسان کو اس کے درجہ سے گرادیتی ہیں وہ صفات جو اس میں ظاہر ہوتی ہیں جیسے حرص ولالچ، بزدلی، چاپلوسی اور گھٹیا لباس وغیرہ، لیکن چونکہ حرص ہی ان سب صفات کا سبب ہے تو **"وضع"** (بے حیثیت کرنے) کی نسبت حرص کی طرف کردی، سببیت کے علاقہ کی وجہ سے۔

(۱۰) زمین لوگوں کو خیر کا وعدہ نہیں کرتی ہے کیونکہ وعدہ عقلاء کی صفت ہے، وعدہ زمین والے ایک دوسرے کو کرتے ہیں زندگی کے خوشحال ہونے کا وغیرہ، لیکن چونکہ زمین اور اس کے غلے ونباتات سے فائدہ کی امید کی جاتی ہے تو گویا یہی سبب ہے پس وعدے کی زمین کی طرف اسناد کردی، اور یہ مجاز عقلی ہے اور اس کا علاقہ سببیت ہے۔

(۱۱) "**بطش**" کے معنی سختی سے پکڑنا، سزادینا، دنیا کی ہولناکیاں وحوادث لوگوں کونہیں پکڑتی ہیں بلکہ لوگوں کو پکڑتے ہیں وہ لوگ جوان سے زیادہ طاقتور ہوتے ہیں، ان کے کمزور ہونے کی وجہ سے، اور کمزوری کا سبب حوادث زمانہ ہیں، تو پکڑنے کی نسبت "**اهوال وحوادث**" کی طرف کردی مجاز عقلی کے طور پر سببیت کی وجہ سے۔

(۱۲) حفاظت کرنے والی عقل ہے نہ کہ کان، لیکن چونکہ کان باتوں کے عقل تک پہنچنے کا سبب اور وسیلہ ہے تو حفاظت کی نسبت کان کی طرف کردی مجاز عقلی کے طور پر، سببیت کے علاقہ کی وجہ سے۔

التمرين - ۳

آنے والی مثالوں میں مجاز عقلی، مجاز مرسل، اور استعارہ کو بیان کریں۔

(۱) انسان کے عیب دار ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ اس کو دیکھیں کہ اس کے پاس اچھا چہرہ تو ہے مگر اچھی زبان نہیں ہے۔

(۲) متنبی شاعر نے کہا ہے ۔

اور غم بھاری بھر کم آدمی کو ہلاک کر دیتا ہے، اور بچے کی پیشانی کے بالوں کو سفید کر دیتا ہے اور اس کو بوڑھا کر دیتا ہے۔

(۳) شریف بڑھاپے کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے ۔

اے صبح تو دور ہو، اس حال میں کہ تو بری ہے، پس میرا دن کتنا تاریک ہو گیا اس تاریکی کے بعد۔

(۴) نابغۂ ذبیانی نے کہا ہے ۔

میں نے رات گذاری اس حال میں کہ گویا میرے اوپر حملہ آور ہے ایک پتلا دبلا، چتکبرا سانپ جس کے دانتوں میں زہر جمع شدہ ہے۔

(۵) اور میں نے کتنی ہی مرتبہ اس کو قافیوں کو نظم کرنا سکھایا، پس جب اس نے قافیہ کہا تو میری ہجو سے ہی شروع کیا۔

(۶) ہم نے ان پر آسمان کو بھیجا جو مسلادھار برس رہا تھا۔

(۷) رات نے اپنی زلفیں پھیلادی۔

(۸) پس ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار کو پایا جو گرا چاہتی تھی پس حضرت خضر نے اس کو سیدھا کر دیا۔

(۹) پس نہیں ہے کوئی فضیلت مگر آپ ہی اس کے پہننے والے ہیں، اور نہیں ہے کوئی رعیت مگر آپ ہی اس کے نگراں ہیں۔

(۱۰) اور آپ کا رب اور فرشتے صف در صف آئیں گے۔

(۱۱) وہ (فرعون) ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیتا تھا۔

حل تمرین - ۳

(۱) ''**وجه**'' سے مراد ظاہری حسن و جمال ہے، اور ''**لسان**'' سے مراد فصاحت ہے، حقیقی چہرہ اور زبان مراد لینا ممکن نہیں ہے پس ''**وجه**'' بول کر جمال مراد لینا مجاز مرسل ہے، اور علاقہ محلیت ہے، اور ''**لسان**'' سے فصاحت و حسن تعبیر مراد لینا مجاز مرسل ہے اور علاقہ سببیت ہے۔

(۲) ''**یخترم**'' کے معنی ہلاک کرنا، غم جسم کو ہلاک نہیں کرتا ہے، اس لئے کہ ہلاک کرنے والی چیز مرض ہے جس کا سبب غم ہے اور غم بوڑھا نہیں کرتا ہے بلکہ ضعف بالوں کی جڑوں میں لگ کر بوڑھا کرتا ہے، جو ضعف غم سے پیدا ہوتا ہے پس ہلاک کرنے کی اور بوڑھا کرنے کی اسناد غم کی طرف مجاز عقلی ہے، جس کا علاقہ سببیت ہے۔

(۳) ''**صبح**'' سے مراد بڑھاپا ہے، اور ''**ظلام**'' سے مراد کالے بال ہیں، پس صبح و ظلام ہر کلمہ میں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، اور قرینہ حالیہ ہے۔

(۴) زہر ڈالنے والا نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ پانی وغیرہ میں ڈالا جاتا ہے، پس ''**ناقع**'' میں مجاز عقلی ہے، علاقہ مفعولیت ہے۔

(۵) ''**قافیه**'' وہ آخری حرف ہے جس پر قصیدہ کا مدار ہوتا ہے اور شاعر قافیہ نہیں کہتا ہے بلکہ وہ شعر کا ایک مصرعہ یا کئی مصرعے کہتا ہے، پس قافیہ بولکر ایک مصرعہ یا قصیدہ مراد لینا مجاز مرسل ہے، جس کا علاقہ جزئیت ہے۔

(۶) ''**سماء**'' سے مراد بارش ہے، سماء بولکر بارش مراد لینا مجاز مرسل ہے، جس کا علاقہ محلیت ہے۔

(۷) ''**ذوائب**'' کے معنی ہیں سر کے لمبے بال، کلمۂ ''**لیل**'' میں استعارہ مکنیہ ہے، جس میں رات کو

انسان سے تشبیہ دی ہے پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم **"ذوائب"** سے اشارہ کیا گیا، اور کلمۂ **"ذوائب"** قرینہ لفظیہ ہے۔

(۸) **"یرید"** کی ضمیر میں استعارہ مکنیہ ہے، جس میں دیوار کو انسان سے تشبیہ دی ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کی طرف اس کے لازم **"یرید"** سے اشارہ کیا گیا، اور کلمہ **"یرید"** مکنیہ کا قرینہ ہے۔

(۹) کلمہ **"لابسها"** میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے، اس میں فضیلت سے متصف ہونے کو پہننے سے تشبیہ دی ہے، جامع ملازمت اور ساتھ لگ جانا ہے، پھر لبس سے مستعار لیا گیا لابس بمعنی متصف، اور **"فلا فضيلة"** قرینۂ لفظیہ ہے۔

(۱۰) **"جاء ربك"** تیرا رب آئے گا یعنی تیرے رب کا حکم آئے گا فیصلہ کا قیامت کے دن لوگوں کے جمع ہونے کے وقت پس بعضوں کے لئے عذاب کا فیصلہ ہوگا، اور بعضوں کے لئے خوشحالی کا، تو رب بولکر رب کا امر مراد لینا مجاز مرسل ہے، اس کا علاقہ سببیت ہے، اس لئے کہ اللہ تعالی ہی اس امر کا سبب اور اس کا مصدر ہے۔

(۱۱) **"یذبح"** میں ضمیر فرعون کی طرف لوٹتی ہے، حالانکہ فرعون خود ذبح نہیں کرتا تھا، بلکہ اس کے اعوان وانصار ذبح کرتے تھے جو ذبح پر مامور تھے، تو ذبح کی نسبت فرعون کی طرف مجاز عقلی ہے، جس کا علاقہ سببیت ہے۔

التمرين - ۴ وحله

آنے والے اشعار کی شرح کریں، اور ان میں موجود مجاز عقلی بیان کریں۔

(۱) ہم سے پہلے بھی لوگ اس زمانے کے ساتھ رہے ہیں، اور ان کے نزدیک بھی زمانے کے معاملات میں سے وہی چیز اہم رہی ہے جو ہمارے نزدیک اہم ہے۔

(۲) وہ سب کے سب زمانے سے غصہ کے ساتھ چلدئے، اگرچہ زمانے نے ان میں سے بعض کو کبھی خوش بھی کیا ہے۔

(۳) بسا اوقات اس کی راتیں اچھی کام آتی ہیں، لیکن وہ احسان میں کدورت پیدا کر دیتی ہیں۔

(۴) گویا ہمارا یہ حال ہے کہ وہ ہمارے بارے میں زمانے کے حوادث سے راضی نہیں ہوئے، یہاں تک کہ اس کی مدد کرتے ہیں وہ جو مدد کرتے ہیں۔

(۵) جب کبھی بھی زمانہ کوئی نیزے کی لکڑی اگاتا ہے، تو آدمی اس نیزے کی لکڑی میں پھل جوڑ دیتا ہے۔

اشعار کی شرح:-

ہم سے پہلے جو لوگ اس دنیا میں گذرے ہیں، ان پر اس زمانے کے حالات اور حوادثِ زمانہ کے الٹ پھیر گذرے ہیں، اور زمانے کے حالات و حوادث نے ان کو مشغول رکھا ہے جیسے ہم ان میں مشغول ہیں، تکلیف و تنگی زمانہ کی فطرت میں ہے وہ اپنے لوگوں پر سخاوت نہیں کرتا ہے مگر خوشی کے کچھ لمحات سے، پس تو ان لوگوں کو دیکھے گا کہ یہ زندگی سے جدا ہو رہے ہیں درانحالیکہ ان کے دل درد و مصائب سے بھرے ہوئے ہیں، زمانے کی اس ظلم و زیادتی سے جوان کو پہنچی ہے، اور جب زمانہ اپنی طبیعت سے ہٹتا ہے اور اس کی راتیں کچھ خوشحالی لاتی ہیں تو زمانہ جلدی سے اس کے پیچھے تنگی اور غم لے آتا ہے، گویا کہ لوگ زمانہ کی بلا و رسوائیوں پر قناعت نہیں کرتے ہیں تو وہ زمانے کے مددگار ہو جاتے ہیں اپنی ماں کے بیٹوں (دوسرے لوگوں) پر، پس جب زمین لکڑی اگاتی ہے تو وہ لوگ اس کو نیزہ بنا دیتے ہیں، اور اس کے سرے پر پھل (انی) جوڑ دیتے ہیں اپنے بھائیوں کو فنا کرنے کے لئے۔

اشعار میں مجاز عقلی:-

(۱) **إِنْ سَرَّبَعْضَهُمْ** میں مجاز عقلی ہے، اس لئے کہ زمانہ تو وقت ہے وہ خوش نہیں کرتا ہے بلکہ زمانے کے ساتھ جو حوادث ہیں وہ خوش کرتے ہیں، پس علاقہ زمانیہ ہے۔

(۲) "**تُحْسِنُ الصَّنِيْعَ لَيَالِيْهِ،** اور **تُكَدِّرُ الْإِحْسَانَا**" میں مجاز عقلی ہے، اور علاقہ زمانیہ ہے۔

(۳) **كُلَّمَا أَنْبَتَ** مجاز عقلی ہے، اس کا علاقہ زمانیہ ہے۔

بلاغة المجاز المرسل والمجاز العقلی

جب آپ مجاز مرسل اور مجاز عقلی کی قسموں پر غور کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ یہ عام طور پر معنیٰ مقصود کو اختصار کے ساتھ ادا کرتے ہیں، پس جب آپ یہ کہیں گے "**هَزَمَ الْقَائِدُ الْجَيْشَ**" کہ کمانڈر نے لشکر کو شکست دی، یا کہیں "**قَرَّرَ الْمَجْلِسُ كَذَا**" مجلس نے یہ فیصلہ کیا، تو یہ دونوں مختصر ہیں "**هَزَمَ جُنُوْدُ الْقَائِدِ الْجَيْشَ**" اور **قَرَّرَ أَهْلُ الْمَجْلِسِ** سے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایجاز و اختصار بلاغت کی قسم ہے۔

اس کے علاوہ ان دونوں مجازوں میں بلاغت کا ایک اور مظہر بھی ہے، وہ یہ ہے کہ معنیٰ حقیقی اور معنیٰ مجازی کے

درمیان علاقہ کا انتخاب اس مہارت سے کیا جائے کہ مجاز، معنیٰ مقصود کی بہترین منظر کشی کرنے والا ہو جائے، جیسا کہ عین کا جاسوس پر اطلاق، اور اذن کا اطلاق چغلی سے جلد متاثر ہونے والے پر، اور لفظ **"خف"** اور **"حافر"** کا اونٹوں اور گھوڑوں پر اطلاق مجاز مرسل ہے، اور جیسے کہ مجاز عقلی میں شئ کی نسبت اس کے سبب یا اس کے مکان یا زمان کی طرف کرنا، اس لئے کہ بلاغت ہی کی وجہ سے مضبوط سبب اور مخصوص زمان و مکان کا انتخاب ہوتا ہے۔

اور جب آپ گہری نظر سے دیکھیں گے تو آپ محسوس کریں گے کہ مجاز مرسل اور مجاز عقلی کے عمومی اقسام ایسے نادر مبالغہ سے خالی نہیں ہوتی ہیں جو مجاز کو شاندار اور دلچسپ بنانے میں موثر ہوتا ہے، پس جزء پر کل کا اطلاق، اور کل پر جزء کا اطلاق مبالغہ ہے، جیسے آپ کہیں **"فلان فم"** فلاں آدمی منہ ہے، آپ کی مراد ہے کہ وہ ایسا لالچی ہے جو ہر چیز کو نگل لیتا ہے۔ — یا آپ کہیں گے **"فلان انفٌ"** فلاں آدمی ناک ہے، آپ کی مراد ہے کہ وہ بڑی ناک والا ہے، تو آپ اس کو منہ اور ناک کہنے میں مبالغہ کر رہے ہیں۔

اور کسی ادیب کا یہ قول منقول ہے ایک بڑی ناک والے آدمی کے بارے میں **"لَسْتُ أَدْرِي أَهُوَ فِي أَنْفِهِ أَمْ أَنْفُهُ فِيْهِ** — مجھے نہیں معلوم کہ وہ اپنی ناک میں ہے یا اس کی ناک اس میں ہے، یہ بھی مبالغہ پر مبنی ہے۔

الکنایہ

الامثلة (مثالیں)

(۱) اہل عرب کہتے ہیں — **فُلَانَةٌ بَعِيْدَةُ مَهْوَى الْقُرَطِ** — فلاں عورت بہت زیادہ لمبی گردن والی ہے۔

(۲) حضرت خنساء رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی صخر کے بارے میں کہا ہے ۔

طَوِيْلُ النَّجَادِ رَفِيْعُ الْعِمَادِ	**كَثِيْرُ الرَّمَادِ إِذَا مَا شَتَا**

وہ لمبے پر تلے والا، بلند ستونوں والا، اور بہت زیادہ راکھ والا ہے جب سردی کا موسم آئے۔

(۳) اور عربی زبان کو زندہ کرنے کے بارے میں کسی شاعر نے دار العلوم کی فضیلت کے بارے میں کہا ہے ۔

وَجَدَتْ فِيْكِ بِنْتُ عَدْنَانَ	**دَاراً ذَكَّرَتْهَا بَدَاوَةَ الْأَعْرَابِ**

اے دار العلوم! عدنان کی بیٹی نے تیرے اندر ایسا گھر پا لیا ہے جس نے اس کو عربوں کا دیہات والا دور یاد دلا دیا۔

(۴) دوسرے شاعر نے کہا ہے ۔

وَالطَّاعِنِيْنَ مَجَامِعَ الْأَضْغَانِ	اَلضَّارِبِيْنَ بِكُلِّ أَبْيَضَ مِخْذَمٍ

یہ وہ لوگ ہیں جو ہر کاٹنے والی سفید تلوار سے مارنے والے ہیں، اور کینوں کے جمع ہونے کی جگہوں پر نیزے مارنے والے ہیں۔

(۵) **اَلْمَجْدُ بَيْنَ ثَوْبَيْكَ وَالْكَرَمُ مِلْئُ بُرْدَيْكَ**

شرافت آپ کے کپڑوں کے درمیان رہتی ہے، اور سخاوت آپ کی چادروں میں گھری ہوئی ہے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

"**مَهْوَى الْقُرْطَ**" کان کی لو سے لیکر کندھے تک کی دوری کا نام ہے، جب یہ مسافت دور ہوگی تو لازم آئے گا کہ گردن لمبی ہوگی گویا کہ عربی اس کو بجائے یہ کہنے کے "کہ یہ عورت لمبی گردن والی ہے" اس نے ہم کو ایسی نئی تعبیر دی جو اس عورت کے اس صفت سے متصف ہونے کا فائدہ دے رہی ہے۔

اور دوسری مثال میں حضرت خنساء نے اپنے بھائی کی یہ صفت بیان کی کہ "وہ لمبے پرتلہ والا، بلند ستون اور زیادہ راکھ والا ہے، اس کی مراد یہ ہے کہ ان جملوں سے دلالت ہو کہ اس کا بھائی بہادر، اپنی قوم میں بڑی عظمت والا اور بڑا سخی ہے، پس اس نے ان صفات کی صراحت سے اعراض کر کے ان کی طرف اشارہ کیا اور ان صفات سے کنایہ کیا کیونکہ تلوار کے پرتلے کے لمبا ہونے سے تلوار والے کا لمبا ہونا لازم ہے، اور عام طور پر جسم کے لمبا ہونے سے بہادری لازم ہے اور اس کے بلند ستون والا ہونے سے اپنی قوم وخاندان میں بڑے مرتبہ والا ہونا لازم ہے، جیسے راکھ کی زیادتی سے لازم ہے لکڑیاں زیادہ جلنا، پھر کھانا زیادہ بننا، پھر کھانا زیادہ ہوگا تو مہمانوں کی کثرت، پھر مہمانوں کی کثرت ہے تو اس کا سخی ہونا لازم ہے، پس گذشتہ ترکیبوں "**بَعِيْدَةُ مَهْوَى الْقُرْطِ، طَوِيْلُ النَّجَادِ، رَفِيْعُ الْعِمَادِ اَوَ كَثِيْرُ الرَّمَادِ**" میں سے ہر ایک میں ایسی صفت کا کنایہ کیا گیا ہے، جو اس کے معنی کے لئے لازم ہے، تو اس جیسی ہر ترکیب کو کنایہ عن الصفۃ کہا جاتا ہے۔

اور تیسری مثال میں شاعر یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ اے مدرسہ! عربی زبان نے تیرے اندر ایسی جگہ پائی ہے جس نے اس کو دیہات والا دور یاد دلایا ہے، تو شاعر نے عربی زبان کی صراحت سے ایسی ترکیب کی طرف عدول کیا ہے جو عربی زبان کی طرف اشارہ کرتی ہے اور اس کو عربی زبان سے کنایہ سمجھا جاتا ہے، وہ ترکیب "**بنت عدنان**" ہے۔

اور چوتھی مثال میں شاعر اپنے ممدوح لوگوں کی یہ صفت بیان کر رہا ہے کہ وہ ممدوح جنگ کے وقت دلوں پر نیزے مارتے ہیں، تو شاعر نے قلوب کی تعبیر سے اعراض کر کے ایسی تعبیر اختیار کی جو بہت عمدہ اور دل میں پر اثر ہے اور وہ تعبیر "**مجامع الاضغان**" ہے، اس لئے کہ اس تعبیر سے قلوب ہی مفہوم ہوتے ہیں، کیونکہ کینہ، بغض اور حسد وغیرہ کے جمع ہونے کی جگہ دل ہی ہے۔

اور جب آپ "**بنت عدنان**، اور **مجامع الاضغان**" ان دونوں ترکیبوں میں غور کریں گے، تو ان دو میں سے ہر ایک میں ایسی ذات سے کنایہ کیا ہے جو اس کے معنی کے لئے لازم ہے، اسی لئے ان دونوں میں سے ہر ترکیب کنایہ عن الموصوف ہے ایسے ہی اس جیسی ہر ترکیب کنایہ عن الموصوف ہوگی۔

اور آخری مثال میں آپ نے مجد و کرم کو مخاطب کی طرف منسوب کرنا چاہا ہے مگر آپ نے ان دونوں چیزوں کی نسبت سے عدول کر کے ایسی چیز ممدوح کی طرف منسوب کی ہے جس کا ممدوح سے اتصال ہے، اور وہ کپڑے اور چادریں ہیں، اس جیسی مثال کو کنایہ عن النسبۃ کہا جاتا ہے، اور اس کنایہ کی نمایاں علامت یہ ہے کہ اس میں صفت یا مستلزم صفت کی صراحت کی جاتی ہے جیسے آپ نے دیکھا، جیسے "**فی ثوبیه اَسَدٌ**" اس کے کپڑوں میں شیر ہے، یہ شجاعت کی نسبت سے کنایہ کی مثال ہے۔

اگر آپ کنایہ کی گذشتہ مثالوں میں غور کریں گے، تو آپ محسوس کریں گے کہ ان میں بعض مثالیں ایسی ہیں جن میں حقیقی معنی مراد لینا جائز ہے جو صریح لفظ سے سمجھا جاتا ہے، اور بعض میں جائز نہیں ہے۔

القواعد (قاعدے)

(۲۶) کنایہ ایسا لفظ ہے جس کو بولکر اس کا لازم معنی مراد لیا جائے، ساتھ ہی اس کا اصلی معنی مراد لینا بھی جائز ہو۔

(۲۷) مکنی عنہ کے اعتبار سے کنایہ کی تین قسمیں ہیں، اس لئے کہ مکنی عنہ کبھی صفت ہوتی ہے، کبھی موصوف، اور کبھی نسبت ہوتی ہے، اول کو کنایہ عن الصفۃ، ثانی کو کنایہ عن الموصوف، اور ثالث کو کنایہ عن النسبۃ کہتے ہیں۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

(۱) متنبی نے سیف الدولہ کی بنوکلاب سے جنگ کے بارے میں کہا ہے

فَمَسَّاهُمْ وَبُسْطُهُمْ حَرِيْرٌ	وَصَبَّحَهُمْ وَبُسْطُهُمْ تُرَابُ
وَمَنْ فِيْ كَفِّهِ مِنْهُمْ قَنَاةٌ	كَمَنْ فِي كَفِّهِ مِنْهُمْ خِضَابُ

سیف الدولہ نے ان لوگوں کے ساتھ شام گذاری اس حال میں کہ ان کے بستر ریشم کے تھے، اور ان کے ساتھ صبح گذاری اس حال میں کہ ان کے بستر مٹی (زمین) تھے۔

اور ان میں سے جن کے ہاتھ میں نیزہ ہے وہ ان میں سے ان کی طرح ہو گئے جن کے ہاتھ میں مہندی لگی ہے۔

(۲) اور متنبی نے کافور کی مدح میں کہا ہے

إِنَّ فِي ثَوْبِكَ الَّذِي الْمَجْدُ فِيْهِ	لَضِيَاء يُزْرِيْ بِكُلِّ ضِيَاءٍ

بیشک تیرے اس کپڑے میں جس میں شرافت و بزرگی ہے، ایسی روشنی ہے جو ہر روشنی کو ماند کر دیتی ہے۔

الاجابه (نمونے کا حل)

(۱) شاعر نے ان کے بستر کے ریشم کے ہونے کو ان کی عزت و قیادت سے کنایہ کیا ہے، اور ان کے بستر کے مٹی کے ہونے کو ان کی ذلت و محتاجگی سے کنایہ کیا ہے، تو دونوں ترکیبوں میں کنایہ عن الصفۃ ہے۔

(۲) اور نیزہ اٹھانے والے کو مرد سے کنایہ کیا ہے، اور ہتھیلی میں مہندی ہونے کو عورت سے کنایہ کیا ہے، اور شاعر نے کہا ہے کہ مرد و عورت دونوں سیف الدولہ کی طاقت کے سامنے کمزور ہیں، پس یہ دونوں کنایہ کنایۃ عن الموصوف ہیں۔

(۳) شاعر **"مجد"** کو کافور کے لئے ثابت کرنا چاہ رہا ہے، تو اس نے صراحۃً نہیں کہا، بلکہ **"مجد"** کو ثابت کیا ایسی چیز کے لئے جو کافور سے متعلق ہے، اور وہ کپڑا ہے، تو یہ کنایہ عن النسبۃ ہے۔

التمرين - ۱

آنے والے کنایات میں سے ہر کنایہ میں وہ صفت بیان کریں جو کنایہ سے لازم ہے۔

(۱) چاشت کے وقت تک سونے والی۔

(۲) فلاں نے اپنی لاٹھی ڈالدی۔

(۳) نرم و نازک ہتھیلیوں والی۔

(۴) فلاں نے اپنا دانت کڑکڑایا۔

(۵) اس کی طرف پوروؤں سے اشارہ کیا جاتا ہے۔

(٦) پس وہ اپنے ہاتھوں کو ملتا رہ گیا اس چیز پر جو اس نے اس باغ میں خرچ کیا تھا، اس حال میں کہ وہ باغ گرا پڑا تھا۔

(۷) وہ شتر مرغ کے دو بازوؤں پر سوار ہو گیا۔

(۸) راتوں نے اس کی ہتھیلی کو لاٹھی پر موڑ دیا۔

(۹) متنبی نے اپنے گھوڑے کی تعریف میں کہا ہے ۔

جس وحشی جانور کا بھی میں اس گھوڑے کے ذریعہ پیچھا کرتا ہوں تو اس کو پچھاڑ دیتا ہوں، اور میں اس گھوڑے سے اترتا ہوں تو وہ اسی حالت پر ہوتا ہے، جس حالت پر وہ سوار ہونے کے وقت تھا (یعنی تازہ دم ہی ہوتا ہے)۔

(۱۰) فلاں شخص اپنی گردن سے لاٹھی نہیں رکھتا (اتارتا) ہے۔

حل تمرین - ۱

(۱) چاشت کے وقت تک سوتی ہے اس سے جو صفت لازم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ لڑکی ناز و نعمت میں پلی ہوئی، نخروں والی مخدومہ ہے جو عزت و خوشحالی سے جی رہی ہے۔

(۲) اس نے اپنی لاٹھی ڈالدی اس سے یہ صفت لازم ہوتی ہے کہ لمبے سفر کے بعد وہ مقام پر آیا۔

(۳) نرم و نازک ہتھیلیوں والی ہونے سے یہ صفت لازم آتی ہے کہ وہ عورت خوشحالی کے ساتھ جی رہی ہے، اس کے گھر کے کام کاج اس کے خدام و نوکرانیاں انجام دیتی ہیں۔

(۴) دانت کڑکڑانے سے لازم ہونے والی صفت ندامت ہے، کیونکہ شرمندہ و پشیمان آدمی عام طور پر دانت کڑکڑاتا ہے۔

(۵) لوگوں کے پوروں سے اشارہ کرنے سے لازم آنے والی صفت بڑائی، شہرت و بلند مرتبہ ہے۔

(۶) ہاتھوں کو ملتے رہنے سے لازم صفت شرمندگی و غم ہے، کیونکہ شرمندہ اور غمگین آدمی عام طور پر ایسا کرتا ہے۔

(۷) شترمرغ کے پروں پر سوار ہونے سے لازم صفت تیز رفتاری ہے، کیونکہ شترمرغ عربوں کے نزدیک تیز دوڑنے میں مشہور ہے۔

(۸) راتوں کے ہتھیلی کو لاٹھی پر موڑنے سے لازم صفت بڑھاپا ہے، کیونکہ بوڑھا لاٹھی پر ٹیک لگا کر چلتا ہے۔

(۹) گھوڑے کی حالت اس پر سوار ہونے کے وقت اور دوڑنے کے بعد اس سے اترنے کے وقت برابر ہونے سے لازم صفت یہ ہے کہ گھوڑا اعمدہ اور خوش منظر ہے، اس کو وہ پسینہ اور پریشانی نہیں پہنچتی جو گھوڑے پر دوڑنے کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔

(۱۰) وہ لاٹھی اپنے کندھے سے نہیں ہٹاتا ہے اس سے یہ صفت لازم آتی ہے کہ وہ بہت سفر کرنے والا ہے، کیونکہ عربوں کی عادت تھی کہ وہ اپنا توشہ اور ضرورت کی چیزیں لاٹھی کے کنارے پر باندھ دیتے تھے اور دوران سفر لاٹھی کندھے پر اٹھائے رکھتے تھے۔

التمرين - ۲

آنے والے کنایات میں موصوف کو بیان کریں جو مقصود ہے۔

(۱) ہماری قوم وہ قوم ہے کہ جنگ کے دن ان کے نیزوں کو چھپانے کی جگہوں سے دلچسپی لیتے ہوئے دیکھو گے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ’’کیا وہ شخص جس کی پرورش زیوروں میں ہوتی ہے، اور وہ بحث مباحثے میں اپنی بات کھل کر بھی نہیں کہہ سکتی ہے۔

(۳) خلیفہ منصور ایک باغ میں تھا ابراہیم ابن عبداللہ سے جنگ کے زمانے میں، اور اس نے خلاف (نامی) درخت کو دیکھا تو ربیع بن یونس سے پوچھا، یہ کونسا درخت ہے؟ ربیع نے کہا کہ امیر المومنین! یہ طاعت کا درخت ہے۔

(۴) ایک آدمی خلیفہ ہارون رشید کے دربار کے صحن میں گذرا، اس کے پاس بانس کا گٹھر تھا، تو ہارون رشید نے فضل بن الربیع سے پوچھا، یہ کیا ہے؟ تو فضل نے کہا، امیر المومنین یہ نیزوں کی رگیں ہیں، اور اس نے خیزران (بانس) کہنے کو پسند نہیں کیا، اس نام کے ہارون رشید کی ماں کے نام کے موافق ہونے کی وجہ سے۔

(۵) ابونواس نے شراب کے بارے میں کہا ہے ۔

جب ہم نے شراب کو پیا اور اس کی لہر راز کی جگہ (دل) تک دوڑ گئی تو میں نے اس سے کہا ٹھہر جا۔

(۶) ابوالعلاء معری نے تلوار کے بارے میں کہا ہے ۔

یہ تلوار آگ کی بیٹی ہے (آگ سے سونت کر بنائی گئی ہے) نہایت باریک اور لچک دار ہے، گویا کہ اس کے باپ نے پتلا پن اس کو وراثت میں دیا ہے۔

(۷) فلاں کے دانت بوڑھے ہو گئے اور اس کے پاس ڈرانے والا آ گیا۔

(۸) ایک دیہاتی سے بڑھاپا آنے کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ یہ جوانی کی جھاگ ہے۔

(۹) ایک اور دیہاتی سے یہی سوال کیا گیا تو اس نے کہا کہ یہ حوادثِ زمانہ کا غبار ہے۔

(۱۰) بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج بن یوسف نے غضبان بن قبعثری سے کہا کہ میں ضرور تجھے قید میں ڈالدونگا تو غضبان نے کہا، امیر جیسا آدمی سیاہ گھوڑے پر اور چتکبرے گھوڑے پر سوار کرتا ہے، تو حجاج نے کہا، وہ حدید (لوہا) ہے، تو غضبان نے کہا، اس کا حدید (ذھین) ہونا اس کے بلید (بیوقوف) ہونے سے بہتر ہے۔

حل تمرین - ۲

(۱) **"مواطن کتمان"** (چھپانے کی جگہیں) سے مقصود جو موصوف ہے وہ قلوب ہے، اس لئے کہ قلوب ہی مخفی رازوں کی جگہ ہیں۔

(۲) **" مَنْ يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ "** سے مقصود موصوف بنت (بیٹی) ہے، کیونکہ بیٹی ہی کو اس کے گھر والے زیورات اور طرح طرح کی زیب وزینت سے سجاتے ہیں اس کی پیدائش سے ہی۔

(۳) **"طاعة"** سے مقصود جو صفت ہے وہ خلاف (نامی) درخت ہے، کیونکہ خلیفہ منصور درختوں کی اقسام جانتا تھا، اور اس نے ربیع سے اس کی ادبی گہرائی جانچنے کے لئے پوچھا یا باہم بات جاری رکھنے کے لئے وسیلہ کے طور پر پوچھا۔

(۴) **"عروق الرماح"** (نیزوں کی رگیں) سے مقصود موصوف وہ خیزران درخت کی لکڑیاں ہیں، اس لئے کہ فضل نے نیزوں کی رگوں کو خیزران درخت سے کنایہ کیا ہے، اس اندیشہ سے کہ ہارون رشید کے سامنے اس کی ماں کا نام نہ لے۔

(۵) **"مواطن اسرار"** (رازوں کی جگہیں) سے مقصود موصوف وہ قلب یا دماغ ہے۔

(۶) **"سلیل النار"** (آگ کی بیٹی یعنی آگ سے سونتی ہوئی) سے مقصود موصوف وہ تلوار ہے، اس لئے کہ آگ کا تلوار بنانے میں بڑا رول ہے تو گویا آگ نے ہی تلوار کو جنا اور پیدا کیا ہے۔

(۷) **"نذیر"** سے مقصود موصوف بڑھاپا ہے، اس لئے کہ بڑھاپا فنا اور ہلاکت سے ڈرانے والا ہے۔

(۸) **"رغوۃ الشباب"** (جوانی کی جھاگ) سے مقصود موصوف بڑھاپا ہے، اس لئے کہ جوانی جب انتہا کو پہنچتی ہے تو وہ اس مشروب کی طرح ہو جاتی ہے جس پر لمبا عرصہ گذرا ہو، پس وہ شراب بن جائے پھر اس پر جھاگ ظاہر ہو۔

(۹) **"غُبَارُ وَقَائِعِ الدَّهْرِ"** (حوادثِ زمانہ کا غبار) سے مقصود موصوف بڑھاپا ہے، اس لئے کہ عام اعتقاد یہ ہے کہ بڑھاپا غموں اور مصائب کے پے درپے آنے کا اثر ہے تو گویا بڑھاپا وہ غبار ہے جس کو بڑھاپے والے نے اڑایا ہے زمانہ سے جنگ وجدال میں۔

(۱۰) **"ادھم"** سے مقصود موصوف بیڑی ہے، اس لئے کہ وہ لوہے کی ہوتی ہے پس سیاہ ہوتی ہے۔

التمرین - ۳

آنے والے کنایات میں وہ نسبت بیان کریں جو کنایہ سے لازم ہے۔

(۱) بیشک سخاوت، مروت اور فیاضی اس قبہ میں ہیں جو ابن الحشرج پر لگایا گیا ہے۔

(۲) ایک دیہاتی نے کہا، میں بصرہ آیا تو یکا یک آزادوں کے کپڑے غلاموں کے جسموں پر تھے۔

(۳) اور شاعر نے کہا ہے، برکت اس کے سایہ کے ساتھ رہتی ہے، اور شرافت اس کی سواریوں میں چلتی ہے۔

حل تمرین - ۳

(۱) شاعر اپنے ممدوح کی طرف سخاوت نفس، مروت اور فیاضی کو منسوب کرنا چاہتا ہے تو اس نے ڈائریکٹ منسوب کرنے سے عدول کر کے کہا کہ یہ صفات اس قبہ میں ہیں جو ممدوح پر لگایا گیا ہے، اور صفات کی قبے کی

طرف نسبت کرنا مستلزم ہے صفات کی ممدوح کی طرف نسبت کو۔

(۲) جس وقت اعرابی بصرہ شہر میں داخل ہوا، اور وہ شہر کے ماحول سے مانوس نہیں تھا، اس نے شہر والوں کو خوبصورت کپڑوں میں دیکھا، لیکن ان میں دیہات والوں کی آزادی نہیں پائی، کیونکہ شہروں میں تو کچھ خاص قوانین و پابندیاں ہوتی ہیں، جس کا دیہات والوں کو پتہ نہیں ہوتا، تو اس نے بجائے یہ کہنے کے کہ بصرہ والے غلامی کی زندگی گذارتے ہیں، یہ کہدیا کہ ان کے کپڑے اپنے نیچے غلاموں کو ملائے ہوئے ہیں، پس غلامی کی نسبت اس چیز کی طرف کردی جس کا بصرہ والوں سے اتصال ہے اور وہ کپڑے ہیں۔

(۳) ممدوح مبارک چہرہ والا ہے، یہ صفت بیان کرنے کے بجائے اس نے کہا کہ برکت اس کے ساتھ رہتی ہے جہاں وہ جاتا ہے اور برکت اس کے سایہ کے ساتھ ہے، تو یہ اس صفت کے ممدوح کی طرف منسوب ہونے کو مستلزم ہے۔

التمرین - ۴

آنے والے کنایات کی اقسام بیان کریں، اور ہر کنایہ کا لازم معنی متعین کریں۔

(۱) ایک دیہاتی نے ایک خطیب کی مدح میں کہا ہے، وہ تر لعاب اور کم حرکت والا تھا۔

(۲) یزید بن حکم نے مہلب بن ابی صفرہ کی مدح میں کہا ہے -- سخاوت، شرافت، بھلائی کی فضیلت اور اچھا نسب یہ سب تیری قید میں ہوگئیں۔

(۳) عربوں کا مقولہ ہے، فلاں آدمی کشادہ ہاتھ والا ہے، صاف ستھرے کپڑے والا ہے، پاک صاف تہہ بند والا ہے، اور دل کے اچھے جذبات والا ہے۔

(۴) بحتری نے ایک بھیڑئے کے قتل کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے ۔

پس میں نے اس پر دوبارہ وار کیا پس تلوار کی دھار کو میں نے اس جگہ چھپا دیا جہاں عقل، رعب اور کینہ ہوتا ہے۔

(۵) کسی شاعر نے سینہ کی بیماری میں مرنے والے کے مرثیہ میں کہا ہے ۔

اس کی بردباری کی جگہ میں ایک ایسی بیماری سرایت کرگئی، جس کی چتکبرے سانپ کے ڈسنے کی طرح بری تکلیف تھی۔

(۶) ایک دیہاتی نے ایک عورت کا حال بیان کرتے ہوئے کہا ہے، وہ اپنا دامن شتر مرغ کی ٹانگوں پر مٹکاتی ہے۔

حل تمرین - ۴

(۱) تقریر کرتے وقت تر لعاب والا ہونے سے لازم آتا ہے مقرر کا جماؤ اور اطمینان، تو یہ صفت سے کنایہ ہے--اور اس کے حرکت کرنے سے لازم آتا ہے اس کا فصیح ہونا اور کلام کا اس کے تابع ہونا، اس لئے کہ اس کو اس حرکت کی ضرورت نہیں پڑتی ہے جس کی طرف مقرر مجبور ہوتا ہے، اپنے مرادی معانی کو ادا کرنے سے عبارت کے قاصر ہونے کے وقت۔

(۲) نسبت سے کنایہ ہے، کیونکہ شاعر اپنے ممدوح کی طرف سخاوت، شرافت وغیرہ منسوب کرنا چاہتا ہے تو اس نے دعوی کیا کہ یہ صفات اس کی قید و بیڑی میں ہیں اور اس کے امر کے تابع ہیں، اس سے ان صفات کی ممدوح کی طرف نسبت لازم آتی ہے۔

(۳) (الف) چوڑا ہاتھ کنایہ ہے صفتِ سخاوت سے، اس لئے کہ ہاتھ کا لمبا ہونا جسم کے لمبا ہونے کو مستلزم ہے، اور جسم کا لمبا ہونا عام طور پر شجاعت کو مستلزم ہے، اور سخاوت و شجاعت ایک ہی چیز کی شاخیں ہیں۔

(ب) کپڑے کا صاف ستھرا ہونا صفتِ عفت و طہارت سے کنایہ ہے، اس لئے کہ کپڑے کی طہارت کا اہتمام مستلزم ہے طہارتِ نفس کی چاہت کو، (یعنی ظاہر کی پاکی و صفائی باطن کی پاکی و صفائی کو مستلزم ہے)۔

(ج) تہہ بند کا پاک صاف رکھنا صفت عفت سے کنایہ ہے، اور کنایہ کی علت اوپر والی مثال میں ذکر کر دی۔

(د) دل کے اچھے جذبات کنایہ ہیں نفس کی شرافت اور گندگی کو ناپسند کرنے سے، اس لئے کہ دل میں ابھرنے والے متنوع احساسات کے پاک ہونے سے لازم آتا ہے کہ وہ شخص پاکیزہ نفس اور برائی سے دور ہے۔

(۴) جس جگہ میں عقل، رعب اور کینہ رہتا ہے، یہ کنایہ ہے موصوف یعنی قلب سے اس لئے کہ دل ہی ان صفات کے رہنے کی جگہ ہے۔

(۵) بردباری کے رہنے کی جگہ یہ کنایہ ہے موصوف یعنی دل سے، اس لئے کہ عربوں کی عادت ہے کہ وہ بردباری کو سینہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، چنانچہ کہتے ہیں، فلاں چوڑے سینہ والا ہے، فلاں کا سینہ اس جیسی چیز

کے لئے کشادہ نہیں ہے، یعنی اس جیسی چیز پر وہ بردبار نہیں ہے۔

(۶) آخری مثال میں نسبت سے کنایہ ہے، اس لئے کہ اس نے بجائے اس کے کہ وہ عورت کو ڈائریکٹ بیماری اور دبلے پن سے متصف کرے، اور بجائے اس کے کہ اس کو کہے "بیشک اس کی پنڈلیاں سختی اور خشکی میں شترمرغ کی ٹانگوں کی طرح ہیں-- اس نے دعوی کیا کہ اس کا دامن اس کی کمزور پنڈلیوں کو چھپائے ہوئے ہیں، اور اس طرح کنایہ سے عورت کی طرف دبلے پن کی نسبت کا فائدہ حاصل ہو جاتا ہے۔

التمرین-۵

آنے والے کنایات کے اقسام بیان کریں، اور یہ بھی بتائیں کہ کس کنایہ میں صریح لفظ سے مفہوم ہونے والے معنی کو مراد لینا صحیح ہے، اور کس میں صحیح نہیں ہے۔

(۱) ایک دیہاتی نے برے رہن سہن میں ایک آدمی کا حال بیان کرتے ہوئے کہا-- وہ جب مجھے دیکھتا ہے بھوؤں کو بھوؤں سے قریب کر دیتا ہے۔

(۲) ابونواس نے مدح میں کہا ہے ؂

کوئی سخاوت ممدوح سے آگے نہ بڑھ سکی، اور نہ اس نے ممدوح کے گھر کے علاوہ پڑاؤ ڈالا، لیکن یہ سخاوت چلتی ہے جہاں ممدوح چلتا ہے۔

(۳) عرب والے اس آدمی کا کنایہ کرتے ہیں-- جو کسی دوسرے پر عداوت و دشمنی کو ظاہر کرے-- اپنے اس قول سے فلاں نے اس آدمی کے لئے چیتے کی کھال، اور چتکبرے سانپ کی کھال پہن لی ہے، اور فلاں نے اس آدمی کے لئے ڈھال کی پشت پلٹ دی۔

(۴) فلاں آدمی چوڑے تکیہ والا ہے، اس کی گدّی کے بال گھنے ہیں۔

(۵) ایک شاعر نے کہا ہے ؂

عورتوں کے پازیب گھومتے ہیں، لیکن میں رَملہ کے پازیب کو گھومتے ہوئے نہیں دیکھتا ہوں، اور نہ اس کے کنگن کو۔

(۶) عرب مدح میں کہتے ہیں: سخاوت اس کے جوڑے کے درمیان میں ہے، فلاں نے اپنے جبڑوں کو

پھونکا (پھیلایا) یعنی تکبر کیا، اس کی ناک پر ورم آیا جب کہ وہ غصہ کرے۔

(۷) ایک دیہاتی عورت نے کسی حاکم سے کہا: میں آپ کے سامنے چوہوں کی قلت کی شکایت کرتی ہوں۔

(۸) ایک شاعر نے کہا ہے ؎

ممدوح کے مطبخ سفید ہیں، ان کی باندیاں ہانڈیوں کے پکانے، اور گندے رومالوں کو دھونے کی شکایت نہیں کرتی ہیں۔

(۹) ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے ؎

داؤد کا مطبخ اپنی صفائی میں بلقیس کے تخت کے بہت مشابہ ہے،

اس کے باورچیوں کے کپڑے جب میلے ہو جائیں، تب بھی کاغذ سے زیادہ سفید رہتے ہیں۔

(۱۰) کسی دوسرے شاعر نے کہا ہے ؎

وہ ایسا نوجوان ہے جس کا کھانا، پینا اور خوشبو لگانا بہت ہی مختصر ہے،

اور بہت ہی صاف ستھرا ہے اس کا گلاس، پیالہ، رومال اور ہانڈی۔

حل تمرین - ۵

(۱) اس میں **"تقطیب وتجھُّم"** (ترشروئی اور تیوری چڑھانے) سے کنایہ ہے، اور اس مثال میں صریح لفظ سے مفہوم ہونے والا معنی مراد لینا صحیح ہے۔

(۲) سخاوت کی ممدوح کی طرف نسبت کرنے سے کنایہ ہے، کیونکہ اس نے بجائے سخاوت کو ممدوح کی طرف منسوب کرنے کے یہ دعوی کیا کہ سخاوت چلتی ہے جہاں ممدوح چلتا ہے، تو اس سے ممدوح کا سخاوت سے متصف ہونا لازم آتا ہے اور یہاں صریح لفظ سے مفہوم ہونے والا معنی مراد لینا صحیح نہیں ہے۔

(۳) الف - چیتے کی کھال پہن لی، یہ ظلم وزیادتی ظاہر کرنے کی صفت سے کنایہ ہے، اور یہاں صریح لفظ کے معنی مراد لینا صحیح نہیں ہے۔

ب - چتکبرے سانپ کی کھال پہن لی، یہ بھی ظلم ظاہر کرنے کی صفت سے کنایہ ہے، یہاں بھی صریح لفظ کے

معنی مراد لینا صحیح نہیں ہے۔

ج-ڈھال کی پشت پلٹ دی، یہ بھی ظلم کو ظاہر کرنے کی صفت سے کنایہ ہے، اور یہاں صریح لفظ سے مفہوم ہونے والے معنی مراد لینا صحیح ہے، کیونکہ عرب والے مصالحت کے وقت میں ڈھال کو اس طرح رکھتے ہیں کہ اس کا کھوکھلا اندرونی حصہ لوگوں کی طرف ہوتا ہے، اور پیٹھ اپنی طرف، پھر جب لڑائی کا داعی پکارتا ہے تو ڈھال کو پکڑ کر اس کی پیٹھ دشمنوں کی طرف کر دیتے ہیں، تلوار اور نیزوں کے وار سے بچنے کے لئے۔

(۴) الف- چوڑے تکیہ والا ہونا- یہ غباوت و بیوقوفی کی صفت سے کنایہ ہے، کیونکہ چوڑا تکیہ لمبی گدی کو مستلزم ہے، اور لمبی گدی بیوقوفی کو مستلزم ہے، اور یہاں صریح لفظ کے معنی مراد لینا صحیح ہے۔

ب۔ ''**أَغَمُّ الْقَفَا**'' گدی کے بال گھنے ہونا غباوت و بیوقوفی کی صفت سے کنایہ ہے عربوں کے گمان میں، اور یہاں صریح لفظ سے مفہوم ہونے والا معنی مراد لینا صحیح ہے۔

(۵) پازیب اور کنگن کا نہ گھومنا یہ عورت کے موٹا ہونے اور جسم کے بھرے ہونے کو مستلزم ہے، کیونکہ عورت اگر بیمار اور دبلی ہوگی تو پازیب پنڈلی میں اور کنگن پہنچے میں حرکت کرے گا، تو شعر میں صفت سے کنایہ ہے۔

(۶) الف-سخاوت اس کے جوڑے کے درمیان ہے، یہ سخاوت کی اس کی طرف نسبت سے کنایہ ہے۔

ب- جبڑوں میں پھونکنا (پھیلانا) یہ تکبر کی صفت سے کنایہ ہے، کیونکہ جبڑے پھیلانے سے بڑائی کا مظاہرہ کرنا لازم آتا ہے۔

ج-ناک پر ورم آنا یہ غصہ کی صفت سے کنایہ ہے، اس لئے کہ شدید غصہ کے آثار میں سے ناک پھولنا بھی ہے۔

(۷) چوہوں کی قلت یہ فقر و تنگی کی صفت سے کنایہ ہے، اور اس سے کنایہ ہے کہ گھر میں کچھ زائد اور بچی کچی چیزیں نہیں ہیں جو چوہوں کی کثرت کا سبب ہے۔

(۸) باورچی خانوں کا صاف ستھرا ہونا اور باندیوں کا باورچی خانہ کی اور کھانے کے وقت بچھائے جانے والے رومال کے دھونے کی شکایت نہ کرنا یہ سب بخل کی صفت سے کنایہ ہے، اور اس سے کنایہ ہے کہ پکانے اور سالن کی جگہ روٹی پر اکتفا کر لیتے ہیں۔

(۹) داؤد کے باورچی خانہ کا اور اس کے باورچیوں کا صاف ستھرا ہونا یہ بخل و کنجوسی کی صفت سے کنایہ ہے۔

(۱۰) گلاس، پیالہ، رومال اور ہانڈی کا صاف ستھرا ہونا یہ سب کنایہ ہے کنجوسی اور نفس پر تھوڑے سامان

کے ذریعہ بخل وتنگی کرنے کی صفت سے۔

التمرین - ٦

آنے والے شعر کی شرح کریں اور اس میں کنایہ بیان کریں۔

ہمارے زخم ہماری ایڑیوں پر خون نہیں بہاتے ہیں، لیکن وہ ہمارے قدموں پر خون بہاتے ہیں۔

شعر کی شرح:- ہم ایسے لوگ ہیں کہ لڑائی میں اگلی صفوں میں ہوتے ہیں، اور جب لڑائی کی ہولنا کی بڑھ جاتی ہے تو ہم لڑائی کے خطرات کی پرواہ کئے بغیر جم جاتے ہیں، اور ہمارے دل بھاگنے کی بات نہیں کرتے ہیں، تو لڑائی کا خون ہمیشہ ہمارے قدموں (سامنے والے حصہ) پر گرتا ہے، کیونکہ ہمیں ہمارے سینوں میں مار لگتا ہے، اور ہمارے ایڑیوں (پیچھے کے حصہ) پر خون نہیں بہتا ہے، کیونکہ پیچھے کی جانب ہمیں مار نہیں لگتا ہے، جیسے بزدل کو لگتا ہے۔

شعر میں کنایہ:- شعر میں دوجگہ کنایہ ہے۔

(۱) ایڑیوں پر زخموں کے خون کا بہنا یہ کنایہ ہے بزدلی اور بھاگنے کی صفت سے۔

(۲) قدموں پر خون کا بہنا یہ کنایہ ہے اقدام، بہادری اور آگے بڑھنے کی صفت سے۔

بلاغۃ الکنایہ

کنایہ بلاغت کا ایک ایسا مظہر اور آخری حد ہے جہاں تک لطیف ونرم طبیعت والا اور پاک طینت ہی پہنچ سکتا ہے، اور کنایہ میں بلاغت کا راز یہ ہے کہ کنایہ آپ کو بہت سی صورتوں میں مدلل حقیقت اور ایسا قضیہ عطا کرتا ہے جس کی تہ میں دلیل چھپی ہوتی ہے، جیسے بحتری کا قول ہے مدح میں۔

يَغُضُّوْنَ فَضْلَ اللَّحْظِ مِنْ حَيْثُ مَابَدَا	لَهُمْ عَنْ مَهِيْبٍ فِي الصُّدُوْرِ مُحَبَّبِ

ترجمہ:- ممدوح جہاں سے بھی ان کے سامنے آجائے وہ لوگ اپنے دلوں میں اس کے رعب اور محبت کی وجہ سے اپنی نگاہیں جھکائے رکھتے ہیں۔

اس لئے کہ شاعر نے لوگوں کے ممدوح کا اکرام کرنے اور بڑا سمجھنے کو اور ممدوح کی ان کے اندر ہیبت کو

نگاہوں کو جھکانے سے کنایہ کیا ہے جو کہ حقیقت میں اکرام واعزاز اور خوف وہیبت پر دلیل ہے، اور یہ خصوصیت صفت اور نسبت سے کنایوں میں کھل کر ظاہر ہوتی ہے۔

اور کنایہ کی بلاغت کا ایک سبب یہ ہے کہ کنایہ آپ کے سامنے معنویات کو محسوس کی شکل میں پیش کرتا ہے، اور اس میں شک نہیں کہ یہ فنون لطیفہ کا خاصہ ہے، اس لئے کہ ایک منظر کشی کرنے والا جب آپ کے سامنے امیدی یا ناامیدی کی کوئی شکل پیش کرتا ہے تو آپ کو حیرت میں ڈال دیتا ہے، اور آپ کی ایسی کیفیت بنا دیتا ہے کہ جس کی تعبیر سے آپ واضح طور پر عاجز ہو جاتے ہیں، جیسے **"کثیر الرماد"** سخاوت سے کنایہ کے بارے میں ہے، اور **"رسول الشر"** مزاح سے کنایہ کے بارے میں ہے، اور بحتری کا قول آل طلحہ کی طرف شرافت کی نسبت سے کنایہ ہے۔

فِي اٰلِ طَلْحَةَ ثُمَّ لَمْ يَتَحَوَّلِ	اَوَمَارَأَيْتَ الْمَجْدَ أَلْقَى رَحْلَهُ

ترجمہ:- کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ شرافت نے آل طلحہ میں کجاوہ ڈال دیا ہے، پھر وہاں سے بالکل نہیں ہٹی۔

یہ سب آپ کے سامنے معانی کو ایسی صورت میں پیش کرتے ہیں جس کو آپ مشاہدہ کر رہے ہیں، اور جس سے آپ کے نفس کو سکون ہو رہا ہے۔

اور کنایہ کی ایک خاصیت یہ ہے کہ آپ اس کے ذریعہ اپنے مخالف سے اس کو کوئی موقع دئے بغیر اپنی پیاس بجھانے کی قدرت حاصل کر لیتے ہیں، اور اس سے ادب کا چہرہ بھی مخدوش نہیں ہوتا ہے، اس قسم کے کنایہ کو تعریض کہا جاتا ہے، اس کی مثال متنبی کے قصیدہ کا وہ شعر ہے جس میں وہ کافور کی مدح کر رہا ہے اور سیف الدولہ پر تعریض کر رہا ہے۔

عَلَيَّ وَكَمْ بَاكٍ بِأَجْفَانِ ضَيْغَمِ	رَحَلْتُ فَكَمْ بَاكٍ بِأَجْفَانِ شَادِنٍ

ترجمہ:- میں نے سفر کیا تو مجھ پر کتنے ہی ہرنیوں کے بچوں کی پلکوں سے رونے والے تھے، اور کتنے ہی شیر کی پلکوں سے رو رہے تھے۔

بِأَجْزَعَ مِنْ رَبِّ الْحُسَامِ الْمُصَمِّمِ	وَمَا رَبَّةُ الْقُرْطِ الْمَلِيْحِ مَكَانُهُ

ترجمہ:- اور دلکش بالی والی وہاں تیز کاٹنے والی تلوار والے سے زیادہ جزع فزع کرنے والی نہیں تھی۔

فَلَوْكَانَ مَابِي مِنْ حَبِيْبٍ مُقَنَّعٍ	عَذَرْتُ وَلٰكِنْ مِنْ حَبِيْبٍ مُعَمَّمِ

ترجمہ:- اگر مجھے پیش آنے والی بات نقاب پوش محبوب کی طرف سے ہوتی تو میں اس کو معذور قرار دیتا لیکن یہاں عمامہ باندھنے والے محبوب کی طرف سے پیش آیا ہے، (تو میں کیا تاویل کروں)۔

رَمَى وَاتَّقٰى رَمْيِيْ وَمِنْ دُوْنِ مَااتَّقٰى	هَوىً كَاسِرٌ كَفِّي وَقَوْسِي وَأَسْهُمِي

ترجمہ:- اس نے تیراندازی کی، اور میری تیر اندازی سے بچا، اور جس کی آڑ میں وہ بچا اس کے پیچھے ایسی محبت ہے جس نے میرے ہاتھ، اور میرے تیر و کمان توڑ دئے۔

إِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَتْ ظُنُوْنُهُ	وَصدَقَ مَايَعْتَادُهُ مِنْ تَوَهُّمِ

ترجمہ:- جب انسان کا عمل برا ہوجاتا ہے تو اس کے خیالات برے ہوجاتے ہیں، اور اس وھم و گمان کو بھی سچ سمجھنے لگتا ہے جس کا وہ عادی ہوتا ہے۔

اس لئے کہ شاعر نے سب سے پہلے سیف الدولہ کو عمامہ والے محبوب سے کنایہ کیا، پھر اس نے اس کو اس صفت بے وفائی سے متصف کیا جس میں اس کا دعوی ہے کہ یہ عورتوں کی خصلت ہے، پھر اس کی اچانک سرکشی پر اس کو ملامت کرتے ہوئے اس پر بزدلی کا الزام لگایا، اس لئے کہ وہ تیر پھینکتا ہے اور دوسرے کے پیچھے چھپ کر اپنے کو تیراندازی سے بچاتا ہے، اس کے باوجود متنبی اس کو اس کے شر کا بدلہ شر سے نہیں دیتا ہے، اس لئے کہ وہ برابر سیف الدولہ کے لئے اپنے پہلو میں اس کی پرانی محبت اٹھائے ہوئے ہے، کہ جب بھی وہ تیر پھینکنے کا ارادہ کرتا ہے تو یہ اس کے ہاتھ اور اس کے تیر و کمان کو توڑ دیتی ہے، ــــ پھر اس نے سیف الدولہ کو اپنے دوستوں سے بدظن ہونے سے متصف کیا، اس لئے کہ وہ بدکردار اور بہت زیادہ اوھام و گمان والا ہے، یہاں تک کہ وہ تمام لوگوں کو بدکرداری اور بے وفائی میں اپنے جیسا ہی سمجھتا ہے، ــــ غور کریں متنبی نے سیف الدولہ کی عزت و آبرو پر کیسا حملہ کردیا، اس کے نام کا ایک حرف بھی ذکر نہیں کیا، (تعریض کی) ــــ اور کنایہ کی نمایاں خصوصیت کسی ناپسندیدہ چیز کو اس انداز سے بیان کرنا کہ کان اس کے سننے کو گوارہ کرلیں، قران کریم اور کلاب عرب میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں، چنانچہ اہل عرب جس کو ذکر کرنا اچھا نہیں ہوتا تھا اس کو کنایہ سے ہی بیان کرتے تھے، اور اپنی

زبردست نخوت وتکبر کی وجہ سے عورت کو انڈے اور بکری سے کنایہ کرتے تھے،اور کنایہ کی انوکھی مثالوں میں،کسی عربی کا یہ قول ہے۔

أَلَايَا نَخلَةً مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ	عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللهِ السَّلَامُ

ترجمہ:- سنو!اے ذات عرق میں مدفون کھجور کے درخت (محبوبہ) تجھ پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو۔

چنانچہ شاعر نے نخلہ (کھجور کے درخت) کو اپنی محبوبہ سے کنایہ کیا ہے۔

اور شاید اتنی مقدار کافی ہے کنایہ کی خصوصیتوں کو بیان کرنے اور کنایہ جس بلاغت اور حسن وجمال کو متضمن ہے اس کے اظہار کے لئے۔

أثر علم البيان في تادية المعاني

علم بیان کے پڑھنے سے آپ کے سامنے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ایک ہی مفہوم کو متعدد اسلوبوں اور مختلف طریقوں سے ادا کیا جاسکتا ہے،اور یہ کہ ایک ہی معنیٰ کو تشبیہ،یا استعارہ،یا مجاز مرسل،یا مجاز عقلی یا کنایہ کی عمدہ صورت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

چنانچہ ایک شاعر انسان کی سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے۔

يُرِيْدُ الْمُلُوْكُ مَدَى جَعْفَرٍ	وَلَايَصْنَعُوْنَ كَمَا يَصْنَعُ
وَلَيْسَ بِأَوْسِعِهِمْ فِي الْغِنٰى	وَلٰكِنْ مَعْرُوْفُهُ أَوْسَعُ

ترجمہ:- بہت سے بادشاہ ممدوح جعفر کے مرتبہ پر پہنچنا چاہتے ہیں،اور وہ ممدوح کی طرح سخاوت نہیں کرتے ہیں۔

حالانکہ ممدوح بادشاہوں سے زیادہ مالدار نہیں ہے،لیکن ممدوح کا احسان بہت وسیع ہے۔

یہ بہت ہی بلیغ کلام ہے حالانکہ اس میں تشبیہ یا مجاز استعمال نہیں ہوا ہے،کیونکہ شاعر اپنے ممدوح کی سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ دوسرے بادشاہ اس کے مرتبہ تک پہنچنا چاہتے ہیں،لیکن وہ مال سے تعریف کو نہیں خریدتے ہیں ممدوح کی طرح،حالانکہ ممدوح ان سے زیادہ مالدار وتونگر نہیں ہے۔

اور کبھی شاعر سخاوت کو ایک دوسرے اسلوب سے بیان کرتا ہے،پس متنبی شاعر کہتا ہے۔

جُوْدًا وَيَبْعَثُ لِلْبَعِيْدِ سَحَائِبَا	كَالْبَحْرِ يَقْذِفُ لِلْقَرِيْبِ جَوَاهِرًا

ترجمہ:- ممدوح سمندر کی طرح ہے جو قریب والوں کے لئے جواہرات پھینکتا ہے اور دور والوں کے لئے بادلوں کو بھیجتا ہے۔

شاعر ممدوح کو سمندر سے تشبیہ دیکر آپ کے تصور وخیال کو ممدوح اور سمندر کے درمیان مماثلت کی طرف لے جارہا ہے جو قریب والوں کے لئے تو موتی پھینکتا ہے اور دور والوں کے لئے بادلوں کو بھیجتا ہے۔

یا شاعر کہتا ہے ۔

فَلُجَّتُه الْمَعْرُوْفُ وَالْجُوْدُ سَاحِلُهٗ	هُوَ الْبَحْرُ مِنْ أَيِّ النَّوَاحِيْ أَتَيْتَه

ترجمہ:- ممدوح سمندر ہے چاہے جس جانب سے بھی تم ان کے پاس آ ؤ، تو اس کی گہرائی احسان وبھلائی ہے اور اس کا ساحل سخاوت ہے۔

اس میں شاعر یہ دعوی کرر ہا ہے کہ ممدوح خود سمندر ہے اور ایسی انوکھی تشبیہ پیش کرر ہا ہے جو مبالغہ اور پورے طور پر مماثلت کے دعوی پر دلالت کر رہی ہے۔

یا شاعر کہتا ہے ۔

وَكَيْفَ تُمْسِكُ مَاءٍ قُنَّةُ الْجَبَلِ	عَلَا فَلَا يَسْتَقِرُّ الْمَالُ فِي يَدِهِ

ترجمہ:- وہ بلندی پر جا پہنچا کہ مال اس کے ہاتھ میں نہیں ٹھہرتا ہے، اور پہاڑ کی چوٹی پانی کو روک بھی کیسے سکتی ہے۔

اس میں شاعر مخفی طریقہ پر تشبیہ پیش کرر ہا ہے، تا کہ کلام بلاغت کے اعلی درجہ پر پہنچ جائے، اور تا کہ وہ آپ کے سامنے تشبیہ ضمنی کے طور پر دعوی کے ساتھ ساتھ دلیل بھی پیش کردے، کیونکہ وہ یہ دعوی کرر ہا ہے کہ ممدوح کے بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے مال اس کے ہاتھ میں نہیں ٹھہرتا ہے، اور اس پر دلیل یہ پیش کی کہ پہاڑ کی چوٹی پانی کو روک بھی کیسے سکتی ہے۔

یا شاعر کہہ رہا ہے ۔

تُسَاقُ بِلَاضَنٍّ وَتُعْطٰى بِلَامَنٍّ	جَرَى النَّهْرُ حَتّٰى خِلْتُهُ مِنْكَ اَنْعُمَا

ترجمہ:- نہر جاری ہوگئی جس کو میں نے آپ کے ایسے احسانات خیال کیا جو بغیر بخل کے کئے جاتے ہیں، اور بغیر احسان جتائے عطا ہوتے ہیں۔

شاعر مبالغہ میں زیادتی پیدا کرنے اور عمدگی کے اسلوبوں میں تفنن کے لئے تشبیہ مقلوب استعمال کررہا ہے، اور نہر کے پانی کو ممدوح کے احسانات سے تشبیہ دے رہا ہے جب کہ مشہور یہ ہے کہ ممدوح کے احسانات کو بہتی نہر سے تشبیہ دی جائے

یا شاعر کہتا ہے ؎

كَأَنَّهُ حِيْنَ يُعْطِي الْمَالَ مُبْتَسِمًا	صَوْبُ الْغَمَامَةِ تَهْمِي وَهِيَ تَأْتَلِقُ

ترجمہ:- ممدوح جب مسکراتے ہوئے مال عطا کرتا ہے تو گویا وہ ایسے بادل کی موسلا دھار بارش ہے جو چمکتے ہوئے برستا ہے۔

شاعر تشبیہ مرکب پیش کررہا ہے، جو ایسی دلکش تصویر پیش کررہی ہے جس سے تیرے سامنے ممدوح کی حالت کی منظر کشی ہوتی ہے کہ سخاوت کرتے وقت اس کی خوشی سے مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر رقص کرتی ہے۔

یا شاعر کہتا ہے ؎

جَادَتْ يَدُ الْفَتْحِ وَالْأَنْوَاءُ بَاخِلَةٌ	وَذَابَ نَائِلُهُ وَالْغَيْثُ قَدْجَمَدَا

ترجمہ:- فتح ابن خاقان کے ہاتھ نے سخاوت کی، جب کہ نچھتر بخل کررہے تھے، اس کی سخاوت بہہ رہی تھی جب کہ بادل جمے ہوئے تھے۔

اس میں شاعر ممدوح کی سخاوت اور بارش کے درمیان مماثلت پیدا کررہا ہے، اور دعوی کررہا ہے ممدوح کی سخاوت ختم نہیں ہوئی جبکہ نچھتر (ستارے جو مائل بہ غروب ہوں) منقطع ہوگئے اور بارش کے قطرے جم گئے۔

یا شاعر کہتا ہے ؎

قَدْ قُلْتُ لِلْغَيْمِ الرُّكَامِ وَلَجَّ فِي	إِبْرَاقِهِ وَأَلَحَّ فِي إِرْعَادِهِ
لَاتَعْرِضَنَّ لِجَعْفَرٍ مُتَشَبِّهًا	بِنَدَى يَدَيْهِ فَلَسْتَ مِنْ أَنْدَادِهِ

ترجمہ:- میں نے تہہ بہ تہہ جمے ہوئے بادل سے کہا جب کہ وہ برابر چمک رہا تھا اور مسلسل کڑک رہا تھا، کہ تو

ممدوح جعفر کے دونوں ہاتھوں کی سخاوت کی مشابہت کرتے ہوئے اس کے سامنے نہ آ، اسلئے کہ تو اس کا مقابل وہمسر نہیں ہے۔

یہاں شاعر بالکل کھل کر بغیر ڈرے آپ کے سامنے اپنے ممدوح کی سخاوت کو بادل کی سخاوت پر ترجیح دے رہا ہے اور اتنے پر اکتفا نہیں کر رہا ہے بلکہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ بادل کو ممدوح کی مشابہت اختیار کرنے پر دھمکی دیکر منع کر رہا ہے، کیونکہ بادل ممدوح کا ہمسر و مدمقابل نہیں ہے۔

یا شاعر کہتا ہے۔

وَأَقْبَلَ يَمْشِي فِي الْبِسَاطِ فَمَا دَرَى	إِلَى الْبَحْرِ يَسْعٰى أَمْ إِلَى الْبَدْرِ يَرْتَقِيْ

ترجمہ:- وہ فرش پر چلتے ہوئے آرہا تھا تو اسے معلوم نہ ہوسکا کہ وہ سمندر کے پاس جارہا ہے یا چودھویں کے چاند کی طرف چڑھ رہا ہے۔

شاعر سیف الدولہ کے پاس روم کے قاصد کے آنے کی حالت بیان کر رہا ہے، تو وہ ممدوح کی سخاوت کو استعارہ تصریحیہ میں بیان کر رہا ہے، اور آپ جانتے ہیں کہ استعارہ تشبیہ کو جان بوجھ کر بھولنے پر مبنی ہوا کرتا ہے، اور استعارہ میں مبالغہ بہت زیادہ ہوتا ہے، اور دلوں پر اس کا اثر بھی بہت زبردست ہوتا ہے۔

یا شاعر کہتا ہے۔

دُعَوْتُ نَدَاهُ دَعْوَةً فَأَجَابَنِي	وَعَلَّمَنِى إِحْسَانُهُ كَيْفَ آمُلُهُ

ترجمہ:- میں نے اس کی سخاوت کو پکارا تو اس نے مجھے جواب دیا، اور اس کے احسان نے مجھے سکھا دیا کہ میں اس سے کیسے امید رکھوں۔

اس میں شاعر ممدوح کی سخاوت اور اس کے احسان کو انسان سے تشبیہ دے رہا ہے، پھر مشبہ بہ کو حذف کرکے اس کی طرف اس کے ایک لازم سے اشارہ کر رہا ہے، یہ بھی مبالغہ کی ایک قسم ہے جس کے لئے استعارہ لایا جاتا ہے۔

یا شاعر کہتا ہے۔ **وَمَنْ قَصَدَ الْبَحْرَ اِسْتَقَلَّ السَّوَاقِيَا** — جو سمندر کا قصد کرے گا وہ نہروں کو چھوٹا اور حقیر سمجھے گا۔

اس میں شاعر اس مصرعہ کو کہاوت کے طور پر پیش کر کے آپ کے سامنے منظر کشی کر رہا ہے کہ جو اس کے ممدوح کا قصد کرے گا تو وہ اس سے کمتر لوگوں سے بے نیاز ہو جائے گا، جیسے سمندر کا قصد کرنے والا نہروں کی پروا نہیں کرتا ہے، چنانچہ وہ آپ کو استعارہ تمثیلیہ عطا کر رہا ہے جس میں دلکشی اور حسن و جمال ہے، اور اس سے بڑھ کر اس میں شاعر کے دعوی کی سچائی پر دلیل بھی ساتھ ساتھ ہے۔

یا شاعر کہتا ہے ؎

حَتّٰى ظَنَنْتُ حَيَاتِيْ مِنْ أَيَادِيْكَا	مَازِلْتَ تُتْبِعُ مَاتُوَلِّي يَدًا بِيَدٍ

ترجمہ:- آپ برابر ہاتھوں ہاتھ مسلسل احسانات کرتے رہے یہاں تک کہ میں اپنی زندگی کو بھی آپ کے احسانات وعطایا کا حصہ گمان کرنے لگا۔

اس میں شاعر تشبیہ اور استعارہ سے مجاز مرسل کی طرف عدول کر رہا ہے، اور کلمہ ''**يَدٌ**'' بول کر نعمت مراد لے رہا ہے، کیونکہ ہاتھ نعمت کا آلہ اور سبب ہے۔

یا شاعر کہتا ہے ؎

وَاقْتَصَّ جُوْدُكَ مِنْ فَقْرِي وَإِعْسَارِي	أَعَادَ يَوْمُكَ أَيَّامِي لِنَضْرَتِهَا

ترجمہ:- تیرے نصیبہ والے دن نے میرے دنوں کی خوشحالی کو لوٹا دیا، اور میری محتاجگی اور تنگ دستی سے تیری سخاوت نے قصاص لیا۔

شاعر مجاز عقلی کے طور پر فعل کی ''**یوم**'' اور ''**جود**'' کی طرف نسبت کر رہا ہے۔

یا شاعر کہتا ہے ؎

وَلٰكِنْ يَسِيْرُ الْجُوْدُ حَيْثُ يَسِيْرُ	فَمَا جَازَهُ جُوْدٌ وَلَاحَلَّ دُوْنَهُ

ترجمہ:- سخاوت ممدوح سے کبھی نہیں ہٹی ہے اور نہ ممدوح کے علاوہ کے پاس گئی ہے بلکہ سخاوت وہاں جاتی ہے جہاں **ممدوح** جاتا ہے۔

یہاں شاعر ممدوح کی طرف سخاوت کی نسبت سے کنایہ کر رہا ہے، اور یہ دعوی کر رہا ہے کہ سخاوت ہمیشہ ممدوح کے ساتھ چلتی ہے، اس لئے کہ اس نے ممدوح پر سخاوت کا حکم لگانے کے بجائے یہ دعوی کیا کہ سخاوت اس

کے ساتھ چلتی ہے وہ جہاں جاتا ہے -- یہ کنایہ بلاغت میں، دل پر اثر کرنے میں، اور معنی کی اچھی منظر کشی میں اس سے بڑھ کر ہے جس کو سامع کلام کی بعض دوسری قسموں میں محسوس کرتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ آپ کو مذکورہ مثالوں سے معلوم ہو گیا کہ کسی انسان کی صفت سخاوت کو چودہ طریقوں سے بیان کیا جاسکتا ہے، جن میں ہر ایک طریقہ کا ایک حسن و جمال اور دلکشی ہے، اگر ہم چاہیں تو اسی مفہوم کو دوسرے بہت سے اسلوبوں سے ادا کر سکتے ہیں، اس لئے کہ شاعروں اور ادیبوں کو اسالیب و معانی ادا کرنے میں ایسی مہارت اور کمال حاصل ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے، اگر ہم چاہیں تو دوسرے صفات جیسے بہادری، خودداری، دور اندیشی وغیرہ کے بارے میں مختلف اسالیب جو بولے جاتے ہیں لا سکتے ہیں، لیکن کلام کو طول دینے کا قصد نہیں ہے ہمیں یقین ہے کہ عربی اشعار اور ادبی آثار پڑھنے کے وقت آپ اس کو نمایاں طور پر محسوس کریں گے، اور آپ حیرت کریں گے وہ دور کی حد دیکھ کر جہاں تک عقل انسانی پہنچ چکی ہے فصیح و بلیغ منظر کشی میں اور اسالیب کو ڈھالنے میں اور جدت و ندرت پیدا کرنے میں۔

یہی مختلف اسالیب جن سے ایک معنی کو ادا کیا جاتا ہے یہ علم بیان کا موضوع ہے، اور میرے خیال سے آپ کو یہ غلط فہمی نہیں ہوگی کہ ان نادر اسالیب کو ڈھالنے کی قدرت علم بیان پر موقوف ہے، اس لئے کہ کسی چیز کو اچھے اسلوب سے تعبیر کرنا بلاغت کے اصول و قواعد پڑھنے پر موقوف نہیں ہے، بلکہ آدمی ایک اچھا انشا پرداز، یا ایک شعلہ بیان مقرر، ادبی کتابوں کو بکثرت پڑھنے سے، عربوں کے ادبی آثار کو یاد کرنے سے، اشعار پر تنقید کرنے اور ان کو سمجھنے سے، فنی نثر کے مطالعے اور اس کے اسرار و رموز کو سمجھنے کا ذوق پیدا کرنے سے بھی ہو جاتا ہے، اور اس سے اس کے اندر کلام کو اچھے اور عمدہ انداز سے پیش کرنے کا راسخ ملکہ پیدا ہو جاتا ہے، اور اس کے ساتھ ہی سلیم طبیعت اور حساس فطرت کا اس ملکہ کے ساتھ ہونا اس ملکہ کے لئے معین و مددگار ہو جاتا ہے۔

لیکن ان سب کے باوجود ہم علم بیان اور اس کے قوانین سے واقفیت کے فائدہ کا انکار نہیں کر سکتے ہیں، کیونکہ علم بیان اسالیب کے درمیان فرقوں کی تفصیل کے سبب اسالیب کی اقسام کو جاننے کے لئے ایک صحیح میزان ہے، ایک باریک ادبی تحقیق و مطالعہ ہے ہر اسلوب کی تلاش و جستجو کے لئے اور اس میں بلاغت کے راز کو ظاہر کرنے کے لئے۔

علم المعانی

تقسیم الکلام الی خبر و انشاء

الامثلۃ (مثالیں)

(۱) ابو اسحٰق غزی نے کہا ہے۔

لَوْلَا أَبُوْ الطَّيِّبِ الْكِنْدِيُّ مَاامْتَلَأَتْ	مَسَامِعُ النَّاسِ مِنْ مَدْحِ ابْنِ حَمْدَانِ

ترجمہ:- اگر ابو طیب کندی (متنبی) نہ ہوتا تو لوگوں کے کان ابن حمدان (سیف الدولہ) کی تعریف سے نہ بھرتے۔

(۲) ابو طیب متنبی نے کہا ہے۔

لَاأَشْرَئِبُّ إِلٰى مَالَمْ يَفُتْ طَمْعًا	وَلَا أَبِيْتُ عَلٰى مَافَاتَ حَسْرَانًا

ترجمہ:- میں لالچ سے اس چیز کو نہیں جھانکتا ہوں جو فوت نہیں ہوئی ہے، اور فوت شدہ چیز پر حسرت کرتے ہوئے رات نہیں گذارتا ہوں۔

(۳) ابو العتاہیہ نے کہا ہے۔

إِنَّ الْبَخِيْلَ وَإِنْ أَفَادَ غِنًى	لَتُرٰى عَلَيْهِ مَخَايِلُ الْفَقْرِ

ترجمہ:- بیشک بخیل آدمی اگر چہ مالداری حاصل کرلے، اس پر فقر کے اثرات دیکھے جاتے ہیں۔

(۴) کسی حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا ہے — **يَابُنَيَّ تَعَلَّمْ حُسْنَ الاِسْتِمَاعِ كَمَا تَتَعَلَّمُ حُسْنَ الْحَدِيْثِ** — میرے بیٹے! جیسے تو اچھی طرح بات کرنا سیکھ رہا ہے ایسے ہی اچھی طرح بات سننا بھی سیکھ۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ایک آدمی کو وصیت کرتے ہوئے کہا-- **لَاتَتَكَلَّمْ بِمَا لَايَعْنِيْكَ، وَدَعِ الْكَلَامَ فِي كَثِيْرٍ مِمَّا يَعْنِيْكَ حَتّٰى تَجِدَلَهُ مَوْضِعًا** — بے فائدہ امور میں بات نہ کر، اور بہت سے فائدہ والے امور میں بھی بات کرنے سے گریز کر یہاں تک کہ تو اس کے لئے کوئی مناسب موقع پائے۔

(۶) ابو طیب متنبی نے کہا ہے۔

لَاتَلْقَ دَهْرَكَ إِلَّا غَيْرَمُكْتَرِثٍ	مَادَامَ يَصْحَبُ فِيْهِ رُوْحُكَ الْبَدَنَ

ترجمہ:- اپنے زمانے سے انتہائی لاپروائی سے ملاکر، جب تک زمانے میں تیری روح تیرے بدن کے ساتھ ہے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

ابو اسحق غزی خبر دیتا ہے کہ ابوطیب متنبی نے ہی سیف الدولہ بن حمدان کے فضائل کو لوگوں کے درمیان عام کیا ہے اور شہرت دی ہے، اور کہتا ہے کہ اگر ابوطیب متنبی نہ ہوتا تو اس بادشاہ کی شہرت نہ پھیلتی، اور نہ لوگ اس کے سارے خصائل جانتے جن کو اب وہ جان رہے ہیں، اس کلام میں ابو اسحق کے سچا اور جھوٹا ہونے کا احتمال ہے، اگر اس کا کلام واقع کے مطابق ہے تو سچا ہے اور اگر واقع کے مطابق نہیں ہے تو جھوٹا ہے۔

دوسری مثال میں متنبی اپنے بارے میں بتلا رہا ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت پر راضی اور مطمئن ہے، اس کی یہ عادت نہیں ہے کہ کسی آنے والی چیز کے وہ تاک میں رہے، اور یہ بھی اس کی عادت نہیں ہے کہ فوت شدہ چیز پر ندامت ظاہر کرے یہاں بھی یہ احتمال ہے کہ متنبی اپنے بارے میں قناعت ورضامندی کے دعوی میں سچا ہو یا جھوٹا ہو۔

اسی طرح تیسری مثال میں ممکن ہے کہ ابوالعتاھیہ اپنے قول ودعوی میں سچا ہو، یہ بھی امکان ہے کہ جھوٹا ہو۔

پھر چوتھی مثال میں دیکھیں، اس میں ایک قائل اپنے بیٹے کو پکار کر حسن گفتار سیکھنے کا حکم دے رہا ہے، یہ ایسا کلام ہے کہ اس کے قائل کو سچا جھوٹا نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ کسی چیز کے حاصل ہونے یا نہ حاصل ہونے کی خبر نہیں دے رہا ہے، بلکہ وہ تو آواز لگا کر حکم دے رہا ہے۔

اسی طرح پانچوں مثال میں عبداللہ بن عباسؓ کو، اور چھٹی مثال میں متنبی کو سچ اور جھوٹ کے ساتھ متصف کرنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ دونوں کسی چیز کے حصول یا عدم حصول کی خبر نہیں دے رہے ہیں۔

اگر آپ کلام کی تمام قسموں کا جائزہ لیں گے تو ان دو قسموں سے نکلا ہوا نہیں پائیں گے، پہلی قسم کو خبر اور دوسری قسم کو انشاء کہا جاتا ہے،-- اس کے بعد آپ مذکورہ مثالوں میں یا دوسری مثالوں میں جملوں کو دیکھیں تو ہر جملہ کو دو بنیادی رکنوں سے بنا ہوا پائیں گے، جن کو محکوم علیہ اور محکوم بہ کہتے ہیں، محکوم علیہ کو مسند الیہ اور محکوم کو مسند کہتے ہیں، اور جو مسند الیہ اور مسند کے علاوہ چیزیں جملے میں ہیں، وہ جملہ میں قید ہوا کرتا ہے وہ بنیادی رکن نہیں ہوتا ہے۔

القواعد (قاعدے)

(۲۸) کلام دو قسم پر ہے، خبر اور انشاء

(الف) خبر: ایسا کلام ہے جس کے کہنے والے کو اس خبر میں سچا یا جھوٹا کہنا صحیح ہو، پس اگر کلام واقع کے مطابق ہو تو اس کا قائل سچا ہے، اور اگر واقع کے مطابق نہیں ہے تو اس کا قائل جھوٹا ہے۔

(ب) انشاء: ایسا کلام ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہنا صحیح نہ ہو۔

(۲۹) خبر اور انشاء کے ہر جملے میں دو رکن ہوتے ہیں، ایک محکوم علیہ، جس کا نام مسند الیہ ہے، دوسرا محکوم بہ جس کا دوسرا نام مسند ہے، اور اس سے جو زائد ہے مضاف الیہ اور صلہ کو چھوڑ کر تو وہ قید ہے۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

جملوں کی قسموں کو بیان کرنے کے لئے اور ہر بنیادی جملے میں مسند الیہ اور مسند کی تعیین کے لئے۔

(۱) عبدالحمید کاتب (انشاء پرداز) نے اہل فن کو ادب کے محاسن اور خوبیوں کی وصیت کرتے ہوئے کہا ہے

تَنَافَسُوْا يَا مَعْشَرَ الْكُتَّابِ فِي صُنُوْفِ الْآدَابِ وَتَفَهَّمُوْا فِي الدِّيْنِ، وَابْدَؤُوْا بِعِلْمِ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ الْعَرَبِيَّةِ، فَإِنَّهَا نَفَاقُ أَلْسِنَتِكُمْ، ثُمَّ أَجِيْدُوْا الْخَطَّ، فَإِنَّهُ حِلْيَةُ كُتُبِكُمْ، وَارْوُوا الْأَشْعَارَ، وَاعْرِفُوْا غَرِيْبَهَا، وَمَعَانِيْهَا وَأَيَّامَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ، وَأَحَادِيْثَهَا وَسِيَرَهَا، فَإِنَّ ذٰلِكَ مُعِيْنٌ لَكُمْ عَلٰى مَاتَسْمُوْا إِلَيْهِ هِمَمُكُمْ

ترجمہ:- اے ادیبوں کی جماعت! ادب کی اقسام و اصناف میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو، اور دین کی سمجھ حاصل کرو، اور کتاب اللہ کے علم سے آغاز کرو، پھر عربی زبان سیکھو، اس لئے کہ اس میں تمہارے کلام کی ترویج ہے، اور خط کو عمدہ کرو، اس لئے کہ خوشخطی تمہاری کتابوں کی زینت ہے، اور اشعار کو نقل کرو، اور اس کے غریب الفاظ، اور ان کے معانی کو جانو، اور عرب وعجم کے ادوار، اور ان کی باتیں اور ان کی تاریخ جانو، اس لئے کہ یہ سب چیزیں تمہارے لئے معین و مددگار رہوں گی ان چیزوں میں جن کی طرف تمہاری توجہات لگی ہوئی ہیں۔

(۲) ابونواس شاعر نے کہا ہے ۔

اَلرِّزْقُ وَالْحِرْمَانُ مَجْرَاهُمَا	بِمَا قَضٰى اللّٰهُ وَمَا قَدَّرَا
فَاصْبِرْ إِذَا الدَّهْرُ نَبَا نَبْوَةً	فَجُنَّةُ الْحَازِمِ أَنْ يَصْبِرَا

ترجمہ:- روزی اور اس سے محرومی دونوں کا جاری ہونا اللہ تعالی کے فیصلے اور تقدیر سے ہوتا ہے۔ اس لئے صبر کرو جب زمانہ کوئی مشقت پہنچائے، اس لئے کہ دانشمند کی ڈھال اور بچاؤ صبر ہے۔

الاجابہ (نمونے کا حل)(۱)

نمبر	جملہ	جملہ کی نوعیت	مسند الیہ	مسند
۱	تَنَافَسُوْا	جملہ انشائیہ	فاعل واو جمع کا	فعل تنافسوا
۲	يَامَعْشَرَ الْكُتَّابِ	انشائیہ	ادعو میں مستتر ضمیر جس کے قائم مقام لیا ہے	فعل ادعو
۳	تَفَهَّمُوْا فِي الدِّيْنِ	انشائیہ	فاعل واو جمع	فعل تفهموا
۴	إِبْدَؤُوْا بِعِلْمِ كِتَابِ اللّٰهِ	انشائیہ	فاعل واو جمع	فعل ابدؤوا
۵	فَإِنَّهَا نَفَاقُ أَلْسِنَتِكُمْ	خبریہ	انّ کا اسم ضمیر متصل	ان کی خبرنفاق
۶	أَجِيْدُوْا الْخَطَّ	انشائیہ	فاعل واو جمع	فعل أجيدوا
۷	فَإِنَّهُ حِلْيَةُ كُتُبِكُمْ	خبریہ	انّ کا اسم ضمیر متصل	ان کی خبرحلية
۸	ارْوُوا الْأَشْعَارَ	انشائیہ	فاعل واو جمع	فعل امر ارْوُوا
۹	وَاعْرِفُوْا غَرِيْبَهَا	انشائیہ	فاعل واو جمع	فعل امر اعرفوا
۱۰	فَإِنَّ ذٰلِكَ مُعِيْنٌ لَكُمْ	خبریہ	ان کا اسم اسم اشارہ	ان کی خبرمعين

الاجابہ (۲)

نمبر	جملہ	جملہ کی نوعیت	مسند الیہ	مسند
۱	اَلرِّزْقُ وَالْحِرْمَانُ الخ	خبریہ	مبتدا الرزق	خبر جمله مجر اهما الخ
۲	فَاصْبِرْ	انشائیہ	اصبر میں ضمیر انت	فعل اصبر
۳	فَجُنَّةُ الْحَازِمِ أَنْ يَصْبِرَا	خبریہ	مبتدا جنة الحازم	خبر ان يصبرا

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں جملہ خبریہ کو جملہ انشائیہ سے الگ کریں اور مسند الیہ و مسند کی تعیین کریں۔

(ا) حارث بن ہمدانی کے نام ایک خط میں جو باتیں حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

قران کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو، اور اس سے نصیحت حاصل کرو، اس کے حلال کو حلال سمجھو، اور اس کے حرام کو حرام سمجھو، دنیا کی باقی زندگی میں دنیا کی گذشتہ زندگی سے عبرت حاصل کرو، اس لئے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کے مشابہ ہے، اور دنیا کا اول حصہ آخری حصہ کے ساتھ ملا ہوا ہے، اور ساری دنیا تغیر پذیر اور زائل ہونے والی ہے، اور اللہ کے نام کی تعظیم کرو، اس طرح کہ اس کا نام حق طریقہ پر لو۔

(ب) اور یہ باتیں بھی حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہیں۔

سردی سے اس کے شروع میں ہی بچو، اور اس کے آخر میں اس کا استقبال کرو، اس لئے کہ سردی بدن میں ایسے اثر کرتی ہے جیسے وہ درختوں میں اثر کرتی ہے، ابتدائی سردی جلا دیتی ہے اور آخری سردی ہرا بھرا کرتی ہے۔

(ج) کسی بلیغ نے رحم کی درخواست کے بارے میں لکھا ہے۔

آپ کے عفو کی میں نے پناہ لی اور آپ کے درگذر کی میں نے پناہ لی، لہذا آپ مجھے رضامندی کا ذائقہ چکھائیں، اور گذشتہ ناراضگی کی کڑواہٹ مجھ سے بھلا دیجئے۔

حل تمرین - ۱ (الف)

جملہ	جملہ کی نوعیت	مسند الیہ	مسند
تَمَسَّكْ بِحَبْلِ الْقُرْاٰنِ	انشائیہ	"تمسك" میں ضمیر مستتر	فعل تمسك
وَاسْتَنْصِحْهُ	انشائیہ	"استنصح" میں ضمیر مخاطب	فعل استنصح
أُحِلَّ حَلَالَهُ	انشائیہ	"احل" میں ضمیر مخاطب	فعل احل
حَرِّمْ حَرَامَهُ	انشائیہ	"حرم" میں ضمیر مخاطب	فعل حرم
وَاعْتَبِرْ بِمَامَضٰی مِنَ الدُّنْیَامَابَقِیَ مِنْهَا	انشائیہ	"اعتبر" میں ضمیر مخاطب	فعل اعتبر
فَإِنَّ بَعْضَهَا يُشْبِهُ بَعْضًا	خبریہ	ان کا اسم بعضها	ان کی خبر یشبه

وَاٰخِرُهَا لَاحِقٌ بِأَوَّلِهَا	خبریہ	مبتدا آخرھا	خبر لاحق
وَكُلُّهَا حَائِلٌ مَفَارِقٌ	خبریہ	مبتدا کلھا	خبر حائل مفارق
وَعَظِّمْ اسْمَ اللهِ	انشائیہ	عظم فعل میں ضمیر مخاطب	فعل عظم

(ب)

جملہ	جملہ کی نوعیت	مسند الیہ	مسند
تَوَقَّوا الْبَرْدَ فِيْ أَوَّلِهِ	انشائیہ	فعل ""توقوا"" میں ضمیر مخاطب	فعل "توقوا"
وَتَلَقَّوْهُ فِيْ آخِرِهِ	انشائیہ	فعل ""تلقوا"" میں ضمیر مخاطب	فعل " تلقوا"
فَإِنَّهُ يَفْعَلُ بِالْأَبْدَانِ الخ	خبریہ	ان کا اسم ضمیر متصل	ان کی خبر جملہ ""یفعل""
أَوَّلُهُ يُحْرِقُ	خبریہ	مبتدا ""اوله""	خبر جملہ ""یحرق""
آخِرُهُ يُوْرِقُ	خبریہ	مبتدا ""اخره""	خبر جملہ ""یورق""

(ج)

جملہ	جملہ کی نوعیت	مسند الیہ	مسند
لُذْتُ بِعَفْوِكَ	خبریہ	فعل لاذ میں ضمیر متکلم	فعل "" لاذ""
وَاسْتَجَرْتُ بِصَفْحِكَ	خبریہ	فعل استجار میں ضمیر متکلم	فعل ""استجار""
فَأَذِقْنِي حَلَاوَةَ الرِّضَا	انشائیہ	فعل اذقنی میں ضمیر مخاطب	فعل ""اذق""
وَأَنْسِنِي مُرَارَةَالسُّخطِ فِيْمَامَضٰى	انشائیہ	فعل انسنی میں ضمیر مخاطب	فعل ""انس""

التمرین - ۲

آنے والے اشعار سمجھ کر ان میں جملہ خبریہ کو جملہ انشائیہ سے الگ کریں، اور مسند الیہ و مسند کی تعیین کریں۔

(الف) العقد الفرید کے مصنف نے دنیا کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے

سنو! دنیا درخت کی ہریالی ہے، جب اس کا ایک حصہ ہرا بھرا ہوتا ہے تو دوسرا خشک ہو جاتا ہے۔

یہ ایسی حویلی ہے جس کی آرزوئیں الجھنوں کے سوا کچھ نہیں ہیں، اور اس کی لذتیں مصیبتوں کے سوا کچھ نہیں ہیں۔

پس تمہاری آنکھیں اس دنیا میں یہاں سے جانے والے پر آنسوؤں کا سرمہ نہ لگائیں کیونکہ تم بھی جانے والے ہو۔

(ب) ابن المعتز نے کہا ہے۔

سخی وہ نہیں ہے جو اپنا عطیہ دیتا ہے مدح کے عوض میں، اگرچہ وہ اس پر قیمت کو مہنگی کر دے۔

بلکہ سخی وہ ہے جو بغیر کسی عوض کے عطیہ دے، سوائے اس کے کہ وہ اچھے کو اچھا سمجھے۔

بھلائی کر کے وہ حمد و تعریف کا بدلہ طلب نہ کرے، اور جب احسانات کرے تو احسان نہ جتلائے۔

حل تمرین - ۲

(الف)

جملہ	جملہ کی نوعیت	مسند الیہ	مسند
أَلَا إِنَّمَا الدُّنْيَا نَضَارَةُ أَيْكَةٍ	خبریہ	مبتدا "الدنیا"	خبر "نضارة ایکة"
جَفَّ جَانِبُ	خبریہ	فاعل "جانب"	فعل "جفّ"
هِيَ الدَّارُ	خبریہ	مبتدا "ھی"	خبر "الدار"
فَلَاتَكْتَحِلْ عَيْنَاكَ فِيهَا بِعَبْرَةٍ	انشائیہ	فاعل "عیناك"	فعل "لَاتَكْتَحِلْ"
فَإِنَّكَ ذَاهِبٌ	خبریہ	ان کا اسم ضمیر متصل	ان کی خبر "ذاھب"

(ب)

جملہ	جملہ کی نوعیت	مسند الیہ	مسند
لَيسَ الْكَرِيْمُ الى آخره	خبریہ	لیس کا اسم "الكريم"	لیس کی خبر "الذی یعطی"
بَلِ الْكَرِيْمُ الَّذِیْ إِلٰی آخِرِهِ	خبریہ	مبتدا "الكريم"	خبر "الذی یعطی"
وَلَايَسْتَثِيْبُ بِبَذْلِ الْعُرْفِ مَحْمَدَةً	خبریہ	"یستثیب" میں ضمیر مستتر	فعل "یستثیب"
وَلَايَمُنُّ الى آخره	خبریہ	"ولایمن" میں ضمیر مستتر	فعل "لایمن"

التمرين-۳

آنے والے دونوں اشعار کو فصیح انداز میں نثر کریں، اور نثر میں جملہ خبریہ وانشائیہ کی تعیین کریں۔

تم صرف شریف لوگوں پر احسان کرو، اس لئے کہ یہ لوگ احسان کا بدلہ دیتے ہیں اس شخص کو جو احسان کرنے والا ہو۔

جو شخص کمینوں پر احسان کرتا ہے تو تم اس کو احسان کے بعد ہی پشیمان وافسوس کرتا ہوا پاؤ گے۔

حل تمرین-۳

نثر:- لَاتُحْسِنْ إِلَى غَيْرِ الْكِرَامِ فَإِنَّهُمْ يَحْفَظُوْنَ الْجَمِيْلَ وَيُجَازُوْنَ عَلَيْهِ الْإِحْسَانَ، أَمَّا اللِّئَامُ فَإِنَّهُمْ يُقَابِلُوْنَ الْحَسَنَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلِذٰلِكَ لَايُحْسِنُ إِلَيْهِمْ إِنْسَانٌ إِلَّاعَادَ أَسِفًانَادِمًا ـــ

ترجمہ:- شریفوں کے علاوہ پر احسان نہ کرو، اس لئے کہ یہ لوگ احسان کو محفوظ رکھتے ہیں، اور اس کا اچھا بدلہ دیتے ہیں اور کمینے اچھائی کا برائی سے مقابلہ کرتے ہیں، اسی لئے ان پر احسان کرنے والا پشیمان ونادم لوٹتا ہے۔

جملوں کی تعیین

جملہ	جملہ کی نوعیت	جملہ	جملہ کی نوعیت
لَاتُحْسِنْ إِلَى غَيْرِ الْكِرَامِ	انشائیہ	أَمَّا اللِّئَامِ فَإِنَّهُمْ يُقَابِلُوْنَ الْحَسَنَةَ بِالسَّيِّئَةِ	خبریہ
فَإِنَّهُمْ يَحْفَظُوْنَ الْجَمِيْلَ وَيُجَازُوْنَ عَلَيْهِ الْإِحْسَانَ	خبریہ	وَلِذٰلِكَ لَايُحْسِنُ إِلَيْهِمْ إِنْسَانٌ إِلَّاعَادَ أَسِفًانَادِمًا	خبریہ

التمرین-۴

(الف) دیہات والوں کی زندگی بیان کرو جملہ خبریہ کے اسلوب میں درمیان میں جملہ انشائیہ کوئی نہ ہو۔

يَعِيْشُ الْقَرَوِيُّوْنَ فِي أَكْنَافِ الرِّيْفِ حَيْثُ الْحُقُوْلُ وَاسِعَةٌ، وَالْمِيَاهُ جَارِيَةٌ، وَحَيْثُ الْهَوَاءُ نَقِيٌّ وَالسَّكِيْنَةُ شَامِلَةٌ، يَسْكُنُ فُقَرَاؤُهُمْ فِي أَكْوَاخٍ صَغِيْرَةٍ، وَيُقِيْمُ أَغْنِيَاءُ هُمْ فِي بُيُوْتٍ كَبِيْرَةٍ، طَعَامُهُمْ خَشِنٌ، وَشَرَابُهُمْ فِي الْغَالِبِ رَنْقٌ، يَكْدَحُوْنَ فِي طَلَبِ الْعَيْشِ، فَيَصِلُوْنَ لَيْلَهُمْ بِنَهَارِهِمْ فِي فَلَحِ الْأَرْضِ وَتَرْبِيَةِ الْمَاشِيَةِ، وَهُمْ قَوْمٌ هَادِئُوْنَ وَادِعُوْنَ، يَتَسَانَدُوْنَ فِي الْمُلِمَّاتِ وَيَتَسَابَقُوْنَ فِي أَعْمَالِ الْمُرُوْءَ اتِ

ترجمہ:- دیہات والے دیہات کے اطراف وجوانب میں رہتے ہیں، جہاں وسیع کھیت، بہتا پانی، صاف ستھری ہوا اور عام سکون کا ماحول ہوتا ہے، ان کے فقراء تو چھوٹے جھونپڑوں میں رہتے ہیں، اور مالدار بڑی حویلیوں میں رہتے ہیں، ان کا کھانا معمولی اور سادہ ہوتا ہے، اور مشروب عام طور پر گدلا ہوتا ہے، وہ روزی کی تلاش میں مشقت اٹھاتے ہیں، اور رات ودن ایک کردیتے ہیں، زمین کی کھیتی میں اور جانوروں کو پالنے پوسنے میں، اور یہ پرسکون اور سنجیدہ لوگ ہوتے ہیں، مصیبتوں میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، اور انسانیت اور بھلے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں۔

(ب) ایک آشوب چشم کے مریض پر خط لکھو، جس میں اس کے لئے امید شفا ہو اور اس کی بیماری سے جلد اس کو سلامتی کا ساتھ ہو جائے ایسی نصیحت بھی ہو، اور آپ کا خط کچھ جملہ انشائیہ پر مشتمل ہو۔

كِتَابِي إِلٰى هٰذَا الصَّدِيْقِ الْعَزِيْزِ،أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ الْعَافِيَةِ، فَقَدْ بَلَغَنِي نَبَأُ الْعِلَّةِ الَّتِي انْتَابَتْكَ، فَكَانَ فِي ذٰلِكَ هَمِّي وَحُزْنِي، وَوَدِدْتُ لَوْقَاسَمْتُكَ هٰذَا السُّقْمَ، وَتَحَمَّلْتُ عَنْكَ بَعْضَ الْأَلَمِ، وَلٰكِنَّهَا غُمَّةٌ ثُمَّ تَنْكَشِفُ، وَشِدَّةٌ ثُمَّ تَنْفَرِجُ، فَاصْبِرْ لِتَنَالَ أَجْرَ الصَّابِرِيْنَ، وَاعْتَكِفْ فِي بَيْتِكَ، وَلَاتُعَرِّضْ عَيْنَيْكَ لِضَوْءِ الشَّمْسِ، وَلَاتَمْشِ فِي مَهَبِّ الرِّيْحِ، وَاعْتَزِلِ الْآنَ كِتَابَكَ وَقَلَمَكَ، وَأَقْبِلْ عَلَى الطَّبِيْبِ وَاسْتَنْصِحْهُ حَتّٰى يَأْذَنَ اللهُ بِشِفَائِكَ وَالسَّلَامُ

ترجمہ:- میرا یہ خط میرے عزیز دوست کے نام ہے، اللہ اس کو عافیت کا لباس پہنائے، مجھے آپ کی اس

بیماری کی خبر پہنچی جو آپ کو پیش آئی، پس میں غمگین ورنجیدہ ہوں، اور میں چاہتا ہوں کاش اس بیماری میں آپ کے ساتھ شریک ہوتا، اور آپ کی کچھ تکلیف میں اٹھالیتا، لیکن یہ تو حزن وغم ہے جو عنقریب کھل جائے گا اور سختی ہے کشادگی ہو جائے گی، پس آپ صبر کریں تاکہ صابرین کا اجر حاصل کریں، آپ اپنے گھر میں جمے رہیں، سورج کی روشنی میں آنکھیں نہ لائیں، اور نہ ہوا چلنے کی جگہ میں چلیں اور ابھی کتاب وقلم بھی ایک طرف رکھدیں، ابھی تو صرف ڈاکٹر کی طرف متوجہ رہیں، اور اس کی خیر خواہانہ باتیں قبول کریں حتی کہ اللہ آپ کی شفا کا فیصلہ فرمائے۔

الخبر

۱- خبر پیش کرنے کا مقصد

الامثلة (مثالیں)

(۱) وُلِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفِيْلِ وَأُوْحِيَ إِلَيْهِ فِي سِنِّ الْأَرْبَعِيْنَ وَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشَرَةَ سَنَةً وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا

نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت واقعۂ فیل کے سال ہوئی، اور چالیس سال کی عمر میں آپ کے پاس وحی آئی، آپ ﷺ نے تیرہ سال مکہ میں قیام فرمایا اور دس سال مدینہ میں۔

(۲) كَانَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَايَأْخُذُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ شَيْئًا، وَلَايُجْرِي عَلٰى نَفْسِهِ مِنَ الْفَيْئِ دِرْهَمًا

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بیت المال سے کچھ نہیں لیتے تھے، اور نہ مال غنیمت میں سے ایک درہم اپنے اوپر لگاتے تھے۔

(۳) لَقَدْ نَهَضْتَ مِنْ نَوْمِكَ الْيَوْمَ مُبَكِّرًا ــــ آج صبح سویرے تم اپنی نیند سے بیدار ہو گئے۔

(۴) أَنْتَ تَعْمَلُ فِي حَدِيْقَتِكَ كُلَّ يَوْمٍ ــــ تم روزانہ اپنے باغ میں کام کرتے ہو۔

(۵) وزیر یحیی برمکی نے خلیفہ ہارون رشید سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

إِنَّ الْبَرَامِكَةَ الَّذِيْنَ رُمُوْالَدَيْكَ بِدَاهِيَةْ	صُفْرُ الْوُجُوْهِ عَلَيْهِمْ خِلَعُ الْمَذَلَّةِ بَادِيَةْ

ترجمہ:- بیشک وہ برمکی لوگ جو تیرے پاس سخت مصیبت کا نشانہ بنائے گئے، زرد چہرے والے ہیں، ان کے اوپر ذلت کے لباس نمایاں ہیں۔

(۶) اللہ تعالی نے حضرت زکریا علیہ السلام کی حکایت کرتے ہوئے کہا

رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْباً (مریم ۴)--اے میرے رب! بیشک میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں، اور سر میں بڑھاپا آگیا۔

(۷) ایک دیہاتی نے اپنے بیٹے کے مرثیہ میں کہا ہے ؎

إِذَا مَا دَعَوْتُ الصَّبْرَ بَعْدَكَ وَالْبُكَا	أَجَابَ الْأَسٰى طَوْعًاوَلَمْ يُجِبِ الصَّبْرُ
فَإِنْ يَنْقَطِعْ مِنْكَ الرَّجَاءُ فَإِنَّهُ	سَيَبْقٰى عَلَيْكَ الْحُزْنُ مَابَقِيَ الدَّهْرُ

ترجمہ:- اور جب میں نے تیرے بعد صبر اور رنج وغم کو پکارا تو رنج وغم نے تو خوشی خوشی جواب دیا اور صبر نے جواب نہ دیا پس اگر تجھ سے امید منقطع ہو جائے، تو تجھ پر غم باقی رہے گا جب تک زمانہ باقی رہے۔

(۸) عمرو بن کلثوم نے کہا ہے ؎

إِذَا بَلَغَ الْفِطَامَ لَنَا صَبِيٌّ	تَخِرُّلَهُ الْجَبَابِرُ سَاجِدِيْنَا

ترجمہ:- جب ہمارا بچہ دودھ چھڑانے کی عمر کو پہنچتا ہے تو بڑے بڑے زور آور لوگ اس کے سامنے جھک جاتے ہیں۔

(۹) طاہر بن حسین نے کوفہ کے گورنر عباس بن موسی الھادی کو خط لکھا جب کہ اس نے عباس کو اپنے علاقہ کے ٹیکس کو بھیجنے میں سست پایا۔

وَلَيْسَ أَخُو الْحَاجَاتِ مَنْ بَاتَ نَائِمًا	وَلٰكِنْ أَخُوْهَا مَنْ يَبِيْتُ عَلٰى وَجَلِ

ترجمہ:- ضرورت مند وہ نہیں ہے جو سو کر رات گذارے، بلکہ ضرورت مند وہ ہے جو خوف کے ساتھ رات گذارے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

پہلی دو مثالوں میں آپ غور کریں تو محسوس ہوگا کہ ہر مثال میں متکلم خبر میں شامل حکم مخاطب کو بتانا چاہتا ہے،

اس طرح کے حکم کو ''فائدۂ خبر'' کہا جاتا ہے، پہلی مثال میں متکلم سامع کو رسول اللہؐ کی ولادت باسعادت اور آپ پر وحی کی تاریخ، اور مکہ و مدینہ میں آپ کے قیام کی مدت بتانا چاہتا ہے، جس کو سامع نہیں جانتا تھا ـــ ، اور دوسری مثال میں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے زہد وتقوی اور مسلمانوں کے مال میں آپ کی بے رغبتی کے بارے میں سامع کو بتانا چاہتا ہے جس سے سامع بے خبر تھا۔

اس کے بعد تیسری اور چوتھی مثال میں غور کریں، ان میں متکلم کا مقصد کلام میں شامل حکم سامع کو بتلانا نہیں ہے، کیونکہ یہ تو سامع کو متکلم کے جاننے سے پہلے ہی معلوم ہے، بلکہ متکلم کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ کلام کے حکم کو وہ بھی جانتا ہے، تو اس صورت میں سامع کو نفس خبر کا فائدہ حاصل نہیں ہوا، بلکہ یہ فائدہ حاصل ہوا کہ متکلم بھی اس خبر کو جانتا ہے، اس کا نام ''لازم فائدۂ خبر'' ہے۔

اس کے بعد آخری پانچ مثالوں میں آپ دیکھیں تو ہر مثال میں محسوس ہوگا کہ متکلم کا مقصد نہ ''فائدۂ خبر'' ہے نہ ''لازم فائدۂ خبر'' ہے، بلکہ اس کا ارادہ کچھ دوسری چیزیں بتلانا ہے جس کو سمجھدار آدمی سیاق کلام سے جان سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے، چنانچہ پانچویں مثال میں یحیی برمکی کا یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ ہارون رشید کو اپنے اقرباء کی ذلت وحقارت کی حالت سے باخبر کرے، کیونکہ ہارون رشید نے ہی اس کا حکم دیا ہے تو خلیفہ تو بدرجہ اولی اس کو جانتا ہوگا -- ایسے ہی یحیی برمکی کا یہ بھی مقصد نہیں کہ وہ خلیفہ کو یہ بتا رہا ہو کہ میں خود اپنے اقرباء کی حالت کو جانتا ہوں -- بلکہ یحیی برمکی ہارون رشید سے رحم وکرم اور نرمی وشفقت کی درخواست کر رہا ہے کہ شاید خلیفہ اس کی طرف مائل ہو اور اس کے ساتھ اچھے سلوک وشفقت کا معاملہ کرے (اور اس کے برمکی رشتہ دار ذلت سے چھٹکارہ پالیں)۔

چھٹی مثال میں حضرت زکریا علیہ السلام اپنی حالت بیان کر رہے ہیں، اپنی کمزوری اور قوت کا ختم ہونا ظاہر کر رہے ہیں، ـــ اور ساتویں مثال میں وہ دیہاتی اپنے بیٹے اور اپنے جگر کے ٹکڑے کے گم ہونے پر رنج وغم اور حسرت کو ظاہر کر رہا ہے، ـــ آٹھویں مثال میں عمرو بن کلثوم اپنی قوم پر فخر کر رہا ہے، اور ان کی قوت وطاقت پر فخر کا مظاہرہ کر رہا ہے، -- اور آخری مثال میں طاہر بن حسین کا مقصد کسی چیز کی خبر دینا نہیں ہے، بلکہ وہ خراج وصول کرنے میں محنت اور چستی پر اپنے گورنر کو ابھار رہا ہے، ـــ اور یہ آخری تمام اغراض ومقاصد سیاق کلام سے سمجھ میں آرہے ہیں، نہ کہ کلام کی اصل وضع سے۔

القواعد (قواعد)

(۳۰)خبر میں اصل یہ ہے کہ اس کو دو غرضوں میں سے ایک کے لئے لایا جائے۔
(الف) جملہ میں موجود حکم کا مخاطب کو فائدہ پہنچایا جائے، اور اس حکم کا نام ''فائدۂ خبر'' ہے۔
(ب) مخاطب کو یہ بتلانا کہ متکلم بھی اس حکم کو جانتا ہے، اور اس کا نام لازم ''فائدۂ خبر'' ہے۔
(۳۱)اور کبھی خبر دوسرے مقاصد کے لئے لائی جاتی ہے جو سیاق کلام سے سمجھ میں آتے ہیں، ان میں چند یہ ہیں۔
(الف) رحم کی درخواست کرنا (ب) حسرت وافسوس ظاہر کرنا (ج) کمزوری ظاہر کرنا (د) فخر کرنا (ھ) محنت اور کوشش پر ابھارنا۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

خبروں کی غرضوں کو بیان کرنے کے بارے میں

(۱) كَانَ مُعَاوِيَةُ حَسَنَ السِّيَاسَةِ وَالتَّدْبِيْرِ ، يَحْلَمُ فِي مَوْضِعِ الْحِلْمِ، وَيَشْتَدُّ فِي مَوَاضِعِ الشِّدَّةِ

حضرت امیر معاویہؓ اچھے سیاستدان اور مدبر تھے، تحمل کی جگہ میں بردباری اور سختی کی جگہوں میں سختی کرتے تھے۔

(۲) لَقَدْ أَدَّبْتَ بَنِيْكَ بِاللِّيْنِ وَالرِّفْقِ لَابِالْقَسْوَةِ وَالْعِقَابِ،

یقینا آپ نے اپنے بچوں کو نرمی اور شفقت کے ساتھ ادب سکھایا ہے نہ کہ سختی اور سزا کے ساتھ۔

(۳) تُوُفِّيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات سن تیئیس ۲۳ھ میں ہوئی۔

(۴)ابوفراس حمدانی نے کہا ہے ؎

وَمَكَارِمِي عَدَدَ النُّجُوْمِ وَمَنْزِلِي	مَأْوَى الْكِرَامِ وَمَنْزِلُ الْأَضْيَافِ

ترجمه:- میرے کارنامے ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں، اور میرا گھر شریفوں کا ٹھکانہ ہے اور مہمانوں کی جائے پناہ ہے۔

(۵) ابوطیب متنبی نے کہا ہے۔

وَمَاكُلُّ هَاوٍ لِلْجَمِيْلِ بِفَاعِلٍ	وَلَاكُلُّ فَعَّالٍ لَهُ بِمُتَمِّمِ

ترجمہ:- ہر نیکی کا ارادہ کرنے والا اس کو کر نہیں سکتا ہے، اور ہر نیک کام کرنے والا اس کو اینڈ تک نہیں پہنچا سکتا ہے۔

(٦) اور متنبی نے سیف الدولہ کی بہن کے مرثیہ میں کہا ہے۔

غَدَرْتَ يَا مَوْتُ كَمْ أَفْنَيْتَ مِنْ عَدَدٍ	بِمَنْ أَصَبْتَ وَكَمْ أَسْكَتَّ مِنْ لَجَبِ

ترجمہ:- اے موت! تو نے بے وفائی کی، کتنے لوگوں کو شکار کر کے تو نے برباد کر دیا، اور کتنے شور وغوغا کو تو نے خاموش کر دیا۔

(۷) ابوالعتاھیہ نے اپنے بیٹے علی کے مرثیہ میں کہا ہے۔

بَكَيْتُكَ يَاعَلِيّ بِدَمْعِ عَيْنِي	فَمَا أَغْنَى الْبُكَاءُ عَلَيْكَ شَيْئًا
وَكَانَتْ فِي حَيَاتِكَ لِي عِظَاتٌ	وَأَنْتَ الْيَوْمَ أَوْعَظُ مِنْكَ حَيًّا

ترجمہ:- اے علی! میں تجھ پر اپنی آنکھوں کے آنسو بہا کر رویا، لیکن تجھ پر رونے نے مجھے کچھ بھی فائدہ نہیں دیا، اور تیری زندگی میں میرے لئے بہت سی نصیحتیں تھیں، اور آج تو تو تیرے زندہ ہونے کی بہ نسبت زیادہ نصیحت کرنے والا ہے۔

(۸) إِنَّ الثَّمَانِيْنَ -- وَبُلِّغْتَهَا	قَدْ أَحْوَجَتْ سَمْعِي إِلَى تَرْجَمَانٍ

ترجمہ:- بیشک اسی سال نے - خدا کرے تو بھی اس عمر کو پہنچے -- میرے کان کو کسی ترجمان کا محتاج بنا دیا ہے۔

(۹) ابوالعلاء معری نے کہا ہے۔

وَلِي مَنْطِقٌ لَمْ يَرْضَ لِيْ كُنْهُ مَنْزِلِيْ	عَلَى أَنَّنِي بَيْنَ السِّمَاكَيْنِ نَازِلُ

ترجمہ:- میری زبان یا عقل میرے بلند مرتبہ پر راضی نہ ہوئی باوجود یہ کہ میں دو روشن ستاروں کے درمیان اترنے والا ہوں (یعنی اتنا بلند رتبہ ہونے کے باوجود عقل راضی نہیں بلکہ وہ اور اونچا مرتبہ چاہتی ہے)۔

(۱۰) ابراہیم بن مہدی مامون سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے۔

أَتَيْتُ جُرْمًا شَنِيْعًا	وَأَنْتَ لِلْعَفْوِ أَهْلُ
فَإِنْ عَفَوْتَ فَمَنٌّ	وَإِنْ قَتَلْتَ فَعَدْلُ

ترجمہ:- میں نے ایک سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے، اور آپ درگذر کرنے کے اہل ہیں۔
پس اگر آپ نے معاف کر دیا تو یہ احسان ہے، اور اگر قتل کر دیا تو عین انصاف ہے۔

الاجابۃ (نمونے کا حل)

(۱) غرض کلام میں شامل حکم مخاطب کو بتلانا ہے۔ (فائدہ خبر)

(۲) غرض مخاطب کو یہ بتلانا ہے کہ متکلم بھی اس کے بیٹوں کی تہذیب و تربیت میں اس کی حالت کو جانتا ہے۔ (لازم فائدہ خبر)

(۳) غرض، کلام میں شامل حکم مخاطب کو بتلانا ہے۔ (فائدہ خبر)

(۴) غرض، فخر کا اظہار ہے، کیونکہ ابوفراس اپنے کارناموں اور اخلاق وفضائل پر فخر کرنا چاہتا ہے۔

(۵) غرض، کلام میں شامل حکم مخاطب کو بتلانا ہے، اس لئے کہ ابوطیب اپنے سامعین کو خیر کے کاموں میں وہ کوتاہی بتلانا چاہتا ہے جو بعض لوگوں میں دیکھتا ہے۔

(۶) غرض رنج وغم کا اظہار ہے۔

(۷) اپنے بیٹے کے گم (وفات) ہونے پر رنج وحسرت کا اظہار ہے۔

(۸) غرض کمزوری اور عجز کا اظہار ہے۔

(۹) غرض، عقل اور زبان پر فخر کرنا ہے۔

(۱۰) غرض، رحم اور شفقت طلب کرنا ہے۔

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں کلام کے اغراض بیان کریں۔

(۱) جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان معاملہ درست کر لیتا ہے تو اللہ اس کے اور لوگوں کے درمیان معاملہ درست کر دیتے ہیں، جو شخص اپنی آخرت کا معاملہ درست کر لیتا ہے، تو اللہ اس کی دنیا کا معاملہ درست کر دیتے ہیں

اور جس شخص کے لئے اس کی ذات میں ہی کوئی نصیحت کرنے والا ہو تو اللہ اس پر محافظ طے کر دیتے ہیں۔

(۲) بیشک تو غصہ کو پی جاتا ہے، اور غصہ کے وقت بردباری کرتا ہے، اور طاقت کے باوجود درگذر کرتا ہے، اور لغزش کو معاف کر دیتا ہے۔

(۳) ابو فراس حمدانی کہتا ہے ۔

جب زمانہ سخت ہو جائے اور کوئی حادثہ پیش آجائے اور حادثہ بھیانک ہو جائے --تو آپ ہمارے گھروں کے اردگرد بہادری اور سخاوت کے سامان پائیں گے-- دشمنوں سے مقابلے کے لئے چمکدار تلواریں ہیں، اور سخاوت کے لئے سرخ اونٹ ہیں،-- یہ ہمارا معاملہ ہے اور یہ ہماری عادت ہے کہ قتل کی دیت دی جاتی ہے، اور (مہمان نوازی کے لئے) خون بہایا جاتا ہے۔

(۴) ایک شاعر کہتا ہے ۔

روشن راتیں تو بچپن کے زمانہ میں گذر گئیں، اور بڑھاپا بہت سی مصیبتیں لیکر آ گیا۔

(۵) مروان ابن ابی حفصہ نے معن بن زائدہ کے مرثیے میں بہت طویل قصیدہ کہا ہے ۔

معن تو اپنے راستے پر چلے گئے، لیکن ایسے کارنامے چھوڑ گئے جو کبھی ختم نہیں ہوں گے، اور نہ انہیں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

جس دن معن کی وفات ہوئی، تو ایسا لگتا تھا گویا سورج تاریکیوں میں پرت در پرت لپٹا ہوا تھا۔

وہ ایسا پہاڑ تھے کہ قبیلہ، نزاران کی وجہ سے دشمنوں کے پہاڑ ہلا دیتا تھا۔

پس اگر وطن پر سکون وسناٹا چھا جائے (تو عجب نہیں) کیونکہ وہ اس کی وجہ سے تکبر کے طور پر گردن لمبی کیا کرتا تھا۔

جس دن معن کو موت آئی تو موت نے زندوں میں سے ایسے شخص کو پکڑا جو زندہ لوگوں میں بہت سخی ومعزز تھا۔

سارے لوگ معن کے محتاج تھے، یہاں تک کہ معن اپنی قبر کے گڑھے میں جا بسا۔

(۶) دوسرا شاعر کہتا ہے ۔

میرے پاس کوئی تدبیر وحیلہ نہیں ہے سوائے آپ سے معاف کر دینے کی امید کے اور آپ سے حسن ظن کے، اگر آپ عفو کا معاملہ کریں۔

میری خطاؤں میں کتنی ہی لغزشیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے میں نے اپنی انگلیوں کو کاٹا ہے اور دانتوں کو دبایا ہے۔
لوگ میرے ساتھ اچھا گمان رکھتے ہیں حالانکہ میں مخلوق میں سب سے برا ہوں، اگر آپ مجھے معاف نہ کریں۔

(۷) ابونواس نے اپنے مرضِ وفات میں کہا ہے ۔
میرے اندر بیماریاں اوپر اور نیچے سے گھس گئی ہیں، اور میں اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ میں ایک ایک عضو کر کے مر رہا ہوں۔
میری تازگی تو نفس کی اطاعت میں ختم ہوگئی، اور اللہ کی اطاعت تو مجھے بڑھاپے میں یاد آئی۔
ہائے افسوس! ان راتوں اور دنوں پر جن کو میں نے کھیل کود اور لہو میں گذار دیا۔
ہم نے بہت ہی برائیاں کر ڈالیں، پس اے اللہ تو عفو، مغفرت اور درگذر کا معاملہ فرما۔

(۸) اگر تو اپنے بھائی میں کوئی عیب دیکھے تو اس کو مت چھپا۔

(۹) ابن نباتہ سعدی نے کہا ہے ۔
جھوٹی آرزوؤں کے بستر پر سونے والے سے اس کی مطلوبہ چیز فوت ہوجاتی ہے، اور جو کوشش کرتے ہوئے رات گذارتا ہے وہ حاجتوں سے قریب ہوجاتا ہے۔

(۱۰) امیر ابوالفضل عبید اللہ نے ایک بارش والے دن کا حال بیان کرتے ہوئے کہا ۔
آسمان ہمارے اوپر آدھمکا بیدار ہونے کے وقت ایسی بارش کے ساتھ جو ہمارے سروں پر مسلسل بہہ رہی تھی۔
اور ہمارے ساتھی ایک ہولناک، پریشان کن خطرے کے باوجود اس بارش کی تکلیف کے قریب آگئے۔
پس کتنوں نے دیوار کی صحن میں پناہ لی، اور کتنوں نے خالی سرنگ میں ٹھکانا پکڑا۔
اور چھتوں کے آسمان نے ہمارے اوپر ایسے آنسو سے سخاوت کی جو غم کی وجہ سے نہیں بہہ رہے تھے۔

(۱۱) حافظ کہتا ہے یہ مشورہ عقلوں کا انجکشن ہے، اور درستگی کو تلاش کرنے والی چیز ہے، اور مشورہ طلب کرنے والا کامیابی کے کنارہ پر ہوتا ہے، اور انسان کا اپنے بھائی کی رائے سے رہنمائی حاصل کرنا (روشنی حاصل کرنا) پختہ امور میں سے اور دانشمندانہ تدبیر ہے۔

(۱۲) متنبی نے بخار کی بیماری کی حالت میں کہا ہے ۔
میں مصر کی سرزمین میں مقیم ہوں پس نہ میرے پیچھے اونٹوں کے قافلے دوڑتے ہیں، اور نہ ہی میرے آگے،

بستر نے مجھے اکتا دیا (بیماری کے دنوں میں) حالانکہ میرا پہلو سال میں ایک مرتبہ بستر سے ملنے پر بھی اکتا جاتا تھا (اور اب تو مسلسل میں بستر پر ہوں)۔

حل تمرین - ۱

(۱) غرض، کلام میں شامل حکم مخاطب کو بتلانا ہے۔ (فائدۂ خبر)
(۲) غرض، مخاطب کو یہ بتلانا ہے کہ متکلم بھی اس کے اخلاق کریمہ اور پاکیزہ صفات جانتا ہے۔ (لازم فائدۂ خبر)
(۳) غرض، فخر کا اظہار ہے، کیونکہ ابو فراس اپنی قوم کی شجاعت وسخاوت پر فخر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔
(۴) غرض، جوانی کے ضائع ہونے پر رنج وغم کا اظہار ہے۔
(۵) غرض، معن بن زائدہ کی موت پر حسرت وغم کا اظہار ہے۔
(۶) غرض، رحم اور شفقت ونرمی طلب کرنا ہے۔
(۷) غرض، کمزوری، عجز، اور ندامت کو ظاہر کرنا ہے اپنے بچپن کے گذرے دنوں پر، پھر رحم وشفقت طلب کرنا ہے۔
(۸) غرض، مخاطب کو یہ بتلانا ہے کہ متکلم بھی کلام میں شامل حکم کو جانتا ہے۔ (لازم فائدۂ خبر)
(۹) غرض، کوشش اور محنت پر ابھارنا ہے۔
(۱۰) غرض، کلام میں شامل حکم مخاطب کو بتلانا ہے۔ (فائدۂ خبر)
(۱۱) غرض، کلام میں شامل حکم مخاطب کو بتلانا ہے۔ (فائدۂ خبر)
(۱۲) غرض، گذری ہوئی صحت وقوت پر درد وغم اور حسرت کو ظاہر کرنا ہے۔

التمرین - ۲

ابوطیب متنبی کا قول نثر میں بیان کریں، اور غرض بھی بتلائیں۔

میں اپنے حلم کے ساتھ رہتا ہوں، اس طرح کہ وہ میرے لئے کرم وشرف کہلائے، اور حلم کے ساتھ نہیں رہتا ہوں اس طرح کہ وہ میرے لیے بزدلی کہلائے۔

اور میں اپنے مال کے ساتھ نہیں قیام کرتا ہوں اس طرح کہ اس سے میں ذلیل ہوؤں، اور میں نہیں لذت حاصل کرتا ہوں ایسی چیز سے جس سے میری آبرو میلی ہو جائے۔

حل تمرین-۲

نثر عبارت:-

(الف) يَقُوْلُ الْمُتَنَبِّي إِنِّي أَحْلُمُ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ يُعَدُّ فِيْهِ الْحِلْمُ كَرَمًا، وَأَغْضَبُ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ يُعَدُّ فِيْهِ الْحِلْمُ جُبْنًا، وَلَا أَرْضٰى بِمَالٍ يَجْلِبُ لِي الذُّلَّ وَالْعَارَ، وَلَاتَطِيْبُ نَفْسِي بِلَذَّةٍ يَدْنَسُ مِنْهَا عِرْضِي، وَيَضِيْعُ بِهَا شَرَفِيْ.

ترجمہ:- متنبی کہتا ہے، میں ہر اس جگہ حلم کرتا ہوں جس میں حلم شرف سمجھا جاتا ہے، اور ہر اس جگہ غصہ کرتا ہوں جہاں حلم بزدلی سمجھا جاتا ہے، اور میں ایسے مال کو پسند نہیں کرتا ہوں جو میرے لئے ذلت وعار کو کھینچ لائے اور میرا دل ایسی لذت سے خوش نہیں جس سے میری آبرو میلی اور گندی ہوجائے، اور میری شرافت ضائع ہو۔

(ب) متنبی کی غرض اس کلام سے اپنی شجاعت، خودداری اور اپنی آبرو کی حفاظت پر فخر کرنا ہے۔

التمرین-۳ وحلہ

اپنے وطن کا حال بیان کریں، اور اس میں علاقہ، وہاں کی آب وہوا، آسمان کا صاف شفاف ہونا زمین کی ہریالی، اور عمارتوں کی بلندی وغیرہ اغراض ومقاصد پیش نظر رکھیں۔

مَنْ مِنَ النَّاسِ لَايَعْرِفُ بِلَادِيْ؟ هِيَ أَرْضُ الْفَرَاعِنَةِ، وَمَكَانُ الِاتِّصَالِ بَيْنَ الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ، شَمْسُهَا سَاطِعَةٌ، وَسَمَاؤُهَا صَافِيَةٌ، وَهَوَاؤُهَا مُعْتَدِلٌ جَمِيْلٌ، نِيْلُهَا سَلْسَالٌ يُفِيْضُ عَلَيْهَا بِالْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَأَرْضُهَا مُخْصِبَةٌ تُنْبِتُ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، وَقَدْ كَانَتْ فِي الْقَدِيْمِ مَهْدَ الْحَضَارَةِ وَمَبْعَثَ الْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ، وَهِيَ الْأٰنَ تُنَافِسُ الْمَمَالِكَ وَالْأَقْطَارَ ، وَتُسَابِقُهَا فِي ارْتِقَاءِ الْمَدَنِيَّةِ وَتَقَدُّمِ الْعُمْرَانِ

ترجمہ:- میرے وطن کو کون نہیں جانتا ہے؟ وہ فرعونوں کی سرزمین ہے، اور مشرق ومغرب کے درمیان ملنے کی جگہ ہے اس کا سورج چمکدار، اس کا آسمان صاف شفاف، اور اس کی ہوا معتدل وخوبصورت ہے، اس کا دریائے نیل بہہ رہا ہے جس پر خیر وبرکت نچھاور ہورہی ہے، اس کی زمین سرسبز وشاداب ہے جو سونا چاندی اگاتی

ہے، اور وہ قدیم زمانہ میں تمدن کا گہوارہ اور علم وحکمت کا مرکز رہا ہے، اور ابھی بھی وہ مقابلہ کر رہا ہے سلطنتوں اور ملکوں کا، اور ان سے بڑھا ہوا ہے تہذیب وتمدن کی ارتقاء و بلندی میں اور آبادی کے بڑھنے میں۔

التمرین - ۴

(۱) چھ جملہ خبریہ بنائیں جن میں تین مخاطب کو حکم بتلانے کے لئے ہوں، -- اور دوسرے تین یہ بتلانے کے لئے ہوں کہ آپ بھی حکم جانتے ہیں۔

(۲) تین جملے ایسے بنائیں جن کے سیاق وقرائن احوال سے رحم طلب کرنا، اور ضعف وحسرت کا اظہار مستفاد ہو۔

(۳) تین جملے ایسے بنائیں جن کے سیاق وقرائن احوال سے کوشش پر ابھارنا، ڈانٹنا اور فخر مستفاد ہو ترتیب وار۔

حل تمرین - ۴

جواب نمبر ①

(۱) **كَانَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حُجَّةً فِي رِوَايَةِ الْحَدِيْثِ وَمَسَائِلِ الدِّيْنِ** ـــ ام المومنین حضرت عائشہؓ روایت حدیث اور دینی مسائل میں حجت وسند تھیں۔

(۲) **كَانَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ أَوَّلَ مُلُوْكِ الدَّوْلَةِ الْأُمَوِيَّةِ** ـــ حضرت امیر معاویہؓ اموی سلطنت کے پہلے بادشاہ تھے۔

(۳) **فَتَحَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِصْرَ سَنَةَ عَشْرِيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ** ـــ حضرت عمرو بن العاصؓ نے سن ۲۰ ہجری میں مصر فتح کیا۔

(۱) **نَالَكَ مِنَ السَّفَرِ نَصَبٌ شَدِيْدٌ** ـــ آپ کو سفر سے سخت مشقت پہنچی۔

(۲) **أَنْتَ تَنَالُ مِنَ النَّاسِ فِي غَيْبَتِهِمْ** ـــ تو لوگوں سے مطلوب حاصل کر لیتا ہے ان کی غیر موجودگی میں۔

(۳) **أَنْتَ تَحْلُمُ فِي مَوْضِعِ الْحِلْمِ وَتَغْضَبُ فِي مَوْضِعِ الْغَضَبِ** ـــ تو حلم کی جگہ حلم اور غصہ کی جگہ غصہ کرتا ہے۔

جواب نمبر②

(۱)حَلَفْتُ فَلَمْ أَتْرُكْ لِنَفْسِكَ رِيْبَةً	وَلَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ لِلْمَرْءِ مَذْهَبُ

میں نے قسم کھالی پس میں تیرے لئے کوئی شک وشبہ نہیں چھوڑونگا، اور آدمی کے لئے اللہ کے علاوہ کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔

(۲) **لَقَدْ هَدَّنِي الْحُزْنُ، وَصِرْتُ لَاأَقْوٰى عَلٰى مُدَافَعَةِ الْخُطُوْبِ** ـــ رنج وغم نے مجھے ہلادیا اور میں ایسا ہوگیا کہ اب حوادث کے دفاع کی قوت نہیں رکھتا ہوں۔

(۳)**ذَهَبَ الشَّبَابُ وَذَهَبَتْ أَيَّامُهُ الْبِيْضُ** ـــ جوانی ختم ہوگئی اور اس کے روشن دن بھی ختم ہوگئے۔

جواب نمبر③

(۱) **اَلْجَزَاءُ عَلٰى قَدْرِ الْعَمَلِ** ـــ بدلہ عمل کے بقدر ہوتا ہے۔

(۲) **مِثْلُكَ لَايُعَوَّلُ عَلَيْهِ** ـــ تیرے جیسے آدمی پر بھروسہ نہیں کیا جاتا ہے۔

(۳) **فَضَائِلِي عَدَدُ النُّجُوْمِ** ـــ میرے فضائل وکمالات ستاروں کی تعداد میں ہیں۔

اضرب الخبر

الامثلہ (مثالیں)

(۱) حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے کسی گورنر کے پاس خط لکھا۔

لَايَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَسُوْسَ النَّاسَ سِيَاسَةً وَاحِدَةً، لَانَلِيْنُ جَمِيْعًا فَيَمْرَحُ النَّاسُ فِي الْمَعْصِيَةِ وَلَا نَشْتَدُّ جَمِيْعًا فَنَحْمِلُ النَّاسَ عَلَى الْمَهَالِكِ، وَلٰكِنْ تَكُوْنُ أَنْتَ لِلشِّدَّةِ وَالْغِلْظَةِ، وَأَكُوْنُ أَنَا لِلرَّأْفَةِ وَالرَّحْمَةِ

ترجمہ:- ہمارے لئے تمام لوگوں کے ساتھ ایک ہی جیسی سیاست اختیار کرنا مناسب نہیں ہے، نہ تو ہم سب پر پورے طور پر نرمی کریں کہ لوگ گناہ میں اکڑنے لگے، اور نہ پورے طور پر ہم سخت ہوجائیں کہ لوگوں کو ہم ہلاکتوں پر مجبور کریں، بلکہ تم سختی اور شدت کے لیے رہو اور میں نرمی اور مہربانی کے لئے رہوں۔

(۲) ابو تمام نے کہا ہے۔

يَنَالُ الْفَتٰى مِنْ عَيْشِهِ وَهُوَ جَاهِلٌ	وَيُكْدِي الْفَتٰى فِي دَهْرٍ وَهُوَ عَالِمُ
وَلَوْ كَانَتِ الْأَرْزَاقُ تَجْرِيْ عَلَى الْحِجَا	هَلَكْنَ إِذًا مِنْ جَهْلِهِنَّ الْبَهَائِمُ

ترجمہ:- نوجوان آدمی جاہل رہتے ہوئے بھی اپنی روزی حاصل کر لیتا ہے، اور دوسرا نوجوان علم رکھتے ہوئے زمانہ میں مشقت اٹھاتا ہے۔

اگر روزی عقل کی بنیاد پر چلا کرتی تو سارے چوپائے اپنی جہالت کے باعث ہلاک و برباد ہو جاتے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ــــ ،**قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلاً** (احزاب ۱۸) ــــ اور اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو لوگوں کو جہاد سے روکتے ہیں، اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں، ہمارے پاس آجاؤ اور وہ لڑائی میں بہت کم حاضر ہوتے ہیں۔

(۴) سری رفاء نے کہا ہے۔

إِنَّ الْبِنَاءَ إِذَا مَاانْهَدَّ جَانِبُهُ	لَمْ يَأْمَنِ النَّاسُ أَنْ يَنْهَدَّ بَاقِيْهِ

ترجمہ:- بلاشبہ عمارت کا ایک حصہ اگر گر پڑے تو لوگ باقی حصے کے گرنے سے مطمئن نہیں رہیں گے۔

(۵) ابو العباس سفاح نے کہا ہے۔

لَأَعْمَلَنَّ الْلِّيْنَ حَتّٰى لَايَنْفَعُ إِلَّاالشِّدَّةُ، وَلَأُكْرِمَنَّ الْخَاصَّةَ مَا أَمِنْتُهُمْ عَلَى الْعَامَّةِ، وَلَأَغْمِدَنَّ سَيْفِي حَتّٰى يَسُلَّهُ الْحَقُّ، وَلَأُعْطِيَنَّ حَتّٰى لَاأَرٰى لِلْعَطِيَّةِ مَوْضِعًا ــــ میں ضرور نرمی کا برتاؤ کرتا رہونگا، یہاں تک کہ سختی ہی نفع بخش ہو، اور میں خاص لوگوں کا ضرور اکرام کرتا رہونگا جب تک میں خواص سے عوام پر مطمئن رہونگا، میں تلوار کو میان میں رکھونگا یہاں تک کہ حق اس کو باہر نکالدے (سونتے)، اور میں ضرور عطا کرتا رہونگا یہاں تک کہ عطیہ کی کوئی جگہ نہ پاؤں۔

(۶) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ــــ ،**لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ** (آل عمران ۱۸۶) ــــ یقیناً تم لوگ اپنی جانوں اور مالوں میں آزمائے جاؤ گے۔

(۷) وَاللهِ إِنِّي لَأَخُوْهِمَّةٍ	تَسْمُوْ إِلَى الْمَجْدِ وَلَاتَفْتُرُ

ترجمہ:- بخدا میں ایسی ہمت و حوصلے والا ہوں، جو شرافت کی بلندی پر پہنچتی ہے، اور مضمحل نہیں ہوتی ہے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

جب گذشتہ مثالوں میں آپ غور کریں گے تو آپ ان کو خبریں پائیں گے، اور آپ کو محسوس ہوگا کہ ان مثالوں کے پہلے حصے حروف تاکید سے خالی ہیں، اور ان مثالوں کے آخری دونوں حصے ایک، دو یا زیادہ تاکیدوں کے ساتھ مؤکد ہیں تو تاکید کے اس اختلاف وتعدد میں کیا راز ہے؟ پس جب آپ تحقیق کریں گے تو ہر جگہ مخاطب کی حالت کے اختلاف کے علاوہ کوئی سبب آپ نہیں پائیں گے، چنانچہ پہلے حصے کی مثالوں میں خبر کے مضمون سے مخاطب خالی الذھن ہے اسی لئے متکلم نے اس کے حکم کو مؤکد کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی، تو اس نے حکم مخاطب کے سامنے حروف تاکید سے خالی کر کے پیش کیا، اور اس قسم کی خبر کو ''ابتدائی'' کہا جاتا ہے۔

رہی دوسری قسم کی مثالیں تو مخاطب کو حکم کا تھوڑا بہت علم ہے لیکن اس میں شک ہے، اور اس کو صحیح حقیقت جاننے کا انتظار ہے، اس جیسی حالت میں بہتر ہے کہ مخاطب کے سامنے اس طرح خبر پیش کی جائے کہ اس میں اتنا یقین ہو جو بات کو اس کے سامنے واضح کردے، اور اس کا شک وشبہ دور کردے، اسی لئے تیسری مثال میں کلام قد کے ساتھ مؤکد ہو کے آیا ہے ــــ اور چوتھی مثال میں کلام اِنَّ کے ساتھ مؤکد ہو کے آیا ہے، اس قسم کی خبر کو ''خبر طلبی'' کہا جاتا ہے۔

رہی آخری حصے کی مثالیں تو مخاطب حکم (جہنم) کا منکر ہے، اور اس جیسی حالت میں ضروری ہے کہ کلام میں تاکید وتقویت کے اتنے اسباب لائے جائیں جو مخاطب کا انکار ختم کردے اور اس کو تسلیم کرنے پر آمادہ کردے اور ضروری ہے کہ یہ تاکید قوت وضعف میں مخاطب کے انکار کے بقدر ہو، اسی لئے پانچویں اور چھٹی مثال میں کلام دو تاکیدوں یعنی قسم اور نون تاکید سے مؤکد ہو کے آیا ہے، اور آخری مثال میں شاعر نے فرض کیا ہے کہ انکار بہت زیادہ قوی ہے، اس لئے اس کو تین حروف تاکید ''قسم، اِنَّ، اور لام سے مؤکد کر کے لایا ہے، اس قسم کی خبر کو ''خبر انکاری'' کہا جاتا ہے ــــ خبر کی تاکید کے لئے بہت سارے حروف ہیں، عنقریب ہم قواعد کے ذکر کے وقت اس کی ایک اچھی مقدار ذکر کریں گے۔

القواعد (قاعدے)

(۳۲) مخاطب کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔

(الف) پہلی حالت یہ ہے کہ مخاطب حکم سے خالی الذھن ہو، اس حالت میں خبر کو اس کے سامنے تاکید سے

خالی پیش کیا جائے گا، خبر کی اس قسم کا نام ''ابتدائی'' ہے۔

(ب) دوسری حالت یہ ہے کہ مخاطب کو حکم میں تردد وشک ہو، لیکن اس کو اس میں یقین حاصل ہونے کی طلب ہو، اس حالت میں خبر کو تاکید سے لانا بہتر ہے تاکہ وہ دل میں جگہ بنالے، اس قسم کا نام ''طلبی'' ہے۔

(ج) تیسری حالت یہ ہے کہ مخاطب خبر کا منکر ہو، اس حالت میں ضروری ہے کہ مخاطب کے انکار کی قوت وضعف کے اعتبار سے خبر کو ایک یا دو یا زیادہ تاکیدوں کے ساتھ لایا جائے، خبر کی اس قسم کو ''انکاری'' کہتے ہیں۔

(۳۳) خبر کی تاکید لانے کے لئے بہت سارے الفاظ ہیں، جن میں سے یہ ہیں، اِنّ، اَنّ، قسم، لام ابتدائیہ، تاکید کے دونون (نون ثقیلہ وخفیفہ) حروف تنبیہ، حروف زائدہ، قد، اور امّا شرطیہ۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

خبر کی قسموں اور تاکید کے حروف کی تعیین کے سلسلہ میں

(۱) ابوالعتاھیہ نے کہا ہے۔

إِنِّيْ رَأَيْتُ عَوَاقِبَ الدُّنْيَا	فَتَرَكْتُ مَا أَهْوٰى لِمَا أَخْشٰى

ترجمہ:- میں نے دنیا کا انجام دیکھ لیا، اس لئے ڈر کر میں نے خواہشات کو چھوڑ دیا۔

(۲) ابوطیب نے کہا ہے۔

عَلٰى قَدْرِ أَهْلِ الْعَزْمِ تَأْتِيْ الْعَزَائِمُ	وَتَأْتِي عَلٰى قَدْرِ الْكِرَامِ الْمَكَارِمُ
وَتَكْبُرُ فِيْ عَيْنِ الصَّغِيْرِ صِغَارُهَا	وَتَصْغُرُ فِيْ عَيْنِ الْعَظِيْمِ الْعَظَائِمُ

ترجمہ:- عزم والوں کے بقدر ہی عزائم وجود میں آتے ہیں، اور شریف لوگوں کے بقدر ہی اچھے کارنامے وجود میں آتے ہیں۔

چھوٹوں کی نگاہ میں چھوٹے کام بھی بڑے معلوم ہوتے ہیں، اور بڑوں کی نگاہ میں بڑے کام بھی چھوٹے معلوم ہوتے ہیں۔

(۳) حضرت حسان بن ثابتؓ نے کہا ہے۔

وَإِنِّيْ لَحُلْوٌ تَعْتَرِيْنِي مُرَارَةٌ	وَإِنِّي لَتَرَّاكٌ لِمَا لَمْ أُعَوَّدِ

ترجمہ:- بلاشبہ میں بہت شیریں ہوں، کبھی کبھی مجھے تلخی پیش آجاتی ہے، اور میں جس چیز کا عادی نہیں ہوں، اس کو بالکل چھوڑ دیتا ہوں۔

(۴) ابوبکر ارجانی شاعر نے کہا ہے۔

إِنَّا لَفِي زَمَنٍ مَلْآنَ مِنْ فِتَنٍ	فَلَا يُعَابُ بِهِ مَلْآنَ مِنْ فَرَقٍ

ترجمہ:- بیشک ہم ایسے زمانہ میں ہیں جو فتنوں سے بھرا ہوا ہے، لہذا اس میں خوف وڈر سے بھرا ہوا آدمی معیوب نہیں سمجھا جائے گا۔

(۵) لبید شاعر نے کہا ہے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُ لَتَأْتِيَنَّ مَنِيَّتِيْ	إِنَّ الْمَنَايَا لَاتَطِيْشُ سِهَامُهَا

ترجمہ:- مجھے یقین سے معلوم ہے کہ مجھے موت ضرور آئے گی، بلاشبہ موتوں کے تیر (کسی سے) چوکتے نہیں ہیں۔

(۶) نابغۂ ذبیانی شاعر نے کہا ہے۔

وَلَسْتُ بِمُسْتَبْقٍ أَخًالَاتَلُمُّهُ	عَلٰى شَعَثٍ أَیُّ الرِّجَالِ الْمُهَذَّبُ

ترجمہ:- آپ کسی بھی بھائی کو باقی نہیں رکھ سکتے جس کو پراگندگی کے باوجود اپنے ساتھ شامل نہ کریں، (کیونکہ) کونسا شخص کامل مہذب ہے، (یعنی جس کو بھی اپنے ساتھ سمیٹو گے وہ کچھ نہ کچھ پراگندہ ہوگا، دودھ کا دھلا کوئی نہیں ہے)۔

(۷) شریف رضی نے کہا ہے۔

قَدْ يَبْلُغُ الرَّجُلُ الْجَبَانُ بِمَالِهِ	مَالَيْسَ يَبْلُغُهُ الشُّجَاعُ الْمُعْدِمُ

ترجمہ:- کبھی بزدل آدمی بھی اپنے مال کی وجہ سے ایسے درجہ تک پہنچ جاتا ہے جہاں تنگ دست بہادر نہیں پہنچ پاتا ہے۔

***

الاجابہ (نمونے کا حل)

نمبر	جملہ	خبر کی قسم	ادوات تاکید
۱	إِنِّي رَأَيْتُ	طلبی	انّ
	فَتَرَكْتُ مَاأَهْوٰى	ابتدائی	ادات تاکید سے خالی ہے
۲	عَلٰى قَدْرِ أَهْلِ الْعَزْمِ الخ	ابتدائی	//
	وَتَأْتِي عَلٰى قَدْرِ الْكِرَامِ الخ	ابتدائی	//
	وَتَكْبُرُ فِي عَيْنِ الصَّغِيْرِ الخ	ابتدائی	//
	وَتَصْغُرُ فِي عَيْنِ الْعَظِيْمِ الخ	ابتدائی	//
۳	وَإِنِّي لَحُلْوٌ تَعْتَرِيْنِي مُرَارَةٌ	انکاری	ان ولام
	وَإِنِّي لَتَرَاكٌ	انکاری	ان ولام
۴	إِنَّا لَفِي زَمَنِ الخ	انکاری	ان ولام
	فَلَا يُعَابُ الخ	ابتدائی	ادات تاکید سے خالی ہے
۵	وَلَقَدْ عَلِمْتُ	انکاری	قسم وقد
	إِنَّ الْمَنَايَا لَاتَطِيْشُ سِهَامُهَا	طلبی	اِنّ
۶	وَلَسْتُ بِمُسْتَبْقٍ الخ	طلبی	با زائدہ
۷	قَدْ يَبْلُغُ الرَّجُلُ الْجَبَانُ الخ	طلبی	قد

التمرين - ۱

آنے والی مثالوں میں خبر کی قسمیں بیان کریں، اور حروف تاکید کی تعیین کریں۔

(۱) نہج البلاغہ میں مذکور ہے، زمانہ جسموں کو پرانا کر دیتا ہے، امیدوں کو نیا کرتا ہے، موت کو قریب کرتا ہے، آرزو کو دور کرتا ہے، جو شخص اس میں کامیاب ہوجاتا ہے وہ بھی مشقت اٹھاتا ہے، اور جس سے وہ فوت ہوجائے وہ بھی پریشان رہتا ہے۔

(۲) ارجانی نے کہا ہے ۔

مخلوق سے شرافت و وفاداری ختم ہوگئی، اور یہ دونوں چیزیں اشعار کے علاوہ ہر چیز سے معدوم ہوگئی۔
بھروسہ مند اور غیر بھروسہ مند دونوں کی خیانتیں عام ہوگئیں، حتی کہ ہم آنکھوں کے مشاہدہ کو بھی متہم سمجھتے ہیں۔
(۳) عباس بن احنف نے کہا ہے ۔
میں بقسم کہتا ہوں کہ میرا تمہاری سرزنش کو چھوڑ دینا کسی رنجش کی وجہ سے نہیں ہے، لیکن میرے اس بات کو جاننے کی وجہ سے ہے کہ سرزنش کا کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔
(۴) محمد بن بشیر نے کہا ہے ۔
بلاشبہ میں اگر چہ میری مالداری میری ہمت وحوصلے سے ناقص ہے، لیکن میرا مال میرے اخلاق سے زیادہ طاقتور نہیں ہے۔
میں ہر ایسی چیز کو چھوڑ دیتا ہوں جو میری ذلت وعار کو لازم کرے، اور مجھے گدلے چشمے میں داخل کرے۔
(۵) اللہ تعالی کا ارشاد ہے، بلاشبہ اللہ کے اولیاء پر نہ کوئی خوف ہوگا، نہ وہ غمگین ہوں گے۔
(٦) اللہ تعالی کا ارشاد ہے، یقینا کامیاب ہوگئے وہ مومن جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں، اور جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔
(۷) ابونواس نے کہا ہے ۔
میں نے بے راہ رو لوگوں کے ڈولوں کے ساتھ اپنے ڈول بھی ڈالدئے، اور میں نے بھی لہو ولعب کے جانوروں کو وہیں چرایا جہاں ان لوگوں نے اپنے جانور چرائے، (یعنی ان کے اعمال ومشاغل میں میں بھی شریک ہوگیا)۔
اور میں بھی وہاں تک پہنچا جہاں کوئی اپنی جوانی کے زور سے پہنچ سکتا ہے، (یعنی بگاڑ میں ان کے ساتھ آخری حد کو پہنچ گیا) مگر سب کا نچوڑ وخلاصہ یہ رہا کہ وہ سب گناہ ہیں۔
(۸) ایک دیہاتی نے کہا ہے ۔
میں نے احسان جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی، کیونکہ اس کی لذت (چکھنا) میٹھی ہے، اور اس کا چہرہ خوبصورت ہے۔
(۹) کعب بن سعد غنوی نے کہا ہے ۔
میں لوگوں کے سامنے اپنے راز ظاہر نہیں کرتا ہوں، اور نہ میں لوگوں کے راز کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔
(۱۰) ابوالعلاء معری نے مرثیہ میں کہا ہے ۔
جس شخص کے گھر میں (دنیا سے) وحشت ہو تو رحمت اس کی قبر میں اس کے ساتھ انسیت ظاہر کرتی ہے۔

حل تمرین - ۱

نمبر	جملہ خبریہ	خبر کی قسم	ادوات تاکید
(۱)	اَلدَّهْرُ يُخْلِقُ الْأَبْدَانَ وَيُجَدِّدُ الْأَمَلَ	خبر ابتدائی	ادات تاکید سے خالی ہے
//	وَيُقَرِّبُ الْمَنِيَّةَ وَيُبَاعِدُ الْأُمْنِيَّةَ	//	//
//	مَنْ ظَفِرَ بِهِ نَصِبَ وَمَنْ فَاتَهُ تَعِبَ	//	//
(۲)	ذَهَبَ التَّكَرُّمُ وَالْوَفَاءُ مِنَ الْوَرٰى	//	//
//	وَتَصَرَّمَا إِلَّامِنَ الْأَشْعَارِ	//	//
//	وَفَشَتْ خِيَانَاتُ الثِّقَاتِ وَغَيْرِهِمْ	//	//
//	اِتَّهَمْنَا رُؤْيَةَ الْأَبْصَارِ	//	//
(۳)	فَأُقْسِمُ مَاتَرْكِي عِتَابَكَ عَنْ قِلًى	خبر طلبی	حرف تاکید قسم ہے
//	وَلٰكِنْ لِعِلْمِي أَنَّهُ غَيْرُ نَافِعٍ	//	حرف تاکید اَنّ ہے
(۴)	إِنِّي وَإِنْ قَصُرَتْ عَنْ هِمَّتِي الخ	انکاری	انّ اور لام ابتدا
(۵)	أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ الخ	//	ادات استفتاح اور انّ
(۶)	قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ	طلبی	قد
(۷)	وَلَقَدْ نَهَزْتُ مَعَ الْغُوَاةِ بِدَلْوِهِمْ	انکاری	لام قسم اور قد
//	وَأَسَمْتُ سَرْحَ اللَّهْوِ حَيْثُ أَسَامُوْا	//	قسم اور قد (مقدر)
//	وَبَلَغْتُ مَابَلَغَ امْرُؤٌ بِشَبَابِهِ	//	//
//	فَإِذَا عُصَارَةُ كُلِّ ذَاكَ أَثَامُ	ابتدائی	حرف تاکید سے خالی ہے
(۸)	وَلَمْ أَرَ كَالْمَعْرُوْفِ	//	//
//	أَمَّا مَذَاقُهُ فَحُلْوٌ	طلبی	اما شرطیہ
//	وَأَمَّا وَجْهُهُ فَجَمِيْلٌ	//	//
(۹)	وَلَسْتُ بِمُبْدٍ لِلرِّجَالِ سَرِيْرَتِي	//	با زائدہ خبر میں
//	وَلَا أَنَا عَنْ أَسْرَارِهِمْ بِسَئُوولِ	//	//
(۱۰)	اِنَّ الَّذِى الْوَحْشَةُ فِى دَارِهِ	//	انّ

التمرین - ۲

آنے والی مثالوں میں جملہ خبریہ بیان کریں، اور اس کی قسم متعین کریں، نیز ان میں موجود ادوات تاکید ذکر کریں۔

(۱) یزید بن معاویہ نے اپنے والد کی وفات کے بعد کہا: بیشک امیر المومنینؓ اللہ تعالی کی ایک رسی تھے اللہ نے اس کو جتنا پھیلانا چاہا پھیلایا، اور جب اس کو کاٹنا چاہا کاٹ لیا، وہ اپنے اگلوں سے کم درجہ تھے اور اپنے بعد والوں سے بہتر تھے، اور میں ان کے رب کے پاس ان کی صفائی نہیں پیش کرر ہا ہوں، وہ تو اس کے پاس جاچکے، پس اللہ اگر انہیں معاف کردے تو یہ اس کی رحمت سے ہے، اور اگر ان کو سزا دے تو ان کی کوتاہیوں کی وجہ سے ہوگا، اور ان کے بعد میں حکومت کے معاملہ کا ذمہ دار بنایا گیا، اور میں جہالت سے معذرت نہیں پیش کرر ہا ہوں، اور نہ طلب علم پر افسوس کرر ہا ہوں (کیونکہ میں نے علم حاصل کیا ہے) جب اللہ تعالی کسی چیز کو ناپسند کرتے ہیں تو اس کو بدل دیتے ہیں، اور جب اس کو کوئی چیز پسند ہوتی ہے تو اس کو آسان کردیتے ہیں۔

(۲) کسی شاعر نے کہا ہے ۔

اگر میں بردباری کا ضرورت مند ہوں تو یقیناً میں بعض اوقات نادانی کے کاموں کا بھی زیادہ حاجت مند ہوں اور میں جہالت کو اپنا دوست اور ساتھی بنانے پر راضی نہیں ہوں، لیکن جب میں مجبور کیا جاتا ہوں تو اس پر راضی ہوجاتا ہوں۔

میرے پاس ایک بردباری کا گھوڑا ہے جس پر بردباری کی لگام پڑی ہوئی ہے، اور میرے پاس ایک جہالت کا گھوڑا ہے جس پر جہالت کی زین کسی ہوئی ہے۔

پس جو شخص مجھے سیدھا رکھنا چاہتا ہے تو میں بالکل سیدھا ہوں، اور جو مجھے ٹیڑا دیکھنا چاہتا ہے تو میں برابر ٹیڑھا بھی ہوں۔

***

حل تمرین - ۲

نمبر جملہ	جملہ خبریہ	جملہ کی قسم	ادوات تاکید
(۱)	إِنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ كَانَ حَبْلًا مِنْ حِبَالِ اللهِ إِلٰى قَوْلِهِ "بَعْدَهٗ"	طلبی	ان حرف تاکید ہے
//	وَلَاأُزَكِّيْهِ عِنْدَ رَبِّهٖ وَقَدْ صَارَ إِلَيْهِ	ابتدائی	حرف تاکید سے خالی ہے
//	فَإِنْ يَعْفُ عَنْهُ فَبِرَحْمَتِهٖ	//	//
//	وَإِنْ يُعَاقِبْهُ فَبِذَنْبِهٖ	//	//
//	وَقَدْ وُلِّيْتُ بَعْدَهُ الْأَمْرَ	طلبی	قد
//	وَلَسْتُ أَعْتَذِرُ مِنْ جَهْلٍ	ابتدائی	حرف تاکید سے خالی ہے
//	وَلَا آسٰى عَلٰى طَلَبِ عِلْمٍ	//	//
//	إِذَا كَرِهَ اللهُ شَيْئًا غَيَّرَهٗ	//	//
//	وَإِذَا أَحَبَّ شَيْئًا يَسَّرَهٗ	//	//
(۲)	لَئِنْ كُنْتُ مُحْتَاجًا إِلٰى اٰخِرِ الْبَيْتِ	انکاری	قسم اور اِنّ
//	وَمَاكُنْتُ أَرْضٰى الْجَهْلَ خِدْنًا وَصَاحِبًا	ابتدائی	حرف تاکید سے خالی ہے
//	وَلٰكِنَّنِي أَرْضٰى بِهٖ حِيْنَ أُحْرَجُ	//	//
//	وَلِيَ فَرَسٌ لِلْحِلْمِ بِالْحِلْمِ مُلْجَمٌ	//	//
//	وَلِيْ فَرَسٌ لِلْجَهْلِ بِالْجَهْلِ مُسْرَجُ	//	//
//	فَإِنِّي مُقَوِّمٌ	طلبی	انّ
	فَإِنِّي مُعَوَّجٌ	طلبی	انّ

التمرين - ۳ وحله

(۱) آپ یہ تصور کریں کہ عربی ادب کے کسی طالب علم سے بحث کر رہے ہیں، اور آپ سائنس کے طالب علم ہیں، پھر آپ خبر کی تمام قسموں کو استعمال کرتے ہوئے اس کے سامنے علم ادب پر سائنس کی فضیلت بیان کریں۔

لِلْعُلُوْمِ الْفَضْلُ الْأَوَّلُ عَلَى الْإِنْسَانِ، وَإِنَّهَا لَأَحَقُّ مِنَ الْاٰدَابِ بِعِنَايَتِهِ وَأَوْلٰى بِرِعَايَتِهِ، فَهِيَ أَصْلُ مَدَنِيَّتِهِ وَأَسَاسُ حَضَارَتِهِ بِهَا ارْتَفَعَتِ الصِّنَاعَاتُ، وَتَقَدَّمَتْ وَسَائِلُ السَّفَرِ، وَنَضِجَتْ فُنُوْنُ الطِّبِّ وَالْعِلَاجِ، وَقَدِ اسْتَطَاعَ الْإِنْسَانُ بِفَضْلِهَا اَنْ يَسْتَخْرِجَ كُنُوْزَ الْأَرْضِ، وَأَنْ يَسْتَخْدِمَ قُوَى الطَّبِيْعَةِ، وَأَنْ يُسَخِّرَ الْبَحْرَ وَالْهَوَاءَ لِإِرَادَتِهِ وَمَشِيْئَتِهِ، وَإِنَّكَ لَتَرَاهُ الْأٰنَ فِي الْحَرْبِ أَقْوٰى شَوْكَةً وَأَمْضٰى سِلَاحًا، وَتَرَاهُ فِي السِّلْمِ مَوْفُوْرَالرَّاحَةِ رَافِلًا فِي أَثْوَابِ النَّعِيْمِ.

ترجمہ:- علم سائنس کا پہلا درجہ ہے علم ادب پر، اور بیشک یہ توجہ اور اہتمام کا علم ادب سے زیادہ حقدار ہے، پس یہ تہذیب وتمدن کی اصل اور بنیاد ہے، اسی سے صنعتیں ترقی کرتی ہیں، اور سفر کے وسائل آگے بڑھتے ہیں، اور طب وعلاج کے فنون کو پختگی ہوتی ہے، اور انسان اسی کے بدولت زمین کے خزانے نکالنے اور فطری توانائیوں کو کام میں لانے پر قدرت حاصل کرتا ہے، اور سمندر اور ہوا کو اپنے ارادے ومشیت کے تابع کرسکتا ہے، اور ابھی تم اس کو لڑائیوں میں مضبوط قوت اور تیز ہتھیار کے ساتھ دیکھوگے، اور صلح وآشتی میں اس کو راحت سے بھرپور اور نعمت کے کپڑوں میں ناز کرتے ہوئے دیکھوگے۔

(۲) اگر آپ علم ادب کے طالب علم ہیں، تو آپ علم ادب کی خصوصیات اور اس کی سائنس پر فضیلت بیان کریں خبر کی تمام اقسام کو استعمال کرتے ہوئے

اَلْآدَابُ تَقُصُّ عَلَيْكَ أَخْبَارَ الْغَابِرِيْنَ، وَتَشْرَحُ لَكَ شَرَائِعَ الْأُمَمِ، وَتَزِيْدُكَ عِلْماً بِاللُّغَاتِ وَأُصُوْلِهَا، وَتُبَيِّنُ عَلَاقَةَ الْإِنْسَانَ بِأَخِيْهِ، وَإِنَّهَا بِذٰلِكَ لَتَخْتَلِفُ عَنِ الْعُلُوْمِ فَهِيَ تُقَوِّي فِي الْإِنْسَانِ جَانِبَهُ الْأَدَبِيّ، أَمَّا الْعُلُوْمُ فَنَفْعُهَا مَادِّيٌّ، وَإِنَّ فِي الْآدَابِ لَمَجَالًا لِلْعِظَةِ وَالِاعْتِبَارِ، فَهِيَ عُنْوَانُ الْمَاضِيْ وَعُدَّةُ الْمُسْتَقْبَلِ، وَإِنَّهَا لَعَوْنٌ عَلٰى نَقْلِ أُصُوْلِ الْمَدَنِيَّةِ مِنْ شِعَبٍ إِلٰى اٰخَرَ، وَقَدْ تَكُوْنُ الْعُلُوْمُ أَدَاةَ شُرُوْرٍ وَمِعْوَلَ فَسَادٍ فَتُثِيْرُ الْحُرُوْبَ وَتَقْطَعُ بَيْنَ النَّاسِ، أَمَّا الْآدَابُ فَإِنَّهَا دَائِمًا رَسُوْلُ سَلَامٍ يَبُثُّ أَسْبَابَ الْمَحَبَّةِ وَالْوِئَامِ

ترجمہ:- علم ادب تیرے سامنے گذشتہ لوگوں کی خبریں بیان کرتا ہے، اور امتوں کے قوانین کی وضاحت کرتا ہے، عربی زبان اور اس کے اصول کے علم میں تیرے اندر اضافہ کرتا ہے، اور انسان کا اپنے بھائی کے ساتھ تعلق

واضح کرتا ہے، یہ علم ادب اسی وجہ سے سائنس سے مختلف ہے، پس یہ انسان میں ادبی پہلو کو مضبوط کرتا ہے، رہا سائنس تو اس کا نفع مادی ہے، اور بیشک علم ادب میں عبرت ونصیحت کا بھی میدان ہے، پس وہ ماضی کا عنوان ہے اور مستقبل کا سامان ہے، اور یہ تہذیب وتمدن کے اصول کو ایک قوم سے دوسری قوم میں منتقل کرنے کے لئے معاون ہے، اور علم سائنس کبھی تو شر وفتنہ کا سامان اور فساد کا ذریعہ بن جاتا ہے، پس یہ لڑائیوں کو بھڑکاتا ہے اور لوگوں میں قطع تعلق کرتا ہے، رہا علم ادب تو وہ ہمیشہ سلامتی کا پیامبر ہے جو محبت ودوستی کے اسباب کو پھیلاتا ہے۔

التمرين - ۴ وحله

دس جملہ خبریہ بنائیں، اور ان میں ایک یا اس سے زیادہ ادوات تاکید لائیں، اور اپنے جانے ہوئے تمام ادوات تاکید استعمال کریں۔

(۱) **إِنَّ الْقَنَاعَةَ غِنًى** ــــ بیشک قناعت مالداری ہے۔

(۲) **يَسُرُّنِيْ أَنَّ الْجَوَّ صَحْوٌ** ــــ اس سے مجھے خوشی ہوئی کہ فضا بہت صاف ستھری ہے۔

(۳) **أُحِبُّ الصِّدْقَ أَمَّا الْكِذْبُ فَأَمْقُتُهُ** ــــ میں سچائی کو پسند کرتا ہوں، رہا جھوٹ تو میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔

(۴) **مَا كُلُّ غَنِيٍّ بِسَعِيْدٍ** ــــ ہر مالدار نیک بخت نہیں ہوتا ہے۔

(۵) **لَئِنِ اجْتَهَدْتَ لَتُكَافَأَنَّ** ــــ اگر تم محنت کروگے تو تمہیں محنت کا پورا بدلہ ملے گا۔

(۶) **أَلَا إِنَّ السُّرُوْرَ لَايَدُوْمُ** ــــ سنو! خوشی ہمیشہ نہیں رہتی ہے۔

(۷) **لَقَدْ نَصَحْتُكَ فَلَمْ تَقْبَلْ نُصْحِي** ــــ میں نے تمہیں نصیحت کی تو تم نے میری نصیحت قبول نہیں کی۔

(۸) **لَعَمْرُكَ مَانَدِمْتُ عَلٰى سُكُوْتٍ مَرَّةً** ــــ تیری زندگی کی قسم! خاموشی پر ایک دفعہ بھی میں شرمندہ نہیں ہوا، (بلکہ خاموشی ہمیشہ مفید رہی)۔

(۹) **قَدْ يُدْرِكُ الْمُتَأَنِّي حَاجَتَهُ** ــــ سنجیدگی سے چلنے والا کبھی اپنا مقصد حاصل کر لیتا ہے۔

(۱۰) **إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا** ــــ بلاشبہ بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں۔

التمرین - ۵

آنے والے دوشعروں کو فصیح انداز میں نثر کریں، اوران میں جملہ خبر یہ اورخبر کی قسمیں بتائیں۔

(۱) تم میرے دشمن کو محبوب رکھتے ہو، پھر بھی خیال کرتے ہو کہ میں تمہارا دوست ہوں، بیشک تمہاری یہ رائے بہت بعید ہے۔

(۲) اور وہ میرا بھائی نہیں ہے جو میری نگاہوں کے سامنے مجھ سے محبت کرے، بلکہ میرا بھائی وہ ہے جو غائبانہ مجھ سے محبت کرے۔

حل تمرین - ۵

(۱) عَجِيْبٌ أَنْ تَظُنَّنِي صَدِيْقًالَكَ وَأَنْتَ تُحِبُّ عَدُوِّيْ، وَتَوَدُّنِيْ فِي حَضْرَتِيْ دُوْنَ غَيْبَتِي، إِنَّ ظَنَّكَ لَكَاذِبٌ، فَصَدِيْقِي هُوَ الَّذِيْ يُعَادِيْ مَنْ أُعَادِي، وَهُوَ الَّذِيْ يَحْفَظُ عَهْدِيْ عَلٰى مَوَدَّتِيْ فِي غَيْبَتِيْ وَحُضُوْرِي

ترجمہ:- یہ عجیب بات ہے کہ تم مجھے اپنا دوست سمجھتے ہو، اور میرے دشمن سے محبت کرتے ہو، اور مجھ سے غائبانہ نہیں صرف سامنے ہی محبت کرتے ہو، بلاشبہ تمہارا یہ گمان جھوٹا ہے، میرا دوست تو وہ ہے جو میرے دشمن سے دشمنی رکھتا ہے اور وہ میری دوستی کے عہد کی حفاظت کرتا ہے، میرے سامنے بھی اور غائبانہ بھی۔

(۲) جملہ خبریہ اور خبر کی اقسام

جملہ خبریہ	خبر کی قسم	ادوات تاکید
تَوُدُّ عَدُوِّيْ	ابتدائی	حرف تاکید سے خالی ہے
ثُمَّ تَزْعُمُ أَنَّنِيْ صَدِيْقُكَ	طلبی	انّ
إِنَّ الرَّأْيَ مِنْكَ لَعَازِبٌ	انکاری	انّ اور لام تاکید
وَلَيْسَ أَخِي مَنْ وَدَّنِيْ رَأْيَ عَيْنَه	ابتدائی	حرف تاکید سے خالی ہے
وَلٰكِنْ أَخِي مَنْ وَدَّنِي وَهُوَغَائِبٌ	ابتدائی	حرف تاکید سے خالی ہے

۳- خروج الخبر عن مقتضى الظاهر

الامثلة (مثالیں)

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلاَ تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُواْ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ (هود ۳۷)— اے نوح! بیشک آپ مجھ سے ان ظالموں کے بارے میں بات نہ کریں، یقینا یہ لوگ غرق کئے جائیں گے۔

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ (یوسف ۵۳)— میں اپنے نفس کو بری نہیں کہتا ہوں، بیشک نفس تو برائی کا بہت زیادہ حکم دیتا ہے۔

(۳) حجل بن نضلہ قیسی نے کہا ہے

جَاءَ شَقِيْقٌ عَارِضًا رُمْحَهُ	إِنَّ بَنِي عَمِّكَ فِيْهِمْ رِمَاحُ

ترجمہ:- بیشک شقیق اپنے نیزے کو عرض میں رکھے ہوئے آیا، بیشک تیرے چچا زاد بھائیوں کے پاس بھی نیزے ہیں۔

(۴) اللہ تعالی اپنی وحدانیت کے منکرین سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں

وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ (بقرہ ۱۶۳)— تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے۔

(۵) **اَلْجَهْلُ ضَارٌّ**— جہالت نقصان دہ ہے-- (یہ بات اس سے کہیں جو جہالت کے نقصان کا منکر ہے۔)

البحث (مثالوں کی وضاحت)

گذشتہ باب میں ہم نے جان لیا کہ مخاطب اگر خالی الذھن ہے تو اس کے سامنے خبر بغیر تاکید کے پیش کی جائے گی اور اگر مخاطب کو خبر کے مضمون میں تردد ہے اور اس کو خبر جاننے کی طلب ہے، تو اس کے سامنے خبر کو تاکید کے ساتھ لانا بہتر ہے، اور اگر مخاطب خبر کا منکر ہے تو تاکید لانا واجب وضروری ہے، -- اور کلام کو اس طریقہ پر پیش کرنا یہی کلام کو مقتضائے ظاہر کے مطابق لانا ہے، — لیکن کبھی کبھی ایسی وجوہات پائی جاتی ہیں جو کلام کو اس مقتضائے ظاہر کے خلاف لانے کا تقاضا کرتی ہیں، اوپر دی گئی مثالوں میں ہم اسی کی وضاحت کر رہے ہیں۔

آپ پہلی مثال میں دیکھیں، اس میں مخاطب، ظالمین کے ساتھ جو خاص حکم ہے اس سے خالی الذھن ہے تو مقتضائے ظاہر یہ تھا کہ خبر بغیر تاکید کے لائی جاتی، لیکن آیت شریفہ تاکید کے ساتھ وارد ہوئی ہے، تو آیت کریمہ کے مقتضائے ظاہر سے نکلنے کا سبب کیا ہے؟ وہ سبب یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان مخالفین کے بارے میں بات کرنے سے منع کیا تو یہ بات ان کے لئے ان پر پہنچنے والے عذاب کے انتظار کا سبب بن گئی (یعنی حضرت نوح کو تردد اور شک ہوگیا کہ اللہ انہیں غرق کرے گا یا کوئی اور عذاب دے گا) اس لئے حضرت نوح علیہ السلام کو ایسے سائل کے درجہ میں اتار لیا جس کو یہ تردد ہو کہ کیا ان کو غرق کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے یا نہیں؟ پس حضرت نوح علیہ السلام کو "**إِنَّهُمْ مُغْرَقُوْنَ**" تاکید لا کر جواب دیا گیا۔

بالکل یہی صورت حال دوسری مثال کی ہے، کیونکہ مخاطب ارشاد باری — "**إِنَّ النَّفْسَ لأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ**" میں شامل حکم سے خالی الذھن ہے، مگر چونکہ اس حکم سے پہلے دوسرا جملہ "**وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي**" گذرا ہے، جو اشارہ کرتا ہے کہ نفس پر کسی ناپسندیدہ چیز کا حکم لگایا گیا ہے، (کیا حکم ہے نہیں معلوم) تو مخاطب اس حکم کی نوعیت کا شدت سے انتظار کرنے لگا، اسی لئے اس کو بھی طالب متردد کے درجہ میں اتار لیا، اور اس کے سامنے خبر تاکید کے ساتھ لائی گئی۔

تیسری مثال میں آپ دیکھیں، اس میں مخاطبین ارشاد باری — "**ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ**" میں پائے جانے والے حکم کے منکر نہیں ہیں، پھر بھی خبر ان کے سامنے تاکید کے ساتھ لائی گئی، اس کا کیا سبب ہے؟ (حالانکہ جب مخاطب منکر نہیں ہے تو خبر بغیر تاکید کے ہونی چاہئے) — وہ سبب ان پر انکار کی علامتوں کا ظاہر ہونا ہے اس لئے کہ ان کا موت سے غافل ہونا اور اچھے عمل کے ذریعہ موت کی تیاری نہ کرنا، یہ دونوں انکار کی علامتوں میں شمار کیا جاتا ہے، اس لئے ان کو منکرین کے درجہ میں اتار کر ان کے سامنے خبر دو تاکیدوں کے ساتھ پیش کی گئی۔

بالکل یہی حال حجل بن نضلہ شاعر کے شعر کا ہے، اس لئے کہ شقیق اپنے چچا زاد بھائیوں کے پاس نیزوں کا منکر نہیں ہے، لیکن لڑائی اور جنگ کی تیاری کے بغیر اپنے نیزے کو عرض میں رکھے ہوئے آنا یہ اس کی لاپرواہی کی دلیل ہے اور اس کی دلیل ہے کہ وہ سمجھ رہا ہے کہ اس کے چچا زاد بھائی نہتے ہیں ان کے پاس ہتھیار نہیں ہیں، پس اس لئے اس کو منکر کے درجہ میں اتار کر خبر کو تاکید کے ساتھ لائے، اور اس سے منکر کی طرح خطاب کیا گیا اور کہا گیا

"**إِنَّ بَنِيْ عَمِّكَ فِيْهِمْ رِمَاحٌ**"

اس کے بعد پانچویں مثال میں آپ دیکھیں، اللہ تعالی وحدانیت کے منکرین سے خطاب کررہے ہیں، لیکن خبر تاکید سے خالی پیش کررہے ہیں جیسے غیر منکرین کے سامنے پیش کی جاتی ہے، پس " **إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ** " کہا بغیر تاکید کے، تو اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان منکرین وحدانیت کے سامنے ایسے قطعی اور روشن دلائل وشواہد موجود ہیں کہ اگر وہ ان میں غور وفکر کریں تو مکمل اطمینان وتشفی ہوجائے، اسی لئے اللہ تعالی نے ان کے اس انکار کو بے وزن قرار دیا اور ان سے خطاب کرنے میں اس انکار کا کوئی اعتبار نہیں کیا۔

ایسے ہی آخری مثال میں بھی مخاطب کے سامنے جہالت کے مضر ہونے پر ایسے دلائل موجود ہیں کہ اگر وہ ان میں غور وفکر کرے تو اپنے انکار کو چھوڑ دے، اسی لئے اس کے سامنے خبر تاکید سے خالی پیش کی گئی۔

القواعد (قاعدے)

(۳۴) جب خالی الذہن مخاطب کے سامنے خبر تاکید سے خالی پیش کی جائے، اور سائل متردد کے سامنے خبر کو استحساناً تاکید کے ساتھ اور منکر کے سامنے خبر کو وجوباً تاکید کے ساتھ پیش کی جائے تو یہ خبر مقتضائے ظاہر کے مطابق ہوگی۔

(۳۵) کبھی خبر مقتضائے ظاہر کے خلاف لائی جاتی ہے ان وجوہات کی وجہ سے جن کو متکلم سمجھتا ہے، جن میں سے چند یہ ہیں۔

(الف) پہلا یہ کہ خالی الذہن کو سائل متردد کے درجہ میں اتار لیا جائے جب کہ کلام میں پہلے کوئی بات ایسی آئی ہو جو خبر کے حکم کی طرف اشارہ کررہی ہو۔

(ب) دوسرا یہ کہ غیر منکر کو اس پر انکار کی علامتیں ظاہر ہونے کی وجہ سے منکر کے درجہ میں اتار لیا جائے۔

(ج) تیسرا یہ کہ منکر کو غیر منکر کے درجہ میں اتار لیا جائے جب کہ اس کے سامنے ایسے دلائل وشواہد موجود ہوں کہ اگر وہ ان میں غور کرے تو اپنا انکار چھوڑ دے۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

آنے والی مثالوں میں خبر کے مقتضائے ظاہر کے خلاف ہونے کی وجہ بیان کریں۔

(ا) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ـــ **يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ** (الحج-۱)

ــــ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، بیشک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔

(۲) **إِنَّ بِرَّ الْوَالِدَيْنِ لَوَاجِبٌ** ــــ بیشک ماں باپ کی فرماں برداری واجب ہے، (یہ بات آپ اس سے کہیں جو ماں باپ کی اطاعت نہیں کرتا ہے)۔

(۳) **إِنَّ اللّٰهَ لَمُطَّلِعٌ عَلٰى أَفْعَالِ الْعِبَادِ** ــــ بیشک اللہ تعالی بندوں کے کاموں سے باخبر ہے (یہ جملہ آپ اس سے کہیں جو لوگوں پر ناحق ظلم کرتا ہو)۔

(۴) **اَللّٰهُ مَوْجُوْدٌ** ــــ اللہ تعالی موجود ہے ــــ (یہ بات آپ اس سے کہیں جو معبود کے وجود کا منکر ہو)۔

الاجابہ (نمونے کا حل)

(۱) پہلی مثال میں ظاہر کا تقاضا یہ تھا کہ خبر تاکید سے خالی آتی، کیونکہ مخاطب حکم سے خالی الذھن ہے، لیکن چونکہ کلام میں پہلے جملہ "**اتقواربکم**" موجود ہے جو حکم کی نوعیت بتلاتا ہے، (کہ جب ڈرنے کا کہا تو ضرور کوئی بات ہے) تو مخاطب حکم کا منتظر ہو گیا، تو خالی الذھن مخاطب کو سائل متردد کے درجہ میں اتار لیا گیا اور کلام کو مقتضائے ظاہر کے خلاف تاکید کے ساتھ پیش کیا گیا۔

(۲) مقتضائے ظاہر یہ تھا کہ خبر بغیر تاکید کے لائی جاتی، کیونکہ یہاں مخاطب حکم کا یعنی والدین کے ساتھ اچھے سلوک کے واجب ہونے کا منکر نہیں ہے اور نہ اس کو اس میں تردد ہے، لیکن اس کی نافرمانی انکار کی علامتوں میں سے ہے، اس لئے مخاطب کو منکر کے درجہ میں اتار لیا گیا۔

(۳) یہاں بھی مقتضائے ظاہر خبر کو بغیر تاکید کے لانا تھا، کیونکہ مخاطب نہ حکم کا منکر ہے نہ متردد ہے لیکن اس کو منکر کے درجہ میں اتار کر خبر اس کے سامنے تاکید کے ساتھ لائی گئی، (اس کو منکر کے درجہ میں اتارا) اس پر انکار کی علامتوں کے ظاہر ہونے کی وجہ سے، اور وہ اس کا بندوں پر ناحق ظلم کرنا ہے۔

(۴) یہاں مقتضائے ظاہر تاکید لانا تھا، کیونکہ مخاطب اللہ کے وجود کا انکار کرتا ہے، لیکن جب اس کے سامنے ایسے دلائل وشواہد موجود ہیں کہ اگر وہ ان میں غور وفکر کریں تو انکار چھوڑ دیں، تو اس لئے اس کو غیر منکر کی طرح قرار دیا، اور اس کے سامنے خبر مقتضائے ظاہر کے خلاف تاکید سے خالی پیش کی گئی۔

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں خبر کے مقتضائے ظاہر کے خلاف ہونے کی وجہ بیان کریں۔

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ آپ ان کے لئے رحمت کی دعا کریں، اس لئے کہ آپ کا رحمت کی دعا کرنا ان کے لئے سکون کا باعث ہے۔

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے، اور اللہ بے نیاز ہے۔

(۳) بیشک بے کاری بگاڑ کا سبب ہے (یہ بات آپ اس سے کہیں جو یہ جانتا ہو لیکن کام کو ناپسند کرتا ہو)۔

(۴) علم نافع ہے، (یہ بات آپ اس سے کہیں جو علوم کے فائدے کا انکار کرتا ہو)۔

(۵) ابوطیب متنبی کا قول ہے۔

اے آقا! آپ ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں، کیونکہ مجرم کے ساتھ نرمی کا برتاؤ سزا ہے۔

حل تمرین - ۱

(۱) پہلی مثال میں مقتضائے ظاہر یہ تھا کہ خبر بغیر تاکید کے لائی جاتی، کیونکہ مخاطب حکم سے خالی الذھن ہے لیکن چونکہ کلام میں پہلے ایک بات ہے **"وَصَلِّ عَلَيْهِمْ"** جو حکم کی نوعیت بتلاتی ہے (کہ جب آپ ﷺ کو دعا کا حکم ہے تو اس سے ضرور کوئی بات و فائدہ ہوگا، اب اس کو انتظار ہو گیا) اس کو سائل متردد کے درجہ میں اتار دیا گیا، اور مقتضائے ظاہر کے خلاف کلام کو تاکید کے ساتھ پیش کیا گیا، **"إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ"**

(۲) مقتضائے ظاہر یہ تھا کہ خبر تاکید کے ساتھ لائی جاتی، کیونکہ مخاطب لوگ اللہ کی وحدانیت کے منکر ہیں، لیکن جب ان کے سامنے ایسے دلائل وشواہد موجود ہیں کہ اگر وہ ان میں غور وفکر یں تو انکار ختم ہو جائے، تو ان کو غیر منکرین کی طرح گردانا گیا، اور مقتضائے ظاہر کے خلاف خبر کو تاکید سے خالی کر کے اس طرح پیش کی گئی **"اَللّٰهُ أَحَدٌ، اللّٰهُ الصَّمَدُ"**

(۳) مقتضائے ظاہر یہ تھا کہ خبر تاکید سے خالی پیش کی جاتی کیونکہ یہاں مخاطب بے کاری کے بگاڑ کا سبب ہونے کا نہ منکر ہے نہ متردد ہے، لیکن اس کا سستی کی طرف میلان، اور اس کا کام و عمل سے ہٹنا یہ انکار کی علامت ہے، تو اس کو منکر کے درجہ میں اتار کر خبر اس کے سامنے وجوبًا تاکید کے ساتھ پیش کی گئی۔

(۴) مقتضائے ظاہر یہاں تاکید لانا تھا، کیونکہ مخاطب علوم کے فائدہ کا منکر ہے، لیکن جب اس کے سامنے ایسے دلائل وشواہد ہیں کہ اگر وہ ان میں غور فکر کرے تو انکار چھوڑ دے، تو اس کو غیر منکر کی طرح گردانا گیا، اور مقتضائے ظاہر کے خلاف خبر اس کے سامنے تاکید سے خالی پیش کی گئی۔

(۵) پانچویں مثال میں کلام بالکل ایسا ہی ہے جیسا پہلی مثال میں ہے۔

التمرین-۲

(۱) ایسی دو مثالیں لائیں جن میں خبر کی تاکید لائی گئی ہو استحسانا، اور مقتضائے ظاہر کے خلاف ہو، اور دونوں مثالوں میں مقتضائے ظاہر کے خلاف کا سبب بھی بیان کریں۔

(الف) **لَاتَظْلِمْ، إِنَّ الظُّلْمَ وَخِيْمُ الْعَاقِبَةِ** ـــ ظلم نہ کر بیشک ظلم انجام کار بہت برا ہے۔

(ب) **أُتْرُكِ الْمِرَاءَ فَإِنَّهُ يَجْلِبُ الشَّرَّ** ـــ جھگڑا چھوڑ دے اس لئے کہ یہ برائی کھینچ لاتا ہے۔

یہاں مخاطب دونوں مثالوں میں نہ خبر کا منکر ہے نہ متردد ہے، تو مقتضائے ظاہر کے اعتبار سے خبر تاکید سے خالی ہونی چاہئے تھی، لیکن دونوں مثالوں میں پہلا ایک جملہ جو حکم کو بتارہا ہے، تو مخاطب اس کا منتظر ہوگیا (پہلا جملہ ہے ظلم نہ کر، جھگڑا چھوڑ دے، تو مخاطب منتظر ہوگیا کہ کیوں، اس سے کیا ہوگا، کچھ ہوگا بھی کہ نہیں تردد پیدا ہوگیا) تو مخاطب کو سائل متردد کے درجہ میں اتار دیا، اور مقتضائے ظاہر کے خلاف خبر کو استحساناً تاکید کے ساتھ پیش کیا گیا۔

(۲) دو مثالیں ایسی لائیں جن میں خبر کی وجوبا تاکید لائی گئی ہو، اور خبر مقتضائے ظاہر کے خلاف ہو، اور دونوں مثالوں میں تاکید کی وجہ بھی واضح کریں۔

(الف) **إِنَّ الصَّلَاةَ لَوَاجِبَةٌ** ـــ بیشک نماز واجب ہے۔ (یہ بات تارکِ صلوۃ سے آپ کہیں)

(ب) **تَاللهِ إِنَّ الْإِسْرَافَ مُضِرٌّ** ـــ بخدا فضول خرچی نقصان دہ ہے۔ (فضول خرچی کرنے والے سے یہ بات کہیں)

مخاطب دونوں حالتوں میں حکم کا منکر نہیں ہے، لیکن اس پر دونوں حالتوں میں انکار کی علامتیں ظاہر ہیں، پس نماز کا چھوڑنا نماز کے وجوب کے انکار کی علامت ہے، اور فضول خرچی کرنا فضول خرچی کے مضر ہونے کے انکار کی علامت ہے، اسی لئے اس کو منکر کے درجہ میں اتار کر خبر وجوباً تاکید کے ساتھ اس کے سامنے پیش کی گئی۔

(۳) دو مثالیں ایسی لائیں جن میں خبر تاکید سے خالی ہو، اور مقتضائے ظاہر کے خلاف ہو، اور دونوں مثالوں میں مقتضائے ظاہر کے خلاف ہونے کی وجہ بھی واضح کریں۔

(الف) **اَلْعِلْمُ أَفْضَلُ مِنَ الْمَالِ** ــــ علم مال سے افضل ہے (یہ بات اس سے کہیں جو اس کے برعکس سمجھتا ہو)۔

(ب) **اَلطِّبَاعُ تَتَغَيَّرُ** ــــ طبیعتیں بدلتی رہتی ہیں (یہ بات اس سے کہیں جو تغیر طباع کا منکر ہو)۔

مخاطب دونوں مثالوں میں خبر میں موجود حکم کا منکر ہے، تو مقتضائے ظاہر خبر کو اس کے سامنے وجوباً تاکید کے ساتھ پیش کرنا تھا، لیکن متکلم نے مخاطب کے انکار کی کوئی پرواہ نہیں کی، اور اس کے سامنے خبر تاکید سے خالی پیش کی، کیونکہ مخاطب کے سامنے ایسے دلائل وشواہد ہیں کہ اگر وہ ان میں غور وفکر کرے تو انکار کو چھوڑ دے، (اسی لئے اس انکار کا کوئی اعتبار نہیں کیا) اور خبر مقتضائے ظاہر کے خلاف آئی۔

التمرین-۳ وحلہ

عَنْتَرَہ کے شعر کی تشریح کریں اور اس میں خبر کی تاکید لانے کی وجہ بیان کریں۔

بنوعبس خاندان کی خوبی اللہ ہی کے لئے ہے، انہوں نے ایسے باکمال افراد جنم دئے کہ بڑے عرب بھی کبھی ایسے افراد پیدا کرتے ہیں۔

شعر کی شرح:- شاعر کہتا ہے کہ میں بنوعبس کی تعریف کرتا ہوں اور میں تعجب کرتا ہوں ان کی بھلائی اور ان کی سرداری پر اس لئے کہ انہوں نے بڑے سرداروں کو جنم دیا ہے، جنہیں بڑے عرب بھی نہیں جنم دیتے ہیں۔

شعر میں تاکید:- مقتضائے ظاہر کا تقاضا یہ تھا کہ خبر تاکید سے خالی ہوتی، اس لئے کہ مخاطب حکم سے خالی الذھن ہے، لیکن متکلم نے جب اپنی بات "**لِلّٰهِ دَرُّبَنِيْ عَبَسٍ**" سے شروع کی، اور یہ جملہ تعریف پر دلالت کرر ہا ہے تو مخاطب اس مدح کی نوع کا منتظر ہو گیا (کہ شاعر پتہ نہیں کیا تعریف کرے گا، کرے گا بھی یا نہیں) پس اس لئے مخاطب کو طالب متردد کے درجہ میں اتار دیا گیا، اور مقتضائے ظاہر کے خلاف خبر اس کے سامنے استحساناً (نہ کہ وجوباً) تاکید کے ساتھ پیش کی گئی، اور اس سے کہا گیا" **لَقَدْ نَسَلُوْا مِنَ الْأَكَارِمِ مَاقَدْ تَنْسِلُ الْعَرَبُ**"

☆☆☆

الإنشاء

تقسیمہ إلی طلبی وغیر طلبی

الامثلۃ (مثالیں)

(۱) أَحِبَّ لِغَيْرِكَ مَاتُحِبُّ لِنَفْسِكَ ـــ دوسروں کے لئے وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

(۲) حضرت حسنؓ کے ارشادات میں سے ہے ـــ **لَاتَطْلُبْ مِنَ الْجَزَاءِ إِلَّابِقَدْرِ مَاصَنَعْتَ** ـــ بدلہ نہ طلب کرو مگر اتنا ہی جتنا تم نے کام کیا ہے۔

(۳) ابوطیب متنبی نے کہا ہے ؎

أَلَا مَالِسَيْفِ الدَّوْلَةِ الْيَوْمَ عَاتِبًا	فَدَاهُ الْوَرٰى أَمْضَى السُّيُوْفِ مَضَارِبًا

ترجمہ:- سنو! آج سیف الدولہ پر کوئی عتاب کرنے والا نہیں ہے، مخلوق اس پر فدا ہو، وہ تیز دھار والی کاٹنے والی تلوار ہے۔

(۴) حضرت حسان بن ثابتؓ کا شعر ہے ؎

يَالَيْتَ شَعْرِىْ وَلَيْتَ الطَّيْرَتُخْبِرُنِى	مَاكَانَ بَيْنَ عَلِيٍّ وَابْنِ عَفَانَا

ترجمہ:- کاش مجھے معلوم ہوتا اور کاش کوئی پرندہ مجھے خبر دیتا کہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمان بن عفانؓ کے درمیان کیا معاملہ تھا۔

(۵) ابوطیب متنبی نے کہا ہے ؎

يَامَنْ يَعِزُّ عَلَيْنَا أَنْ نُفَارِقَهُمْ	وِجْدَانُنَا كُلَّ شَيْئٍ بَعْدَكُمْ عَدَمُ

ترجمہ:- اے وہ لوگو! جن سے ہمارا جدا ہونا ہم پر دشوار ہے، اور تمہارے بعد ہمارا ہر چیز کو پانا کھونا ہے۔

(۶) صِمّہ بن عبداللہ شاعر نے کہا ہے ؎

بِنَفْسِي تِلْكَ الْأَرْضُ مَاأَطْيَبَ الرُّبَا	وَمَا أَحْسَنَ الْمُصْطَافَ وَالْمُتَرَبَّعَا

ترجمہ:- میری جان قربان ہو اس سرزمین پر کتنے اچھے اس کے ٹیلے ہیں، اور موسم گرما اور موسم بہار گذارنے

کی کتنی اچھی جگہ ہے۔

(۷) جاحظ نے اپنی کتاب سے یہ کہا ہے۔

أَمَّا بَعْدُ! فَنِعْمَ الْبَدِيْلُ مِنَ الزَّلَّةِ الاِعْتِذَارُ ، وَبِئْسَ الْعِوَضُ مِنَ التَّوْبَةِ اَلْإِصْرَارُ، —

بہر حال حمد وصلوۃ کے بعد! لغزش کا نعم البدل معذرت کرنا ہے، اور توبہ کا برا بدلہ گناہ پر اصرار کرنا ہے۔

(۸) عبداللہ بن طاہر نے کہا ہے۔

لَعَمْرُكَ مَابِالْعَقْلِ يُكْتَسَبُ الْغِنٰى	وَلَا بِاكْتِسَابِ الْمَالِ يُكْتَسَبُ الْعَقْلُ

ترجمہ:- تیری زندگی کی قسم! عقل کے ذریعہ مالداری حاصل نہیں کی جاسکتی ہے، اور نہ مال کے ذریعہ عقل حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۹) ذوالرُّمہ شاعر نے کہا ہے۔

لَعَلَّ انْحِدَارَ الدَّمْعِ يُعْقِبُ رَاحَةً	مِنَ الْوَجْدِ أَوْيَشْفِي شَجِيَّ الْبَلَابِلِ

ترجمہ:- شاید آنسو بہہ جانے کے بعد غم سے راحت مل جائے، یا غم میں مبتلا شخص کو تشفی حاصل ہو جائے۔

(۱۰) کسی شاعر کا شعر ہے۔

عَسٰى سَائِلٌ ذُوْ حَاجَةٍ إِنْ مَنَعْتَهُ	مِنَ الْيَوْمِ سُؤْلًا أَنْ يَكُوْنَ لَهُ غَدٌ

ترجمہ:- اگر ضرورت مند سائل کو آج تم نے سوال سے منع کر دیا تو ممکن ہے کل کا دن اس کا ہو (یعنی کل اس کی حالت بدل جائے اور تم محتاج ہو جاؤ)۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

گذشتہ تمام مثالیں جملہ انشائیہ کی ہیں، اس لئے کہ ان میں صدق و کذب کا احتمال نہیں ہے، جب آپ ان تمام مثالوں میں غور کریں گے تو یہ مثالیں دو طرح کی پائیں گے، ایک قسم کی مثالوں میں ایسی چیز کے حصول کو طلب کیا جارہا ہے جو طلب کے وقت حاصل نہیں تھی، اسی لئے انشاء ان میں طلبی ہے، اور دوسری قسم کی مثالوں میں کوئی چیز طلب نہیں کی جارہی ہے، اسی لئے ان میں جو انشاء ہے اس کا نام انشاء غیر طلبی ہے۔

پہلی قسم کی مثالوں کی انشاء طلبی میں آپ غور کریں، تو آپ محسوس کریں گے کہ کبھی انشاء امر کے ذریعہ ہے،

جیسے پہلی مثال میں ہے ـــ اور کبھی نہی کے ذریعہ ہے جیسے دوسری مثال میں ـــ اور کبھی استفہام کے ذریعہ ہے جیسے تیسری مثال میں، ـــ اور کبھی تمنی کے ذریعہ جیسے چوتھی مثال میں ـــ اور کبھی ندا کے ذریعہ جیسے پانچویں مثال میں، اور یہی سب انشاء طلبی کی قسمیں ہیں، جن سے ہم اس کتاب میں بحث کریں گے۔

اور دوسری قسم کی مثالوں میں غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان میں انشاء کے وسائل واسباب بہت زیادہ ہیں، کبھی تو انشاء تعجب کے صیغوں سے ہے جیسے چھٹی مثال میں، ـــ کبھی مدح وذم کے صیغوں سے جیسے ساتویں مثال میں ـــ یا قسم کے ذریعہ جیسے آٹھویں مثال میں ـــ یا لعل، عسی اور ان کے علاوہ رجاء کے ادوات کے ذریعہ جیسے آخری دو مثالوں میں، اور ان کے علاوہ کبھی عقود کے صیغوں سے بھی انشاء غیر طلبی لائی جاتی ہے، جیسے

"بِعْتُ، اِشْتَرَیْتُ"

اور انشاء غیر طلبی کی اقسام علم معانی کے مباحث سے نہیں ہیں، اسی لئے ہم نے جو بیان کیا اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اور بحث کو خواہ مخواہ طول نہیں دیتے ہیں۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۳۶) انشاء کی دو قسمیں ہیں، (۱) طلبی (۲) غیر طلبی۔

(الف) انشاء طلبی وہ کلام ہے جو ایسے مطلوب کا تقاضا کرے جو طلب کے وقت حاصل نہ ہو، اور یہ امر، نہی، استفہام، تمنی اور ندا سے ہوتی ہے۔

(ب) اور انشاء غیر طلبی وہ ہے جو کسی مطلوب کا تقاضا نہ کرے، اور اس کے بہت سے صیغے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں، (۱) تعجب (۲) مدح (۳) ذم (۴) قسم (۵) افعال رجا (۶) اور ایسے ہی عقود کے صیغے۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

آنے والی مثالوں میں انشاء کی قسم اور اس کے صیغے کے بیان کے لئے

(۱) ابو تمام شاعر کہتا ہے ۔

لَاتَسْقِنِي مَاءَ الْمَلَامِ فَإِنَّنِي	صَبٌّ قَدِ اسْتَعْذَبْتُ مَاءَ بُكَائِي

ترجمہ:- مجھے ملامت کا پانی نہ پلا، اس لئے کہ میں عاشق ہوں، میں نے اپنے آنسو کا پانی میٹھا سمجھا ہے۔

(۲) ایک مروی اثر ہے۔

أَحْبِبْ حَبِيْبَكَ هَوْنًامَّا، عَسٰى أَنْ يَكُوْنَ بَغِيْضَكَ يَوْمًامَّا، وَأَبْغِضْ بَغِيْضَكَ هَوْنًامَّا عَسٰى أَنْ يَكُوْنَ حَبِيْبَكَ يَوْمًامَّا ـــ اپنے دوست سے دوستی کرو اعتدال کے ساتھ، ہوسکتا ہے کسی دن وہ تمہارا دشمن بن جائے، اور اپنے دشمن سے دشمنی رکھو اعتدال کے ساتھ، ہوسکتا ہے وہ کسی دن تمہارا دوست بن جائے۔

(۳) ابن زیات نے فضل بن سہل کی مدح میں کہا ہے۔

يَا نَاصِرَ الدِّيْنِ إِذَارَثَّتْ حَبَائِلُهُ	لَأَنْتَ أَكْرَمُ مَنْ آوٰى وَمَنْ نَصَرَا

ترجمہ:- اے دین کے مددگار! جب دین کی رسیاں کمزور پڑ جائیں تو آپ پناہ دینے والوں اور مدد کرنے والوں میں سب سے زیادہ سخی ہیں۔

(۴) ایک ضرورت وحاجت کی طلب میں امیہ بن صلت نے یہ شعر کہا ہے۔

أَأَذْكُرُ حَاجَتِي أَمْ قَدْكَفَانِي	حَيَاءُكَ اِنَّ شِيْمَتَكَ الْحَيَاءُ

ترجمہ:- کیا میں اپنی حاجت بیان کروں یا آپ کا حیا کرنا ہی مجھے کافی ہے، اس لئے کہ حیا آپ کا شیوہ ہے۔

(۵) زہیر بن ابی سلمی نے کہا ہے۔

نِعْمَ امْرَءًا هَرِمٌ لَمْ تَعْرُنَائِبَةٌ	إِلَّاوَكَانَ لِمُرْتَاعٍ بِهَا وَزَرَا

ترجمہ:- کیا ہی اچھا آدمی ہے ہرم بن سنان جو کسی مصیبت کے پیش آنے پر اس سے گھبرانے والے آدمی کے لئے پناہ گاہ بن جاتا ہے۔

(۶) امرء القیس نے کہا ہے۔

أَجَارَتَنَا إِنَّا غَرِيْبَانِ هَاهُنَا	وَكُلُّ غَرِيْبٍ لِلْغَرِيْبِ نَسِيْبُ

ترجمہ:- اے ہماری پڑوسن! بیشک ہم دونوں یہاں مسافر ہیں، اور ہر مسافر دوسرے مسافر کا رشتہ دار ہوتا ہے۔

(۷) ایک دوسرے شاعر کا شعر ہے۔

يَالَيْتَ مَنْ يَمْنَعُ الْمَعْرُوْفَ يُمْنَعُهُ	حَتّٰى يَذُوْقَ رِجَالٌ غِبَّ مَاصَنَعُوْا

ترجمہ:- اے کاش! جو لوگ بھلائی سے محروم کرتے ہیں وہ بھلائی سے محروم کردئے جائے تا کہ وہ لوگ اپنے کئے کا انجام چکھ لیں۔

(۸) ابونواس نے امین سے رحم کی درخواست کرتے ہوئے کہا ہے۔

وَحَيَاةِ رَأْسِكَ لَا أَعُوْ	دُ لِمِثْلِهَا وَحَيَاةِ رَأْسِكَ

ترجمہ:- اور تیرے سر کی زندگی کی قسم! اس جیسے جرائم میں نہیں کرونگا، پھر تیرے سر کی زندگی کی قسم!

(۹) دعبل خزاعی نے کہا ہے۔

مَاأَكْثَرَ النَّاسَ! لَا بَلْ مَا أَقَلَّهُمْ	اَللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي لَمْ اَقُلْ فَنَدَا
إِنِّي لَأَفْتَحُ عَيْنِي حِيْنَ أَفْتَحُهَا	عَلٰى كَثِيْرٍ وَلٰكِنْ لَا أَرٰى أَحَدًا

ترجمہ:- کتنے زیادہ لوگ ہیں، نہیں بلکہ کتنے کم لوگ ہیں، اللہ جانتا ہے کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا ہے۔
بیشک میں اپنی آنکھیں کھولتا ہوں، جب اسے کھولتا ہوں بہت سے لوگوں پر تو کسی کو (کامل) نہیں دیکھتا ہوں۔

الاجابہ (نمونے کا حل)

نمبر	انشاء کے صیغے	نوع	وسیلہ وطریقہ
۱	لَاتَسْقِنِيْ مَاءَ الْمَلَامِ	طلبی	نہی
۲	أَحْبِبْ حَبِيْبَكَ هَوْنًامًّا	طلبی	امر
//	عَسٰى أَنْ يَكُوْنَ بَغِيْضَكَ يَوْمًامًّا	غیر طلبی	رجاء
//	وَأَبْغِضْ بَغِيْضَكَ هَوْنًامًّا	طلبی	امر
//	عَسٰى أَنْ يَكُوْنَ حَبِيْبَكَ يَوْمًا	غیر طلبی	رجاء
۳	يَا نَاصِرَ الدِّيْنِ الخ	طلبی	ندا
۴	أَأَذْكُرُ حَاجَتِيْ	طلبی	استفہام
۵	نِعْمَ امْرَأً هَرِمٌ	غیر طلبی	مدح
۶	أَجَارَتَنَا	طلبی	ندا
۷	يَالَيْتَ مَنْ يَمْنَعُ الخ	طلبی	تمنی
۸	وَحَيَاةِ رَاسِكَ	غیر طلبی	قسم
۹	مَا أَكْثَرَ النَّاسِ	غیر طلبی	تعجب
//	مَا أَقَلَّهُمْ	غیر طلبی	تعجب

التمرين - ۱

آنے والی مثالوں میں انشاء کے صیغے، اس کی قسمیں، اور اس کے طریقے بیان کریں۔

(۱) ابو طیب متنبی اپنی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے۔

عیب ونقصان یہ دونوں میرے شرف سے کتنے دور ہیں، کیونکہ میں تو ثریا ہوں اور یہ دونوں بڑھاپا اور بڑھاپے کی آخری منزل ہیں۔

(۲) اور متنبی ہی کہتا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ آپ کی ناراضگی کا انجام اچھا ہو، کیونکہ بسا اوقات جسم بیماریوں کے بعد اچھے ہوجاتے ہیں۔

(۳) اور متنبی ہی کہتا ہے۔

کاش وہ دوری جو میرے اور میرے دوستوں کے درمیان ہے وہ میرے اور مصائب کے درمیان ہوتی۔

(۴) متنبی سیف الدولہ کی مدح میں کہتا ہے۔

میری عمر کی قسم! آپ نے تو موت کو دشمنوں کے ساتھ مشغول کردیا ہے، پس وہ اب کوئی مشغولی کیسے طلب کرے۔

(۵) متنبی نے سیف الدولہ کے بارے میں یہ بھی کہا ہے۔

اے وہ شخص! جو اپنی تلوار سے جس کو چاہتا ہے قتل کردیتا ہے، میں بھی آپ کے احسان کے مقتولین میں سے ہوگیا۔

(٦) متنبی نے سیف الدولہ کے بارے میں یہ بھی کہا ہے۔

اللہ کی قسم! اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص نہ جانتا کہ سخاوت کیسی ہوتی ہے اور کھوپڑی کی مار کیسی ہوتی ہے۔

(۷) اور متنبی ہی کا شعر ہے۔

اور بے وقوفی کے مکروفریب انہیں پر واقع ہوتے ہیں، اور شاعروں سے دشمنی بہت برا ذخیرہ ہے۔

(۸) اور متنبی کا شعر ہے۔

تم ان راتوں پر ملامت کرو جنہوں نے میری حالت کو پتلا کر کے میری تونگری ہلاک کردی، پس مجھے معذور سمجھو اور مجھے ملامت نہ کرو۔

(۹) اور متنبی ہی کا شعر ہے۔

بہت بری ہیں وہ راتیں جن میں بے قراری سے میں جاگتا رہا، ان لوگوں کے شوق میں جنہوں نے سو کر راتیں گذاری ہیں۔

حل تمرین - ۱

نمبر	انشاء کے صیغے	نوع انشاء	طریقہ انشاء
۱	مَا أَبْعَدَ الْعَيْبَ وَالنُّقْصَانَ عَنْ شَرَفِي	غیر طلبی	تعجب
۲	لَعَلَّ عَتْبَكَ مَحْمُوْدٌ عَوَاقِبُهُ	غیر طلبی	رجاء
۳	يَالَيْتَ مَابَيْنِيْ وَبَيْنَ أَحِبَّتِي مِنَ الْبُعْدِ	طلبی	تمنی
۴	وَلَعَمْرِيْ لَقَدْ شَغَلْتَ الْمَنَايَابِالْأَعَادِي	غیر طلبی	قسم
//	فَكَيْفَ يَطْلُبْنَ شُغْلًا	طلبی	استفہام
۵	يَامَنْ يُقَتِّلُ مَنْ أَرَادَ بِسَيْفِهِ	طلبی	ندا
۶	تَاللّٰهِ مَاعَلِمَ امْرُؤٌ لَوْلَاكُمْ	غیر طلبی	قسم
//	كَيْفَ السَّخَاءُ وَكَيْفَ ضَرْبُ الْهَامِ	طلبی	استفہام
۷	بِئْسَ الْمُقْتَنٰى	غیر طلبی	ذم
۸	لُمِ اللَّيَالِي الَّتِي أَخْنَتْ عَلٰى جِدَتِي	طلبی	امر
//	وَاعْذِرْنِي	طلبی	امر
//	وَلَاتَلُمْ	طلبی	نہی
۹	بِئْسَ اللَّيَالِي سَهِدْتُ مِنْ طَرَبٍ	غیر طلبی	ذم

التمرین - ۲

(۱) آٹھ جملے انشائیہ بنائیں، جن میں چار انشاء طلبی کے اور چار غیر طلبی کے ہوں۔

(۲) قسم کے دو جملے، مدح و ذم کے دو جملے، اور تعجب کے دو جملے بنائیں۔

(۳) آنے والے کلمات کو مفید جملوں میں استعمال کریں، پھر ہر انشاء کی قسم بیان کریں

لا الناهية ـــ همزه استفهام ـــ ليت ـــ لعل ـــ عسى

حبذا ـــ لاحبذا ـــ ماتعحبيه ـــ واوقسم ـــ هل

حل تمرین - ۲

انشاء طلبی

(۱) أَتْقِنْ عَمَلَكَ ـــ اپنا عمل مضبوط بناؤ۔

(۲) لَاتَنْهَرْ سَائِلًا ـــ سائل کو مت جھڑکو۔

(۳) أَتُحْسِنُ السَّبَاحَةَ ـــ کیا اچھی طرح تیر سکتے ہو۔

(۴) لَيْتَ النَّعِيْمَ دَائِمٌ ـــ کاش نعمت ہمیشہ رہتی۔

انشاء غیر طلبی

(۱) مَاأَحْسَنَ فِعْلَ الْمَعْرُوْفِ ـــ کتنا اچھا ہے کار خیر۔

(۲) بِئْسَ خُلُقًا الرِّيَاءُ ـــ ریا بہت بری خصلت ہے۔

(۳) لَعَمْرُكَ مَاتُدْرَكُ الْعُلٰى بِالتَّمَنِّي ـــ تیری عمر کی قسم بلندی آرزو سے نہیں حاصل کی جا سکتی ہے۔

(۴) لَعَلَّ حَظَّكَ سَعِيْدٌ ـــ شاید تمہارا نصیب اچھا ہے۔

جواب نمبر ②

(۱) وَحَيَاتِكَ لَأُصَدِّقَنَّكَ ـــ تیری زندگی کی قسم میں ضرور تیری تصدیق کرونگا۔

(۲) تَاللّٰهِ لَأَتْرُكَنَّ صُحْبَةَ الْأَشْرَارِ ـــ اللہ کی قسم! میں ضرور بروں کی صحبت چھوڑ دونگا۔

مدح وذم

(۱) نِعْمَ الْعَادِلُ عُمَرُ رضی اللہ عنہ ـــ حضرت عمرؓ بہت ہی اچھا انصاف کرنے والے تھے۔

(۲) بِئْسَ الْعَمَلُ ظُلْمُ الْعِبَادِ ـــ بندوں پر ظلم بہت ہی برا عمل ہے۔

تعجب

(۱) أَعْذِبْ بِمَاءِ النِّيْلِ ـــ نیل کا پانی کیا ہی میٹھا ہے۔

(۲) مَاأَصْعَبَ السَّفَرَ فِي الصَّحْرَاءِ ـــ جنگل کا سفر کیا ہی مشکل ہے۔

جواب نمبر ③

(۱) لَاتَحْتَقِرْ أَحَدًا ــــ کسی کو حقیر مت سمجھو۔ (انشاء طلبی)

(۲) أَمُسَافِرٌ أَخُوْكَ ــــ کیا تمہارا بھائی سفر کرنے والا ہے۔ (انشاء طلبی)

(۳) لَيْتَ أَيَّامَ الصِّبَا تَدُوْمُ ــــ کاش بچپنے کے دن ہمیشہ رہتے (انشاء طلبی)

(۴) لَعَلَّ اللّٰهُ يَجْمَعُ شَمْلَنَا ــــ شاید اللہ ہمارے متفرق حالات کو مجتمع کردے گا۔ (انشاء غیر طلبی)

(۵) عَسَى اللّٰهُ أَنْ يُّفَرِّجَ شِدَّتَنَا ــــ امید ہے کہ اللہ ہماری تنگی میں کشادگی پیدا کرے گا۔ (غیر طلبی)

(۶) حَبَّذَا نُصْرَةُ الضُّعَفَاءِ ــــ کمزوروں کی مدد کیا ہی اچھی چیز ہے۔ (غیر طلبی)

(۷) لَاحَبَّذَا الرِّيَاءُ ــــ ریاکاری اچھی چیز نہیں ہے۔ (غیر طلبی)

(۸) مَاأَجْمَلَ مَنَاظِرَ الرِّيْفِ ــــ دیہات کا منظر کتنا خوبصورت ہے۔ (غیر طلبی)

(۹) وَحَيَاتِكَ لَأَجْتَهِدَنَّ ــــ تیری زندگی کی قسم میں ضرور محنت کرونگا۔ (غیر طلبی)

(۱۰) هَلْ يَسُوْدُ حَسُوْدٌ؟ ــــ کیا حسد کرنے والا سردار ہوسکتا ہے۔ (انشاء طلبی)

التمرین - ۳

آنے والی مثالوں میں انشاء اور اس کی قسمیں، اور خبر اور اس کی قسمیں بیان کریں۔

(۱) تیری عمر کی قسم! کوئی وطن وطن والوں کی وجہ سے تنگ نہیں ہوتا ہے لیکن لوگوں کے اخلاق تنگ ہوجاتے ہیں۔

(۲) جب کسی اچھے نسب والے کا دل اس کے اصل نسب کی طرح نہ ہو، تو اچھے عہدے کیا فائدہ دینگے۔

(۳) کاش ممدوح کے جنگ میں پچھڑنے کے وقت سارے پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجاتے اور اس کے مضبوط کناروں کا کوئی پتھر بھی باقی نہ رہتا۔

(۴) اگر آپ کے بارے میں مرثیے اور اس کے تذکرے اچھے لگ رہے ہیں تو اس سے پہلے آپ کے بارے میں مدحیہ قصیدے بھی اچھے رہ چکے ہیں۔

(۵) کھیل کود کے کچھ اوقات ہوتے ہیں جو ایسے گذر جاتے ہیں جیسے وہ بوسے ہیں جو سفر کرنے والے محبوب کو دئے جاتے ہیں (رخصت ہوتے وقت اس کو بوسے دئے جاتے ہیں اس کی تھوڑی دیر کی لذت ہے پھر وہ داغ مفارقت دے جاتا ہے)۔

(۶) اے میرے دوستو! اگر تمہیں موت کے علاوہ کوئی چیز پہنچتی تو میں عتاب کرتا لیکن زمانہ پر کوئی عتاب نہیں کیا جا سکتا ہے۔

(۷) بیشک برے حالات خوشی کے وعدے ہوتے ہیں، برے حالات اور خوشی دونوں بہنیں ہیں، (یعنی دونوں میں گہرا ربط ہے) خوشی گروی ہوتی ہے شام کے لئے یا کل کے لئے (یعنی برے حالات جلدی سے خوشی میں بدل جائینگے)۔

جب تم کسی مرنے والے کو سنو تو یقین کر لو کہ راستہ وہی ہے، لہذا تم بھی اس کی تیاری کرو۔

(۸) آدمی میں ہر بہادری فائدہ مند ہوتی ہے، لیکن دانشمند میں بہادری کی کوئی مثال نہیں ہے، (کیونکہ بہادری کے ساتھ دانشمندی بھی ملی ہوئی ہے)۔

(۹) مجھے چھوڑ! اس لئے کہ بخل نوجوان کو ہمیشگی نہیں عطا کرتا ہے، اور نہ بھلائی بھلائی کرنے والے کو ہلاک کرتی ہے۔

(۱۰) ہر انسان کسی نہ کسی دن مجبور ہو کر دوستوں اور دشمنوں کے کندھوں پر نعش میں سوار ہوگا۔

(۱۱) میرے ہاتھ میں آگ اور پانی کو جمع کرنا اس سے زیادہ مشکل نہیں ہے کہ میں مال اور عقل کو جمع کروں۔

(۱۲) اے میری بیٹی! اگر تو حسن کی نشانی اور ایسی خوبصورتی چاہتی ہے جو جسم اور عقل کو زینت بخشے،

تو بہ تکلف بناؤ سنگار کی عادت بالکل چھوڑ دے، اس لئے کہ طبعی جمال زیادہ اعلی اور بلند ہوتا ہے۔

بنانے والے گلاب کا پھول بھی بنا لیتے ہیں، لیکن باغ کا (قدرتی) گلاب کا پھول اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

***

حل تمرین - ۳

نمبر جملہ	جملہ	نوع	ملحوظات
(۱)	لَعَمْرُكَ	انشاءغیرطلبی	مؤکد بہ قسم
//	مَاضَاقَتْ بِلَادٌبِأَهْلِهَا	خبرطلبی	مؤکد بہ قسم
//	وَلٰكِنَّ أَخْلَاقَ الرِّجَالِ تَضِيْقُ	خبرطلبی	مؤکد بہ قسم
(۲)	فَمَاذَا الَّذِىْ تُغْنِيْ كِرَامُ الْمَنَاصِبِ	انشاءطلبی	استفہام کی وجہ سے
(۳)	لَيْتَ الْجِبَالَ تَدَاعَتْ عِنْدَ مَصْرَعِهِ	انشاءطلبی	تمنی کی وجہ سے
(۴)	لَئِنْ حَسُنَتْ فِيْكَ الْمَرَاثِي وَذِكْرُهَا	انشاءغیرطلبی	قسم کی وجہ سے
//	لَقَدْ حَسُنَتْ مِنْ قَبْلُ فِيْكَ الْمَدَائِحُ	خبرانکاری	لام قسم اور قد
(۵)	لِلْهُوآنَةٌ تَمُرُّ كَأَنَّهَا قُبَلٌ	خبرابتدائی	حرف تاکید سے خالی
(۶)	أَخِلَّاىَ لَوْ غَيْرُ الْحِمَامِ أَصَابَكُمْ	انشاءطلبی	نداء
(۷)	إِنَّ اَلْمَسَاءَةَ لِلْمَسَرَّةِ مَوْعِدٌ أُخْتَانَ رَهْنٌ	خبرطلبی	اِنَّ حرف تاکید ہے
//	فَتَيَقَّنْ	انشاءطلبی	فعل امر ہے
//	وَتَزَوَّدْ	انشاءطلبی	فعل امر ہے
(۸)	وَكُلُّ شُجَاعَةٍ فِي الْمَرْءِ تُغْنِي	خبرابتدائی	حرف تاکید سے خالی
//	وَلَا مِثْلَ الشَّجَاعَةِ فِيْ حَكِيْمٍ	خبرابتدائی	حرف تاکید سے خالی
(۹)	ذَرِيْنِي	انشاءطلبی	فعل امر ہے
//	فَإِنَّ الْبُخْلَ لَايُخْلِدُ الْفَتٰى	خبرطلبی	ان حرف تاکید ہے
//	وَلَايُهْلِكُ الْمَعْرُوْفُ مَنْ هُوَ فَاعِلُهُ	خبرابتدائی	تاکید سے خالی ہے
(۱۰)	وَكُلُّ امْرِءٍ يَوْمًا سَيَرْكَبُ كَارِهًا	خبرابتدائی	تاکید سے خالی ہے
(۱۱)	وَمَا الْجَمْعُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالنَّارِ فِي يَدِي بِأَصْعَبَ	خبرطلبی	باءزائدہ ہے
(۱۲)	يَا ابْنَتِيْ	انشاءطلبی	ندا کی وجہ سے
//	فَانْبِذِي عَادَةَ التَّبَرُّجِ نَبْذًا	انشاءطلبی	فعل امر ہے
//	فَجَمَالُ النُّفُوْسِ أَسْمٰى وَأَعْلٰى	خبرابتدائی	حرف تاکید سے خالی
//	يَصْنَعُ الصَّانِعُوْنَ وَرْدًا	خبرابتدائی	حرف تاکید سے خالی
//	وَلٰكِنْ وَرْدَةُ الرَّوْضِ لَاتُضَارَعُ شَكْلًا	خبرابتدائی	حرف تاکید سے خالی

التمرین - ۴ وحلہ

آنے والی جملہ خبریہ کی مثالوں کو جملہ انشائیہ میں منتقل کریں، اور مکمل انشاء طلبی کی قسموں میں کریں۔

(۱) **هَلِ الرَّوْضُ مُزْهِرٌ** ــ کیاباغ ہرابھرا ہے۔

(۲) **لَيْتَ الطَّيْرَ مُغَرِّدٌ** ــ کاش پرندہ چہچہاتا۔

(۳) **لَاتَنَافَسُوْا أَيُّهَا الصُّنَّاعُ فِيْمَا يَضُرُّ** ــ اے کاریگرو! نقصان دہ چیزوں میں ایک دوسرے کی ریس نہ کرو۔

(۴) **مَتٰى يَفِيْضُ النِّيْلُ** ــ دریائے نیل کب بہتا ہے۔

(۵) **أَنَشِطَ الْعَامِلُ،** کیامزدور چست ہے؟

(۶) **هَلْ أَجَادَ الْكَاتِبُ** ــ کیا کاتب نے عمدہ لکھا۔

التمرین - ۵

آنے والے دوشعروں میں انشاء کی قسم بیان کریں، پھر فصیح انداز میں ان کو نثر کریں۔

(۱) اے وہ شخص! جو اپنے آپ کو اپنے اخلاق کے علاوہ سے مزین کررہا ہے، اور اے وہ انسان! جس کے اخلاق بدلتے رہنا اور چاپلوسی کرنا ہے۔

(۲) اپنے مشہور فطری اخلاق کی طرف لوٹ آ، اس لئے کہ بہ تکلف اخلاق برتنا اس کے پیچھے فطری عادتوں کو لے آتا ہے۔

حل تمرین - ۵

(۱) پہلے شعر میں انشاء طلبی ہے اور اس کا طریقہ ندا ہے، اور دوسرے شعر میں بھی انشاء طلبی ہے لیکن اس کا طریقہ امر ہے۔

(۲) اشعار نثر میں

يَاأَيُّهَا الرَّجُلُ الَّذِي يَتَجَمَّلُ لِلنَّاسِ بِمَالَيْسَ مِنْ طَبْعِهِ وَيُظْهِرُلَهُمْ مَالَا يُبْطِنُ خِسَّةً وَمَلَقًا، سِرْ عَلٰى سَجِيَّتِكَ، وَلَا تَتَكَلَّفْ مَالَيْسَ مِنْ خُلُقِكَ، وَإِلَّا غَلَبَكَ طَبْعُكَ، وَانْكَشَفَ لِلنَّاسِ

رِيَاءُ كَ وَتَصَنُّعُكَ

ترجمہ:- اے وہ شخص! جولوگوں کے سامنے ایسی چیزوں سے مزین ہوتا ہے جواس کی فطرت میں نہیں ہے، اور ظاہر کرتا ہے ان کے سامنے گھٹیاپن کے سبب اور چاپلوسی کے طور پر ایسی چیزوں کو جواس کے اندر نہیں ہیں تو اپنے فطری اخلاق کے مطابق چل، اور ایسی چیزوں کا تکلف نہ کر جو تیرے فطری اخلاق نہیں ہیں، ورنہ تیری فطرت تجھ پر غالب آجائے گی، اور تیری ریا کاری اور تصنع اور بناوٹ لوگوں کے سامنے کھل جائے گی۔

☆☆☆

الانشاء طلبی ۱ - الأمر

الامثلۃ (مثالیں)

(۱) حضرت علیؓ کے ایک خط کا اقتباس ہے جوانہوں نے مکہ کے گورنر حضرت ابن عباسؓ کے پاس بھیجا تھا۔

أَمَّا بَعْدُ! فَأَقِمْ لِلنَّاسِ الْحَجَّ، وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ، وَاجْلِسْ لَهُمْ الْعَصَرَيْنِ، فَأَفْتِ الْمُسْتَفْتِي وَعَلِّمِ الْجَاهِلَ، وَذَاكِرِ الْعَالِمَ

ترجمہ:- بہر حال حمد وصلوۃ کے بعد! تم لوگوں کے لئے حج قائم کرو، اور انہیں ایام اللہ (پچھلے لوگوں پر انعام وعذاب الہی کے گذرے ہوئے واقعات) یاد دلاؤ، اور صبح وشام ان کے ساتھ بیٹھا کرو، فتوی لینے والے کو فتوی دو، ان پڑھ کو علم سکھاؤ، اور عالم سے علمی مذاکرہ کرو۔

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے **وَلْيُوفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ** (حج ۲۹) -- اور چاہئے کہ لوگ اپنی نذریں پوری کریں، اور پرانے گھر کا طواف کریں۔

(۳) اللہ تعالی کا ارشاد ہے، **عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لاَ يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ** (مائدہ ۱۰۵) -- اپنے آپ کو بچاؤ تمہیں گمراہ لوگ نقصان نہیں پہنچا سکتے اگر تم ہدایت پر رہو گے۔

(۴) اللہ تعالی کا ارشاد ہے، **وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا** (بقرہ ۸۳) -- اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

(۵) ابوطیب متنبی سیف الدولہ کی تعریف میں کہتا ہے۔

كَذَا فَلْيَسْرِ مَنْ طَلَبَ الأَعَادِيْ	وَمِثْلَ سُرَاكَ فَلْيَكُنِ الطِّلَابُ

ترجمہ:- ایسے ہی رات میں چلے وہ جو دشمنوں کو تلاش کرے، اور تیرے رات میں چلنے کی طرح ہی طلب وتعاقب ہونا چاہئے۔

(۶) متنبی سیف الدولہ کو خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے۔

أَزِلْ حَسَدَ الْحُسَّادِ عَنِّي بِكَبْتِهِمْ	فَأَنْتَ الَّذِي صَيَّرْتَهُمْ لِي حُسَّدَا

ترجمہ:- آپ حاسدوں کا حسد مجھ سے ختم کریں ان کو ذلیل کر کے، اس لئے کہ آپ ہی نے ان کو میرا حاسد بنایا ہے۔

(۷) امرءالقیس نے کہا ہے۔

قِفَانَبْكِ مِنْ ذِكْرٰى حَبِيْبٍ وَمَنْزِلِ	بِسِقْطِ اللِّوٰى بَيْنَ الدَّخُوْلِ فَحَوْمَلَ

ترجمہ:- تم دونوں ذرا ٹھہر جاؤ ہم محبوب اور اس کے مکان کو یاد کر کے ذرا رو لیں، جو مکان مقام دخول وحومل کے درمیان سقط اللوی میں واقع ہے۔

(۸) امرؤالقیس کا شعر ہے۔

أَلَا أَيُّهَا اللَّيْلُ الطَّوِيْلُ أَلَاانْجَلِي	بِصُبْحٍ وَمَا الْإِصْبَاحُ مِنْكَ بِأَمْثَلِ

ترجمہ:- خبردار! اے ہجر کی شب دراز، تو صبح کے ساتھ روشن ہو جا، حالانکہ صبح بھی تجھ سے کچھ بہتر نہیں ہے۔

(۹) بحتری کا شعر ہے۔

فَمَنْ شَاءَ فَلْيَبْخَلْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَجُدْ	كَفَانِي نَدَاكُمْ مِنْ جَمِيْعِ الْمَطَالِبِ

ترجمہ:- پس جو چاہے بخیلی کرے اور جو چاہے سخاوت کرے، مجھے تو تمام مقاصد میں تیری سخاوت کافی ہے۔

(۱۰) ابوطیب متنبی نے کہا ہے۔

عِشْ عَزِيْزًاأَوْمُتْ وَأَنْتَ كَرِيْمٌ	بَيْنَ طَعْنِ الْقَنَا وَخَفْقِ الْبُنُوْدِ

ترجمہ:- عزت کے ساتھ زندہ رہ یا شرافت کے ساتھ نیزہ زنی اور جھنڈوں کے لہرانے کے درمیان مر جا۔

(۱۱) ایک شاعر کا شعر ہے۔

أَرُوْنِي بَخِيْلًا طَالَ عُمْرًا بِبُخْلِهِ	وَهَاتُوْا كَرِيْمًا مَاتَ مِنْ كَثْرَةِ الْبَذْلِ

ترجمہ:- مجھے کوئی ایسا بخیل دکھا دو جس کو اس کی بخل کی وجہ سے لمبی عمر ملی ہو، یا کوئی ایسا سخی میرے پاس لاؤ جو

سخاوت میں زیادہ خرچ کرنے کی وجہ سے مر گیا ہو۔

(۱۲) کسی دوسرے شاعر کا شعر ہے ؎

إِذَا لَمْ تَخْشَ عَاقِبَةَ اللَّيَالِي	وَلَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَاتَشَاءُ

ترجمہ:- جب تجھے راتوں کے انجام کا ڈر نہ ہو، اور تیرے اندر شرم وحیاء نہ ہے تو تو جو چاہے کرتا رہ۔

(۱۳) اللہ تعالی کا ارشاد ہے، **وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ** (بقرہ ۱۸۷)- اور کھاؤ پیو، یہاں تک کہ تمہارے لئے صبح کا سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے الگ ہو جائے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

اگر آپ پہلے حصے کی مثالوں پر غور کریں گے تو ان میں سے سب ایسے صیغے پر مشتمل ہیں جس سے الزام اور مکلف بنانے کے طریقہ پر ایسی چیز کے حصول کو طلب کیا جا رہا ہے جو طلب کے وقت حاصل نہیں ہے، -- اور جب غور سے دیکھیں گے تو ان میں فعل کا طالب، جس سے فعل طلب کیا جا رہا ہے اس سے بلند رتبہ اور بڑا ہے، اور یہی حقیقی امر ہے، اور جب آپ امر کے صیغوں کو غور سے دیکھیں گے تو وہ چار طرح کے ہیں، -- فعل امر جیسے پہلی مثال میں -- وہ فعل مضارع جو لام امر سے ملا ہوا ہو جیسے دوسری مثال میں -- اور امر کا اسم فعل جیسے تیسری مثال میں -- وہ مصدر جو فعل امر کے قائم مقام ہو جیسے چوتھی مثال میں۔

اور جب مثالوں کا دوسرا حصہ دیکھیں گے تو سب جگہ امر اپنے حقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے، اور امر کا حقیقی معنی ہے وجوب اور الزام کے طریقہ پر بڑے کا ادنی آدمی سے فعل کو طلب کرنا -- اس جگہ امر دوسرے معانی میں استعمال ہوا ہے جس کو سامع سیاق کلام اور قرائن احوال سے سمجھ سکتا ہے۔

چنانچہ پانچویں مثال میں ابو طیب متنبی کا مقصد تکلیف والزام نہیں ہے، بلکہ وہ نصیحت کر رہا ہے ان لوگوں کو جو سیف الدولہ سے مقابلہ کرتے ہیں اور وہ شرافت و بلندی کے حصول کے لئے ایک اچھے راستہ کی رہنمائی کر رہا ہے تو امر یہاں نصیحت و ارشاد کے لئے ہے۔

اور چھٹی مثال میں امر سے اس کا اصلی معنی مراد نہیں ہے، اس لئے کہ متنبی اپنے بادشاہ کو خطاب کر رہا ہے، اور بادشاہ کو اس کی رعیت میں سے کوئی حکم نہیں کر سکتا ہے، بلکہ اس سے دعا مراد ہے، اور ایسے ہی امر کا ہر وہ صیغہ جس

میں ادنی درجہ والا اپنے سے درجہ اور مرتبے میں بڑے سے خطاب کرے۔

اور ساتویں مثال میں غور کریں، اس میں امرء القیس شعراء کی عادت کے مطابق اپنے خیالی دو ساتھیوں کو ٹھہرنے اور ان کو محبوب کی یاد میں رونے کے لئے کہہ رہا ہے، تو شعراء میں سے کوئی یہ تصور کرتا ہے کہ امرء القیس کے دو ساتھی ہیں جو آتے جاتے اس کے ساتھ رہتے ہیں، اور یہ شاعر ان سے خطاب کرتا ہے، اور ان سے اپنے راز اور دل کی چھپی ہوئی بات کرتا ہے، اور جب صیغۂ امر ایک دوست سے دوسرے دوست کے لئے یا ایک شریک وہمسر سے دوسرے ہمسر کے لئے صادر ہو، تو وہاں ایجاب والزام مراد نہیں ہوتا ہے، بلکہ محض التماس ودرخواست مراد ہوتی ہے۔

آٹھویں مثال میں بھی امرء القیس رات کو نہ کوئی حکم دے رہا ہے، نہ کسی چیز کا مکلف کر رہا ہے، اس لئے کہ رات میں سننا اور ماننا نہیں ہوتا ہے، بلکہ یہاں صیغۂ امر سے مقصود تمنا اور آرزو ہوتی ہے۔

اگر آپ اس کے بعد کی باقی مثالوں کو دیکھیں گے اور آپ ان کے سیاق کو سمجھ لیں گے اور ان میں موجود قرائن احوال کا احاطہ کر لیں گے، تو آپ سمجھ جائیں گے کہ امر ان میں اصلی وحقیقی معنی میں نہیں ہے، بلکہ ان میں امر ترتیب وار **تخییر، تسویہ، تعجیز، تهدید** اور **اباحت** کے لیے ہے۔

القواعد (قاعدے)

(۳۷) امر: کہتے ہیں بڑائی کے طریقہ پر فعل کو طلب کرنا۔

(۳۸) امر کے چار صیغے ہیں، (۱) فعل امر (۲) وہ مضارع جو لام امر کے ساتھ ملا ہوا ہو (۳) اسم فعلِ امر، (۴) وہ مصدر جو فعل امر کے قائم مقام ہو۔

(۳۹) کبھی امر کے صیغے اپنے اصلی معنی سے نکل کر دوسرے معانی میں استعمال ہوتے ہیں جو معانی سیاق کلام سے سمجھے جاتے ہیں جیسے **ارشاد، دعا، التماس، تمنی، تخییر، تسویہ، تعجیز، تهدید، اباحت۔**

النموذج (نمونے کی مثالیں)

فعل امر کے صیغے، اور ان میں ہر صیغہ کی تعیین کے بیان میں

(۱) اللہ تعالی نے حضرت یحیٰؑ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ **خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ** (مریم ۱۲)
کتاب کو مضبوط پکڑلو۔

(۲) ارجانی شاعر کہتا ہے ۔

شَاوِرْ سِوَاكَ إِذَا نَابَتْكَ نَائِبَةٌ	يَوْمًا وَإِنْ كُنْتَ مِنْ أَهْلِ الْمَشْوَرَاتِ

ترجمہ:- اپنے علاوہ سے مشورہ کرلو جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آجائے، اگرچہ تم خود اہل مشورہ میں سے ہو۔

(۳) ابوالعتاھیہ نے کہا ہے ۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ إِنْ مُنِحْتَ إِمَارَةً	وَارْغَبْ بِنَفْسِكَ عَنْ رَدَى اللَّذَّاتِ

ترجمہ:- اگر آپ کو حکومت مل جائے تو اپنے بازو جھکائے رکھیں (تواضع کریں) اور لذتوں کی ہلاکت سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں۔

(۴) ابوالعلاء نے کہا ہے ۔

فَيَامَوْتُ زُرْإِنَّ الْحَيَاةَ ذَمِيْمَةٌ	وَيَانَفْسُ جِدِّي إِنَّ دَهْرَكِ هَازِلُ

ترجمہ:- اے موت! تو آجا، اس لئے کہ زندگی خراب ہوچکی ہے، اور اے نفس سنجیدہ ہوجا، اس لئے کہ تیرا زمانہ تیرے ساتھ سنجیدہ نہیں ہے (تجھے مذاق بنائے ہوئے ہے)۔

(۵) ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے ۔

أَرِيْنِي جَوَادًا مَاتَ هُزْلًا لَعَلَّنِي	أَرَى مَاتَرَيْنَ أَوْبَخِيْلًا مُخَلَّدًا

ترجمہ:- مجھے کوئی ایسا سخی دکھا جو تنگدستی کی وجہ سے مرگیا ہو، یا کوئی ہمیشہ رہنے والا بخیل بتادے تاکہ میں بھی وہ چیز دیکھ لوں جو تو دیکھ رہی ہے۔

(٦) خالد بن صفوان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا-- **دَعْ مِنْ أَعْمَالِ السِّرِّ مَالَايَصْلُحُ لَكَ فِي الْعَلَانِيَةِ** --- تم ایسے چھپے ہوئے کام چھوڑ دو جن کو کھلم کھلا کرنا تمہارے لئے مناسب نہ ہو۔

(۷) بشار بن بُرد نے کہا ہے ۔

فَعِشْ وَاحِدًا أَوْصِلْ أَخَاكَ فَإِنَّهُ	مُقَارِفُ ذَنْبٍ تَارَةً وَمُجَانِبُهْ

ترجمہ:- پس یا تو تنہا زندگی گذار یا اپنے بھائی کے ساتھ اچھا تعلق رکھ، اس لئے کہ وہ کبھی گناہ کا ارتکاب بھی کرے گا، اور کبھی گناہ سے بچے گا، (لہذا دوستوں سے درگذر کرنا پڑے گا ورنہ تنہا زندگی گذارو)۔

(۸) اللہ تعالی کا ارشاد ہے، **قُلْ تَمَتَّعُوْا فَإِنَّ مَصِيْرَكُمْ إِلَى النَّارِ** (ابراھیم ۳۰)--آپ کہہ دیجئے کہ تم لوگ فائدہ اٹھالو اس لئے کہ تمہارا ٹھکانا جہنم ہے۔

(۹) ابوطیب سیف الدولہ سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے ؎

أَخَا الْجُوْدِ أَعْطِ النَّاسَ مَاأَنْتَ مَالِكٌ	**وَلَا تُعْطِيَنَّ النَّاسَ مَا أَنَا قَائِلٌ**

ترجمہ:- اے جود وسخاوت والے! لوگوں کو وہ مال دیجئے جس کے آپ مالک ہیں، اور لوگوں کو وہ چیز نہ دیں جو میں کہہ رہا ہوں (یعنی میرے اشعار نہ دیں)۔

(۱۰) قطری ابن فجاءۃ نے اپنے آپ کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے ؎

فَصَبْرًا فِي مَجَالِ الْمَوْتِ صَبْرًا	**فَمَانَيْلُ الْخُلُوْدِ بِمُسْتَطَاعِ**

ترجمہ:- پس موت کے میدان میں مکمل صبر سے کام لو، اس لئے کہ ہمیشگی کا حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔

الاجابة (نمونے کاحل)

نمبر	صیغۂ امر	امر کا مرادی معنی	نمبر	صیغۂ امر	ا
(۱)	خُذِ الْكِتَابَ	امر کا حقیقی معنی	(۶)	دَعْ مِنْ أَعْمَالِ السِّرِّ	
(۲)	شَاوِرْ سِوَاكَ	ارشاد	(۷)	فَعِشْ وَاحِدًا أَوْصِلْ أَخَاكَ	
(۳)	وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ	ارشاد	(۸)	قُلْ	
//	وَارْغَبْ بِنَفْسِكَ	ارشاد	//	تَمَتَّعُوْا	
(۴)	زُرْ	تمنی	(۹)	أَعْطِ النَّاسَ	
//	جِدِّى	تمنی	(۱۰)	صَبْرًا	
(۵)	أَرِيْنِى	تعجیز			

التمرين-۱

آنے والی مثالوں میں امر کے صیغے کیوں **ارشاد، التماس، تعجیز، تمنی،** اور **دعا** کا فائدہ دے رہے ہیں؟ ترتیب وار بتائیں۔

(۱) آپ لوگوں سے چوکنا رہیں، درانحالیکہ اس (چوکناپن) کو بھی چھپا رکھیں، اور آپ کو لوگوں میں سے

ہنسنے والے کے دانت دھوکے میں نہ ڈالے۔

(۲) اے میرے دو دوستو! مجھے اپنی حالت پر چھوڑ دو، یا مجھے میرا عہد شباب لوٹا دو۔

(۳) اے عَبْلَہ کے گھر! جو جواء وادی میں ہے، (مجھ سے گھر والوں کے بارے میں) بات کر، اے عبلہ کے گھر اللہ تجھے نعمت وخوشحالی میں رکھے، اور تجھے پرانا ہونے سے محفوظ رکھے۔

حل تمرین - ۱

(۱) امر یہاں ''ارشاد و رہنمائی'' کا فائدہ دے رہا ہے، اس لئے کہ متکلم مخاطب کو نصیحت کرر ہا ہے، اور لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں اچھے طریقہ کی رہبری کرر ہا ہے، اس کا مقصد کسی چیز کو لازم کرنا نہیں ہے۔

(۲) پہلے مصرعہ میں امر **''التماس''** کا فائدہ دے رہا ہے، اس لئے کہ شاعر اپنے ہم رتبہ دوستوں سے خطاب کرر ہا ہے اور امر کا صیغہ جب دوست سے دوست کے لئے صادر ہو تو اس سے مراد محض التماس و درخواست کرنا ہوتا ہے۔

اور دوسرے مصرعہ میں امر **''تعجیز''** (عاجز کر دینا) کا فائدہ دے رہا ہے، اس لئے کہ شاعر کا مقصد اپنے دو ساتھیوں کو عہد شباب لوٹانے کا مکلف بنانا نہیں ہے، اس لئے کہ یہ بات ان دو ساتھیوں کے بس میں نہیں ہے، بلکہ مقصد ان دونوں کے سامنے یہ وضاحت کرنا ہے کہ وہ دونوں اس سے عاجز و بے بس ہیں۔

(۳) پہلے مصرعہ میں امر **''تمنی''** کا فائدہ دے رہا ہے، اس لئے کہ متکلم گھر کو بات کرنے کا مکلف کرنا نہیں چاہتا ہے اس لئے کہ گھر کا بات کرنا محال ہے، بلکہ وہ تمنا اور آرزو کرر ہا ہے کہ کاش گھر کو بات کرنے کی قدرت ہوتی، اور تمنی عام طور پر محال چیزوں میں ہوتی ہے۔

اور دوسرے مصرعہ میں امر **''وَعِمِيْ صَبَاحًا دَارَ عَبْلَةَ وَاسْلَمِيْ''** اس کا مقصد بھی مکلف بنانا نہیں ہے، بلکہ اس سے مقصد گھر کے لئے دعا کرنا ہے کہ اللہ تعالی گھر کی حالت اچھی رکھے اور اس کو بوسیدگی اور پرانا ہونے سے محفوظ رکھے۔

التمرين - ۲

آنے والی مثالوں میں امر کے صیغے ترتیب وار **دعا**، **تعجیز** اور **تسویه** کا فائدہ کیوں دے رہے ہیں؟ بتائیں۔

(۱) اے یزید! آپ سلامت رہیں، اس لئے کہ اگر آپ سلامت رہے تو نہ دین میں کوئی کجی ہے اور ملک وحکومت میں کوئی خرابی ہے۔

(۲) آپ مجھے ایسا آدمی بتائیں جس کے ساتھ آپ نے زندگی گذاری ہو، اور آپ نے اس کو معمولی لغزش پر بھی اپنے لئے چشم پوشی کرنے والا پایا ہو۔

(۳) صبر کرو یا صبر نہ کرو (دونوں برابر ہیں)۔

حل تمرین - ۲

(۱) اِسْلَمْ میں امر **"دعا"** کے لئے ہے، اس لئے کہ ادنی درجہ والے (شاعر) کی طرف سے ہے اعلی درجہ والے (ممدوح) کے لئے ہے۔

(۲) **"أرني"** میں امر **"تعجیز"** کے لئے ہے، اس لئے کہ متکلم مخاطب کو مکلف نہیں بنارہا ہے کہ مجھے ساتھ رہنے والا اور چشم پوشی کرنے والا دکھاوے، بلکہ یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ ساتھ رہنے والا اور لغزشوں سے چشم پوشی کرنے والے کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہے، اگر تم تلاش کروگے تو تلاش تمہیں تھکا دے گی تم عاجز ہو نہیں لا سکتے۔

(۳) امر یہاں **"تسویه"** یعنی برابری بتانے کے لئے ہے، کیونکہ مطلب ہے تمہارا صبر کرنا اور صبر نہ کرنا دونوں برابر ہے۔

التمرین - ۳

آنے والی مثالوں میں امر کے صیغے اور ان سے جو معنی مراد ہیں اس کی وضاحت کریں۔

(۱) ایک خلیفہ نے اپنے گورنر کو نصیحت کرتے ہوئے کہا -- قرآن کی رسی کو مضبوط پکڑلو، اور اس سے نصیحت حاصل کرو، اس کے حلال کو حلال سمجھو اور اس کے حرام کو حرام سمجھو۔

(۲) کسی دانا نے اپنے بیٹے سے کہا -- میرے بیٹے! برے لوگوں سے اللہ کی پناہ چاہو، اور بھلے لوگوں سے احتیاط سے رہو۔

(۳) کسی کا قول ہے -- میرے بیٹے! علماء کے سامنے دوزانو بیٹھو، اور ان کی طرف اپنے کان لگا کر خاموش رہو، اسلئے کہ دل کو نورِ علم سے زندگی ملتی ہے، جیسے مردہ زمین بارش کے پانی سے زندہ (ہری بھری) ہوجاتی ہے۔

(۴) ابوطیب متنبی سیف الدولہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔

جب تمہارے سامنے کوئی شعر پڑھا جائے تو تم مجھے انعام دو، اس لئے کہ تعریف کرنے والے آپ کے سامنے میرا ہی شعر دہراتے ہیں،-- اور میری آواز کے علاوہ ہر آواز آپ چھوڑ دیں، اس لئے کہ میں ہی وہ پرندہ ہوں جس کی نقل کی جاتی ہے، اور دوسرے تو صدائے بازگشت ہیں۔

(۵) بحتری نے کہا ہے۔

آپ حوادثات کے الٹ پھیر اور محروم و تنگ زمانے سے اپنی بھرپور آبرو کے ساتھ سلامت رہیں۔

(۶) ابونواس نے کہا ہے۔

آپ جایئے، میرے اوپر احسان نہ جتائیں، اس لئے کہ آپ کا کسی بھلائی پر احسان جتانا اس کو گدلا کرنا ہے۔

(۷) صمّہ بن عبداللہ نے کہا ہے۔

اے میرے دو ساتھیو! ٹھہرو، مقام نجد کی چراگاہ میں رہنے والوں کو الوداع کہلو، ہمارے پاس نجد کو الوداع کہنا بہت کم ہے، (یعنی نجد کو ہم صحیح طریقہ پر الوداع نہیں کر سکے)۔

(۸) اللہ تعالی کا ارشاد ہے-- اے جنات و انسان کی جماعت! اگر تم آسمان اور زمین کے کناروں سے پار ہو سکتے ہو تو پار ہو جاؤ، تم بغیر زور و قوت کے پار نہیں ہو سکتے۔ (رحمن ۳۳)

(۹) ابوطیب متنبی نے کہا ہے۔

اے دل! شوق و اشتیاق کم کر دے، بسا اوقات میں تجھے دیکھتا ہوں کہ ایسے لوگوں سے بھی مخلصانہ محبت کرتا ہے جو محبت کا بدلہ محبت سے نہیں دیتے ہیں۔

(۱۰) مہیار دیلمی نے کہا ہے۔

تم زندگی گذارو یا تو ایسے دوست کے ساتھ رہ کر جو وفادار ہو اور غائبانہ میں بھی امانت دار ہو یا پھر تنہائی کی زندگی گذارو۔

(۱۱) معری کا شعر ہے۔

اے کبوتر کی بیٹیو! (کبوتریوں) مجھے خوش کرو (چہچہانے کی آواز نکال کر) یا خوش کرنے کا وعدہ کرو بے صبری کے ساتھ (یعنی زیادہ انتظار صبر نہ کراؤ)--، لاؤ مجھ سے اور بات کرو، اللہ ہی کے لئے تمہاری بھلائی ہے، تم

ہی ہو جو محبت کی اچھی طرح حفاظت کرتی ہو۔

حل تمرین۔ ۳

نمبر شمار	صیغۂ امر	معنی مرادی	نمبر شمار	صیغۂ امر	معنی مرادی
(۱)	تمسك بحبل الله	نصح وارشاد	(٦)	فَامْضِ	اهانت وتوبيخ
//	وَاسْتَنْصِحْهُ	//	(٧)	قِفَا	التماس
//	وَأَحِلَّ حَلَالَهُ وَحَرِّمْ حَرَامَهُ	//	//	وَدِّعَا	//
(٢)	اِسْتَعِذْ بِاللهِ	//	(٨)	فَانْفُذُوْا	تعجيز
//	وَكُنْ مِنْ خِيَارِهِمْ	//	(٩)	أَقِلَّ اشْتِيَاقًا	زجر وتوبيخ
(٣)	زَاحِمِ الْعُلَمَاءَ	//	(١٠)	وَعِشْ إِمَّا قَرِيْنَ أَخٍ	تخيير
//	وَأَنْصِتْ إِلَيْهِمْ	//	//	أَسْعِدْنَ	تمنى
(۴)	أَجِزْنِي	دعا وارشاد	//	عِدْنَ	//
//	وَدَعْ كُلَّ صَوْتٍ	//	//	إِيْهِ	//
(٥)	فَاسْلَمْ سَلَامَةَ عِرْضِكَ	دعا	***	****	***

التمرین ــــ۴

(۱) امر کے چاروں صیغوں کی مثالیں بیان کریں، اس طرح کہ ہر صیغہ میں امر کے حقیقی معنی مراد ہوں۔

(۲) امر کے صیغے کی دو مثالیں بیان کریں جن میں **"تخییر"** کے معنی ہوں۔

(۳) امر کے صیغے کی ایسی دو مثالیں لائیں جن میں **"تھدید"** کے معنی ہوں۔

(۴) امر کے صیغے کی ایسی دو مثالیں لائیں جن میں **"تعجیز"** کے معنی ہوں۔

حل تمرین - ۴

(۱) امر کے چاروں صیغوں کی مثالیں

(۱) **أُكْتُبْ مَاأُمْلِيْهِ عَلَيْكَ** ـ لکھو جو میں تمہیں املا کرا رہا ہوں۔

(۲) **لِيُؤَدِّ كُلٌّ مِنْكُمْ وَاجِبَهُ** ـ چاہئے کہ تم میں سے ہر ایک اپنا فرض ادا کرے۔

(۳) **إِلَيْكَ عَنِّيْ** ـ میرے سے پرے ہٹ۔

(۴) **سُكُوْتًا إِذَا تَكَلَّمْتُ** ـ جب میں بولوں تو خاموش رہو۔

(۲) امر کے **تخییر** کے معنی کی دو مثالیں

(۱) **قُلْ خَيْرًا أَوِاسْكُتْ** ـ بھلی بات کرو یا چپ رہو۔

(۲) **جَامِلِ النَّاسَ أَوِاعْتَزِلْهُمْ** ـ لوگوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرو یا ان سے علیحدہ رہو۔

(۳) امر کی **"تھدید"** کے معنی کی دو مثالیں

(۱) **اِفْعَلْ مَا بَدَالَكَ** ـ جو تمہیں مناسب لگے وہ کرو۔

(۲) **اِصْنَعْ مَاشِئْتَ** ـ جو چاہو کرو۔

(۴) امر کی **"تعجیز"** کے معنی کی دو مثالیں

(۱) **إِدْرَؤُوْا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ** ـ اپنے سے موت کو ہٹاؤ۔

(۲) **هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ** ـ تم دلیل لاؤ اگر سچے ہو۔

التمرین - ۵ وحلہ

اِلْعَبْ وَاهْجُرْ قِرَاءَةَ الدَّرْسِ ـ کھیلو، کودو، اور سبق پڑھنا چھوڑ دو۔

ان دو جملوں میں امر کبھی **"توبیخ"** کے لئے، کبھی **"ارشاد"** کے لئے، اور کبھی **"تھدید"** کے لئے ہوتا ہے تو آپ تینوں حالتوں میں مخاطب کا حال بیان کرو۔

مخاطب کی پہلی حالت ــ وہ سبق چھوڑ کر کھیل کود میں مشغول ہے، تو متکلم اس کو اس کی حالت پر ڈانٹ رہا ہے تو یہ امر "**توبیخ**" کے لئے ہوگا۔

مخاطب کی دوسری حالت ــ مخاطب نے پڑھنے میں اپنے آپ کو تھکا دیا ہے، اور تحصیل علم میں اس نے جسم کو دبلا کر رکھا ہے تو متکلم اس کو نصیحت کر رہا ہے کہ سبق چھوڑ دے، کھیل کود کرتا کہ راحت ملے نشاط آئے، اس لئے کہ سبق کی بہت مشغولی اور کھیل کود چھوڑ دینا غباوت پیدا کرتا ہے، تو اس صورت میں امر "**ارشاد**" ونصیحت کے لئے ہوگا۔

مخاطب کی تیسری حالت ــ یہ کہ مخاطب کھیل کود میں بہت مصر ہے، اس کا رسیا ہو گیا ہے، پڑھنے پڑھانے سے بالکل ہٹ گیا ہے تو متکلم اس کو دھمکی دے رہا ہے کہ تجھے اس لاپرواہی پر سزا ملے گی، تو امر اس صورت میں "**تھدید**" کے لئے ہوگا۔

التمرین-۶ وحلہ

اِسْبَح فِي الْبَحْرِ ــ سمندر میں تیرو۔

اس جملہ میں امر کبھی "**دعا**" کے لئے، کبھی "**التماس**" کے لئے، کبھی "**تعجیز**" کے لئے، اور کبھی "**ارشاد**" کے لئے، پس ان چاروں احوال میں مخاطب کی حالت بتاؤ۔

پہلی حالت ــ مخاطب متکلم سے بلند رتبہ ہے، تو امر "**دعا**" کے لئے ہوگا۔

دوسری حالت ــ مخاطب متکلم کا برابر درجہ کا ہے تو امر "**التماس**" کے لئے ہوگا۔

تیسری حالت ــ مخاطب تیراکی سے بالکل ناواقف ہے تو امر یہاں "**تعجیز**" کے لئے ہوگا۔

چوتھی حالت ــ متکلم مخاطب کو اس کی ضرورت والے کام کی نصیحت ورہبری کر رہا ہے تو امر "**ارشاد**" کے لئے ہوگا۔

التمرین-۷

آنے والے جملہ خبریہ کو امر والے جملہ انشائیہ میں منتقل کریں، اور امر کے تمام صیغوں کو استعمال کریں۔

(۱) **أَنْتَ تُبَكِّرُ فِي عَمَلِكَ** ــ تم صبح سویرے اپنے کام میں لگ جاتے ہو۔

(۲) **يَخْرُجُ عَلِيٌّ إِلَى الرِّيَاضِ** ــ علی باغات کی طرف نکلتا ہے۔
(۳) **تَصْبِرُ نَفْسِي عَلَى الشَّدَائِدِ** ــ میرا دل مصیبتوں پر صبر کرتا ہے۔
(۴) **يَأْخُذُ الْبَطَلُ سَيْفَهُ** ــ بہادر اپنی تلوار اٹھاتا ہے۔
(۵) **يَثْبُتُ هِشَامٌ فِيْ مَكَانِه** ــ ہشام اپنی جگہ ثابت قدم رہتا ہے۔
(۶) **يَتْرُكُ مُحَمَّدٌ الْمِزَاحَ** ــ محمد مذاق نہیں کرتا ہے۔

حل تمرین - ۷

(۱) **بَكِّرْ إِلَى عَمَلِكَ** ــ تم صبح سویرے اپنے کام میں لگ جاؤ
(۲) **لِيَخْرُجْ عَلِيٌّ إِلَى الرِّيَاضِ** ــ چاہیے کہ علی باغات کی طرف نکلے
(۳) **صَبْرًا عَلَى الشَّدَائِدِ يَانَفْسُ!** ــ اے نفس! مصیبتوں پر صبر کر
(۴) **خُذْ سَيْفَكَ أَيُّهَا الْبَطَلُ** ــ اے بہادر! اپنی تلوار لے لو
(۵) **مَكَانَكَ يَاهِشَامُ** ــ اے ہشام! اپنی جگہ ٹھہرے رہو
(۶) **تَرْكًا الْمِزَاحَ يَامُحَمَّدُ!** ــ اے محمد! مذاق چھوڑ دو

التمرین - ۸

آنے والی عبارت کی تشریح کریں، اور اس کی بلاغت اور ادائیگی معنی کا حسن و جمال بیان کریں۔

ابو مسلم خراسانی اپنے کمانڈروں سے کہا کرتا تھا، اپنے دلوں کو بہادری کا احساس دلاؤ، اس لئے کہ بہادری اور جرأت کامیابی کے اسباب میں سے ہے، اور کینوں کو بہت یاد کرو، اس لئے کہ یہ اقدام کرنے پر ابھارتے ہیں، اور اپنی جماعت کے ساتھ ساتھ رہو، اس لئے کہ یہ لڑائی کرنے والے کا قلعہ ہے۔

عبارت کی تشریح:- ابو مسلم اپنے کمانڈروں کو تین باتوں کی وصیت کرتا ہے، کہ اگر ان کو مضبوط پکڑ لو گے تو تمہارے لئے لڑائی میں مدد کے اسباب پورے ہو جائیں گے، (۱) وہ کہہ رہا ہے کہ اپنے دلوں کو مضبوط کرو، اور خوف کو ذرا بھی راہ نہ دو، اس لئے کہ دل کی مضبوطی ہی لڑائی کرنے والے کے لئے کامیابی کے اسباب مہیا کرتی ہے، (۲) اور تمہارے اور دشمنوں کے درمیان کے کینوں کو اور اسباب عداوت کو بہت یاد کرو، اس لئے کہ یہی تمہارے دلوں میں غیرت بھڑکاتے ہیں، اور اقدام میں ہمت دیتے ہیں، اور تمہیں مجبور کرتے ہیں مقابلہ

آرائی پر، (۳) اور لڑائی میں اپنی جماعت کے آس پاس اکٹھے رہو، اور اس سے دور نہ ہٹو، اس لئے کہ یہ ایک قلعہ کی طرح ہے، جس میں لڑنے والا حفاظت میں آتا ہے، پس دشمن کے تیر اس کو نہیں لگتے۔

کلام کی بلاغت:- اس کلام میں بلاغت اس طرح ہے کہ یہ اختصار اور الفاظ کی کمی کے باوجود لڑائی میں فتح اور کامیابی کے اسباب کو حاوی ہے، اور اس لئے بھی بلاغت ہے کہ اس کے تمام احکام دلائل سے مؤید اور اسباب کی وضاحت کے ساتھ مرتب ہیں، پس اس میں حیرت کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اور نہ شک کی کوئی راہ چھوڑی -- اور یہ سب اسلوب کی سلاست، قوتِ معنی اور حسن بیانی کے ساتھ ساتھ ہے۔

☆☆☆

۲- النهي

الامثلة (مثالیں)

(۱) اللہ تعالی نے ناحق یتیم کا مال لینے سے منع کرتے ہوئے فرمایا

وَلاَ تَقْرَبُواْ مَالَ الْيَتِيمِ إِلاَّ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ (انعام ۱۵۲) یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقہ سے جو نہایت مناسب ہو۔

(۲) اور اللہ تعالی نے انسان کو اپنے رشتوں کو توڑنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا

وَلَا يَأْتَلِ أُوْلُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوْا أُوْلِي الْقُرْبٰى (آل عمران ۱۱۸) -- اور تم میں سے مالدار اور وسعت والے رشتہ داروں کو نہ دینے کی قسم نہ کھائیں۔

(۳) اللہ تعالی نے برے دوست بنانے سے روکتے ہوئے کہا

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لاَ يَأْلُونَكُمْ خَبَالاً (آل عمران ۱۱۸) -- اے ایمان والو! تم غیر مسلموں کو راز دار نہ بناؤ، وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔

(۴) مسلم بن ولید نے ہارون رشید کی تعریف میں کہا ہے ؎

لَايَعْدَمَنْكَ حِمَى الْإِسْلَامِ مِنْ مَلِكٍ	أَقَمْتَ قُلَّتَهُ مِنْ بَعْدِ تَأْوِيْدِ

ترجمہ:- اسلام کی چراگاہ آپ جیسے بادشاہ کو نہ کھوئے، آپ نے اس کی چوٹی کو کجی کے بعد درست کر دیا ہے۔

(۵) ابوطیب متنبی نے سیف الدولہ کے بارے میں کہا ہے ۔

فَلَاتُبْلِغَاهُ مَا أَقُوْلُ فَإِنَّهُ	شُجَاعٌ مَتٰى يُذْكَرْ لَهُ الطَّعْنُ يَشْتَقْ

ترجمہ:- پس تم دونوں میری کہی ہوئی بات سیف الدولہ کو نہ پہنچاؤ، اس لئے کہ وہ بہادر ہے جب اس کے سامنے نیزہ کا ذکر آتا ہے تو اس کا اشتیاق بڑھ جاتا ہے۔

(۶) ابونواس شاعر نے امین کی تعریف میں کہا ہے ۔

يَانَاقُ لَاتَسْأَمِي أَوْ تَبْلُغِي مَلِكًا	تَقْبِيْلُ رَاحَتِهِ وَالرُّكْنِ سِيَّانِ
مَتٰى تُحَطِّي إِلَيْهِ الرَّحْلَ سَالِمَةً	تَسْتَجْمِعِي الْخَلْقَ فِي تِمْثَالِ إِنْسَانِ

ترجمہ:- اے اونٹنی! تو نہ گھبرا، یہاں تک کہ تو ایسے بادشاہ کے پاس پہنچ جا کہ جس کی ہتھیلی کو اور رکن حطیم کو بوسہ دینا دونوں برابر ہیں -- جب تو صحیح سالم اس کے پاس اپنا کجاوہ اتارے گی تو وہاں ایک انسانی شکل میں ساری مخلوق کو جمع پائے گی۔

(۷) ابوالعلاء شاعر کا شعر ہے ۔

وَلَا تَجْلِسْ إِلٰى أَهْلِ الدَّنَايَا	فَإِنَّ خَلَائِقَ السُّفَهَاءِ تُعْدِي

ترجمہ:- تم کمینے لوگوں کے پاس نہ بیٹھا کرو، اس لئے کہ بیوقوفوں کے اخلاق وعادات بھی متعدی ہوتے ہیں۔

(۸) ابوالاسود دؤلی کا شعر ہے ۔

لَاتَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَأْتِيَ مِثْلَهُ	عَارٌ عَلَيْكَ إِذَا فَعَلْتَ عَظِيْمُ

ترجمہ:- تم کسی ایسی عادت سے نہ روکو جس کو تم خود کرتے ہو، جب تم کرو گے تو یہ تمہارے اوپر بڑی عار کی بات ہوگی۔

(۹) ایک دوسرے شاعر کا شعر ہے ۔

لَاتَعْرِضَنَّ لِجَعْفَرٍ مُتَشَبِّهًا	بِنَدٰى يَدَيْهِ فَلَسْتَ مِنْ أَنْدَادِهِ

ترجمہ:- (اے بادل!) تو ممدوح جعفر کے دونوں ہاتھوں کی سخاوت کی مشابہت کرتے ہوئے اس کے مقابل نہ آنا، اس لئے کہ تو اس کا ہم سر نہیں ہے۔

(۱۰) **لَاتَمْتَثِلْ أَمْرِي** ــ تم میرے حکم کی تعمیل نہ کرو (یہ بات تم اپنے سے کم درجہ آدمی سے کہو)۔
(۱۱) ابوطیب متنبی کافور کی برائی کرتے ہوئے کہتا ہے ۔

إِنَّ الْعَبِيْدَ لَأَنْجَاسٌ مَنَاكِيْدُ	لَاتَشْتَرِ الْعَبْدَ إِلَّا وَالْعَصَامَعَهُ

ترجمہ:- تم غلام کو نہ خریدو مگر یہ کہ اس کے ساتھ لاٹھی بھی ہو، اس لئے کہ غلام ناپاک اور بہت کم خیر و برکت والے ہوتے ہیں۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

اگر آپ مثالوں کا پہلا حصہ دیکھیں گےتو سب ایسے صیغے پر مشتمل ہیں جس سے کسی فعل سے روکنا مطلوب ہے اگر باریک نظر سے دیکھو گےتو سب جگہ روکنے کوطلب کرنے والا جس سے رکنے کوطلب کیا جارہا ہے--اس سے درجہ میں بڑا ہے، اس لئے کہ پہلے حصہ کی مثالوں میں طالب اللہ تعالی ہیں، اور مطلوب اس کے بندے ہیں، اور یہی نہی کے حقیقی معنی ہیں، اگر آپ نہی کے صیغے میں غور کریں گےتو اس کو ایک طرح پائیں گے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے، اور وہ فعل مضارع ہے جو لائے نہی کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

اس کے بعد مثالوں کا دوسرا حصہ دیکھیں، ان میں سب جگہ نہی اپنے حقیقی معنی میں مستعمل نہیں ہے، اور حقیقی معنی ہیں، اعلی درجہ والے کا کم درجہ والے سے کسی فعل سے رکنے کوطلب کرنا، بلکہ یہ نہی چند دوسرے معانی پر دلالت کرتی ہے جن کو سامع سیاق وسباق اور قرائن احوال سے سمجھ سکتا ہے۔

چنانچہ چوتھی مثال میں مسلم بن الولید کا نہی سے مقصد اسلام کی تائید اور کلمۂ اسلام کی سر بلندی کے خاطر خلیفہ ہارون رشید کے لئے دوام و بقا کی دعا کرنا ہے۔

اور پانچویں مثال میں متنبی اپنے خیالی دو ساتھیوں سے یہ درخواست کررہا ہے کہ سیف الدولہ کی بہادری، اور دشمنوں پر حملہ کرنا، اور اس کا لڑائی میں اچھی طرح جنگ کرنا وغیرہ تعریف مجھ سے سنکر اس سے چھپاؤ، (اس کے سامنے بیان نہ کرو) کیونکہ وہ بہادر ہے، اور بہادروں کے سامنے جب جنگوں کا ذکر ہوتا ہےتو لڑائی کے مشتاق بن جاتے ہیں، اور یہ اشعار عرب والوں کی عادت کے مطابق ہیں، اس لئے کہ شاعر یہ تصور و تخیل کرلیتا ہے کہ اس کے دو ساتھی ہیں جو اس کے ساتھ رہتے ہیں اور اس کے اشعار غور سے سنتے ہیں، تو وہ ان سے ایسے خطاب کرتا ہے جیسے

ساتھیوں سے کرتا ہے، اور نہی کا صیغہ جب ایک ساتھی سے دوسرے ساتھی کی طرف ہو تو التماس کا فائدہ دیتا ہے۔

اور چھٹی مثال میں ابونواس یہ تمنا کر رہا ہے کہ اس کی اونٹنی سفر کی مشقتوں کو برداشت کرلے، اور امین کے علاقہ میں پہنچنے سے پہلے کہیں تھک کر ٹھہر نہ جائے، تاکہ وہ وہاں دیکھے کہ اللہ تعالی نے کیسے پورے عالم کو ایک انسان کی شکل میں جمع کر رکھا ہے۔

ساتویں مثال میں ابوالعلاء اپنے شعر میں اپنے مخاطب کو نصیحت کر رہا ہے، اور اس کو بیوقوفوں اور کمینے لوگوں سے دور رہنے کی رہنمائی کر رہا ہے۔

آٹھویں مثال میں ابوالاسود دؤلی کا مقصد اس شخص کو توبیخ کرنا ہے جو دوسروں کو برائی سے روکتا ہے اور خود اس سے نہیں رکتا ہے، اور باقی تین مثالیں ۹/ ۱۰/اور ۱۱/ میں بھی شاعروں کا مقصد بالترتیب تیئیس (ناامید کرنا، مایوس کرنا) اور تہدید، اور تحقیر ہے۔

القواعد (قاعدے)

(۴۰) نہی، استعلاء (آرڈر) کے طریقہ پر کسی فعل سے رکنے کو طلب کرنے کا نام ہے۔

(۴۱) نہی کا صرف ایک ہی صیغہ ہے، اور وہ فعل مضارع ہے جو لائے نہی کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

(۴۲) اور کبھی نہی کا صیغہ اپنے حقیقی معنی سے نکل کر دوسرے معانی میں مستعمل ہوتا ہے، جو دوسرے معانی سیاق اور قرائن احوال سے سمجھے جاتے ہیں، جیسے **دعا، التماس، تمنی ، ارشاد، توبیخ، تیئیس، تہدید، اورتحقیر**۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

نہی کے صیغے اور اس کی مراد کی وضاحت میں

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ـــ **وَلاَ تُفْسِدُوْا فِيْ الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا** (اعراف ۵۶) اور زمین میں فساد نہ مچاؤ اس کی اصلاح کے بعد۔

(۲) ابوالعلاء نے کہا ہے ؎

لَاتَحْلِفَنَّ عَلٰى صِدْقٍ وَلَاكِذْبٍ	فَمَا يُفِيْدُكَ إِلَّالْمَأْثَمَ الْحَلِفُ

ترجمہ:- کسی سچی اور جھوٹی بات پر قسم ہرگز نہ کھاؤ، اس لئے کہ قسم تمہیں سوائے گناہ کے اور کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

(۳) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــ **لَا يَسْخَرْ قَومٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ** (حجرات ۱۱) کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو۔

(۴) اللہ تعالی کا ارشاد ہےــ **لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ** (توبہ ٦٦) -- تم لوگ معذرت نہ کرو، یقینا تم لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔

(۵) بحتری شاعر نے خلیفہ معتمد علی اللہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے۔

لَاتَخْلُ مِنْ عَيْشٍ يَكُرُّ سُرُوْرُهُ	**أَبَدًا وَنُوْرُوْزٌ عَلَيْكَ مُعَادٍ**

ترجمہ:- آپ ایسی زندگی سے خالی نہ رہیں جس کی خوشی ہمیشہ بار بار آتی رہے، اور ایسے نو روز (خوشی وعید کے دن) سے بھی جو آپ کے پاس بار بار لوٹاتے جائیں۔

(٦) غزی شاعر کا شعر ہے۔

وَلَا تُثْقِلَا جِيْدِي بِمِنَّةِ جَاهِلٍ	**أَرُوْحُ بِهَا مِثْلَ الْحَمَامِ مُطَوَّقَا**

ترجمہ:- اے میرے دونوں ساتھیو! تم کسی جاہل کے احسان سے میری گردن کو بوجھل نہ بناؤ کہ اس کی وجہ سے میں کبوتر کی طرح طوق لگا ہوا (مقید) ہو جاؤں۔

(۷) ایک دوسرے شاعر کا شعر ہے۔

وَلَا تَطْلُبِ الْمَجْدَ إِنَّ الْمَجْدَ سُلَّمُهُ	**صَعْبٌ، وَعِشْ مُسْتَرِيْحًا نَاعِمَ الْبَالِ**

ترجمہ:- تم شرافت و بزرگی نہ طلب کرو، بیشک شرافت کی سیڑھی دشوار ہے، اور خوشحالی اور راحت والی زندگی گذارو۔

(۸) حضرت خنساء نے اپنے بھائی صخر کے مرثیے میں کہا ہے۔

أَعَيْنَيَّ جُوْدَا وَلَا تَجْمُدَا	**أَلَا تَبْكِيَانِ لِصَخْرِ النَّدٰى**

ترجمہ:- اے میری دونوں آنکھو! تم سخاوت کرتی رہو، اور خشک نہ ہو جاؤ، کیا تم سخاوت کی چٹان (میرے بھائی صخر) پر آنسو نہیں بہاؤ گی۔

(۹) خالد بن صفوان نے کہا ہے ۔

لَاتَطْلُبُوْا الْحَاجَاتِ فِي غَيْرِ حِيْنِهَا وَلَا تَطْلُبُوْا مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا --ضرورتیں بے وقت طلب نہ کرو، اور نہ نااہلوں سے طلب کرو۔

الاجابه (نمونے کی مثالیں)

نمبر	صیغۂ نہی	معنی مرادی	نمبر	صیغۂ نہی	معنی مرادی
۱	وَلَا تُفْسِدُوْا	نہی کا حقیقی معنی	۶	لاتثقلا	التماس
۲	وَلَاتَحْلِفَنَّ	ارشاد	۷	لاتطلب	تحقير
۳	لَايَسْخَرْ	توبيخ	۸	لاتجمدا	تمنی
۴	لَاتَعْتَذِرُوْا	تيئيس	۹	لاتطلبوا	ارشاد
۵	لَاتَخَلْ	دعا	//	لاتطلبوا	ارشاد

التمرين - ۱

آنے والی مثالوں میں **نهی، ارشاد، تمنی، تهديد** اور **تحقير** کے لئے کیوں ہے؟ ترتیب وار بتائیں۔

(۱) تم کو دشمن کے آنسو دھوکے میں نہ ڈالے، اور تم اس دشمن سے اپنی جوانی پر رحم کرو جس پر تم رحم کرتے ہو۔

(۲) اے آسمان تو نہ برس۔

(۳) تم اپنی سرکشی کو مت ختم کرو (یہ آپ اپنے سے کم درجہ والے سے کہیں)۔

(۴) تم اپنے آپ کو ایسی چیزوں میں نہ تھکاؤ جس میں معزز لوگ تھک چکے ہیں۔

حل تمرين - ۱

(۱) یہاں **نهی** "**ارشاد**" کے لئے ہے، اس لئے کہ متکلم مخاطب کو نصیحت و رہبری کر رہا ہے دشمن کے سامنے دھوکہ نہ کھانے کی۔

(۲) نہی اس میں "**تمنی**" کے لئے ہے، اس لئے کہ متکلم غیر ذی عقل سے خطاب کر رہا ہے، اور نہی جب غیر ذی عقل سے ہو تو مقصد تمنا ہوتا ہے۔

(۳) نہی یہاں ''**تھدید**'' کے لئے ہے، اس لئے کہ متکلم مخاطب کو سرکشی کے انجام سے ڈرار ہا ہے۔

(۴) نہی یہاں ''**تحقیر**'' کے لئے ہے، اس لئے کہ متکلم اپنے مخاطب کو حقیر بتانا چاہ رہا ہے، اور بتانا چاہتا ہے کہ مخاطب ایسے بڑے کاموں میں کوشش کا اہل نہیں ہے جو کام معزز اور بڑے لوگ کرتے ہیں۔

التمرین-۲

آنے والی مثالوں میں نہی کے صیغے اور ہر صیغہ کی مراد واضح کریں۔

(۱) ابوطیب متنبی نے سیف الدولہ کی مدح میں کہا ہے ۔

تم سیف الدولہ کو دیکھنے کے بعد کسی سخی کو تلاش نہ کرو، اس لئے کہ سخیوں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے ختم ہو گئے۔

(۲) ایک شاعر کا شعر ہے ۔

تم شرافت کو کھجور نہ سمجھو جسے تم کھا رہے ہو، تم شرافت کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ تم ایلوے (کڑوے پھل) کو نہ کھاؤ، (یعنی بغیر مشقت برداشت کئے شرافت نہیں مل سکتی)۔

(۳) اور طغرانی کا شعر ہے ۔

تم بلند درجات کی خواہش نہ کرو، اسباب وآلات کے مکمل ہونے سے پہلے۔

(۴) شریف رضی کا شعر ہے ۔

تم اس دشمن سے ہرگز اطمینان نہ کر لینا جس کا پہلو نرم ہو گیا ہو، اس لئے کہ اس نرمی کا انجام سانپ کی سختی ہو گی۔

(۵) متنبی کا شعر ہے ۔

تم کو ہرگز حوادث زمانہ نہ پہنچے، اس لئے کہ جب حوادث کے ہاتھ حملہ کرتے ہیں تو مضبوط درخت کو ایک ہلکے پودے سے توڑ ڈالتے ہیں۔

(۶) تم کو اپنے انجام سے ایسی لذت غفلت میں نہ ڈالے جو لذت فنا ہو جائے اور دائمی حسرت پیدا کر دے۔

(۷) جن کو تم نے قتل کیا ہے، ان میں مت سمجھو کہ زندگی کی رمق باقی ہے، اس لئے کہ گدھ تو مردار ہی کو کھاتے ہیں (اس سے معلوم ہوا کہ مر چکے ہیں)۔

(۸) ابو العلاء کا شعر ہے۔
تم دونوں کسی مصیبت کے دن مجھ سے راز نہ چھپانا، اس لئے کہ یہ ایسا گناہ ہوگا جو بخشا نہ جائے گا۔
اور دوست پانی کی طرح ہونا چاہئے جو اپنی صاف چیزوں کے ساتھ اپنی پوشیدہ چیزیں بھی ظاہر کر دیتا ہے، اور گدلا ہونے کی صورت میں ان کو چھپا دیتا ہے۔
(۹) اللہ تعالی کا ارشاد ہے-- تم اپنے مال آپس میں باطل طریقہ پر نہ کھاؤ۔
(۱۰) ابوطیب متنبی کا شعر ہے۔
تم مخلوق کے سامنے شکایت نہ کرو کہ تم ان کو خوش ہونے کا موقع دو، یہ ایسا ہی ہے جیسے زخمی آدمی کوّوں اور گدھ سے شکایت کرے۔
(۱۱) تم بزرگی کے طالب نہ بنو، اپنی حالت پر قانع بنو، کیونکہ بزرگی کا حاصل کرنا دشوار ہے۔

حل تمرین - ۲

نمبر	صیغۂ نہی	معنی مرادی	نمبر	صیغۂ نہی	معنی مرادی
۱	لَاتَطْلُبَنَّ كَرِيْمًا بَعْدَ رُؤْيَتِهِ	تیئیس	۷	لَاتَحْسَبُوْا مَنْ قَتَلْتُمْ الخ	تحقير
۲	لَاتَحْسَبِ الْمَجْدَ تَمْرًا الخ	زجر وتوبيخ	۸	لَاتَطْوِيَا السِّرَّعَنِّي	التماس
۳	لَاتَطْمَحَنَّ إِلَى الْمَرَاتِبِ	ارشاد	۹	وَلَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ الخ	نہی کا حقیقی معنی
۴	لَاتَأْمَنَنَّ عَدُوًّا	ارشاد	۱۰	وَلَا تَشْكُ إِلَى خَلْقٍ	ارشاد
۵	فَلَاتَنَلْكَ اللَّيَالِي	دعا	۱۱	لَاتَطْلُبِ الْمَجْدَ	تحقير
۶	فَلَا تُلْهِيَنَّكَ عَنْ مَعَادِكَ	ارشاد		***	***

التمرین - ۳

(۱) ایسی دو مثالیں لائیں جن میں نہی کا صیغہ اپنے اصلی معنی میں ہو۔
(۲) ایسی تین مثالیں لائیں جن میں پہلی مثال میں نہی "دعا" کے لئے ہو، اور دوسری مثال میں "التماس" کے لئے، اور تیسری مثال میں "تمنی" کے لئے ہو۔

(۳) ایسی تین مثالیں لائیں جن میں پہلی مثال میں نہی **"ارشاد"** کے لئے ہو، دوسری مثال میں **"تیئیس"** کے لئے، اور تیسری مثال میں **"تھدید"** کے لئے ہو۔

حل تمرین-۳

جواب نمبر①

(۱) **لَاتَبْرَحْ مَكَانَكَ حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْكَ** ــ اپنی جگہ سے مت ہٹنا یہاں تک کہ میں تیرے پاس لوٹوں۔

(۲) **لَاتُسَافِرْ بِغَيْرِ إِذْنٍ مِنِّي** ــ تم میری اجازت کے بغیر سفر نہ کرو۔

جواب نمبر②

(۱) **لَاتُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ** ــ میرے اوپر دشمنوں کو خوش نہ کریں۔

(۲) **لَاتَلُوْمَانِي كَفَى اللَّوْمَ مَابِيَا** ــ تم دونوں مجھ پر ملامت نہ کرو، مجھ پر ملامت کے لئے وہ حالت کافی ہے جو مجھ پر ہے (مابیا میں الف بڑھایا گیا ہے اصل میں **مَابِي** ہے)۔

(۳) **لَاتَصْعَبْ أَيُّهَا الْإِمْتِحَانُ** ــ اے امتحان تو مشکل نہ بن۔

جواب نمبر③

(۱) **لَاتُعَادِ النَّاسَ فِي أَوْطَانِهِمْ** ــ لوگوں سے ان کے وطنوں میں دشمنی نہ کرو۔

(۲) **لَاتَنْتَظِرْ بَعْدَ ذٰلِكَ عَفْوًا** ــ اس کے بعد معافی کا انتظار مت کرنا۔

(۳) **لَاتَعْمَلْ عَمَلًا نَافِعًا** ــ عمل نافع مت کرو۔

التمرين-۴ وحله

لَاتُفَارِقْ فِرَاشَ نَوْمِكَ ــ اپنی خوابگاہ سے علیحدہ نہ ہوؤ۔

اس جملہ میں نہی کبھی **"ارشاد"** کے لئے، **"تھدید"** کے لئے اور کبھی **"توبیخ"** کے لئے ہوتی ہے، پس آپ تینوں حالتوں میں مخاطب کا حال بیان کریں۔

مخاطب کی پہلی حالت ــ جب مخاطب بیمار ہے اور راحت کا محتاج ہے اور حرکت اس کو مضر ہو تو یہ جملہ

''**ارشاد**'' ونصیحت کے لئے ہوگا۔

مخاطب کی دوسری حالت ــ یہ ہے کہ مخاطب طاقتور ہو، سست ہو، اپنا واجبی حق بھی ادا نہ کرتا ہو اور متکلم انجام کی برائی سے ڈرانے کے لئے اس کو یہ او پر والا جملہ کہے تو یہ ''**تهدید**'' کے لئے ہوگا۔

مخاطب کی تیسری حالت ــ یہ کہ مخاطب بہت آگے پیچھے کرتا ہو، اور ہر وقت بحر نوم میں مستغرق رہتا ہو اور اس کے دوست محنت اور کوشش سے آگے بڑھ رہے ہوں تو اس وقت یہ جملہ توبیخ کے لئے ہوگا۔

التمرین - ۵

آنے والے جملہ خبریہ کو نہی والے جملہ انشائیہ میں تبدیل کریں، اور ہر صیغے میں نہی کی مراد متعین کریں۔

(۱) تم دوسروں پر بھروسہ کرتے ہو۔ (۲) تم میرے حکم کی تعمیل کرتے ہو۔ (۳) تم دوست کو زیادہ عتاب کرتے ہو۔ (۴) تم برائی سے روکتے ہو اور خود کرتے ہو۔ (۵) تم آج معذرت کر رہے ہو۔ (۶) تم ہر لغزش پر میری پکڑ کرتے ہو۔ (۷) علی ہماری مجلس میں آتا ہے۔ (۸) دیہات کے لوگ اپنے بیٹوں کو تعلیم دینے میں سستی کرتے ہیں۔

حل تمرین - ۵

(۱) **لَاتَعْتَمِدْ عَلٰى غَيْرِكَ** ــ دوسروں پر بھروسہ نہ کرو ــ نہی ''**ارشاد**'' کے لئے ہے۔

(۲) **لَاتُطِعْ أَمْرِي** ــ میرے حکم کی تعمیل نہ کرو ــ نہی ''**تهدید**'' کے لئے ہے۔

(۳) **لَاتُكْثِرْ مِنْ عِتَابِ الصَّدِيْقِ** ــ تم دوست کو زیادہ عتاب نہ کرو ــ نہی ''**ارشاد**'' کے لئے ہے۔

(۴) **لَاتَنْهَ عَنِ الشَّرِّ وَتَفْعَلُهُ** ــ تم برائی سے مت روکو جب کہ تم خود کر رہے ہو ــ نہی ''**توبیخ**'' کے لئے ہے۔

(۵) **لَاتَعْتَذِرُوْا الْيَوْمَ** ــ تم آج کوئی معذرت نہ کرو ــ نہی ''**تیئیس**'' کے لئے ہے۔

(۶) **لَاتُؤَاخِذْنِي بِكُلِّ هَفْوَةٍ** ــ تم میری ہر لغزش پر پکڑ نہ کرو ــ نہی ''**دعا**'' کے لئے ہے۔

(۷) **لَايَحْضُرْ عَلِيٌّ مَجْلِسَنَا** ــ علی ہماری مجلس میں نہ آیا کرے ــ نہی حقیقی معنی میں ہے۔

(۸) **لَايُهْمِلِ الْقَرَوِيُّوْنَ تَعْلِيْمَ أَبْنَائِهِمْ** ــ دیہات والے اپنے بیٹوں کی تعلیم میں سستی نہ کریں ــ نہی ''**ارشاد**'' کے لئے ہے۔

التمرین-٦ وحلہ

آنے والے دو اشعار کی تشریح کریں، اور ان میں نہی کے صیغوں کی مراد واضح کریں۔

(۱) لوگوں پر ان کی طبیعت کے خلاف کوئی چیز لازم نہ کرو، ورنہ عتاب کرتے کرتے تم بھی تھک جاؤگے اور وہ بھی تھک جائیں گے۔

(۲) اور تم ان کی خندہ پیشانی سے دھوکا نہ کھاؤ، اس لئے کہ اکثر و بیشتر بجلیوں کا چمکنا بغیر بارش کے ہوتا ہے۔

اشعار کی تشریح:- شاعر کہتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ رہن سہن رکھو اور ان کے ساتھ رہو ان کے عیوب ونقائص کے ساتھ جو ان میں ہیں، ان میں سے کسی کو اس کی طبیعت کے خلاف مکلف نہ کرو، اور اس کے ان اخلاق کے علاوہ تم اس پر لازم نہ کرو، جن اخلاق پر اس کی نشو ونما ہوئی ہے، ورنہ تمہارا عتاب ان پر لمبا ہو جائے گا جس سے تم بھی ان سے تھک جاؤگے اور وہ بھی تم سے تھک جائیں گے، اور تمہارا معاملہ ان کے ساتھ اختلاف وافتراق کی طرف لوٹے گا۔ اور تم پر لازم ہے کہ لوگوں کے ظاہر سے دھوکہ نہ کھاؤ، اور نہ اس بشاشت اور خندہ پیشانی سے دھوکہ کھاؤ جس کے ساتھ وہ تم سے ملتے ہیں، کیونکہ بجلی بسا اوقات روشنی کرتی ہے اور چمکتی ہے اور اس کے بعد بارش نہیں ہوتی ہے۔

نہی کے صیغوں کی مراد:- دونوں شعروں میں نہی کے صیغوں کی مراد "**ارشاد**" ہے، اس لئے کہ متکلم مخاطب کو لوگوں کے ساتھ رہن سہن میں سیدھے راستے کی نصیحت و رہنمائی کرتا ہے، تا کہ ان کی صحبت سے نفع ہو اور ان کی تکلیف واذیت سے حفاظت رہے۔

***

۳-الاستفہام وادواتہ

أ-الھمزہ وھل

الامثلہ (مثالیں) (الف)

(۱) أَ أَنْتَ الْمُسَافِرُأَمْ اَخُوْكَ ۔ کیاتم سفر کرنے والے ہو یاتمہارا بھائی؟

(۲)أَمُشْتَرٍ أَنْتَ أَمْ بَائِعٌ ۔ کیاتم خریدار ہو یا بائع؟

(۳)أَشَعِيْرًا زَرَعْتَ أَمْ قَمْحًا ۔ کیاتم نے جو کی کھیتی کی یا گیہوں کی؟

(۴)أَرَاكِبًا جِئْتَ أَمْ مَاشِيًا ۔ کیاتم سوار ہو کر آئے یا پیدل چل کر؟

(۵)أَيَوْمَ الْجُمُعَةِ يَسْتَرِيْحُ الْعُمَّالُ أَمْ يَوْمَ الْأَحَدِ ۔ کیاملازم لوگ جمعہ کے دن آرام کرتے ہیں یااتوار کے دن؟

(ب)

(۶) أَيَصْدَأُ الذَّهَبُ ۔ کیاسونے میں زنگ لگتاہے؟

(۷) أَيَسِيْرُ الْغَمَامُ ۔ کیا بادل چلتے ہیں؟

(۸) أَتَتَحَرَّكُ الْأَرْضُ ۔ کیازمین حرکت کرتی ہے؟

(ج)

(۹) هَلْ يَعْقِلُ الْحَيْوَانُ ۔ کیاجانور سمجھتاہے؟

(۱۰) هَلْ يَحِسُّ النَّبَاتُ ۔ کیانباتات کو احساس ہوتاہے۔

(۱۱) هَلْ يَنْمُو الْجَمَادُ ۔ کیاجمادات بڑھتے ہیں۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

گذشتہ تمام جملے استفہام کا فائدہ دے رہے ہیں، اور آپ جانتے ہیں کہ استفہام پہلے سے نامعلوم چیز کے

جاننے کو طلب کرنے کا نام ہے، اور استفہام کا حرف الف اور باء کے پہلے دو خانوں کی مثالوں میں ''ہمزہ'' ہے اور جیم کے خانے کی مثالوں میں **''ھل''** ہے، اور ہم چاہتے ہیں کہ دونوں اداتوں کے درمیان معنی اور استعمال کے اعتبار سے فرق جان لیں۔

آپ ''الف'' کے خانے کی مثالوں میں غور کریں جہاں اداتِ استفہام ''ہمزہ'' ہے، تو آپ کو معلوم ہوگا سب مثالوں میں متکلم کلام میں شامل نسبت جاننا چاہتا ہے، لیکن وہ دو چیزوں میں تردد کررہا ہے، اور ان میں سے ایک کی تعیین طلب کررہا ہے، اس لئے کہ پہلی مثال میں مثلاً وہ جانتا ہے کہ سفر عملاً واقع ہونے والا ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ مخاطب یا اس کے بھائی دونوں میں سے ایک کی طرف منسوب ہے، اسی لئے وہ نسبت کو معلوم کرنا نہیں چاہتا ہے، بلکہ وہ کسی ایک کو معلوم کرنا چاہتا ہے، اور مسئول کی طرف سے وہ منتظر ہے کہ وہ اس ایک کی تعیین کردے اور اس کی اس پر رہنمائی کرے، اسی لئے اس کا جواب تعیین کے ذریعہ ہوگا، پس اس سے کہا جائے گا مثلاً **''اخي''** اور دوسری مثال میں سائل کو یہ معلوم ہے کہ شراء یا بیع دونوں میں سے کوئی ایک مخاطب کی طرف عملاً منسوب ہے، لیکن اس کو تردد ہے، پتہ نہیں کہ شراء ہے یا بیع ہے، پس ایسی صورت میں وہ نسبت کو نہیں معلوم کررہا ہے، اس لئے کہ یہ تو اس کو معلوم ہے، لیکن وہ اس ایک کی تعیین طلب کررہا ہے، اسی لئے اس کا جواب تعیین سے ہوگا اور اس کے جواب میں کہا جائے گا مثلاً ''بائع'' اسی طرح اس خانے کی باقی مثالوں میں کہا جائے گا۔

اگر آپ اس خانے کی مثالوں میں اس ایک چیز میں غور کریں گے جس کے بارے میں سوال کیا گیا ہے، اسی طرح آپ کے سامنے پیش ہونے والی دوسری تمام مثالوں میں غور کریں گے تو آپ اس مفرد (وہ ایک چیز) کو ہمیشہ براہ راست ہمزہ کے بعد پائیں گے، چاہے وہ مسند الیہ ہو جیسے پہلی مثال میں، یا مسند ہو جیسے دوسری مثال میں، یا مفعول بہ ہو جیسے تیسری مثال میں، یا حال ہو جیسے چوتھی مثال میں، یا ظرف ہو جیسے پانچویں مثال میں، یا اس کے علاوہ ہو، اور آپ اس کا ایک مقابل بھی پائیں گے جو '' **أَمْ** '' کے بعد مذکور ہوگا جیسے مثالوں میں دیکھ رہے ہیں، اور کبھی یہ مقابل حذف بھی کردیا جاتا ہے جیسے **أَ أَنْتَ الْمُسَافِرُ، أَمُشْتَرٍ أَنْتَ، وَقِسْ عَلٰى هٰذَا** ۔

اور **''ب''** کے خانے کی مثالوں میں دیکھیں جہاں اداتِ استفہام ''ہمزہ'' ہی ہے، تو آپ محسوس کریں گے کہ یہاں معاملہ ''الف'' والے خانے کی مثالوں کے برعکس ہے، اس لئے کہ یہاں متکلم نسبت کے ثابت ہونے اور نسبت کی نفی کے درمیان متردد ہے، پس متکلم نسبت سے ناواقف ہے، اسی لئے وہ نسبت کا سوال کررہا ہے، اور

نسبت جاننا چاہتا ہے، ۔ پس چھٹی مثال میں مثلاً متکلم کو تردد ہے کہ زنگ کا ثبوت سونے کے لئے ہے یا اس کی نفی ہے، اسی لئے وہ اس نسبت کے جاننے کو طلب کرر ہا ہے، اب یہاں اگر اثبات مراد ہے تو جواب ''**نعم**'' سے ہوگا، اور نفی مقصود ہے تو ''**لا**'' سے ہوگا، ۔ اور یہاں تمام مثالوں میں آپ غور کریں گے تو مسئول عنہ یعنی نسبت کے لئے کوئی مقابل نہیں پائیں گے۔

گذشتہ مثالوں سے معلوم ہورہا ہے کہ '' ہمزہ'' کے دو استعمال ہیں، پس کبھی تو اس سے مفرد کی معرفت مطلوب ہوتی ہے اور کبھی اس سے نسبت کی معرفت مطلوب ہوتی ہے، مفرد کی معرفت کا نام ''تصور'' ہے، اور نسبت کی معرفت کا نام ''تصدیق'' ہے۔

اس کے بعد ''ج'' کی مثالوں کے خانے میں دیکھیں جہاں ادات استفہام ''**ھل**'' ہے، تو آپ کو محسوس ہوگا کہ متکلم ان تمام مثالوں میں کسی مفرد چیز کی معرفت میں تردد نہیں کرر ہا ہے، بلکہ اس کو نسبت کی معرفت میں تردد ہے، کہ کیا یہ نسبت مثبت ہے یا منفی ہے، پس وہ اس کے بارے میں پوچھ رہا ہے، ۔ اسی لئے اگر اثبات مراد ہے تو جواب ''**نعم**'' سے ہوگا، اور اگر نفی مقصود ہے تو ''**لا**'' سے ہوگا۔

اگر آپ ان تمام مثالوں میں غور کریں گے جن میں ''**ھل**'' کے ذریعہ سوال کیا جارہا ہے، تو آپ محسوس کریں گے کہ مقصود صرف نسبت کی معرفت ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں، پس ھل اس وقت تصدیق کو طلب کرنے کے لئے ہی ہوگا، اور اس کے ساتھ مقابل کا ذکر کرنا ممتنع ہے۔

القواعد (قاعدے)

(۴۳) استفہام: پہلے سے کسی نامعلوم چیز کے جاننے کو طلب کرنا ہے، اور استفہام کے ادوات بہت ہیں، جن میں سے ہمزہ، اور ھل ہیں۔

(۴۴) ہمزہ کے ذریعہ دو چیزوں میں سے کسی ایک کو طلب کیا جاتا ہے۔

(الف) تصور: وہ مفرد کا ادراک کرنا ہے، اور اس حالت میں ہمزہ کے بعد مسئول عنہ آتا ہے، اور اکثر اُم کے بعد اس کا مقابل بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

(ب) تصدیق: اور وہ نسبت کا ادراک کرنا ہے، اور اس حالت میں مقابل کا ذکر ممتنع ہے۔

(۴۵) ھل کے ذریعہ سے صرف تصدیق کو طلب کیا جاتا ہے، اور اس کے ساتھ مقابل کا ذکر ممتنع ہے۔

(ب) بقية ادوات الاستفہام

الامثلہ (مثالیں)

(۱) **مَنِ اخْتَطَّ الْقَاهِرَةَ** ـــ قاہرہ کی حد بندی کس نے کی؟

(۲) **مَنْ حَفَرَ تُرْعَةَ السُّوِيْسِ** ـــ نہر سویز کس نے کھودی؟

(۳) **مَا الْكَرٰى** ـــ نیند کیا چیز ہے؟

(۴) **مَا الْإِسْرَافُ** ـــ اسراف (فضول خرچی) کیا ہے؟

(۵) **مَتٰى تَوَلَّى الْخِلَافَةَ عُمَرُ** ـــ حضرت عمرؓ خلافت کے والی کب بنے؟

(۶) **مَتٰى يَعُوْدُ الْمُسَافِرُوْنَ** ـــ مسافر لوگ کب واپس ہوں گے؟

(۷) **يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ؟** ـــ وہ پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہے؟

(۸) **يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا** ـــ وہ لوگ پوچھتے ہیں قیامت کے بارے میں کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

گذشتہ تمام جملے استفہامیہ ہیں، اگر آپ یہاں ادواتِ استفہام کے معانی میں غور کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ " **من** " کے ذریعہ ذوی العقول کی تعیین طلب کی جاتی ہے، اور " **ما** " غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے، اور اس کے ذریعہ کبھی تو اسم کی وضاحت مطلوب ہوتی ہے، جیسے آپ جب کہیں **مَا الْكَرٰى؟** تو جواب ہوگا کہ "وہ نیند ہے"، اور کبھی اس کے ذریعہ مسمی کی حقیقت مطلوب ہوتی ہے، جیسے جب آپ کہیں **مَا الْإِسْرَافُ؟** تو جواب ہوگا کہ "وہ خرچ وغیرہ میں حد سے بڑھنا ہے" ـــ اور آپ کو یہ بھی پتہ چلا کہ " **متی** " کے ذریعہ ماضی یا مستقبل کے زمانہ کی تعیین مطلوب ہوتی ہے، اور " **ايان** " خاص مستقبل کے زمانے کے لئے آتا ہے، اور کبھی عظیم الشان اور ہولناک موقعوں پر بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔

استفہام کے کچھ ادوات اور ہیں، جیسے **كيف، أين، أنى، كم، اور أيّ**، پس " **كيف** " کے ذریعہ حالت کی تعیین مطلوب ہوتی ہے، جیسے **كيف جئتم ؟** ـــ اور " **اين** " سے جگہ کی تعیین مطلوب ہوتی ہے، جیسے **أَيْنَ دَجْلَةُ وَالْفُرَاتُ؟** ـــ اور " **أنى** " کبھی **كيف** کے معنی میں ہوتا ہے، جیسے **أَنّٰى تَسُوْدُ الْعَشِيْرَةُ**

وَأَبْنَاءُهَا مُتَخَاذِلُوْنَ (خاندان کو سرداری کیسے حاصل ہوسکتی ہے جب کہ اس کے بیٹے پستی کے کام کر رہے ہوں)۔ اور کبھی **من این** کے معنی میں ہوتا ہے **أَنّٰى لَهُمْ هٰذَا الْمَالُ وَقَدْ كَانُوا فُقَرَاءُ** (کہاں سے ان کے پاس یہ مال آگیا جب کہ یہ لوگ تو فقیر تھے) ۔ اور کبھی **متی** کے معنی میں ہوتا ہے جیسے **أَنّٰى يَحْضُرُ الْغَائِبُوْنَ؟** (یہ غیر حاضر لوگ کب حاضر ہوں گے)۔ اور "**کم**" کے ذریعہ عدد کی تعیین مطلوب ہوتی ہے جیسے **كَمْ جُنْدِيًا فِي الْكَتِيْبَةِ** ؟ دستہ میں کتنے فوجی ہیں؟۔ اور "**ایّ**" کے ذریعہ کسی عام کام میں شریک دو آدمیوں میں سے ایک کی تعیین مطلوب ہوتی ہے، جیسے **ایُّ الاخوین اکبر سِنًّا** ؟ دو بھائیوں میں سے عمر میں کون بڑا ہے؟۔ اور یہ زمان، مکان، حال، ذوی العقول، غیر ذوی العقول سب کی تعیین کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کے مضاف الیہ کے اعتبار سے ۔ اور استفہام کے یہ تمام ادوات صرف تصور کی طلب کے لئے آتے ہیں، اسی لئے اس کا جواب مسئول عنہ کی تعیین کے ذریعہ دیا جاتا ہے۔

القواعد (قاعدے)

(۴۶) استفہام کے لئے "ہمزہ" اور "**ھل**" کے علاوہ دیگر ادوات بھی ہیں، وہ یہ ہیں۔

"**مَنْ**" اس کے ذریعہ ذوی العقول کی تعیین مطلوب ہوتی ہے، ۔ "**ما**" اس کے ذریعہ کسی لفظ کی وضاحت یا مسمی کی حقیقت مطلوب ہوتی ہے، ۔ "**متی**" اس کے ذریعہ زمانہ کی تعیین مطلوب ہوتی ہے چاہے زمانہ ماضی ہو یا مستقبل ۔ "**ایان**" اس کے ذریعہ خاص زمانۂ مستقبل کی تعیین مطلوب ہوتی ہے، اور ہولناکی کی جگہ میں اس کا استعمال ہوتا ہے ۔ "**کیف**" اس کے ذریعہ حالت کی تعیین مطلوب ہوتی ہے ۔ "**این**" اس کے ذریعہ مکان کی تعیین مطلوب ہوتی ہے ۔ "**انی**" یہ چند معانی کے لئے آتا ہے، پس کبھی یہ **کیف** کے معنی میں آتا ہے، کبھی **من این** کے معنی میں، اور کبھی **متی** کے معنی میں آتا ہے، ۔ "**کم**" اس کے ذریعہ عدد کی تعیین مطلوب ہوتی ہے ۔ "**ایّ**" اس کے ذریعہ کسی عام کام میں شریک دو آدمیوں میں سے ایک کی تعیین مطلوب ہوتی ہے، اور اس کے ذریعہ زمان، مکان، حال، عدد، ذوی العقول، اور غیر ذوی العقول کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اس کے مضاف الیہ کے اعتبار سے۔

(۴۷) گذشتہ تمام ادوات کے ذریعہ صرف تصور کو طلب کیا جاتا ہے، اسی لئے اس کا جواب مسئول عنہ کی تعیین کے ذریعہ دیا جاتا ہے۔

(ج) المعانی التی تستفاد من الاستفہام بالقرائن

قرائن کے ذریعہ استفہام سے مستفاد ہونے والے معانی

الامثلہ (مثالیں)

(۱) بحتری شاعر کا شعر ہے۔

هَلِ الدَّهْرُ إِلَّاغَمْرَةٌ وَانْجَلَاءُهَا	وَشِيْكًا وَإِلَّاضِيْقَةٌ وَانْفِرَاجُهَا

ترجمہ:- زمانہ تو ایک سختی اور اس کے جلد ختم ہو جانے کا نام ہے، اور یہ محض ایک تنگی اور اس کے جلد ختم ہونے کا نام ہے۔

(۲) ابو الطیب متنبی کا مدح میں شعر ہے۔

أَتَلْتَمِسُ الْأَعْدَاءُ بَعْدَ الَّذِىْ رَأَتْ	قِيَامَ دَلِيْلٍ أَوْوُضُوْحَ بَيَانٍ

ترجمہ:- کیا دشمن (آپ کے غلبہ کو) دیکھنے کے بعد کسی دلیل کے قیام یا کسی بیان کی وضاحت ڈھونڈ رہے ہیں۔

(۳) بحتری کا شعر ہے۔

أَلَسْتَ أَعَمَّهُمْ جُوْدًا وَأَزْكًا	هُمْ عُوْدًا وَأَمْضَاهُمْ حُسَامًا

ترجمہ:- کیا آپ لوگوں میں سب سے زیادہ عام سخاوت کرنے والے، اور لوگوں میں سب سے زیادہ قوی وتوانا جسم والے، اور سب سے زیادہ تیز تلوار والے نہیں ہیں۔

(۴) ایک دوسرے شاعر کا شعر ہے۔

اِلَامَ الْخُلْفُ بَيْنَكُمْ إِلَامَا	وَهٰذِهِ الضَّجَّةُ الْكُبْرٰى عَلَامَا

ترجمہ:- تمہارے درمیان یہ اختلاف کب تک رہے گا؟ کب تک؟ اور یہ بڑا شور وشعب کس بات پر ہو رہا ہے؟

(۵) ابو طیب متنبی نے مرثیہ میں کہا ہے۔

مَنْ لِلْمَحَافِلِ وَالْحَجَافِلِ وَالسُّرٰى	فَقَدَتْ بِفَقْدِكَ نَيِّرًا لَايُطْلَعُ
وَمَنِ اتَّخَذْتَ عَلَى الضُّيُوْفِ خَلِيْفَةً	ضَاعُوْا وَمِثْلُكَ لَايَكَادُ يُضَيَّعُ

ترجمہ:- کون ہوگا محفلوں، فوجوں اور راتوں میں حملہ کرنے والا، جنہوں نے تجھ کو کھو کر ایک روشن ستارہ

کھو دیا ہے جو کبھی طلوع نہ ہوگا ۔ اور کس کو تو نے مہمانوں پر اپنا جانشین مقرر کیا ہے، انہوں نے ضائع کر دیا، اور تیرے جیسا شخص ضائع نہیں کیا جاتا۔

(٦) متنبی نے کافور کی ہجو میں کہا ہے ۔

أَيْنَ الْمَحَاجِمُ يَاكَافُوْرُ وَالْجَلَمُ ؟	مِنْ أَيَّةِ الطُّرُقِ يَأْتِي مِثْلَكَ الْكَرَمُ

ترجمہ:- کس راستے سے تجھ جیسے آدمی کے پاس شرافت آسکتی ہے؟ اے کافور! کہاں ہیں پچھنے لگانے کی سینگیاں اور نشتر؟

(٧) اور متنبی کا ہی شعر ہے ۔

وَمَا سُرَ اهُ عَلٰى خُفٍّ وَلَا قَدَمٍ	حَتَّامَ نَحْنُ نُسَارِي النَّجْمَ فِي الظُّلَمِ

ترجمہ:- کب تک ہم رات کی تاریکی میں ستارہ کے ساتھ ساتھ چلتے رہیں گے، جب کہ ستارہ کا سفر تو نہ سواری پر ہے، اور نہ پیدل ہے۔

(٨) اور متنبی کا شعر ہے جب وہ بخار میں مبتلا ہوا ۔

فَكَيْفَ وَصَلْتِ أَنْتِ مِنَ الزِّحَامِ	أَبِنْتَ الدَّهْرِ عِنْدِي كُلُّ بِنْتٍ

ترجمہ:- اے زمانہ کی بیٹی (مصیبت)! میرے پاس تو ہر طرح کی مصیبت ہے پس تو بھیڑ بھاڑ سے نکل کر کیسے مجھ تک پہنچ گئی؟

(٩) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ **قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُن مِّنَ الْوَاعِظِينَ** (شعراء ١٣٦) ہمارے لئے برابر ہے خواہ آپ نصیحت کریں یا آپ نصیحت کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔

(١٠) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ **فَهَل لَّنَا مِن شُفَعَاء فَيَشْفَعُواْ لَنَا** (اعراف ٥٣) پس کاش ہمارے بھی سفارشی ہوتے تو وہ ہمارے لئے سفارش کرتے۔

(١١) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ **هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ** (صف ١٠) کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

ماقبل میں آپ استفہام کے الفاظ اور ان کے حقیقی معانی کو جان چکے ہیں، یہاں ہم آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ استفہام کے الفاظ کبھی دوسرے معانی میں بھی مستعمل ہوتے ہیں جو معانی قرائن سے معلوم ہوتے ہیں۔

پچھلی مثالوں میں آپ دیکھیں، پہلی مثال میں بحتری کسی چیز کے بارے میں نہیں سوال کرر ہا ہے، بلکہ وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ زمانہ بہت جلد ختم ہونے والی سختی کا نام ہے، اور وہ ایک تنگی کا نام ہے جس کے پیچھے کشادگی آتی ہے، تو اس کے کلام میں **"ھل"** نفی کے لئے ہے نہ کہ کسی مجہول چیز کے علم کو طلب کرنے کے لئے۔

اور دوسری مثال میں متنبی دشمنوں پر نکیر کرر ہا ہے، ان کے کافور کی بلندی میں شک کرنے کی وجہ سے، اور کافور پر اللہ کی لکھی ہوئی فتح ونصرت پر اور کافور کے ساتھ جو خوش قسمتی خاص ہے اس پر وہ دشمنوں سے دلائل طلب کر کے ان پر نکیر کرر ہا ہے جب کہ وہ دشمن دیکھ چکے ہیں کہ جو بھی کافور کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے وہ کیسی ہلاکتوں میں گرتا ہے، اور جو بھی اس کے ساتھ برائی دل میں سوچتا ہے (نیت کرتا ہے) اس کو کیسے زمانے کے حوادث پہنچتے ہیں، پس استفہام اس شعر میں سوائے نفی کے اور کوئی معنی کا فائدہ نہیں دے رہا ہے۔

اور تیسری مثال میں بحتری یہ چاہتا ہے کہ وہ ممدوح کو اس چیز کے اقرار پر آمادہ کرے جس کا وہ اس کے لئے دعوی کرتا ہے یعنی ممدوح کا سخاوت، جسم کے قوی وتوانا ہونے، اور شجاعت میں باقی خلفاء پر فوقیت رکھنا، اس کا مقصد بھی سوال کرنا نہیں ہے، لہذا استفہام اس کے کلام میں تقریر (ثابت کرنے) کے لئے ہوگا۔

اور چوتھی مثال میں شاعر اپنے مخاطبین کو ملامت کرر ہا ہے، ان کے مخالفت میں حد سے بڑھنے پر، اور ان کے پستی وذلت اختیار کرنے اور باہم نفرت کرنے پر، اور شور وشغب میں ان کے غلو کرنے پر ان کو ڈانٹ رہا ہے، تو اس نے ادات استفہام کو اس کے اصلی معنی سے نکال کر زجر وتوبیخ کے لئے استعمال کیا۔

اور پانچویں مثال میں متنبی کو تعظیم وتوقیر مقصود ہے، مرنے والے کے لئے اس کی زندگی میں سرداری، بہادری اور سخاوت کے صفات ظاہر کر کے، اور ساتھ ہی اس میں حسرت ودردمندی کا اظہار بھی ہے۔ اور چھٹی مثال میں جس میں متنبی کافور کی مذمت کرر ہا ہے تو وہ اس کی شان گھٹا رہا ہے، اور مقصد اس کو شرافت سے گرانا اور حقیر کرنا ہے، تو اس میں حرف استفہام **"این"** تحقیر وتذلیل کے لئے ہے۔ ساتویں مثال میں **"حتی متی"** استبطاء

(تاخیر) کے معنی کے لئے ہے ۔ آٹھویں مثال میں حرف استفہام "**کیف**" اظہار تعجب کے لئے ہے ۔ نویں مثال میں "ہمزۂ استفہام" تسویہ کے لئے ہے ۔ دسویں مثال میں حرف استفہام "**ھل**" تمنی کے معنی کے لئے ہے ۔ اور گیارھویں مثال میں "حرف استفہام" تشویق یعنی شوق ورغبت دلانے کے لئے ہے۔

القاعده (قـاعـده)

(۴۸) کبھی استفہام کے الفاظ اپنے اصلی معنی سے نکل کر دوسرے معانی میں استعمال ہوتے ہیں، جو معانی سیاق کلام سے معلوم ہوتے ہیں، جیسے نفی، انکار، تقریر، توبیخ، تعظیم، تحقیر، استبطاء، تعجب، تسویہ، تمنی، تشویق۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)(۱)

(۱) **شَبَّ فِي الْمَدِيْنَةِ حَرِيْقٌ لَمْ تَرَهُ ،فَسَلْ صَدِيْقَكَ عَنْ رُؤْيَتِهِ إِيَّاهُ** ۔ شہر میں آگ بھڑک اٹھی جس کو تو نے نہیں دیکھا، پس تو اپنے دوست سے اس کے اس آگ کو دیکھنے کے بارے میں پوچھ۔

(۲) **سَمِعْتَ أَنَّ أَحَدَ أَخَوَيْكَ عَلِيٍ وَنَجِيْبٍ أَنْقَذَ غَرِيْقًا، فَسَلْ عَلِيًّايُعَيِّنُ لَكَ الْمُنْقِذَ**

آپ نے سنا کہ آپ کے دو بھائی علی اور نجیب میں سے ایک نے ایک ڈوبتے شخص کو بچایا ہے، تو علی سے پوچھو وہ بچانے والے کی تعیین کرے۔

(۳) **إذاكُنْتَ تَعْرِفُ أَنَّ الْبَنَفْسَجَ يَكْثُرُ فِي أَحَدِ الْفَصْلَيْنِ، اَلْخَرِيْفِ أَوِالشِّتَاءِ لَا عَلَى التَّعْيِيْنِ، فَضَعْ سُوَالًا تَطْلُبُ فِيْهِ تَعْيِيْنَ أَحَدِ الْفَصْلَيْنِ**

جب آپ جانتے ہیں کہ بنفشہ کا پھول موسم خزاں یا موسم سرما میں سے کسی ایک موسم میں زیادہ ہوتا ہے، تو دو موسموں میں سے ایک کی تعیین طلب کرنے کے لئے سوال کرو۔

* * *
* *
*

الاجابه (نمونے کا حل)

نمبر	مطلوبہ سوال	جواب کی وضاحت
(۱)	هَلْ رَأَيْتَ الْحَرِيْقَ الَّذِى شُبَّ فِي الْمَدِيْنَةِ؟	یہاں سوال نسبت کے بارے میں ہے، اور ہمزہ اور ھل دونوں نسبت کے سوال کے لئے آتے ہیں، پس ان میں سے ایک کو ذکر کر کے اس کے بعد جملہ لایا جائے گا۔
(۲)	أَ أَنْتَ الَّذِیْ أَنْقَذْتَ الْغَرِيْقَ أَمْ نَجِيْبٌ ؟	یہاں سوال مسندالیہ کے بارے میں ہے، اس لئے یہاں ہمزہ استفہام لایا جائے گا، اور اس کے بعد مسئول عنہ لایا جائے گا، اور پھر ام کے بعد اس کا مقابل لایا جائے گا۔
(۳)	أَفِي الْخَرِيْفِ يَكْثُرُ الْبَنَفْسَجُ أَمْ فِي الشِّتَاءِ	یہاں سوال ظرف سے متعلق ہے، اس میں دوسری مثال کی طرح ہمزہ لایا جائے گا، اورام کے بعد معادل (مقابل) لایا جائے گا۔

النموذج (نمونے کی مثالیں) (۲)

استفہام کے اغراض ومعانی کے بیان کے لئے

(۱) ابوتمام نے مدح میں کہا ہے۔

هَلِ اجْتَمَعَتْ أَحْيَاءُ عَدْنَانَ كُلُّهَا	بِمُلْتَحَمٍ إِلَّا وَأَنْتَ أَمِيْرُهَا

ترجمہ:- عدنان کے تمام قبائل کسی میدان جنگ میں اکٹھا نہیں ہوئے، مگر آپ ہی ان کے کمانڈر رہے ہیں۔

(۲) بحتری کا شعر ہے۔

أَ أَكْفُرُكَ النَّعْمَاءَ عِنْدِيْ وَقَدْ نَمَتْ	عَلَيَّ نُمُوَّ الْفَجْرِ وَالْفَجْرُ سَاطِعٌ
وَأَنْتَ الَّذِى أَعْزَزْتَنِيْ بَعْدَ ذِلَّتِيْ	فَلَاالْقَوْلُ مَخْفُوْضٌ وَلَاالطَّرْفُ خَاشِعٌ

ترجمہ:- کیا میں اپنے اوپر تیری نعمتوں کی ناشکری کروں؟ جب کہ وہ فجر کی طرح میرے اوپر بڑھتی ہیں، جب کہ فجر روشن ہو رہی ہو ــــ اور تو نے ہی میری ذلت کے بعد میری عزت بڑھائی ہے، تو اب نہ بات میں پستی ہے، اور نہ نگاہ جھکی ہوئی ہے۔

(۳) ابن الرومی کا مدح میں شعر ہے۔

أَلَسْتَ الْمَرْأَ يَجْبِيْ كُلَّ حَمْدٍ	إِذَا مَالَمْ يَكُنْ لِلْحَمْدِ جَابٍ؟

ترجمہ:- کیا آپ وہ شخص نہیں ہیں جو ہر طرح کی حمد کو سمیٹ لیتے ہیں، جب کہ حمد کو کوئی بھی سمیٹنے والا نہیں ہوتا ہے۔

(۴) ابوتمام شاعر کا شعر ہے۔

مَالِلْخُطُوْبِ طَغَتْ عَلَيَّ كَأَنَّهَا	جَهِلَتْ بِأَنَّ نِدَاكَ بِالْمِرْصَادِ

ترجمہ:- حوادث ومصائب کو کیا ہو گیا کہ وہ میرے اوپر سرکش ہورہی ہیں، لگتا ہے انہیں پتہ نہیں ہے کہ تیری سخاوت گھات میں ہے۔

(۵) دوسرے شاعر کا شعر ہے۔

فَدَعِ الْوَعِيْدَ فَمَا وَعِيْدُكَ ضَائِرِي	أَطَنِيْنُ أَجْنِحَةِ الذُّبَابِ يَضِيْرُ ؟

ترجمہ:- تم دھمکی چھوڑ دو، اس لئے کہ تمہاری دھمکی مجھے کچھ نقصان نہیں پہنچائے گی، کیا بھلا مکھیوں کے پروں کی بھنبھناہٹ بھی کوئی نقصان پہنچاتی ہے۔

(۶) ایک شاعر کا شعر ہے۔

أَضَاعُوْنِي وَأَيَّ فَتًى أَضَاعُوْا؟	لِيَوْمِ كَرِيْهَةٍ وَسَدَادِ ثَغْرٍ

ترجمہ:- انہوں نے مجھے ضائع کر دیا، اور کس نوجوان کو انہوں نے ضائع کر دیا، سخت لڑائی کے دن کے لئے اور سرحد کی حفاظت کے لئے۔

****

***

الاجابہ (نمونے کا حل)

نمبر شمار	صیغۂ استفہام	غرض ومعنی	تشریح
(۱)	هَلِ اجْتَمَعَتْ أَحْيَاءُ عَدْنَانَ	نفی	اسلئے معنی یہ ہے کہ عدنان کے تمام قبیلے کسی لڑائی کی جگہ میں جمع نہیں ہوئے مگر آپ ہی ان کے کمانڈر رہے ہیں
(۲)	أَ أَكْفُرُكَ النَّعْمَاءَ عِنْدِيْ	انکار	بحتری اپنے ممدوح سے یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ میں تیری نعمتوں کی ناشکری کروں، جس کے ذریعہ تو نے مجھے پورے طور پر ڈھانپ رکھا ہے، اور تو نے ذلت کو عزت سے بدلا ہے، اور پستی اور جھکنے کو عظمت و بلندی سے بدلا ہے
(۳)	أَلَسْتَ الْمَرْءَ يَجْبِيْ كُلَّ حَمْدٍ	تقریر	یہاں شاعر اپنے ممدوح کو اس کے اندر سارے محاسن کے مجتمع ہونے کے اقرار پر ابھارنا چاہتا ہے، جن محاسن کا اس نے ممدوح کے لئے دعوی کیا ہے
(۴)	مَالِلْخُطُوْبِ طَغَتْ عَلَيَّ	تعجب	ابوتمام اپنے اوپر مصائب کی بھرمار پر تعجب کررہا ہے جب کہ اس کا ممدوح اس کے لئے گھات میں کھڑا ہے، اور وہ اس سے اپنی سخاوت وعطایا سے مصائب کو دفع کررہا ہے، اسی لئے اس نے کہا کہ شاید وہ ناواقف ہے اس سے کہ تیری سخاوت گھات میں ہے
(۵)	أَطَنِيْنُ أَجْنِحَةِ الذُّبَابِ يَضِيْرُ	تحقیر	شاعر اپنے دشمن کی دھمکی کو شہد کی مکھیوں کے پروں کی بھنبھناہٹ سے تشبیہ دے رہا ہے
(۶)	أَضَاعُوْنِيْ وَأَيَّ فَتًى أَضَاعُوْا	تعظیم	متکلم اپنی شان کی رفعت وبلندی بیان کرنا چاہتا ہے اور یہ بتارہا ہے کہ وہ لڑائیوں اور مصیبتوں کے موقعوں پر قبیلہ کا بہت بڑا اسہارا ہے

التمرین - ۱

(۱) آپ کے کسی دوست نے آپ سے آئندہ کل ملنے کا وعدہ کیا تو آپ کو شک ہوا کہ وہ آپ سے ظہر سے پہلے ملے گا یا ظہر کے بعد تو آپ ایک سوال بنائیں اور وقت کی تعیین طلب کریں۔

(۲) آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے دو چچا حامد اور محمود میں سے کسی ایک نے گھر خریدا ہے، تو آپ ایک سوال بنا کر خریدنے والے کی تعیین طلب کریں۔

(۳) اگر آپ کو اس میں شک ہے کہ گنے کی کھیتی موسم بہار میں ہوتی ہے یا موسم سرما میں، تو آپ کس طرح ایسا سوال بنائیں گے جس سے آپ مخاطب سے زمانے کی تعیین طلب کریں۔

(۴) آپ اپنے دوست سے اسفار کی طرف اس کے رجحان ومیلان کے بارے میں سوال کریں۔

حل تمرین - ۱

نمبر	مطلوبہ سوال	جواب کی وضاحت
(۱)	أَقَبْلَ الظُّهْرِ تَزُوْرُنِيْ أَمْ بَعْدَهُ ؟	یہاں سوال ظرفِ زمان سے متعلق ہے اور وہ مفرد ہے تو یہاں ہمزہ استفہام لایا جائے گا، پھر اس کے بعد دو متردد چیزوں میں سے ایک کو پہلے لایا جائے گا، اور پھر دوسری کو "أَمْ" کے بعد لایا جائے گا
(۲)	أَعَمِّي حَامِدٌ هُوَ الَّذِی اشْتَرٰی بَيْتًا أَمْ عَمِّي مَحْمُوْدٌ ؟	یہاں سوال مسند الیہ کے بارے میں ہے، تو ہمزہ استفہام لایا جائے گا، اور اس سے متصل مسند الیہ کو لایا جائے گا، پھر "أَمْ" کے بعد اس کا مقابل لایا جائے گا۔ــ اور سوال یہاں اسطرح بھی بنا سکتے ہیں **أَيُّ عَمِّی اشْتَرٰی بَيْتًا أَحَامِدٌ أَمْ مَحْمُوْدٌ ؟**
(۳)	أَفِي الرَّبِيْعِ يُزْرَعُ الْقَصَبُ أَمْ فِي الصَّيْفِ ؟	یہاں سوال ظرفِ زمان کے متعلق ہے، تو اس میں پہلی مثال کی طرح طریقۂ استفہام اپنایا جائے گا
(۴)	هَلْ تَمِيْلُ إِلَى السَّفَرِ ؟	یہاں سوال نسبت کے متعلق ہے، اور نسبت کے سوال کے لئے "ھل" اور "ھمزہ" دونوں آسکتے ہیں، تو ان میں کسی ایک کو ذکر کریں گے اور اس کے بعد جملہ لائیں گے

التمرين - ۲

آنے والے جملوں میں حال، مفعول بہ، ظرف، مبتدا، خبر اور جار مجرور کے بارے میں سوال کریں۔

(۱) **نَظَمَ الْقَصِيْدَةَ مُتَأَثِّرًا** ــ اس نے متاثر ہوکر قصیدہ لکھا۔

(۲) **اِشْتَرٰى قَلْمًا** ــ اس نے ایک قلم خریدا۔

(۳) **كَتَبَ الرِّسَالَةَ لَيْلًا** ــ اس نے رات میں ایک خط لکھا۔

(۴) **عَلِيٌّ الْفَائِزُ** ــ علی کامیاب ہے۔

(۵) **مِصْرُ خِصْبَةٌ** ــ مصر سرسبز وشاداب ہے۔

(۶) **تَرَكَ الْكِتَابَ فِي الْبَيْتِ** ــ اس نے کتاب گھر میں چھوڑ دی۔

حل تمرين - ۲

نمبر	سوال	جواب کی وضاحت
(۱)	أَمُتَأَثِّرًا نَظَمَ الْقَصِيْدَةَ ؟	یہاں سوال حال کے بارے میں ہے اور وہ مفرد ہے، پس ہمزہ استفہام آئے گا اس کے بعد مسئول عنہ آئے گا، پھر "ام" کے بعد اس کا مقابل آپ چاہیں تو لائیں یا نہ لائیں
(۲)	أَقَلْمًا اِشْتَرٰى أَمْ دَوَاةً؟	یہاں سوال مفعول بہ کے متعلق ہے، پس ہمزۂ استفہام آئے گا اس کے بعد مسئول عنہ آئے گا، پھر ام کے بعد مقابل آپ چاہیں تو لائیں یا نہ لائیں
(۳)	أَلَيْلًا كَتَبَ الرِّسَالَةَ أَمْ نَهَارًا ؟	یہاں سوال ظرف زمان کے متعلق ہے، تو سوال بنانے میں سابقہ طریقہ اختیار کیا جائے گا
(۴)	أَعَلِيٌّ اَلْفَائِزُ أَمْ زَيْدٌ ؟	یہاں سوال مسند الیہ کے متعلق ہے، پس یہاں بھی سوال بنانے میں سابقہ طریقہ اپنایا جائے گا
(۵)	أَخِصْبَةٌ مِصْرُ أَمْ مُجْدِبَةٌ ؟	یہاں سوال مسند کے بارے میں ہے، تو سوال بنانے میں سابقہ مثالوں والا قاعدہ اپنایا جائے گا
(۶)	أَفِي الْبَيْتِ تَرَكَ الْكِتَابَ أَمْ فِي الْمَدْرَسَةِ ؟	یہاں سوال جار ومجرور کے متعلق ہے، یہاں بھی سابقہ قاعدہ اختیار کیا جائے گا

التمرین - ۳

آنے والی مثالوں میں سوال بنائیں۔

(۱) سب سے پہلے خلیفہ راشد۔

(۲) شہر کی سب سے لمبی سڑک۔

(۳) غلاموں کے زمانے میں ملک مصر کی حالت۔

(۴) وہ زمانہ جس میں انگور پکتا ہے۔

(۵) مصر میں بڑے مدارس (کالج) کی تعداد۔

(۶) ہاتھیوں کی جگہ۔

(۷) سچائی کی حقیقت۔

(۸) ضیغم (شیر) کے معنی۔

حل تمرین - ۳

نمبر	مطلوبہ سوال	جواب کی وضاحت
(۱)	مَنْ أَوَّلُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ ؟	''من'' سے ذوی العقول کی تعیین مطلوب ہوتی ہے
(۲)	مَا أَطْوَلُ شَارِعٍ فِي الْمَدِيْنَةِ ؟	''ما'' سے غیر ذوی العقول کی تعیین مطلوب ہوتی ہے
(۳)	كَيْفَ كَانَتْ مِصْرُ أَيَّامَ الْمَمَالِيْكِ ؟	''کیف'' سے حالت کا سوال کیا جاتا ہے
(۴)	مَتٰى يَنْضَجُ الْعِنَبُ ؟	''متیٰ'' ماضی یا مستقبل کے زمانے کا سوال کرنے کے لئے آتا ہے
(۵)	كَمْ مَدْرَسَةً عَالِيَةً فِي مِصْرَ ؟	کم سے عدد کی تعیین مطلوب ہوتی ہے
(۶)	أَيْنَ مَوْطِنُ الْفِيَلَةِ ؟	این سے جگہ کا سوال کیا جاتا ہے
(۷)	مَا الصِّدْقُ ؟	''ما'' سے مسمی کی حقیقت مطلوب ہوتی ہے
(۸)	مَا الضَّيْغَمُ ؟	''ما'' سے اس کے بعد والے اسم کی وضاحت مطلوب ہوتی ہے

التمرین - ۴

(۱) آنے والی مثالوں میں استفہام ترتیب وار نفی، انکار، اور تعظیم کا فائدہ کیوں دے رہا ہے؟

(الف) زمانہ تو ایک وقت کا نام ہے، پھر وہ وقت اس میں موجود مصیبت اور آسودہ حالی کے ساتھ گذر جاتا ہے۔

(ب) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ـــ کیا تم اللہ کے غیر کو پکارتے ہو؟

(ج) تم میں سے کون ایسا بادشاہ ہے جس کی اطاعت کی جاتی ہے، ایسا لگتا ہے کہ زرہوں کے نیچے حمیر کا تبّع بادشاہ ہے۔

(۲) آنے والی مثالوں میں استفہام ترتیب وار توبیخ، تعجب اور تمنی کا کیوں فائدہ دے رہا ہے؟

(الف) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ـــ ہم نے تمہاری بچپن میں ہمارے یہاں پرورش نہیں کی؟

(ب) کسی عربی عورت نے اپنے بیٹے کی شکایت کرتے ہوئے کہا ہے ۔

کیا وہ مجھے ادب سکھانے کے لئے میرے کپڑے پھاڑنے لگا ہے؟ کیا وہ میرے بڑھاپے کے بعد میرے اندر ادب تلاش کرر ہا ہے۔

(ج) ابو العتاھیہ نے امین کی تعریف میں کہا ہے ۔

اے اللہ کے امین! تو میرے حق اور میری حرمت کو یاد کر، اور وہ چیزیں یاد کر جو تو مجھے دیا کرتا تھا شاید تجھے یاد آجائے۔

میرے لئے اس آنکھ کا ذمہ دار کون ہے؟ جس کے ذریعہ سے تو گذشتہ زمانے میں میری طرف کبھی دیکھا کرتا تھا۔

حل تمرین - ۴

جواب نمبر ①

(الف) استفہام یہاں نفی کا فائدہ دے رہا ہے، اس لئے کہ معنی یہ ہے کہ زمانہ نہیں ہے مگر ایک گھڑی پھر ختم ہو جائے گا۔

(ب) استفہام یہاں انکار کے لئے ہے، اس لئے کہ متکلم (اللہ تعالی) مخاطبین سے کہہ رہا ہے کہ تمہارے لئے ٹھیک نہیں ہے کہ تم اللہ کے غیر کو پکارو، تو اللہ تعالی ان کے عقیدہ کا انکار کرتا ہے۔

(ج) استفہام یہاں تعظیم کے لئے ہے، اس لئے کہ شاعر بادشاہ سے ناواقف نہیں ہے، بلکہ وہ اس کی بڑائی اور تعظیم کا ارادہ کرتا ہے، اسی لئے اس کو باتوں کے نافذ ہونے کے ساتھ متصف کرتا ہے (کہ تمہاری باتیں مانی جاتی ہیں) اور اس کو قوت وشوکت والے یمن کے تبع بادشاہ کے ساتھ تشبیہ دے رہا ہے۔

جواب نمبر ۲

(الف) استفہام یہاں توبیخ کے لئے ہے، اس لئے کہ متکلم اپنے مخاطب کو خوبی کے انکار اور احسان فراموشی پر زجر وتوبیخ کرنا چاہتا ہے۔

(ب) استفہام یہاں تعجب کے لئے ہے، اس لئے کہ شاعرہ اپنے ساتھ اپنے بیٹے کے رویہ پر تعجب کر رہی ہے، کہ وہ اس پر سختی کرتا ہے، اور بڑھاپے کی عمر میں اس میں ادب تلاش کر رہا ہے، اور وہ خود مال کا حق ادا نہیں کر رہا ہے، اور نہ اس کی عمر کا لحاظ کرتا ہے، یقیناً اس کی یہ حالت تعجب کے لائق ہے۔

(ج) استفہام یہاں تمنی کے لئے ہے، اس لئے کہ ابو العتاہیہ شاعر دوسرے شعر میں تمنا کر رہا ہے کہ کاش امین اس ظلم سے باز آجائے اور پھر اس کے ساتھ مہربانی اور نرمی برتنے لگے جیسے کہ وہ خوشنودی کے دنوں میں کیا کرتا تھا۔

التمرین - ۵

آنے والی مثالوں میں استفہام سے کیا معنی مراد ہے؟

(۱) متنبی کا شعر ہے۔

پرانے زمانے سے دنیا کا کون عاشق و دیوانہ نہیں رہا ہے؟ لیکن اس معشوقہ (دنیا) کے وصال کا کوئی راستہ نہیں ہے، (آج تک کسی کے ساتھ اس نے وفا نہیں کی)۔

(۲) اسی شاعر کا شعر ہے۔

مجھے بلندیاں حاصل کر لینے کے بعد کوئی پرواہ نہیں ہے اس کی کہ جو بلندیاں میں نے حاصل کی ہیں وہ وراثت میں مجھے ملی ہیں یا میں نے کسب ومحنت کر کے حاصل کی ہیں۔

(۳) اور اسی کا شعر ہے۔

اور کیا خطوط دشمن کے بارے میں فائدہ دے سکتے ہیں۔ جب کہ وہ خطوط تیز تلواریں نہ ہوں۔

(۴) اور متنبی نے یہ شعر کہا جب بدر بن عمار نے شیر کو پچھاڑا۔

اے بہادر شیر کو اپنے کوڑے کے ذریعہ مٹی میں ملا دینے والے! یہ تیز تلوار تو نے کس کے لئے ذخیرہ کر رکھی ہے؟

(۵) ابو تمام شاعر کا شعر ہے۔

کیا میں بری باتوں کا لباس اس شخص کو پہنا دوں کہ اگر میں اس کی ہجو کرتا ہوں تو اس کے میرے اوپر جو احسانات ہیں وہ اس کی طرف سے میری ہجو کرتے ہیں۔

(۶) اور میں کیسے فقر کا خوف کروں، یا ثروت سے محروم رہوں جبکہ امیر المومنین کی رائے میرے بارے میں اچھی ہے۔

(۷) اے دنیا! تو نہیں ہے مگر سونے والے کا خواب، یا دلہن کی رات، یا شراب کی محفل۔

(۸) ابو طیب متنبی کا شعر ہے۔

آپ کو کیا ہو گیا کہ آپ تلواروں اور نیزوں کا اہتمام کر رہے ہیں، جبکہ آپ کا نصیبہ تو بغیر نیزوں کے نیزہ زنی کر رہا ہے۔

(۹) کیا ٹیلے کسی سائل کا جواب دیں گے؟ یا ان کے لئے بات کرنے کا کوئی زمانہ آئے گا؟

(۱۰) تم کب تک لہو ولعب میں پڑے رہو گے؟ جب کہ موت اپنا منہ کھولے ہوئے تمہاری طرف جھکی چلی آرہی ہے۔

(۱۱) ابو طیب متنبی کا شعر ہے۔

باتیں تو ختم ہو جائیں گی، وہ آپ کے فضل وکرم کا احاطہ نہیں کر سکتی ہیں، کیوں کہ فانی چیزیں غیر فانی چیزوں کا احاطہ کیسے کر سکتی ہیں۔

(۱۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ کون ہے وہ جو اللہ کے پاس سفارش کرے بغیر اس کی اجازت کے۔

(۱۳) ابو طیب متنبی کا شعر ہے۔

کیا یہ حویلی جانتی ہے کہ اس نے کس کا خون بہایا؟ اور اس قافلے کے کتنے دلوں میں شوق واشتیاق پیدا کیا۔

(۱۴) متنبی نے سیف الدولہ کے بارے میں کہا جب وہ پھوڑے کی بیماری میں اس کی عیادت کے لئے گیا۔
آپ کو دنیا کسی بیماری میں کیسے مبتلا کر سکتی ہے؟ جبکہ آپ تو دنیا کی تمام بیماریوں کے ڈاکٹر ہیں۔
کسی بیماری کی شکایت آپ پر کیسے پیش آسکتی ہے جبکہ آپ تو وہ ہیں کہ پیش آنے والے حوادث کی آپ سے فریادرسی کی جاتی ہے۔

(۱۵) ابو العلاء معری کا شعر ہے۔
کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم بلندیاں حاصل کر لوگے جبکہ آپ کا پوشیدہ معاملہ نہایت برا اور عیب ناک ہے۔

***

حل تمرین - ۵

نمبر شمار	صیغۂ استفہام	غرض	وضاحت
(۱)	وَمَنْ لَمْ يَعْشَقِ الدُّنْيَا قَدِيْمًا	نفی	اس لئے کہ شاعر یہ کہنا چاہتا ہے کہ کوئی بھی نہیں بچا ہے جو دنیا کی محبت اور اس میں باقی رہنے کی محبت میں فریفتہ نہ ہوا ہو۔
(۲)	أَكَانَ تُرَاثًا مَاتَنَاوَلْتُ أَمْ كَسْبًا	تسویہ	کیونکہ مطلب یہ ہے کہ جب مجھے بلندیاں حاصل ہوگئیں تو برابر ہے کہ وہ میراث میں ملی ہوں یا کسب سے حاصل ہوئی ہوں۔
(۳)	وَهَلْ تُغْنِي الرَّسَائِلُ فِيْ عَدُوٍّ	نفی	کیونکہ مطلب یہ ہے کہ یہ خطوط فائدہ نہیں دیتے ہیں
(۴)	لِمَ ادَّخَرْتَ الصَّارِمَ الْمَصْقُوْلَا	تعجب	اس لئے کہ مطلب یہ ہے کہ شاعر کی دہشت ظاہر ہو رہی ہے وہ تعجب سے سوال کرتا ہے کہ کون سے بڑے معاملہ کے لئے تم تلوار تیار کر رہے ہو، جبکہ شیر جیسے بہادر جانور کو تو تم ایک کوڑے سے گرا دیتے ہو۔
(۵)	أَ أُلْبِسُ هُجْرَ الْقَوْلِ الخ	انکار	کیونکہ ابوتمام یہ کہنا چاہتا ہے کہ میرے لئے ایسے آدمی کی ہجو مناسب نہیں ہے جس نے مجھے اپنے فضل واحسان سے ڈھانپ رکھا ہو۔
(۶)	وَكَيْفَ أَخَافُ الْفَقْرَ الخ	تعجب	کیونکہ ممدوح کی فیاضی پر مضبوط اعتماد کے بعد شاعر تعجب کر رہا ہے کہ کسی فقر کا خوف کیسے اس کو الجھن میں ڈال سکتا ہے۔
(۷)	مَا أَنْتَ يَا دُنْيَا أَرُؤْيَا نَائِمٍ الخ	تعجب	شاعر دنیا کے حسن و جمال اور جلدی سے ختم ہو جانے پر تعجب کر رہا ہے۔

(۸)	مَالَكَ تُعْنٰى بِالْأَسِنَّةِ الخ	تعجب	شاعر تعجب کر رہا ہے کہ ممدوح ہتھیار جمع کر رہا ہے حالانکہ اس کو کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ اس کا مقدر ہی دشمنوں کو زخمی کر دیتا ہے اور بغیر نیزوں کے مار دیتا ہے۔
(۹)	هَلْ بِالطُّلُوْلِ لِسَائِلٍ رَدٌّ الخ	تمنی	شاعر تمنا کر رہا ہے کہ کاش ٹیلے سوال کا جواب دیتے اور بات کرتے۔
(۱۰)	حَتّٰى مَتٰى أَنْتَ فِى لَهْوٍ وَفِيْ لَعِبٍ؟	استبطاء	اس لئے کہ شاعر مخاطب سے کہنا چاہتا ہے کہ تیرے اوپر لمبا زمانہ گذرا اور تو آخرت سے غافل ہے۔
(۱۱)	أَيُحِيْطُ مَايَفْنٰى بِمَالَا يَنْفَدُ	نفی	مطلب نہیں احاطہ کر سکتی ہے۔
(۱۲)	مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ إِلَّا بِإِذْنِهٖ	تحدی وتعجیز	مطلب چیلنج کرنا ہے کہ کونسا انسان اس مقام تک پہنچ سکتا ہے بغیر اللہ کی اجازت کے۔
(۱۳)	أَيَدْرِيْ الرَّبْعُ أَيَّ دَمٍ أَرَاقَا	تمنی	شاعر تمنا کر رہا ہے کہ کاش حویلی یہ جانتی جو اس نے خون ریزی کی ہے اور جو اس نے دلوں میں شوق وامنگ پیدا کی ہے۔
(۱۴)	وَكَيْفَ تُعِلُّكَ الدُّنْيَا بِشَيْئٍ	تعجب	متنبی تعجب کر رہا ہے کہ سیف الدولہ تو دنیا کا طبیب ہے اور اس کی بیماریوں اور فساد و بگاڑ میں شفا بخش ہے پھر اس کے بیمار ہونے کا کیسے قصد کیا جاتا ہے۔
//	وَكَيْفَ تَنُوْبُكَ الشَّكْوٰى بِدَاءٍ	تعجب	متنبی تعجب کر رہا ہے کہ سیف الدولہ کو کوئی مصیبت کیسے پہنچ سکتی ہے جبکہ حوادث کے وقت اس سے فریاد رسی کی جاتی ہے اور وہ شکایتوں اور مصیبتوں کو دفع کرتا ہے۔
(۱۵)	أَتَظُنُّ أَنَّكَ لِلْمَعَالِيْ كَاسِبُ	تحقیر	کیونکہ شاعر مخاطب کی شان کو گرا رہا ہے اور نیچا دکھا رہا ہے جیسا کہ سیاق کلام سے سمجھا جا رہا ہے۔

التمرین - ٦

(۱) استفہام کی تمام ادات کو دو مفید جملوں میں استعمال کریں، اور جو سوال آپ لائیں اس کا جواب دیں، اور استفہام کی غرض حقیقی معنی رکھیں۔

(۲) ہمزۂ استفہام کو چھ جملوں میں استعمال کریں، اس طرح کہ ان میں سے پہلے تین میں " **ہمزہ** " طلب تصور کے لئے ہو، اور آخری تین میں طلب تصدیق کے لئے ہو، اور آپ استفہام کی غرض اس کا حقیقی معنی رکھیں۔

(۳) تین جملہ استفہامیہ بنائیں، ہر جملہ میں اداۃ استفہام "**ھل**" ہو، اور استفہام کی غرض حقیقی معنی ہو۔

(۴) تین جملے بنائیں جن میں اداۃ استفہام "**انی**" ہو، اور انی کے جتنے معانی آپ کو معلوم ہیں وہ پورے بیان کریں، اور استفہام کی غرض حقیقی معنی ہو۔

حل تمرین - ٦

جواب نمبر (۱)

ادات استفہام	سوال	جواب
ھمزہ	أَمُسَافِرٌ أَخُوْكَ أَمْ مُقِيْمٌ ؟	ھو مقيمٌ
//	أَيُزْرَعُ الْقُطْنُ فِي غَيْرِ مِصْرَ ؟	نعم
ھل	هَلْ لِلصَّدِيْقِ الوَفِيِّ وُجُوْدٌ ؟	لا
//	هَلْ يُحِسُّ النَّبَاتُ ؟	نعم
مَن	مَنْ فَتَحَ مِصْرَ ؟	عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
//	مَنْ اَوَّلُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ ؟	اوّلھم ابوبکر رضی اللہ عنہ
مَا	مَا السُّرى ؟	اَلسُّرَى السَّيْرُ لَيْلًا
//	مَا الخبر؟	هُوَالْكَلَامُ الَّذِیْ يَحْتَمِلُ الصِّدْقُ وَالْكِذْبَ لِذَاتِهِ
متی	مَتٰى يُزْرَعُ الْقُطْنَ فِی مِصْرَ ؟	فِي فَصْلِ الرَّبِيْعِ يُزْرَعُ الْقُطْنُ فِي مِصْرَ
//	مَتٰى يَكْثُرُ السَّيَّاحُ فِيِ مِصْرَ؟	فِي الشِّتَاءِ

ایان	أَيَّانَ يَوْمُ الْفَصْلِ فِي قَضِيَّتِيْ ؟	يَوْمُ الْخَمِيْسِ
//	أَيَّانَ يَوْمُ الاِمْتِحَانِ ؟	اَوَّلَ يَوْمٍ فِي الشَّهْرِ الْمُقْبِلِ
کیف	كَيْفَ أَنْتَ ؟	أَنَا فِي خَيْرٍ وَعَافِيَةٍ .
//	كَيْفَ بَاتَ الْمَرِيْضُ ؟	بَاتَ مُسْتَرِيْحًا.
این	أَيْنَ يَصُبُّ النِّيْلُ ؟	يَصُبُّ النِّيْلُ فِي الْبَحْرِ الْأَبْيَضِ الْمُتَوَسِّطِ .
//	أَيْنَ يَكْثُرُ النَّخِيْلُ؟	يَكْثُرُالنَّخِيْلُ فِي الْبِلَادِ الْحَارَّةِ.
انی	أَنّٰى تَكُوْنُ لَهُ الرِّيَاسَةُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَكْبَرُمِنْهُ سِنًّا؟	تَكُوْنُ لَهُ الرِّيَاسَةُ عَلَيْكُمْ لِأَنَّهُ أَحْزَمُكُمْ.
//	أَنّٰى لَكِ هٰذَا الْمَالُ ؟	وَرِثْتُهُ عَنْ اَبِيْ.
کم	كَمْ كِتَابًا قَرَأْتَ ؟	قَرَأْتُ كِتَابَيْنِ.
//	كَمْ حُجْرَةً فِي الْمَنْزِلِ ؟	فِي الْمَنْزِلِ سِتُّ حُجُرَاتٍ.
ایّ	أَيُّ فُصُوْلِ السَّنَةِ تَفْضُلُ ؟	أَفْضَلُ الْفُصُوْلِ فَصْلُ الرَّبِيْعِ
//	أَيَّ بَلَدٍ تَسْكُنُ ؟	أَسْكُنُ الْقَاهِرَةَ

جواب نمبر (۲)

(۱) أَصَبَاحًا سَافَرْتَ أَمْ مَسَاءً؟ ــ کیاتم نے صبح سفر کیا یا شام میں؟

(۲) أَمَاشِيًاجِئْتَ أَمْ رَاكِبًا ؟ــ کیاتم پیدل آئے یا سوار ہوکر؟

(۳) أَفِي الْمَدْرَسَةِ كِتَابُكَ أَمْ فِي الْمَنْزِلِ ؟ ــ کیاتمہاری کتاب مدرسہ میں ہے یا گھر میں؟

(۴) أَعَادَ الرَّسُوْلُ ؟ ــ کیا قاصد لوٹ آیا؟

(۵) أَتُقْبَلُ تَوْبَةُ الْمُذْنِبِ ؟ ــ کیا گنہگار کی توبہ قبول ہوگی؟

(۶) أَتُجِيْدُ السِّبَاحَةَ ؟ ــ کیاتم عمدہ تیراکی کرتے ہو؟

جواب نمبر (۳)

(۱) **هَلِ الْمِرِّيْخُ مَسْكُوْنٌ ؟** کیا مریخ آباد ہے؟
(۲) **هَلْ تَسِيْرُ الْكَوَاكِبُ ؟** کیا ستارے چلتے ہیں؟
(۳) **هَلِ الشَّمْسُ أَكْبَرُ الْكَوَاكِبِ ؟** کیا سورج تمام سیاروں میں بڑا ہے ؟

جواب نمبر (۴)

(۱) **أَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْفَضْلُ عَلَيْنَا ؟** اس کو ہم پر فضیلت کیسے ہوگی؟ انی یہاں کیف کے معنی میں ہے
(۲) **أَنّٰى لَكُمْ هٰذِهِ الأَمْوَالُ الْكَثِيْرَةُ وَقَدْ عَهِدْتُكُمْ مُعْدِمِيْن ؟** (انی یہاں من این کے معنی میں ہے) تمہارے پاس یہ بہت سارے اموال کہاں سے آگئے جبکہ میں نے تمہیں تو تنگدست پایا ہے۔
(۳) **أَنّٰى يَفِيْضُ النِّيْلُ ؟** دریائے نیل کب بہے گا؟ (انی یہاں متی کے معنی میں ہے)

التمرین-۷

(۱) تین جملہ استفہامیہ بنائیں اسطرح کہ پہلے میں استفہام تسویہ پر دلالت کرے، دوسرے میں نفی پر اور تیسرے میں انکار پر۔
(۲) تین جملہ استفہامیہ بنائیں، پہلے میں تعظیم پر دلالت ہو، دوسرے میں تحقیر پر، اور تیسرے میں توبیخ پر۔
(۳) ایسے استفہام کی مثال بیان کریں جو اصلی معنی سے ہٹ کر تعجب کا معنی دے، پھر تمنی کا پھر استبطاء کا۔

حل تمرین-۷

جواب نمبر (۱)

(۱) **سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَالَنَا مِنْ مَحِيْص** ــــ برابر ہے ہمارے اوپر خواہ شکوہ کریں یا صبر کریں ہمارے لئے کوئی چھٹکارہ نہیں ہے۔ (تسویہ)
(۲) **مَتٰى يَسْتَقِيْمُ الظِّلُّ وَالْعُوْدُ أَعْوَجُ** ــــ سایہ کب سیدھا ہوگا جبکہ لکڑی ٹیڑھی ہے۔
(۳) **أَيُثَابُ الْمُسِيْءُ وَيُعَاقَبُ الْمُحْسِنُ** ــــ کیا برے آدمی کو اچھا بدلہ ملے گا اور نکوکار کو سزا ملے گی؟ (انکار)

جواب نمبر (۲)

(۱) مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ بَنَوا مَجْدَ مِصْرَ؟ــ یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے مصر کی شرافت کو تعمیر کیا۔ (تعظیم)

(۲) أَهٰذَا الَّذِيْ كُنْتَ تَعْتَمِدُ عَلَيْهِ ؟ ــ کیا یہ یہی آدمی ہے جس پر تم اعتماد کرتے ہو۔ (تحقیر)

(۳) أَتَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ ــ کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو۔ (توبیخ)

جواب نمبر (۳)

(۱) أَتُسِيْئُ إِلَى النَّاسِ ثُمَّ تَرْجُوأَنْ تَكُوْنَ سَيِّدًا ؟ ــ کیا تم لوگوں کے ساتھ برائی کرتے ہو اور سردار ہونے کی امید کرتے ہو۔ (تعجب)

(۲) هَلْ زَمَانُ الشَّبَابِ يَعُوْدُ؟ ــ کیا جوانی کا زمانہ لوٹ آئے گا؟ (تمنی)

(۳) اِلَامَ تَلْهُوْوَتَنِي وَمُعْظَمُ الْعُمْرِفَنِيْ ــ کب تک کھیل کود اور لہو ولعب کروگے جبکہ عمر کا بڑا حصہ ختم ہو چکا۔ (استبطاء)

التمرین - ۸

آنے والے دو شعروں کی تشریح کریں اور ان میں استفہام کی غرض بیان کریں، یہ دونوں شعر ایک دیہاتی کی طرف منسوب ہیں جو فضل بن یحیی برمکی کی تعریف کر رہا ہے۔

(۱) اے فضل بن یحیی! ایک ملامت کرنے والی نے جود وسخاوت کے بارے میں آپ کو ملامت کی ہے تو میں نے اس سے کہا کہ کیا ملامت نے سمندر میں کوئی اثر کیا ہے؟

(۲) کیا تو فضل کو مخلوق پر عطاء و بخشش سے روکتی ہے، اور بادل کو برسنے سے کون روک سکتا ہے؟

اشعار کی تشریح:-

شاعر فضل بن یحیی کی اس کی کثرت جود وسخاء پر تعریف کر رہا ہے، اور ایک ملامت کرنے والی کو خیال میں متصور کر رہا ہے جو اس کے زیادہ خرچ کرنے پر اور اس کے مال لٹانے پر ملامت کرتی ہے، تو شاعر اس کو کہتا ہے، تیری ملامت اس میں اثر انداز نہیں ہوگی اور نہ اس کی سخاوت سے اس کو روکے گی، اس لئے کہ ممدوح مثل سمندر ہے، اس کی طبیعت ہی جود وسخا ہے، اور یہ طبیعت کسی کی ملامت سے نہیں بدلے گی، پھر شاعر لوٹ کر دوسرے شعر

میں اسی معنی کو خوبصورت انداز سے اور موکد کررہا ہے، پس کہتا ہے، تیرا اسکو اسکی سخاوت اور خرچ کرنے پر ملامت کرنا بیکار جائے گا، اس لئے کہ ممدوح مثل بادل ہے اس کی عادت ہی برسنا ہے اور اسکی طبیعت ہی لوگوں کو عمومی بارش دینا ہے اور بادل کو اس بارے میں کوئی ملامت نہیں کرتا ہے۔

اشعار میں استفہام تین جگہ ہے

(۱) **هَلْ أَثَّرَ اللَّوْمُ فِي الْبَحْرِ ؟** ــــ یہاں استفہام کی غرض نفی ہے، کیونکہ معنی ہے کہ ملامت سمندر میں اثر نہیں کرتی ہے۔

(۲) **أَتَنْهَيْنَ فَضْلًا عَنْ عَطَايَاهُ لِلْوَرٰى ؟** ــــ استفہام یہاں تعجب کے لئے ہے، شاعر تعجب کررہا ہے اس ملامت کرنے والی پر کہ کیسے تو عطا سے روکتی ہے جبکہ وہ مثل بادل ہے، اس کی طبیعت ہی جود و سخا ہے۔

(۳) **وَمَنْ ذَا الَّذِی يَنْهَى الْغَمَامَ عَنِ الْقَطْرِ ؟** ــــ استفہام یہاں نفی کے لئے ہے، شاعر یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ مخلوق کی طاقت نہیں ہے کہ وہ بادل کو سخاوت سے روکے۔

* * *

۴- التمنی

الامثلة (مثالیں)

(۱) ابن الرومی نے ماہ رمضان کے بارے میں کہا ہے ۔

فَلَيْتَ اللَّيْلَ فِيْهِ كَانَ شَهْرًا	**وَمَرَّ نَهَارُهُ مَرَّ السَّحَابِ**

ترجمہ:- کاش کہ رات اس میں ایک ماہ کی ہوجاتی، اور اس کا دن بادلوں کے گذرنے کی طرح گذر جاتا۔

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ **فَهَل لَّنَا مِن شُفَعَاء فَيَشْفَعُواْ لَنَا** (اعراف ۵۳) کاش ہمارے لئے سفارشی ہوتے جو ہماری سفارش کرتے۔

(۳) جریر کا شعر ہے ۔

وَلَّى الشَّبَابُ حَمِيْدَةً أَيَّامُه	**لَوْكَانَ ذٰلِكَ يُشْتَرٰى أَوْيَرْجِعُ**

ترجمہ:- جوانی تو چلی گئی اس حال میں کہ اس کے ایام بڑے اچھے تھے، کاش اسے خریدا جاتا یا وہ لوٹ کر آجاتی۔

(۴) کسی شاعر کا شعر ہے۔

أَ سِرْبَ الْقَطَا هَلْ مَنْ يُعِيْرُ جَنَاحَهُ	لَعَلِّي إِلٰى مَنْ قَدْ هَوِيْتُ أَطِيْرُ

ترجمہ:- اے قطا پرندوں کی جماعت! کیا کوئی ہے جو اپنے پر مجھے عاریت پر دیدے، کاش میں اپنے محبوب کے پاس اڑ کر چلا جاؤں۔

(۵) اللہ تعالی کا ارشاد ہے، **يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ** (قصص ۷۹) ــ کاش ہمارے پاس بھی وہ دولت ہوتی جو قارون کو دی گئی۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

گذشتہ تمام مثالیں انشاء طلبی کے باب سے متعلق ہیں، جب آپ ہر مثال کے اندر مطلوب میں غور کریں گے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ ایک ایسی محبوب چیز ہے جس کے حصول کی امید نہیں ہے، یا تو اس کے محال ہونے کی وجہ سے جیسا کہ پہلی چار مثالوں میں، یا تو ممکن ہے مگر اسکے حصول کی توقع نہیں ہے، جیسا کہ آخری مثال میں، اور انشاء کی اس قسم کو "**تمنی**" کہا جاتا ہے۔

اور گذشتہ مثالوں میں تمنی کا فائدہ دینے والے ادوات، "**لیت، هل، لو** اور **لعل**" ہے، ــ مگر پہلے ادات نے تمنی کا فائدہ دیا ہے اپنی اصل وضع کے اعتبار سے، اور باقی تین تمنی کے معنی میں چند بلاغی نکات کی وجہ سے استعمال کئے گئے ہیں، ــ یہ تو ہو گیا تمنی، اور اگر وہ محبوب مطلوب ممکن ہو اور اسکے حصول کی توقع ہو تو اسکے طلب کرنے کو "**ترجی**" کہیں گے، اور ترجی کے لئے "**لعل** اور **عسی**" مستعمل ہیں، ــ اور کبھی ترجی کے لئے "**لیت**" بھی استعمال ہوتا ہے کسی ایسے سبب کی وجہ سے جو ادیب و بلیغ کو مقصود ہوتا ہے، جیسا کہ متنبی کے شعر میں،

فَيَالَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَ اَحِبَّتِي	مِنَ الْبُعْدِ مَابَيْنِي وَبَيْنَ الْمَصَائِبِ

ترجمہ:- شاید میرے اور میرے دوستوں کے درمیان وہ دوری ہے جو دوری میرے اور مصیبتوں کے درمیان ہے۔

القواعد (قاعدے)

(۴۹) تمنی: کسی ایسے محبوب امر کا طلب کرنا ہے جسکے حصول کی امید نہ ہو، یا تو محال ہونے کی وجہ سے یا ممکن تو ہے مگر اسکے حصول کی توقع نہیں ہے۔

(۵۰) تمنی کے لئے وضع شدہ لفظ "**لیت**" ہے، اور کبھی بلاغت کے کسی مقصد کی وجہ سے "**هل، لو**"، اور "**لعل**" کو بھی تمنی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

(۵۱) اور جب وہ محبوب امر ایسا ہو جسکے حصول کی امید ہو تو اسکی طلب کا نام ترجی ہے، اور اس میں لعل یا عسی کو استعمال کیا جاتا ہے، اور کبھی بلاغت کے کسی مقصد سے لیت بھی ترجی میں استعمال ہوتا ہے۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

تمنی یا ترجی اور اسکے ادوات کی تعیین میں

(۱) صریع الغوانی کا شعر ہے ۔

وَاهًا لِأَيَّامِ الصِّبَا وَزَمَانِهِ	لَوْ كَانَ أَسْعَفَ بِالْمُقَامِ قَلِيلاً

ترجمہ:- تعجب ہے بچپنے کے ایام اور اس کے زمانہ پر، کاش وہ تھوڑی دیر اور ٹھہر کر ساتھ دیتے۔

(۲) ابوطیب متنبی کا شعر ہے ۔

فَلَيْتَ هَوَى الْأَحِبَّةِ كَانَ عَدْلًا	فَحَمَّلَ كُلَّ قَلْبٍ مَا أَطَاقَا

ترجمہ:- کاش دوستوں کی محبت اعتدال کے ساتھ ہوتی تو ہر دل پر اتنا ہی بوجھ ڈالتی جتنی وہ طاقت رکھتا ہے۔

(۳) اللہ تعالی کا ارشاد ہے

فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ (غافر ۱۱) کاش نکلنے کا کوئی راستہ ہوتا۔

الاجابہ (نمونے کا حل)

نمبر شمار	مرادی معنی	ادات	وضاحت
(۱)	تمنی	لو	کیونکہ مطلوب ممکن ہے مگر اسکا حصول متوقع نہیں ہے
(۲)	ترجی	لیت	کیونکہ مطلوب یہاں ممکن ہے اور اسکا حصول بھی متوقع ہے
(۳)	تمنی	هل	کیونکہ مطلوب یہاں ممکن تو ہے مگر اسکا حصول متوقع نہیں ہے

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں تمنی اور ترجی کو بیان کریں، اور ادات کے غیر موضوع لہ معنی میں استعمال کی وجہ بیان کریں۔

(۱) مروان ابن ابی حفصہ نے معن بن زائدہ کے مرثیہ میں کہا ہے۔

اسکی موت پر خوش ہونے والے کاش اس پر جان فدا کرتے، کاش زندگی اسکی دراز کی جاتی پس وہ لمبی ہو جاتی۔

(۲) ابوطیب متنبی نے سیف الدولہ کی بہن کے مرثیہ میں کہا ہے۔

کاش دو آفتابوں میں سے طلوع ہونے والا آفتاب غائب ہو جاتا، اور دو آفتابوں میں غائب ہونے والا آفتاب غائب نہ ہوتا۔

(۳) ایک دوسرے شاعر کا شعر ہے۔

کاش وہ راتیں جس نے ہمارے درمیان جدائی کر کے میرے جسم کو بیمار کر دیا ہے، وہ کسی دن مجھے اور اس (میرے محبوب) کو جمع کر دیتی۔

(۴) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ اے ہامان تم میرے لئے ایک بلند عمارت تعمیر کرو، شاید میں آسمانوں کی راہوں تک پہنچ سکوں۔

(۵) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ کاش ہمارے لئے دوبارہ لوٹنا ہوتا تو ہم مومنین میں سے ہو جاتے۔

(۶) ایک شاعر کا شعر ہے۔

اے سلمی کے دونوں مکانو! تم پر سلام ہو، کاش وہ زمانے جو گذر گئے لوٹ آتے۔

(۷) متنبی کا شعر ہے۔

کاش یہ بادشاہ لوگوں کو ان کے درجات کے مطابق عطا کرتے، تو کسی کمینہ کے لئے ان کے یہاں کوئی طمع ولالچ کا موقع نہ رہتا۔

(۸) کسی شاعر نے مدح میں کہا ہے۔

کاش مدحیہ قصیدے ممدوح کے مناقب کا احاطہ کر لیتے تو معلوم ہو جاتا کہ کُلیب کا کیا مقام ہے، اور پہلے زمانے والوں کا کیا درجہ ہے۔

حل تمرین - ۱

نمبر شمار	صیغۂ تمنی	ادات	معنی مرادی	وضاحت
(۱)	فَلَيْتَ الشَّامِتِيْنَ بِهِ فَدَوْهُ	لیت	تمنی	اسلئے کہ مطلوب یہاں ممکن ہے، اسکا حصول غیر متوقع ہے اور لیت اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہے
〃	وَلَيْتَ الْعُمْرَ مُدَّلَهُ فَطَالَا	لیت	تمنی	اسلئے کہ مطلوب یہاں ممکن ہے، اسکا حصول غیر متوقع ہے اور لیت اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہے
(۲)	فَلَيْتَ طَالِعَةَ الشَّمْسَيْنِ غَائِبَةٌ	لیت	تمنی	اسلئے کہ مطلوب یہاں ممکن ہے، اسکا حصول غیر متوقع ہے اور لیت اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہے
〃	وَلَيْتَ غَائِبَةَ الشَّمْسَيْنَ لَمْ تَغِبِ	لیت	تمنی	اسلئے کہ مطلوب یہاں ممکن ہے، اسکا حصول غیر متوقع ہے اور لیت اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہے
(۳)	عَسَى اللَّيَالِيَ الَّتِيْ أَضْنَتْ بِفُرْقَتِنَا	علَّ	ترجی	اسلئے کہ مطلوب یہاں ممکن متوقع الحصول ہے، اور ادات علَّ اپنے حقیقی معنی میں ہے
(۴)	لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ	لعل	تمنی	اسلئے کہ مطلوب یہاں ممکن غیر متوقع الحصول ہے اور لعل یہاں لیت کے معنی میں مستعمل ہے متمنی کو ممکن قریب الحصول کی صورت میں ظاہر کرنے کے لئے

(۵)	فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً	لو	تمنی	اسلئے کہ مطلوب یہاں غیر ممکن الحصول ہے اور لوکو لیت کی جگہ استعمال کیا گیا ہے مطلوب کی دوری ظاہر کرنے میں مبالغہ کے لئے، اسلئے کہ لو اصل وضع میں امتناع شرط کی وجہ سے امتناع جواب پر دلالت کرتا ہے
(٦)	هَلِ الْأَزْمُنُ اللَّاتِيْ مَضَيْنَ رَوَاجِعُ	ھل	تمنی	اسلئے کہ مطلوب یہاں محال ہے، اور ھل کو لیت کی جگہ استعمال کیا گیا ہے، متمنی کو اس پر توجہ اور کامل شوق کی وجہ سے ممکن قریب الحصول کی صورت میں ظاہر کرنے کیلئے
(۷)	لَيْتَ الْمُلُوْكَ عَلَى الْأَقْدَارِ مُعْطِيَةٌ	لیت	ترجی	اسلئے کہ مطلوب یہاں متوقع الحصول ہے اور لیت کو لعل کی جگہ استعمال کی وجہ یہ ہے کہ متوقع چیز کو محال کی صورت میں پیش کیا جائے اسکے حصول کے بعید ہونے میں مبالغہ کیلئے
(۸)	لَيْتَ الْمَدَائِحَ تَسْتَوْفِيْ مَنَاقِبَهُ	لیت	ترجی	یہاں بھی وہی وضاحت ہے جو اسکے اوپر والے میں ہے

التمرین - ۲

(۱) ہر ادات کی دو مثالیں لائیں جو تمنی کا فائدہ دے۔

(۲) ترجی کی دو مثالیں لائیں، اور پہلی مثال "**لعل**" اور دوسری میں "**عسی**" استعمال کریں۔

(۳) ترجی کی دو مثالیں لائیں، اور ہر مثال میں "**لیت**" استعمال کریں، اور "**لیت**" کو ترجی کے لئے اختیار کرنے کا سبب بلاغی بیان کریں۔

حل تمرین - ۲

جواب نمبر (۱)

(۱) لَيْتَ الْكَوَاكِبَ تَدْنُوْلِي فَأَنْظِمَهَا	عُقُوْدَ مَدْحٍ فَمَا أَرْضٰى لَكُمْ كَلِمِي

کاش ستارے میرے قریب ہوتے تو اسکو میں آپ کی مدح کے ہار میں پروتا، اسلئے کہ میں آپ پر صرف میرے کلمات پر خوش نہیں ہوں۔

(۲) لَيْتَ أُمِّي لَمْ تَلِدْنِي ــ کاش میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا۔

☆☆☆

(۱) هَلْ مِنْ سَبِيْلٍ إِلَى الْخُلُوْدِ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا ــ کاش اس دنیا میں ہمیشہ رہنے کی کوئی راہ ہوتی۔

(۲) هَلْ تَطُوْلُ الْأَحْلَامُ اللَّذِيْذَةُ ــ کاش مزیدار خواب لمبے ہوتے۔

☆☆☆

(۱) لَوْ أَنَّ اَيَّامَ الصِّبَا تَعُوْدُ ــ کاش بچپنے کے دن لوٹ آتے۔

(۲) لَوْ أَنَّ النَّعِيْمَ يَدُوْمُ ــ کاش نعمتیں ہمیشہ رہتیں۔

☆☆☆

(۱) أَسِرْبَ الْقَطَاهَلْ مَنْ يُعِيْرُ جَنَاحَهُ	لَعَلِّي إِلٰى مَنْ قَدْ هَوِيْتُ اَطِيْرُ

اے قطا پرندوں کی جماعت! کاش کوئی اپنا پر مجھے عاریت پر دیتا تو میں اڑ کر محبوب کے پاس پہنچ جاتا۔

(۲) لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّي حِيْنَ يَقْسِمُهَا	تَأْتِيْ عَلٰى حَسَبِ الْعِصْيَانِ فِي الْقَسَمِ

کاش میرے رب کی رحمت جب وہ اسکو تقسیم کرتا تو نافرمانیوں کے اعتبار سے حصہ میں آتی۔

جواب نمبر (۲)

(۱) لَعَلَّ عَتْبَكَ مَحْمُوْدٌ عَوَاقِبُهُ	وَرُبَمَا صَحَّتِ الْاَجْسَامُ بِالْعِلَلِ

شاید تمہارے عتاب کا انجام اچھا ہے، اور بسا اوقات جسم بیماریوں کے بعد زیادہ صحت مند ہو جاتے ہیں۔

(۲) عَسَى الْكَرْبُ الَّذِىْ أَمْسَيْتُ فِيْهِ	يَكُوْنُ وَرَاءَهُ فَرَجٌ قَرِيْبٌ

شاید وہ بے چینی جس میں میں نے شام کی ہے، اسکے بعد قریبی کشادگی ہوگی۔

جواب نمبر (۳)

(۱) لَيْتَكَ تُخْلِصُ فِي مَوَدَّتِكَ ــ کاش تو اپنی محبت میں مخلص ہوتا (یہ بات آپ نافرمان دوست

سے کہیں)

(۲) **لَيْتَ الصِّحَّةَ تَعُوْدُ إِلَيَّ** ۔کاش تندرستی میرے پاس لوٹ آتی (یہ بات کوئی مایوس مریض کہے)

ان دونوں مثالوں میں لیت رجاء کا فائدہ دے رہا ہے، کیونکہ مطلوب دونوں میں ممکن ہے اسکا حصول متوقع ہے، لیکن متکلم نے لیت کے استعمال کو ترجیح دی جبکہ مقام لعل کے استعمال کا تھا ـــ تا کہ متوقع چیز کو محال کی صورت میں ظاہر کرے، اسکے بعید الحصول ہونے میں مبالغہ بتانے کے لئے۔

التمرین - ۳

کافور کی مدح میں متنبی کے ان دو اشعار کو فصیح انداز میں نثر کریں۔

(۱) اللہ تعالی اس دنیا کو غارت کرے جو ہر سوار کی منزل ہے، اور ہر بلند ہمت آدمی اس میں مبتلائے عذاب ہے۔

(۲) کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میں کوئی ایسا قصیدہ کہہ سکوں گا جس میں نہ شکایت ہوگی نہ عتاب ہوگا۔

حل تمرین - ۳

اشعار نثر میں:- قَبَّحَ اللّٰهُ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَلَعَنَهَا مِنْ دَارٍ، فَهِيَ مَقَامُ شَقَاءٍ وَتَعَبٍ لِأَهْلِيْهَا، وَلَاسِيِّمَا ذَوِي الْهُمُوْمِ الْكَبِيْرَةِ وَالْمَطَالِبِ الْعَالِيَةِ، وَإِنِّيْ وَقَدْ سَمَتْ إِلَى الْمَنَاصِبِ الرَّفِيْعَةِ هِمَّتِي دَائِمُ التَّشَكِّي كَثِيْرُ الْآلَامِ، وَكَمْ أَتَمَنّٰى لَوْعَلِمْتُ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ يُصَافِيْنِيْ فِيْهِ الزَّمَانُ فَأُنْشِدُ قَصَائِدِي خَالِيَةً مِنْ شِكَايَةِ الدَّهْرِ وَمُعَاتَبَةِ الْأَيَّامِ.

ترجمہ:- اللہ تعالی اس دار دنیا کو غارت کرے اور اس پر لعنت کرے، پس یہ دنیا والوں کے لئے شقاوت وتھکان کی جگہ ہے، خصوصا بڑی ہمت اور بلند حوصلے والوں کے لئے، اور میں بھی ـــ جب میری ہمت بلند حوصلوں کی طرف بڑھی ـــ دائمی بیماری اور بہت مصیبتوں میں ہوگیا، اور کتنی مرتبہ میں نے تمنا کی کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کسی دن زمانہ میرے سے دوستی کرے تو میں زمانے کی شکایت اور اسپر عتاب سے خالی اپنے قصیدے کہوں۔

۵ - النداء

الامثلة (مثالیں)

(۱) ابوطیب متنبی نے قید خانے سے گورنر کے نام خط لکھا ۔

أَمَالِكَ رِقِّي وَمَنْ شَأْنُهُ	هِبَاتُ اللُّجَيْنِ وَعِتْقُ الْعَبِيْدِ
دَعَوْتُكَ عِنْدَ انْقِطَاعِ الرَّجَا	ءِ وَالْمَوْتُ مِنِّى كَحَبْلِ الْوَرِيْدِ

ترجمہ:- اے میری غلامی کے مالک! اور وہ شخص جسکی شان چاندی کے عطیات اور غلاموں کو آزاد کرنا ہے، میں نے تجھے امیدوں کے ختم ہو جانے کے وقت پکارا، جبکہ موت مجھ سے شہ رگ کی طرح قریب ہے۔

(۲) اور ابونواس کا شعر ہے ۔

يَا رَبِّ إِنْ عَظُمَتْ ذُنُوْبِىْ كَثْرَةً	فَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ عَفْوَكَ أَعْظَمُ

ترجمہ:- اے میرے رب! اگر میرے گناہ بہت ہی زیادہ ہو گئے ہیں تو بھی مجھے یقین ہے کہ آپ کا عفو اس سے بہت بڑا ہے۔

(۳) فرزدق نے اپنے آباء و اجداد پر فخر کرتے ہوئے اور جریر کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے ۔

أُولٰئِكَ آبَائِى فَجِئْنِى بِمِثْلِهِمْ	إِذَا جَمَعَتْنَا يَاجَرِيْرُ الْمَجَامِعُ

ترجمہ:- یہ میرے آباء و اجداد ہیں، اے جریر! تو ان کے جیسے لا کے دکھا جب محفلیں ہمیں اکٹھا کریں۔

(۴) ایک دوسرے شاعر کا شعر ہے ۔

أَيَا جَامِعَ الدُّنْيَا لِغَيْرِ بَلَاغَةٍ	لِمَنْ تَجْمَعُ الدُّنْيَا وَأَنْتَ تَمُوْتُ

ترجمہ:- اے بے انتہا دنیا کے جمع کرنے والے! آخر تو دنیا کس کے لئے جمع کر رہا ہے جبکہ تو مر جائے گا۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

جب ہم کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں تو ادعو کے قائم مقام کسی حرف کے بعد اسکی کوئی صفت یا نام ذکر کر کے بلاتے ہیں، اسکا نام "**ندا**" ہے۔

حروف ندا یہ ہیں **همزه - ای، یا، آ، آی، ایا، هیا، وا**

ندائے قریب میں اصل یہ ہے کہ ''ہمزہ'' یا ''ای'' سے پکارا جائے، اور ندائے بعید میں ان دو حرفوں کے علاوہ باقی حروف ندا سے پکارا جائے، --مگر یہاں بلاغت کے چند اسباب ایسے ہیں جو تقاضا کرتے ہیں اس اصل کی مخالفت کا، ہم آگے آپ کے سامنے ان اسباب کی وضاحت کررہے ہیں۔

آپ پہلی مثال میں غور کریں، اس میں منادی بعید ہے، لیکن ابوطیب متنبی ''ہمزہ'' سے ندا کررہا ہے جو قریب کے لئے وضع کیا گیا ہے، تو یہاں بلاغت کا سبب کیا ہے؟ تو سبب یہ ہے کہ ابوطیب یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ بعد مکانی کے باوجود اسکے دل میں قریب ہے اور ذھن میں مستحضر ہے، اسکے دل سے کبھی غائب نہیں ہوتا ہے تو گویا ایک ہی جگہ میں اسکے ساتھ موجود ہے، اور یہ وہ بلاغتی نکتہ ہے جس سے ''ہمزہ'' اور ''ای'' کا استعمال جائز ہو جاتا ہے۔

اسکے بعد باقی تین مثالوں میں دیکھیں، سب میں منادی قریب ہے، لیکن متکلم نے ان میں وہ حروفِ ندا استعمال کئے ہیں جو بعید کے لئے وضع کئے گئے ہیں، تو اسکا سبب کیا ہے؟

تو دوسری مثال میں سبب یہ ہے کہ منادی بڑے درجہ والا اور بڑی شان والا ہے تو عظمت و مرتبہ میں دوری گویا مسافت میں دوری ہے، اسی لئے متکلم نے اسکی ندا میں وہ حرف اختیار کیا جو ندائے بعید کے لئے موضوع ہے، تاکہ اسکی بلند شان کی طرف اشارہ کرے۔

تیسری مثال میں سبب یہ ہے کہ مخاطب متکلم کے اعتقاد میں گھٹیا شان اور چھوٹے درجہ کا ہے، تو گراوٹ میں اسکی دوری گویا مسافت کی دوری ہے۔

اور آخری مثال میں مخاطب غفلت و ذھول کی وجہ سے سامنے رہتے ہوئے بھی گویا وہ متکلم کے ساتھ ایک جگہ میں حاضر نہیں ہے۔

اور کبھی حروف ندا اپنے اصلی معنی سے ہٹ کر ــ جو کہ متوجہ ہونے کو طلب کرنا ہے ــ دوسرے معانی کے لئے استعمال ہوتے ہیں جو معانی قرائن سے سمجھے جاتے ہیں، ان معانی میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) پہلا معنی زجر (ڈانٹنا) ہے جیسے شاعر کا قول ؎

يَاقَلْبُ وَيْحَكَ مَاسَمِعْتَ لِنَاصِحِ	لَمَّا ارْتَمَيْتَ وَلَا اتَّقَيْتَ مَلَامًا

ترجمہ:- اے دل! تیرا برا ہو تو نے کسی خیر خواہ کی بات نہیں سنی، جب تو نے تیر پھینکا اور کسی کی ملامت سے نہیں ڈرا۔

(۲) تحسر وتوجع (حسرت وتکلیف کا اظہار) جیسے شاعر کا قول۔

أَيَا قَبْرَمَعْنٍ كَيْفَ وَارَيْتَ جُوْدَهُ	وَقَدْ كَانَ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْبَحْرُ مُتْرَعًا

ترجمہ:- اے معن بن زائدہ کی قبر! کیسے تو نے اسکی جود وسخاوت کو چھپالیا، جبکہ اس سے خشکی وتری مالامال تھے۔

(۳) اغراء (ابھارنا) جیسے تیرا قول اس شخص سے جو تیرے پاس اپنے ظلم کا حال بیان کرنے کے لئے آئے

۔ **يَا مَظْلُوْمُ تَكَلَّمْ!** اے مظلوم! بول۔

القواعد (قاعدے)

(۵۲) ندا ''ادعو'' کے قائم مقام کسی حرف کے ذریعہ مخاطب کی توجہ طلب کرنے کا نام ہے۔

(۵۳) حروف ندا آٹھ ہیں، **همزه، أَيْ، يَا، آ، آي، أَيَا، هَيَا، وَا**

(۵۴) ہمزہ اور ای ندائے قریب کے لئے ہیں، اور ان دو کے علاوہ ندائے بعید کے لئے ہیں۔

(۵۵) کبھی بعید کو قریب کے درجہ میں اتارا جاتا ہے اور اسکو ہمزہ اور ''ای'' سے ندا کرتے ہیں، اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ منادی بعید مخاطب کے دل سے قریب اور اسکے ذھن میں مستحضر ہے۔

اور کبھی قریب کو بعید کے درجہ میں اتارا جاتا ہے پس اسکو ہمزہ اور ای کے علاوہ سے پکارا جاتا ہے، منادی قریب کے مرتبے کی بلندی یا اسکے مرتبہ کی پستی یا اسکی غفلت اور ذھنی انتشار کی طرف اشارہ کرنے کے لئے۔

(۵۶) کبھی ندا اپنے اصلی معنی سے ہٹ کر دوسرے معانی میں استعمال ہوتا ہے جو معانی قرائن سے سمجھے جاتے ہیں جیسے زجر (ڈانٹنا)، تحسر (حسرت ظاہر کرنا) اور اغراء (ابھارنا)۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

ندائے قریب وبعید کے لئے حقیقی وغیر حقیقی معانی کے بیان میں

(۱) أَبُنَيَّ إِنَّ أَبَاكَ كَارِبُ يَوْمِهِ	فَإِذَا دُعِيْتَ إِلَى الْمَكَارِمِ فَاعْجَلِ
(۲) يَامَنْ يُرَجّٰى لِلشَّدَائِدِ كُلِّهَا	يَامَنْ إِلَيْهِ الْمُشْتَكٰى وَالْمَفْزَعُ

ترجمہ:- اے پیارے بیٹے! بیشک تیرے باپ کی موت کا دن قریب ہے، پس جب تجھے اچھے کاموں کی

طرف بلایا جائے تو جلدی کر۔

اے وہ شخص! جس سے تمام مصیبتوں میں امید رکھی جاتی ہے، اے وہ شخص! جسکے پاس شکایتیں کی جاتی ہیں، اور جسکے پاس جائے پناہ ہے۔

(۳) ابو العتاھیہ کے اشعار ہیں ۔

أَيَامَنْ عَاشَ فِي الدُّنْيَا طَوِيْلًا	وَأَفْنَى الْعُمْرَ فِي قِيْلٍ وَقَالٍ
وَأَتْعَبَ نَفْسَهُ فِيْمَا سَيَفْنٰى	وَجَمَّعَ مِنْ حَرَامٍ أَوْحَلَالٍ
هَبِ الدُّنْيَا تُقَادُ إِلَيْكَ عَفْوًا	أَلَيْسَ مَصِيْرُ ذٰلِكَ لِلزَّوَالٍ

ترجمہ:- اے وہ شخص! جس نے دنیا میں لمبی زندگی گذار دی، اور زندگی چوں و چرا میں گنوا دی۔

اور جلد فنا ہونے والی چیزوں میں اپنے آپ کو تھکا دیا، اور حرام وحلال ہر طرح کا مال جمع کر دیا۔

مان لو کہ دنیا تیری طرف بن مانگے چلی آرہی ہے، تو کیا اسکا انجام زوال نہیں ہے۔

(۴) سوار بن مضرب کا شعر ہے ۔

يَا أَيُّهَا الْقَلْبُ هَلْ تَنْهَاكَ مَوْعِظَةٌ	أَوْ يُحْدِثَنْ لَكَ طُوْلُ الدَّهْرِنِسْيَانَا

ترجمہ:- اے دل کیا نصیحت تجھے روکتی ہے، یا لمبی زندگی تیرے اندر نسیان پیدا کر رہی ہے۔

(۵) ایک باپ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے لکھا ۔

أَحُسَيْنُ إِنِّي وَاعِظٌ وَمُؤَدِّبٌ	فَافْهَمْ فَأَنْتَ الْعَاقِلُ الْمُتَأَدِّبُ

ترجمہ:- اے حسین! بیشک میں نصیحت کر رہا ہوں اور تربیت دے رہا ہوں، تو خوب سمجھ لے اسلئے کہ تو عقلمند اور تہذیب یافتہ ہے۔

الاجابہ (نمونے کا حل)

(۱) اس میں ’’ہمزہ‘‘ اپنی اصل کے مطابق ندائے قریب میں استعمال ہوا ہے۔

(۲) حرف ندا ’’یا‘‘ اصل کے خلاف ندائے قریب میں استعمال ہوا ہے، منادی کے بلند مرتبہ اور عظیم الشان ہونے کی طرف اشارہ کرنے کے لئے۔

(۳) حرف ندا ''ایا'' اصل کے خلاف ندائے قریب میں استعمال ہوا ہے، منادی کی غفلت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے۔

(۴) حرف ندا ''یا'' اصل کے خلاف ندائے قریب میں استعمال ہوا ہے، یہ اشارہ کرنے کے لئے کہ منادی غافل اور لاپرواہ ہے گویا وہ قریب نہیں ہے۔

(۵) حرف ندا ''ہمزہ'' سے اصل کے خلاف بعید کو ندا دی گئی ہے، یہ اشارہ کرنے کے لئے کہ منادی ذہن میں حاضر ہے، دل و دماغ سے غائب نہیں ہے تو گویا جسم کے ساتھ حاضر ہے۔

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں حروفِ ندا بیان کریں، اور ان میں سے جو ندائے قریب و ندائے بعید میں اپنی اصل وضع پر استعمال ہوئے ہیں اور جو اپنی اصل وضع سے نکل گئے ہیں، ان کو بیان کریں، اور اصل وضع سے نکل جانے کا سبب بلاغت بھی واضح کریں۔

(۱) ابو طیب متنبی کا شعر ہے۔

اے بڑے لشکر کو شکار کرنے والے! جسکی ہر جانب خوف کیا جاتا ہے، بیشک شیر تو لوگوں کو ایک ایک کر کے شکار کرتے ہیں۔

(۲) اے میرے رب! تو نے میرے انجام کو بھی اچھا کیا اور آغاز کو بھی، لیکن تیرے احسان کا شکر ادا نہیں ہو سکا۔

(۳) اے نعمان اراک وادی کے رہنے والو! یقین جانو کہ تم میرے دل کی بستی میں رہتے ہو۔

(۴) اللہ تعالی کا ارشاد ہے موسیٰ علیہ السلام سے فرعون کے قول کی حکایت کرتے ہوئے ـــ اے موسیٰ! بیشک میں تجھے سحر زدہ گمان کرتا ہوں۔

(۵) ابو العتاھیہ شاعر کا شعر ہے۔

اے وہ شخص! جو لمبی زندگی کی امید رکھتا ہے، حالانکہ لمبی زندگی اسکے لئے خطرہ ہے۔

جب تو بوڑھا ہو جائے گا اور جوانی چلی جائے گی، تو بڑھاپے کے بعد زندگی میں کوئی خیر نہیں ہے۔

(۶) ابو طیب متنبی نے کافور کی مدح میں اسکے سامنے ایک قصیدہ پڑھا تھا جسکا ایک شعر ہے۔

اے ہر علاقے کی آنکھوں کی امید! میری اسکے علاوہ کوئی امید نہیں کہ میں تجھے دیکھوں۔

(۷) اے میرے پیارے بیٹے! جو تم نے مجھ سے سنا ہے وہ میرے سامنے دہراؤ۔

(۸) اے محمد! اپنی آواز بلند نہ کرو تا کہ کوئی ہماری بات نہ سنے۔

(۹) ارے او! تم متنبہ ہو جاؤ، کیونکہ ناگواریاں تمہیں گھیر رہی ہیں۔

(۱۰) اے وہ! تو بات نہ کر یہاں تک کہ تجھے اجازت ملے۔

حل تمرین - ۱

(۱) حرف ندا ''یا'' کو خلاف اصل ندائے قریب میں استعمال کیا گیا ہے، منادی کے بلند مرتبہ اور عظمت شان کی طرف اشارہ کرنے کے لئے۔

(۲) حرف ندا ''ایا'' کو خلاف اصل ندائے قریب میں استعمال کیا گیا ہے، منادی کے بلند مرتبہ ہونے کی طرف اشارہ کرنے کے لئے۔

(۳) حرف ندا ''ہمزہ'' کو خلاف اصل ندائے بعید میں استعمال کیا گیا ہے، یہ اشارہ کرنے کے لئے کہ منادی ذھن و دماغ میں حاضر ہے، غائب نہیں ہے تو گویا جسمانی طور پر بھی وہ موجود ہے۔

(۴) حرف ندا ''یا'' سے منادی قریب کو ندا دی گئی ہے خلاف اصل، یہ اشارہ کرنے کے لئے کہ منادی متکلم کی نگاہ میں گھٹیا درجہ کا ہے، تو گویا پستی میں اسکے درجہ کی دوری مسافت کی دوری ہے۔

(۵) حرف ندا '' أَيَا '' سے خلاف اصل منادی قریب کو ندا دی گئی ہے، یہ اشارہ کرنے کے لئے کہ منادی غافل اور لا پرواہ ہے تو گویا کہ وہ قریب نہیں ہے۔

(۶) حرف ندا ''یا'' سے خلاف اصل منادی قریب کو ندا دی گئی ہے، اشارہ کرنے کے لئے کہ منادی عظیم الشان اور بلند درجہ ہے۔

(۷) حرف ندا ''ای'' کو اصل کے مطابق ندائے قریب کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

(۸) حرف ندا ''ہمزہ'' کو اصل کے مطابق ندائے قریب کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

(۹) حرف ندا ''ایا'' سے منادی قریب کو ندا دی گئی ہے، اشارہ کرنے کے لئے کہ منادی غافل و لا پرواہ ہے،

گویا وہ قریب نہیں ہے۔

(۱۰) حرف ندا ''یا'' سے خلاف اصل منادی قریب کو ندا دی گئی ہے، اشارہ کرنے کے لئے کہ منادی کم درجہ والا ہے۔

التمرین - ۲

آنے والی مثالوں میں منادی بنائیں جس میں منادی کے قرب و بعد کے اعتبار سے حروف ندا کو خلاف اصل استعمال کریں، اور خلاف اصل ندا کے استعمال کے اسباب بلاغت بھی واضح کریں۔

(۱) ایک غائب آدمی کو ندا دو جسکی ملاقات کا تمہیں اشتیاق ہے۔

(۲) بیوقوف کو تم شریفوں کو چھیڑنے سے روکتے ہو۔

(۳) کام سے بیکار آدمی کو تم محنت کی طرف بلا رہے ہو۔

(۴) ایک بڑے آدمی سے تم مخاطب ہو، اور امید کرتے ہو کہ وہ تمہاری مدد کرے۔

حل تمرین - ۲

(۱) **أَيْ صَدِيْقِيْ! أَكْتُبُ إِلَيْكَ وَقَدْبَلَغَ الشَّوْقُ غَايَتَهُ** ــ اے میرے دوست! میں تمہیں خط لکھ رہا ہوں جبکہ میرا شوق انتہا کو پہنچ رہا ہے۔

یہاں منادی بعید کو ''أَيْ'' سے ندا دی گئی ہے، جو قریب کے لئے وضع ہوا ہے، یہ اشارہ کرنے کے لئے کہ منادی ذھن میں موجود ہے۔

(۲) **يَاهٰذَا أُتْرُكِ الْبَذَاءَةَ وَلَاتُؤْذِ الْكِرَامَ بِفَاحِشِ قَوْلِكَ** ــ اے وہ شخص! تم بیہودگی چھوڑ دو اور شریفوں کو اپنی بیہودہ گوئی سے تکلیف نہ دو۔

یہاں منادی قریب کو ''یا'' سے ندا دی گئی ہے، جو بعید کے لئے وضع ہوا ہے، اشارہ کرنے کے لئے کہ منادی گھٹیا درجہ اور حقیر ہے۔

(۳) **أَيَا لَاهِيًا إِنَّ الْوَقْتَ كَالسَّيْفِ** ــ او لہو و لعب کرنے والے! بیشک وقت تلوار جیسا ہے۔

یہاں منادی قریب کو ''ایا'' سے ندا دی گئی ہے، جسکی وضع ندائے بعید کے لئے ہے، اشارہ کرنے کے لئے کہ وہ

غافل اور لا پرواہ ہے تو گویا وہ موجود نہیں ہے۔

(۴) **يَارَجُلَ النَّجْدَةِ وَالْمُرُوْءَةِ جِئْتُ أَرْجُوْ مُعُوْنَتَكَ** ۔ او بہادری اور شرافت والے آدمی! میں تمہارے پاس مدد کی امید لیکر آیا ہوں۔

یہاں منادی قریب کو ''یا'' سے ندا دی گئی ہے، اشارہ کرنے کے لئے کہ وہ بلند درجہ اور عظیم المرتبت ہے، گویا اسکی عظمت میں درجہ کی دوری مسافت کی دوری ہے۔

التمرین۔۳

آنے والی مثالوں میں ندا کی مراد اور غرض کیا ہے؟

(۱) اے عداء! تیرے بعد زندگی میں کوئی مزہ نہیں ہے، اور نہ کسی دوست کو کسی دوست سے ملنے میں خوشی ہے۔

(۲) اے بہادر! اقدام کر (یہ جملہ تو اس سے کہے جو دشمن سے مقابلہ کرنے میں تردد کر رہا ہے)۔

(۳) اے بیٹے! میں نے تجھے پکارا مگر تو نے مجھے جواب نہیں دیا، پس میری پکار نا امیدی ہو کر مجھ پر لوٹ آئی۔

(۴) اے فلاں! بخدا تو مجھ سے کہہ، اور میں بھی مجھ سے کہتا ہوں اور مجھ سے سوال کرتا ہوں (اگلے شعر والی بات) کیا تو ستر سال کی عمر میں بھی وہی چاہتا ہے جو بیس سال کی عمر میں کرتا تھا۔

(۵) اے دار عاتکہ! تجھے سلام ہو، میں تیرے اور تجھ میں رہنے والی کے بارے میں اشعار کہہ رہا ہوں۔

حل تمرین۔۳

(۱) یہاں ندا سے مقصد منادی پر اظہار حسرت ہے منادی کے فوت کر دینے پر۔

(۲) یہاں ندا سے مقصد منادی کو ابھارنا ہے اقدام اور دشمن سے مقابلہ پر۔

(۳) یہاں مقصد اظہار حسرت ہے لڑکے کے فوت کر دینے پر اور اسکی زندگی سے امید منقطع ہو جانے پر۔

(۴) مقصد یہاں زجر وتوبیخ ہے، کیونکہ شاعر اپنے آپ کو ڈانٹ رہا ہے اور روک رہا ہے بڑھاپے کے زمانے میں ان لہو ولعب کے تقاضوں اور بے حیائی کے طریقوں پر چلنے سے جن پر وہ جوانی کے زمانے میں چلا کرتا تھا۔

(۵) ندا سے مقصد یہاں تحسر یعنی اظہار حسرت ہے۔

***

التمرین - ۴

(۱) حرف ندا ''ہمزہ'' کی دو مثالیں لائیں جو ندائے بعید میں مستعمل ہوں، اور دونوں مثالوں میں اپنی اصل وضع سے نکلنے کا سبب بھی بتائیں۔

(۲) منادی قریب کی دو مثالیں لائیں، جسکو بعید کے درجہ میں اتارا گیا ہو اسکے بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے۔

(۳) منادی قریب کی دو مثالیں لائیں جس کو بعید کے درجہ میں اتارا گیا ہو اسکے کم رتبہ ہونے کی وجہ سے۔

(۴) منادی قریب کی دو مثالیں لائیں جسکو بعید کے درجہ میں اتارا گیا ہو اسکے غافل اور اسکے ذھن کے منتشر ہونے کی وجہ سے۔

(۵) اس ندا کی مثال دیں جو تحسر، زجر و توبیخ، اور اغراء (ابھارنے) میں مستعمل ہو۔

حل تمرین - ۵

جواب نمبر (۱)

(۱) أَسُكَّانَ نُعْمَانِ الْأَرَاكِ كَفٰى فِرَاقًا ـــ اے نعمان اراک وادی کے رہنے والو! جدائی کافی ہے۔

(۲) أَأُبَيَّ لَاتَبْعُدْ وَلَيْسَ بِخَالِدٍ * حَيٌّ وَمَنْ تُصِبِ الْمَنُوْنُ بَعِيْدُ

اے اُبی! تو ہلاک نہ ہو، اور کوئی زندہ ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے، اور جسکو موت پہنچ جائے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

دونوں مثالوں میں منادی بعید ہے، اور ہمزہ سے ندا دی گئی ہے جو قریب کے لئے وضع ہوا ہے، اشارہ کرنے کے لئے کہ منادی ذھن میں حاضر ہے، دل سے غائب نہیں ہے تو گویا وہ جسمانی طور پر حاضر ہے۔

جواب نمبر (۲)

(۱) يَاسَيِّدِيْ وَمَوْلَاىَ ـــ اے میرے سردار! اور آقا!

(۲) فَرِّجْ كُرْبَتِى يَامُفَرِّجَ الْكُرُوْبِ ـــ اے بے چینیوں کو دور کرنے والے! میری بے چینی کو دور کردے۔

دونوں مثالوں میں منادی قریب ہے، اور ''یا'' سے ندا دی گئی ہے جو بعید کے لئے موضوع ہے، اشارہ کرنے کے لئے کہ منادی بلند درجہ اور عظیم المرتبت ہے، تو اسکے مرتبہ کی بلندی گویا مسافت کی دوری ہے۔

جواب نمبر (۳)

(۱) **یَا هٰذَا تَأَدَّبْ** ــــ اے وہ شخص! ادب سیکھ۔

(۲) **اِبْتَعِدْ عَنِ الْكِرَامِ يَارَجُلُ** ــــ اے شخص! شریفوں سے دور رہو (ان کے ساتھ موازنہ نہ کرو)۔

دونوں مثالوں میں منادی قریب ہے، لیکن ''یا'' سے پکارا گیا ہے جو بعید کے لئے موضوع ہے، اشارہ کرنے کے لئے کہ منادی کم درجہ اور رذیل ہے، تو گویا اسکے مرتبہ کا انحطاط و پستی مسافت کی دوری ہے۔

جواب نمبر (۴)

(۱) **يَا غَافِلًا وَالْمَوْتُ يَطْلُبُهُ** ــــ اے غفلت برتنے والے! جبکہ موت اسکو تلاش کر رہی ہے۔

(۲) **إِلٰى مَتٰى هٰذَا اللَّهْوُ يَانَفْسِي!** ــــ اے میرے نفس! کب تک یہ لہو و لعب رہے گا۔

دونوں مثالوں میں منادی قریب ہے، لیکن اسکو ''یا'' سے ندا دی گئی ہے، جو بعید کے لئے موضوع ہے، اسکی غفلت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے، تو اسکو غافل ہونے کی وجہ سے بعید کے درجہ میں رکھدیا گیا۔

جواب نمبر (۵)

(۱) **يَا مَوْتَهُ لَوْ اَقَلْتَ عَثْرَتَهُ**	**يَا يَوْمَهُ لَوْتَرَكْتَهُ لِغَدٍ**

اے اسکی موت! کاش تو اسکی لغزش کو درگذر کر دیتی، اور اے اسکے دن! کاش اسے آئندہ کل کے لئے چھوڑ دیتا۔

(۲) **أَفُؤَادِی مَتَى الْمَتَابُ أَلَمَّا**	**تَصْحُ وَالشَّيْبُ فَوْقَ رَاسِي أَلَمَّا**

اے میرے دل! کب توبہ کرے گا؟ کیا ابھی تو ہوش میں نہیں آیا، جبکہ بڑھاپا میرے سر پر اتر چکا ہے۔

(۳) **أَقْدِمْ أَيُّهَا الْفَارِسُ** ــــ اے گھوڑ سوار! تو اقدام کر۔

پہلی مثال میں ندا سے "**تحسر**" مقصود ہے، دوسری مثال میں "**زجروتوبیخ**" ہے، اور تیسری مثال میں "**اغرا**" کے لئے ہے۔

التمرين - ۵

آنے والے متنبی کے دو اشعار کو فصیح انداز میں نثر کریں، اور ندا کا مقصد بھی بتائیں۔

(۱) اے لوگوں میں سب سے زیادہ انصاف کرنے والے سوائے میرے معاملہ کے، جھگڑا بھی آپ ہی کے بارے میں ہے، اور آپ ہی مدمقابل اور فیصل بھی ہیں۔

(۲) میں اس معاملہ کو پناہ میں دیتا ہوں آپ کی ان نگاہوں کی جو سچی ہیں، اس بات سے کہ وہ نگاہیں چربی نہ سمجھیں اس آدمی کے معاملہ میں جسکی چربی ورم ہے۔

حل تمرین - ۵

سیف الدولہ بعض اوقات بتکلف اشعار کہنے والے لوگوں کو اپنے قریب رکھتا تھا، پس وہ ان کے اشعار سنتا تھا اور ان کو انعام دیتا تھا، اور ابوطیب متنبی سے اعراض کرتا تھا، اور باوجود فضل وادب کے اسکو دور رکھتا تھا، جب اسکا یہ معاملہ بڑھا تو متنبی نے اپنا ایک قصیدہ پڑھا جسکے کے دو شعر یہ ہیں، جن میں متنبی کہہ رہا ہے۔

اشعار کا نثر:- يَا أَيُّهَا الْمَلِكُ! الَّذِى عَمَّ عَدْلُهُ جَمِيْعَ النَّاسِ مَاعَدَانِيْ، أَنْتَ سَبَبُ شِكَايَتِيْ وَمَوْضِعُ خُصُوْمَتِيْ، وَأَنْتَ خَصْمِيْ فِيْ هٰذِهِ الْمُخَاصَمَةِ وَأَنْتَ الْحَاكِمُ فِيْهَا، وَإِذَا كَانَ الْخَصْمُ هُوَ الْحَاكِمَ فَلَا أَمَلَ فِي الإِنْتِصَافِ مِنْهُ، إِنِّيْ أَرْبَأُ بِنَظْرِكَ الثَّاقِبِ الَّذِىْ يَصْدُقُكَ حَقَائِقَ الْمَنْظُوْرَاتِ أَنْ يَنْخَدِعَ بِالْمَظَاهِرِ الْخَلَّابَةِ، فَيُسَوِّيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ غَيْرِيْ مِمَّنْ يَتَظَاهَرُوْنَ بِمِثْلِ فَضْلِيْ وَهُمْ بَعِيْدُوْنَ عَنْهُ فَيَكُوْنُ حَالُهُ كَحَالِ الَّذِي يَظُنُّ الْوَرَمَ شَحْمًا

ترجمہ:- اے بادشاہ سلامت! جسکا انصاف میرے سوا تمام لوگوں کو عام ہے، آپ ہی میری شکایت کا سبب اور میرے جھگڑے کی جگہ ہیں، اور اس جھگڑے میں آپ ہی فریق مخالف (مدمقابل) اور آپ ہی فیصل ہیں، اور جب مدمقابل ہی فیصل ہو تو اس سے انصاف کی امید نہیں ہوتی، بیشک میں آپ کو بے داغ سمجھتا ہوں آپ کی اس روشن نگاہ کے سبب جو آپ کو مشاہدات کے حقائق سچ کر دکھاتی ہے، اس بات سے کہ وہ نگاہ دھوکہ کھائے فریفتہ کرنے والے مناظر سے، پس وہ میرے اور میرے اس غیر کے درمیان برابری کردے جو میرے جیسے فضل کا مظاہرہ کرتے ہیں، حالانکہ وہ اس سے بہت دور ہیں، پس اسکی حالت اس شخص کی حالت کی طرح ہو جائے جو ورم (پھولے ہوئے) کو چربی گمان کرے۔

ندا کا مقصد:- یہاں ندا کا مقصد ابھارنا ہے اسلئے کہ ابوطیب متنبی چاہتا ہے کہ سیف الدولہ کو ابھارے اور اس میں رغبت ڈالے اس بات کی کہ وہ اپنے معاملہ میں انصاف کرے، اور اپنے انصاف میں ایک انسان اور دوسرے انسان کے درمیان فرق نہ کرے۔

القصر-تعریفه-طرقه-طرفاهٔ

قصر، اسکی تعریف، اسکے طریقے، اور اسکے طرفین کا بیان

الامثلہ (مثالیں)

(۱) **لَايَفُوْزُ إِلَّا الْمُجِدُّ** ــــ محنتی ہی کامیاب ہوتا ہے۔

(۲) **إِنَّمَا الْحَيَاةُ تَعَبٌ** ــــ زندگی محض ایک تھکان کا نام ہے۔

(۳) **اَلْأَرْضُ مُتَحَرِّ كَةٌ لَاثَابِتَةٌ** ــــ زمین متحرک ہے، ٹھہری ہوئی نہیں ہے۔

(۴) **مَاالْأَرْضُ ثَابِتَةً بَلْ مُتَحَرِّ كَةٌ** ــــ زمین ٹھہری نہیں ہے بلکہ متحرک ہے۔

(۵) **مَا الْاَرْضُ ثَابِتَةً، لٰكِنْ مُتَحَرِّ كَةٌ** ــــ زمین ٹھہری ہوئی نہیں ہے بلکہ حرکت کررہی ہے۔

(۶) **عَلَى الرِّجَالِ الْعَامِلِيْنَ نُثْنِي** ــــ کام کرنے والے آدمیوں کی ہی ہم تعریف کرتے ہیں۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

جب آپ گذشتہ مثالوں میں غور کریں گے تو ہر مثال میں ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ خاص کرنا پایا جارہا ہے، چنانچہ پہلی مثال میں کامیابی کو خاص کیا ہے محنتی کے ساتھ، مطلب کامیابی محنتی کے ساتھ خاص ہے، اسکے علاوہ کی طرف تجاوز نہیں کرتی ہے، ــــ دوسری مثال میں زندگی کو تھکان کے ساتھ خاص کیا ہے، مطلب یہ کہ زندگی تھکان پر ٹھہری ہوئی ہے، وہ تھکان سے جدا نہیں ہوسکتی ہے راحت کی طرف، اسی طرح باقی مثالوں میں سمجھ لو۔

اگر آپ کلام میں تخصیص کا منشا سمجھنا چاہتے ہیں، تو آپ ان مثالوں میں تھوڑا غور کریں، پس پہلے مثلاً آپ پہلی مثال لیجئے، اور اس سے نفی اور استثناء کے حروف حذف کردیں، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ تخصیص بالکل ختم ہوگئی، گویا تھی ہی نہیں، تو پتہ چلا کہ نفی اور استثناء ہی اس مثال میں تخصیص کا سبب وذریعہ ہیں، اسی طرح باقی مثالوں میں بھی آپ جان سکتے ہیں کہ ان میں تخصیص کے ذرائع ''انما'' لا، بل اور لکن کے ذریعہ عطف، اور تقدیم ماحقہ التاخیر (یعنی جسکو موخر کرنا چاہیے اسکو مقدم کردینا) ہیں، اور ان ذرائع سے ہونے والی تخصیص کو علماء معانی ''قصر'' کہتے ہیں، اور ان وسائل وذرائع کو ''طرق قصر'' قصر کے طریقے کہتے ہیں۔

اب ایک بار پھر ان مثالوں کو دیکھیں اور ایک ایک کر کے ان میں غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ متکلم پہلی مثال میں ''فوز'' کو ''مجد'' پر منحصر کر رہا ہے، پس ''فوز'' مقصور اور ''مجد'' مقصور علیہ ہے، اور یہی دونوں قصر کے طرفین ہیں، اور جب ''فوز'' ایک صفت ہے، اور ''مجد'' اس صفت کا موصوف ہے تو اس مثال میں جو قصر ہے اسکا نام ''قصر صفت علی الموصوف'' ہے، اس معنی کر کہ یہ صفت اس موصوف سے کسی دوسرے موصوف کی طرف متجاوز نہیں ہے، -- اور دوسری مثال میں متکلم حیات کو منحصر کر رہا ہے تھکان پر، تو ''حیات'' مقصور، اور ''تعب'' مقصور علیہ ہے، اور جب ''حیاۃ'' موصوف ہے اور ''تعب'' صفت ہے تو اس مثال میں جو قصر ہے اسکا نام ''قصر موصوف علی الصفۃ'' ہے، اس معنی کر کہ موصوف صفت تعب سے جدا ہو کر صفت راحت کی طرف نہیں جاتا ہے، --- اور اگر آپ قصر کی مثالوں میں غور کریں گے تو ہر مثال کو مقصور اور مقصور علیہ پر مشتمل پائیں گے، اور قصر کو آپ ان دو حالتوں سے خالی نہیں پائیں گے یا تو ''قصر صفت علی الموصوف'' ہوگا یا ''قصر موصوف علی الصفۃ''۔

اگر آپ ایسے ضابطے اور قاعدے معلوم کرنا چاہتے ہیں جن سے آپ کے سامنے آنے والی ہر مثال میں مقصور اور مقصور علیہ کو جاننا آسان ہو جائے تو آپ ان ذیل کے قواعد کو غور سے پڑھیں، جو پوری تفصیل پر مشتمل ہیں۔

القواعد (قاعدے)

(۵۷) قصر کہتے ہیں ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ خاص کرنا مخصوص طریقہ پر۔

(۵۸) قصر کے مشہور طریقے چار ہیں۔

(الف) نفی اور استثناء یعنی پہلے نفی ہو پھر استثناء ہو، تو یہاں مقصور علیہ حرف استثناء کے بعد ہوگا۔

(ب) **اِنَّما**، اور اس میں مقصور علیہ وجوبی طور پر مؤخر ہوگا۔

(ج) لا، بل یا لکن کے ذریعہ عطف کرنا، پس اگر لا کے ذریعہ عطف ہو تو مقصور علیہ لا کے مابعد کا مقابل ہوگا، اور اگر ''بل'' یا ''لکن'' کے ذریعہ عطف ہو تو مقصور علیہ ان دونوں کے بعد ہوگا۔

(د) **تقدیم ماحقہ التاخیر** یعنی جسکو بعد میں لانا چاہئے اسکو پہلے لانا، اس میں مقصور علیہ ہی مقدم ہوگا۔

(۵۹) ہر قصر کے دو طرف ہوتے ہیں، (۱) مقصور (۲) اور مقصور علیہ۔

(۶۰) قصر کی طرفین کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں، (۱) قصر صفت علی الموصوف (۲) قصر موصوف علی الصفۃ۔

تقسیم القصر إلی حقیقی واضافی

الامثلہ (مثالیں)

(۱) لَایُرْوِيْ مِصْرَ مِنَ الْاَنْهَارِ إِلَّا النِّيْلُ ـــ مصر کو صرف دریائے نیل ہی سیراب کرتا ہے۔

(۲) إِنَّمَا الرَّازِقُ اللّٰهُ ـــ روزی دینے والا تو صرف اللہ ہی ہے۔

(۳) لَاجَوَادَ إِلَّا عَلِيٌّ ـــ سخی تو صرف علی ہے۔

(۴) إِنَّمَا حَسَنٌ شُجَاعٌ ـــ حسن ہی بہادر ہے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

ہم پہلے بتلاچکے کہ طرفین کے اعتبار سے قصر کی دو قسمیں ہیں، (۱) قصرِ صفت علی موصوف (۲) قصر موصوف علی صفت اور یہاں ہم حقیقت وواقع کے اعتبار سے قصر کی دوسری تقسیم بیان کرنا چاہتے ہیں۔

پس پہلی دو مثالوں میں آپ دیکھیں، دونوں میں قصرِ صفت علی موصوف ہے، اور دونوں مثالوں کی صفت میں غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ وہ صفت اپنے موصوف سے جدا ہو کر دوسرے موصوف میں بالکل نہیں جاتی ہے، چنانچہ پہلی مثال میں سرزمین مصر کو سیراب کرنا ایک ایسی صفت ہے جو دریائے نیل سے دنیا کے دوسرے دریاؤں کی طرف متجاوز نہیں ہوتی ہے،-- اور دوسری مثال میں روزی دینے کی صفت اللہ سے اسکے علاوہ کی طرف متجاوز نہیں ہوتی ہے، ان دونوں مثالوں میں جو قصر ہے اسکا نام ''قصر حقیقی'' ہے، اسی طرح ہر وہ قصر جس میں مقصور مقصور علیہ کے ساتھ حقیقت وواقع کے لحاظ سے خاص ہو، اس طور پر کہ وہ دوسرے کی طرف بالکل تجاوز نہ کرے (اسکو قصر حقیقی کہا جائے گا)

دوسری دو مثالوں میں آپ دیکھیں، ان میں پہلی میں ''قصرِ صفت علی الموصوف'' ہے، اور دوسری میں ''قصرِ موصوف علی الصفۃ'' ہے، ان دونوں مثالوں میں آپ مقصور میں غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ مقصور مقصور علیہ کے ساتھ کسی معین چیز کی طرف نسبت کرتے ہوئے خاص ہے، نہ کہ اسکے علاوہ تمام چیزوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔

اسلئے کہ متکلم پہلی مثال میں سخاوت کی صفت کو علی کے ساتھ منحصر کرنا چاہتا ہے، ایک معین شخص مثلاً خالد کی

طرف نسبت کرتے ہوئے، اور متکلم کا یہ مقصد نہیں ہے کہ صفتِ سخاوت علی کے علاوہ تمام افراد انسان میں نہیں پائی جارہی ہے،--- یہی حال دوسری مثال کا ہے، اسی لئے ان دو مثالوں میں جو قصر ہے اسکا نام ''قصرِ اضافی'' ہے، ایسے ہی ہر وہ قصر جس میں تخصیص کسی دوسری چیز کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہو تو اسکو ''قصر اضافی'' کہا جائے گا۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۶۱) قصر کی حقیقت و واقع کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں۔

(الف) قصر حقیقی:- یہ ہے کہ مقصور مقصور علیہ کے ساتھ خاص ہو حقیقت و واقع کے اعتبار سے، اسطرح کہ مقصور مقصور علیہ سے اسکے علاوہ کی طرف بالکل تجاوز نہ کرے۔

(ب) قصر اضافی:- یہ ہے کہ جس میں اختصاص کسی معین چیز کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہو۔

النموذج (۱) (نمونے کی مثالیں)

قصر، اسکے طریقے اور طرفین کی تعیین میں

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ** (فاطر ۲۸)۔ اللہ تعالیٰ سے اسکے بندوں میں سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ** (آل عمران ۱۴۴) ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہی ہیں، تحقیق آپ سے پہلے بہت رسول گذر چکے ہیں، پس کیا اگر آپ کی وفات ہو جائے یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔

(۳) لبید کا شعر ہے۔

وَمَا الْمَرْءُ إِلَّا كَالْهِلَالِ وَضَوْءِهِ	يُوَافِي تَمَامَ الشَّهْرِ ثُمَّ يَغِيبُ

ترجمہ:- آدمی صرف پہلی رات کے چاند کی طرح ہے، جسکی روشنی پورے مہینہ مکمل ہوتی رہتی ہے پھر وہ غائب ہو جاتا ہے۔

(۴) ابن الرومی کا مدح میں شعر ہے۔

أَمْوَالُهُ فِي رِقَابِ النَّاسِ مِنْ مِنَنٍ	لَافِي الْخَزَائِنِ مِنْ عَيْنٍ وَمِنْ نَشَبٍ

ترجمہ:- ممدوح کے اموال لوگوں کی گردنوں پر احسانات بنتے ہیں، نہ کہ خزانوں میں سونا چاندی اور مال بنتے ہیں۔

(۵) اسی شاعر کا شعر ہے۔

وَمَاعَجِبْنَا وَإِنْ أَصْبَحْتَ تُعْجِبُنَا	أَنْ نَجْتَنِيَ ذَهَبًا مِنْ مَوْضِعِ الذَّهَبِ
لٰكِنْ عَجِبْنَا لِعُرْفٍ لَانُكَافِئُهُ	وَنَسْتَزِيْدُكَ مِنْهُ أَكْثَرَ الْعَجَبِ

ترجمہ:- اور ہمیں کوئی تعجب نہیں اگر چہ تم ہم سے اس بات پر تعجب کرر ہے تھے کہ ہم سونے کی جگہ سے سونا حاصل کرر ہے ہیں۔

لیکن ہمیں اس احسان پر تعجب ہے جسکا ہم بدلہ نہیں دے سکتے اور ہم تم سے مزید طلب کرر ہے ہیں، یہ اور زیادہ تعجب کی بات ہے۔

(٦) غَطَمَّش ضبی کا شعر ہے۔

إِلَى اللّٰهِ اَشْكُوْ لَا إِلَى النَّاسِ إِنَّنِيْ	أَرَى الْاَرْضَ تَبْقٰى وَالْأَخِلَّاءُ تَذْهَبُ

ترجمہ:- میں اللہ ہی سے شکایت کرر ہا ہوں نہ کہ لوگوں سے کہ میں زمین کو تو برقرار دیکھ رہا ہوں اور دوست واحباب رخصت ہور ہے ہیں۔

الاجابه (نمونے کا حل)

نمبر	قصر کی قسم طرفین کے اعتبار سے	قصر کی قسم واقع کے اعتبار سے	قصر کے طریقے	مقصور	مقصور علیہ
۱	قصر صفت علی موصوف	حقیقی	انما	يخشى الله	العلماء
۲	قصر موصوف علی صفت	اضافی	نفی واستثناء	محمد	رسول
۳	قصر موصوف علی صفت	اضافی	نفی واستثناء	المرء	كونه كالهلال
۴	قصر موصوف علی صفت	اضافی	عطف بہ لا	امواله	كونها فى رقاب الناس

۵	قصر صفت علی موصوف	اضافی	عطف بہ لکن	عجبنا	لعرف لانکا فئه
۶	قصر صفت علی موصوف	اضافی	جارمجرور کی تقدیم	اشکو	لفظ الجلاله

النموذج (۲) (نمونے کی مثالیں)

دونوں مثالوں میں مقصور علیہ کی تعیین اور معنی کے لحاظ سے فرق

(ا) **إِنَّمَا يُدَافِعُ عَنْ أَحْسَابِكُمْ عَلِيٌّ** ـــ صرف علی ہی تمہارے حسب نسب کی مدافعت کرتا ہے۔

(ب) **إِنَّمَا عَلِيٌّ يُدَافِعُ عَنْ أَحْسَابِكُمْ** ـــ علی محض تمہارے حسب نسب کی مدافعت کرتا ہے۔

الاجابه (نمونے کا حل)

(ا) پہلے جملے میں ''علی'' مقصور علیہ ہے، تو متکلم اپنے مخاطبین سے کہتا ہے کہ علی تنہا تمہارے حسب نسب کی مدافعت کرتا ہے، اس میں دوسرا کوئی اسکے ساتھ شریک نہیں ہے، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اس مدافعت کے علاوہ دوسرے بھی کچھ کام علی کے ہوں جن کو وہ انجام دے رہا ہے، جیسے بیماروں کا علاج معالجہ، محتاجوں کی غمخواری وغیرہ۔

(ب) دوسرے جملے میں مقصور علیہ ''مدافعت'' ہے، لہذا علی مدافعت کے علاوہ دوسرا کوئی کام نہیں کرتا ہے، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ مدافعت میں علی کے ساتھ دوسرا بھی کوئی شریک ہو۔

اس وضاحت کے بعد آپ سمجھ سکتے ہیں کہ پہلا جملہ علی کی مدح میں دو وجہ سے زیادہ بلیغ ہے۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ پہلا جملہ بتا رہا ہے کہ علی مستقل مدافعت کر رہا ہے، اس میں اسکا کوئی شریک نہیں ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ پہلا جملہ علی کے لئے مدافعت کے علاوہ دوسرے کاموں کی نفی بھی نہیں کر رہا ہے، پس اس میں بلاغت زیادہ ہے۔

التمرين - ۱

آنے والی مثالوں میں قصر کی قسم اور قصر کے طریقے بیان کریں، اور مقصور اور مقصور علیہ کی بھی تعیین کریں۔

(ا) اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ آپ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے، اور ہمارے ذمہ حساب ہے۔

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

(۳) ابن الرومی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے۔

ممدوح کے احسانات تمام لوگوں میں تقسیم ہیں، تو اسکی تعریف بھی تمام لوگوں میں ہے نہ کہ کسی مخصوص جماعت میں۔

(۴) اسی شاعر کا شعر ہے۔

وہ لوگوں کے سامنے بہ تکلف غبی بنتا ہے، اور یہ غبی بنناکسی بیوقوفی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس عقل کی بنیاد پر ہے جو عقلمندوں کی عقل پر فائق ہے۔

(۵) اور شاعر کا شعر ہے۔

ممدوح کے دونوں پہلو حمد و تعریف کو سننے کے وقت مجد و شرافت سے جھوم اٹھتے ہیں، نہ کہ مستی وشوخی سے۔

(۶) اسی شاعر کا شعر ہے۔

میں نے آپ کے بارے میں حق بات ہی کہی ہے، اور آپ برابر شرافت و بزرگی کی راہ پر ہی رہے۔

(۷) ابن المعتز کا شعر ہے۔

خبردار! دنیا صرف ایک انجام تک پہنچنے کا ہی نام ہے، پس یا تو (انجام) گمراہی کی طرف ہے یا ہدایت کی طرف ہے۔

(۸) اور اسی کا شعر ہے۔

اور زندگی صرف ایک مدت کا نام ہے جو عنقریب ختم ہوجائے گی، اور مال بھی ہلاک ہونے والا ہی ہے اور ہلاک ہونے والے کا بیٹا ہے (یعنی جسکے پاس جائے گا وہ بھی ہلاک ہوگا)۔

(۹) ابوطیب متنبی کا شعر ہے۔

آپ کی سخاوت کی امید پر ہی فقر کو دور کیا جاتا ہے، اور آپ سے دشمنی مول لینے پر عمر ختم ہوجاتی ہے۔

(۱۰) اور متنبی کا شعر ہے۔

ممدوح کے مال کے عطیات پر تعجب نہیں ہے، بلکہ عطیات کے اوقات تک مال کے سلامت و باقی رہنے پر تعجب ہے (کیونکہ ممدوح کی عادت روک کر رکھنے کی نہیں ہے)۔

(۱۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ نہیں ہے مجھے توفیق مگر صرف اللہ کی جانب سے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(۱۲) اللہ ہی سے میں شکایت کرتا ہوں اسکی کہ دل میں ایک ضرورت ہے اور اس پر ایام گذرتے چلے جارہے ہیں اور وہ ایسی ہی باقی ہے۔

(۱۳) ابوطیب متنبی کا شعر ہے۔

ہم لوگ ایسی نسل میں ہیں جو کمینگی میں سب ایک دوسرے کے برابر ہیں، جو آزاد و شریف پر اس سے زیادہ برے ہیں جو بیماری بدن کے لئے بری ہوتی ہے۔

(۱۴) تم تو کوچ کر جاؤ گے اور زمانہ ٹھہرا رہے گا، اور لمبی بقا آپ کے لئے مضر ہے۔

(۱۵) ابن الرومی نے کہا ہے۔

وہ لوگ نعمتوں کا بدلہ نہیں طلب کرر ہے ہیں، لیکن وہ شرافت و بزرگی کا حق و تقاضہ پورا کرر ہے ہیں۔

(۱۶) ابوالعتاھیہ نے یزید بن مزید شیبانی کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے۔

گویا آپ حملے اور لڑائی کے وقت صرف اپنے پیچھے والی صف سے بھاگتے ہیں۔

پس جنگ میں بہادروں کو آپ کے علاوہ کوئی مصیبت نہیں ہے، اور آپ کی عطا کے علاوہ مالوں کے لئے کوئی آفت نہیں ہے۔

(۱۷) ابوتمام کا شعر ہے۔

اسی جیسے مکانات اور کھیل کے میدانوں پر بہنے والے محفوظ آنسوؤں کو ذلیل کیا جاتا ہے۔

******

حل تمرین - ۱

نمبر مثال	نوع قصر باعتبار طرفین	نوع قصر باعتبار واقع	طریقۂ قصر	مقصور	مقصور علیہ
(۱)	صفت علی موصوف	اضافی	انما	عليك	البلاغ
//	صفت علی موصوف	اضافی	انما	علينا	الحساب
(۲)	صفت علی موصوف	حقیقی	تقدیم مفعول بہ	نعبد	اياك
//	صفت علی موصوف	حقیقی	تقدیم مفعول بہ	نستعين	اياك
(۳)	صفت علی موصوف	اضافی	عطف بذریعہ لا	الحمد	كونه في جميع الناس
(۴)	صفت علی موصوف	اضافی	عطف بذریعہ بل	يتغابى	لِلُبِّ
(۵)	صفت علی موصوف	اضافی	عطف بہ لا	بهتز عطفاه	هزة المجد
(۶)	صفت علی موصوف	حقیقی	نفی واستثناء	قلت	الحق
(۷)	موصوف علی صفت	اضافی	انما	الدنيا	بلاغ
(۸)	موصوف علی صفت	اضافی	نفی واستثناء	العيش	مدة
//	موصوف علی صفت	اضافی	نفی واستثناء	المال	هالك
(۹)	صفت علی موصوف	اضافی	تقدیم جار ومجرور	يطرد	رجاء جودك
//	صفت علی موصوف	اضافی	تقدیم جار ومجرور	ينفد	ان تعادى
(۱۰)	صفت علی موصوف	اضافی	عطف بذریعہ بل	التعجب	سلامة الاموال
(۱۱)	صفت علی موصوف	حقیقی	نفی واستثناء	التوفيق	الله
//	صفت علی موصوف	حقیقی	تقدیم جار ومجرور	التوكل	كونه على الله
//	صفت علی موصوف	حقیقی	تقدیم جار ومجرور	الانابة	كونها إلى الله
(۱۲)	صفت علی موصوف	حقیقی	تقدیم جار ومجرور	اشكو	الله

(۱۳)	موصوف علی صفت	اضافی	انما	نحن	کوننا فی جیل سواسیۃ
(۱۴)	موصوف علی صفت	اضافی	تقدیم خبر	انت	راحل
//	موصوف علی صفت	اضافی	تقدیم خبر	البقاء الطویل	مضر
(۱۵)	صفت علی موصوف	اضافی	عطف بذریعہ لکن	یریغون	یقضون
(۱۶)	صفت علی موصوف	اضافی	انما	تفر	من الصف
//	صفت علی موصوف	اضافی	نفی واستثناء	آفۃ الابطال	کاف خطاب
//	صفت علی موصوف	اضافی	نفی واستثناء	آفۃ الاموال	حبائك
(۱۷)	صفت علی موصوف	اضافی	تقدیم جار ومجرور	تذال	علی مثلها

التمرین - ۲

آنے والے جملوں میں مقصور علیہ متعین کریں، اور ان میں معنی کا فرق واضح کریں۔

(الف) **إِنَّمَا يُحِبُّ عَلِيٌّ السِّبَاحَةَ فِي الصَّبَاحِ** ـــ علی صبح کے وقت ہی تیرا کی پسند کرتا ہے۔

(ب) **إِنَّمَا يُحِبُّ السِّبَاحَةَ فِي الصَّبَاحِ عَلِيٌّ** ـــ صرف علی ہی صبح میں تیرا کی پسند کرتا ہے۔

(ج) **إِنَّمَا يُحِبُّ عَلِيٌّ فِي الصَّبَاحِ السِّبَاحَةَ** ـــ علی صبح کے وقت صرف تیرا کی پسند کرتا ہے۔

حل تمرین - ۲

(الف) پہلے جملے میں مقصور علیہ ''صباح'' ہے، اسلئے کہ متکلم یہ کہہ رہا ہے کہ علی صرف صبح کے وقت تیرا کی پسند کرتا ہے نہ کہ دوسرے کسی وقت میں، اس جملہ کا مفہوم اس سے مانع نہیں ہے کہ علی صبح کے وقت دوسری بدنی ورزشیں بھی پسند کرتا ہو جیسے چپو سے کشتی چلانا اور گھوڑ سواری، اور ایسے ہی اس سے بھی مانع نہیں ہے کہ صبح کے وقت تیرا کی پسند کرنے میں علی کے ساتھ کوئی اور بھی شریک ہو۔

(ب) دوسرے جملے میں مقصور علیہ ''علی'' ہے، اور مطلب یہ ہے کہ علی اکیلا ہی صبح میں تیرا کی پسند کرتا ہے، اس جملہ کا مفہوم اس سے مانع نہیں ہے کہ علی صبح کے وقت دوسری بدنی ورزشیں پسند کرتا ہو، لیکن اس سے مانع ہے

کہ صبح کے وقت میں تیراکی پسند کرنے میں علی کے ساتھ کوئی اور شریک ہو۔

(ج) تیسرے جملہ میں مقصور علیہ ''سباحت'' ہے، اور اسکا مطلب یہ ہے کہ علی صبح کے وقت میں صرف تیراکی پسند کرتا ہے، اسکے علاوہ کچھ پسند نہیں کرتا ہے، اور اس جملہ کا مفہوم اس سے مانع ہے کہ علی صبح کے وقت میں دوسری بدنی ورزشیں پسند کرتا ہو، اور اس سے مانع نہیں ہے کہ صبح کے وقت تیراکی پسند کرنے میں علی کے ساتھ کوئی اور شریک ہو۔

التمرین - ۳

اگلے دو جملوں میں سعید کی مدح میں کونسا جملہ بلیغ ہے؟ سبب واضح کریں۔

(الف) **إِنَّمَا يُجِيْدُ الْخِطَابَةَ سَعِيْدٌ** ـــ صرف سعید ہی عمدہ خطابت کرتا ہے۔

(ب) **إِنَّمَا سَعِيْدٌ يُجِيْدُ الْخِطَابَةُ** ـــ سعید صرف خطابت ہی عمدہ کرتا ہے۔

حل تمرین - ۳

(الف) پہلے جملہ کا معنی ہے کہ سعید اکیلا ہی عمدہ خطابت کرتا ہے، اس صفت میں اسکے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں ہے، اور یہ مفہوم اس سے مانع نہیں ہے کہ سعید دوسرے صفات سے بھی متصف ہو جیسے شعر، کتابت وغیرہ۔

(ب) دوسرے جملہ کا معنی ہے کہ سعید صرف خطابت عمدہ کرتا ہے، اسکے علاوہ کوئی کام عمدہ نہیں کرتا ہے ہاں اس میں یہ ممکن ہے کہ عمدہ خطابت کرنے میں سعید کے ساتھ کوئی اور بھی شریک ہو۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ پہلا جملہ سعید کی مدح میں زیادہ بلیغ ہے، دو وجہ سے۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ پہلے جملے سے معلوم ہو رہا ہے کہ عمدہ خطابت کرنے میں سعید منفرد ہے، اسکے ساتھ دوسرا کوئی شریک نہیں ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ پہلے جملے سے اسکی نفی بھی نہیں ہوئی کہ دوسرے کام بھی سعید عمدہ کر سکتا ہے۔

التمرین - ۴ وحلُّهُ

آنے والے جملوں کو مفید قصر بنائیں، پھر قصر کی قسم اور اسکا طریقہ بھی بیان کریں۔

(۱) **مَا الْفَرَاغُ إِلَّا مَفْسَدَةٌ** ـــ بے کاری بگاڑ کا ہی ذریعہ ہے۔

یہاں قصر موصوف علی صفۃ اضافی ہے، اسلئے کہ مقصد فراغ کو منحصر کرنا ہے فساد پر صلاح کی طرف نسبت کرتے ہوئے اور قصر کا طریقہ نفی واستثناء ہے۔

(۲) **إِنَّمَا بَرَكَةُ الْمَالِ فِي أَدَاءِ الزَّكَاةِ** ـــ مال کی برکت زکات کی ادائیگی میں ہی ہے۔

یہاں قصر موصوف علی صفۃ اضافی ہے، اسلئے کہ مقصد برکت کو خاص کرنا ہے ادائے زکاۃ کے ساتھ، زکاۃ کو روکنے کی طرف نسبت کرتے ہوئے، پس یہ منافی نہیں ہے کہ برکت دوسری چیز میں ہو جیسے سوجھ بوجھ کے ساتھ کام کرنا، میانہ روی اختیار کرنا وغیرہ، طریق قصر "**انما**" ہے۔

(۳) **فِي التَّأَنِّي سَلَامَةٌ** ـــ سنجیدگی میں ہی سلامتی ہے۔

یہاں قصر موصوف علی الصفۃ اضافی ہے، اسلئے کہ مقصد سلامتی کو سنجیدگی میں ہونے کو منحصر کرنا ہے جلد بازی کی طرف نسبت کرتے ہوئے، پس یہ منافی نہیں ہے کہ سلامتی دوسری چیز میں بھی ہو جیسے چوکنا رہنا، محتاط رہنا، اور طریق قصر خبر کی تقدیم ہے۔

(۴) **صَدَاقَةُ الْجَاهِلِ تَعَبٌ لَا رَاحَةٌ** ـــ جاہل کی دوستی تھکانے والی ہے، راحت نہیں ہے۔

یہاں قصر موصوف علی صفۃ اضافی ہے، اسلئے کہ مقصد جاہل کی صداقت کو منحصر کرنا ہے تعب پر راحت کی طرف نسبت کرتے ہوئے، اور طریق قصر عطف بذریعہ لا ہے۔

(۵) **عَنِ السَّفِيْهِ سَكَتُّ** ـــ میں بیوقوف ہی سے خاموش ہو گیا۔

یہاں قصر صفت علی موصوف حقیقی ہے، اسلئے کہ متکلم یہ چاہتا ہے کہ وہ لوگوں میں کسی سے خاموش نہیں رہا سوائے بیوقوف کے، اور طریق قصر جار و مجرور کی تقدیم ہے۔

(۶) **إِنَّمَا طُوْلُ التَّجَارِبِ زِيَادَةٌ فِي الْعَقْلِ** ـــ لمبے تجربات عقل میں زیادتی کا سبب ہے۔

یہاں قصر موصوف علی صفۃ اضافی ہے، اور طریق قصر "**انما**" ہے۔

(۷) **بِرُؤْيَةِ الْإِخْوَانِ يَدُوْمُ السُّرُوْرُ** ـــ بھائیوں کی زیارت سے خوشی قائم رہتی ہے۔

یہاں قصرِ موصوف علی صفۃ اضافی ہے، اسلئے کہ یہاں تخصیص دشمنوں کو دیکھنے کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے اور یہ اسکے منافی نہیں ہے کہ بیوی کو، صالح بیٹے یا ان کے علاوہ اور کسی محبوب کو دیکھنے سے بھی خوشی ہوتی ہے، اور طریقِ قصر جار و مجرور کی تقدیم ہے۔

(۸)إِنَّمَا غَدَرَكَ مَنْ دَلَّكَ عَلَى الْإِسَاءَةِ ــ تمہیں دھوکا دے رہا ہے وہ شخص جو تمہاری برائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

یہاں قصرِ صفت علی موصوف حقیقی ہے، اسلئے کہ مراد یہ ہے کہ دھوکا جو لائق ہے اس نام کے ساتھ (یعنی جسکو حقیقت میں دھوکا کہا جائے) وہ نہیں ہوتا ہے مگر اس آدمی کی طرف سے جو تمہاری برائی پر رہنمائی کرے، اور طریق قصر "إنما" ہے۔

(۹) إِنَّمَا يَسُوْدُ الْمَرْءُ قَوْمَهُ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ ــ آدمی اپنی قوم پر ان پہ احسان کرکے ہی سرداری کرتا ہے۔

یہاں قصرِ صفت علی موصوف اضافی ہے،اور طریق قصر "إنما" ہے۔

(۱۰)مَاوَضْعُ الْإِحْسَانِ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ إِلَّاظُلْمٌ ــ غیر محل میں احسان کرنا ظلم ہی ہے۔

یہاں قصرِ موصوف علی صفۃ اضافی ہے اسلئے کہ مقصد ظلم کو خاص کرنا ہے عدل کی طرف نسبت کرتے ہوئے پس یہ اسکے منافی نہیں ہے کہ غیر محل میں احسان کرنے کی (ظلم کے علاوہ) دوسری صفات بھی ہوں۔

التمرين-۵ وحَلُّهُ

مَا يَسُرُّ الْوَالِدَيْنِ إِلَّانَجَابَةُ الْأَبْنَاءَ ــ اولاد کا شریف و نیک ہونا ہی ماں باپ کو خوش کرتا ہے ــ ، اس جملہ میں قصر قلب کب ہوگا؟ اور قصر افراد کب ہوگا؟ اور قصر تعیین کب ہوگا؟

جواب: یہ قول جب ایسے آدمی سے کہا جائے جو یہ سمجھتا ہو کہ ماں باپ کی خوشی کثرت اولاد سے ہوتی ہے نہ کہ اولاد کے نیک وشریف ہونے سے تو ــ یہ "قصر قلب" ہوگا۔

اور جب ایسے آدمی سے کہا جائے جو یہ سمجھتا ہو کہ ماں باپ کی خوشی اولاد کی کثرت اور ان کی نیکی وشرافت دونوں سے ہوتی ہے تو ــ یہ "قصر افراد" ہوگا۔

اور جب ایسے آدمی سے کہا جائے جسکو تردد ہو کہ ماں باپ کی خوشی اولاد کی کثرت سے ہوتی ہے یا ان کے نیک وشریف ہونے سے تو ــ یہ قصرِ تعیین ہوگا۔

****

التمرین-۶ وحَلُّهُ

(۱) آنے والے جملے میں قصرِ صفت علی موصوف بنائیں، اسکے کلمات میں کچھ اضافہ کئے بغیر۔

جواب(۱):- **اَلْعَالِمَ الْعَامِلَ نَحْتَرِمُ** ــ باعمل عالم ہی کا ہم احترام کرتے ہیں۔

(۲) آنے والے جملہ کو دال علی القصر بنائیں، اور اس میں قصر کے وہ تمام طریقے استعمال کریں جو آپ جانتے ہیں۔

جواب(۲):-

(الف) **مَا مَلِلْنَا إِلَّاصُحْبَةَ الْجُهَّالِ** ــ نہیں اکتائے ہم مگر جاہلوں کی صحبت سے۔

(ب) **إِنَّمَا مَلِلْنَا صُحْبَةَ الْجُهَّالِ** ــ ہم جاہلوں کی صحبت ہی سے اکتا گئے۔

(ج) **مَلِلْنَا صُحْبَةَ الْجُهَّالِ لَاصُحْبَةَ الْعُلَمَاءِ** ــ ہم جاہلوں کی صحبت سے اکتا گئے نہ کہ علماء کی صحبت سے۔

(د) **مَا مَلِلْنَا صُحْبَةَ الْعُلَمَاءِ بَلْ صُحْبَةَ الْجُهَّالِ** ــ علماء کی صحبت سے ہم نہیں اکتائے بلکہ جاہلوں کی صحبت سے۔

(ھ) **مَا مَلِلْنَا صُحْبَةَ الْعُلَمَاءِ لٰكِنْ صُحْبَةَ الْجُهَّالِ** ــ علماء کی صحبت سے ہم نہیں اکتائے لیکن جاہلوں کی صحبت سے۔

(و) **صُحْبَةَ الْجُهَّالِ مَلِلْنَا** ــ جاہلوں کی صحبت ہی سے ہم اکتا گئے۔

(۳) اس جملہ میں قصر جاری کریں، ایک بار نفی واستثناء ہو اور ایک بار طریقۂ قصر عطف ہو۔

(۱) **لَايُعْرَفُ الصَّدِيْقُ إِلَّاعِنْدَ الْبَلَاءِ** (۲) **يُعْرَفُ الصَّدِيْقُ عِنْدَ الْبَلَاءِ لَاعِنْدَ السَّرَّاءِ**

التمرین-۷ وحله

قصر کے اسلوب سے آپ اس شخص کی تردید کریں جو یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ زمین ٹھہری ہوئی ہے، پھر جو جملہ آپ لائیں اس میں قصر کی قسم اور اسکا طریقہ بیان کریں۔

(جواب) **اَلْأَرْضُ مُتَحَرِّكَةٌ لَاثَابِتَةٌ** ــ زمین حرکت کر رہی ہے ٹھہری ہوئی نہیں ہے۔

یہاں قصرِ موصوف علی صفت اضافی ہے، اسلئے کہ زمین کو حرکت کے ساتھ خاص کرنا ہے ٹھہرنے کی طرف نسبت کرتے ہوئے، اور یہ قصر قلب ہے، اور طریق قصر عطف بذریعہ لا ہے۔

التمرین-۸

آنے والے قصہ میں قصر کی اقسام اور اسکے طریقے واضح کریں، اور جس جملے میں قصر ہے اس میں مقصور اور مقصور علیہ بیان کریں عربوں کا خیال ہے کہ ایک خرگوش کو ایک کھجور ملی، تو لومڑی نے اسکو اچک کر کھالیا، تو دونوں مقدمہ لیکر گوہ کے پاس گئے، پس خرگوش نے کہا اے ابوحسل! تو گوہ نے کہا تم نے سننے والے کو پکارا ہے، خرگوش نے کہا ہم تمہارے پاس مقدمہ لیکر آئے ہیں، تو گوہ نے کہا: تم نے ایک عادل کو ہی فیصل بنایا ہے، خرگوش نے کہا: ہمارے پاس باہر نکلئے، تو گوہ نے کہا: حَکَم کے پاس اسکے گھر میں ہی آیا جاتا ہے، خرگوش نے کہا میں نے ایک کھجور پائی، گوہ نے کہا ایک میٹھی چیز ہے اسکو کھالیجئے، کہنے لگی اسکو لومڑی نے اچک لیا گوہ نے کہا اس نے خیر و بھلائی کو اپنے ہی لئے پسند کیا، خرگوش نے کہا میں نے اسکو ایک تھپڑ مارا، گوہ نے کہا تم نے اپنا حق ہی لیا ہے، خرگوش نے کہا لومڑی نے بھی مجھے ایک تھپڑ ماردیا، گوہ نے کہا ایک آزاد و شریف نے بدلہ لے لیا، خرگوش نے کہا: آپ ہمارے درمیان فیصلہ کریں، گوہ نے جواب دیا کہ فیصلہ تو میں کر چکا، پس گوہ کے سارے اقوال ضرب المثل بن گئے۔

حل تمرین-۸

جملہ	نوع قصر باعتبار طرفین	طریق قصر	مقصور	مقصور علیہ
سَمِيْعًا دَعَوْتَ	صفت علی موصوف	تقدیم مفعول بہ	دعوت	سميعا
عَادِلًا حَكَّمْتُمَا	صفت علی موصوف	تقدیم مفعول بہ	حكمتما	عادلا
فِيْ بَيْتِهِ يُؤْتَى الْحَكَمُ	صفت علی موصوف	تقدیم جار و مجرور	يوتى الحَكَمُ	فى بيته
لِنَفْسِهِ بَغَى الْخَيْرَ	صفت علی موصوف	تقدیم جار و مجرور	بغى الخير	لنفسه
بِحَقِّكَ أَخَذْتِ	صفت علی موصوف	تقدیم جار و مجرور	اخذت	بحقك

التمرین-۹

(۱) قصرِ صفت علی موصوف کے دو جملے لائیں، اسطرح کہ پہلے میں قصر حقیقی ہو اور دوسرے میں اضافی ہو۔

(۲) قصرِ موصوف علی صفۃ کے دو جملے لائیں، اسطرح کہ دونوں میں قصر اضافی ہو۔

(۳) ہر طریق قصر کی دو مثالیں بیان کریں، جن میں پہلی مثال میں مقصور علیہ صفت ہو، اور دوسری میں موصوف ہو۔

(۴) قصرِ موصوف علی صفۃ کی دو مثالیں لائیں، اسطرح کہ پہلی مثال میں طریق قصر عطف بذریعہ بل ہو، اور دوسری مثال میں عطف بذریعہ لکن ہو۔

حل تمرین - ۹

جواب نمبر (۱)

(۱) إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُوْلُو الْأَلْبَابِ ــــ عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ (حقیقی)

(۲) إِنَّمَا حَرَّمَ اللّٰهُ الْغِيْبَةَ ــــ اللہ تعالی نے غیبت کو حرام کیا ہے۔ (اضافی)

جواب نمبر (۲)

(۱) مَا افْتَرَيْنَا فِي مَدْحِهِ بَلْ وَصَفْنَا	بَعْضَ أَخْلَاقِهِ وَذٰلِكَ يَكْفِي (اضافی)

ہم نے اسکی تعریف کو گڑھا نہیں ہے بلکہ اسکے بعض اخلاق بیان کئے اور یہ کافی ہے۔

(۲) مَا الدَّهْرُ عِنْدَكَ إِلَّا رَوْضَةٌ أُنُفٌ	يَامَنْ شَمَائِلُهُ فِي دَهْرِهِ زَهْرٌ (اضافی)

ترجمہ: زمانہ نہیں ہے تیرے نزدیک مگر ایک تروتازہ باغ، اے وہ شخص جس کے اخلاق زمانے میں پھول وکلیاں ہیں۔

جواب نمبر (۳)

(۱) لَايَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ــــ (صفت علی موصوف) (نفی واستثناء) غیب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۲) إِنْ أَنْتَ إِلَّا وَفِيٌّ (صفت علی موصوف) (نفی واستثناء) تو وفادار ہی ہے۔

☆☆☆

(۱) إِنَّمَا يَفُوْزُ الْمُجِدُّ ــــ (صفت علی موصوف) (إِنَّمَا)

محنتی ہی کامیاب ہوتا ہے۔

(۲) إِنَّمَا الْجَوُّ مُعْتَدِلٌ ــــ (موصوف علی صفت) (إِنَّمَا) فضا معتدل ہی ہے۔

☆☆☆

(۱) **يُكَافَأُ الْمُجِدُّ لَا الْكَسْلَانُ** ــ (صفت علی موصوف)(عطف بہ لا) محنتی ہی کو بدلہ ملتا ہے نہ کہ سست کو۔

(۲) **عَلِيٌّ كَاتِبٌ لَاشَاعِرٌ** ــ (موصوف علی صفت)(عطف بہ لا) علی کاتب ہے شاعر نہیں ہے۔

☆☆☆

(۱) **لَا أَعْتَمِدُ عَلٰى غَيْرِيْ لٰكِنْ عَلٰى نَفْسِي** ــ (صفت علی موصوف)(عطف بہ لکن) میں دوسرے پر اعتماد نہیں کرتا ہوں لیکن اپنی ذات پر کرتا ہوں۔

(۲) **مَا الْأَرْضُ مُخْصِبَةٌ لٰكِنْ مُجْدِبَةٌ** ــ (موصوف علی صفت)(عطف بہ لکن) زمین سرسبز نہیں ہے لیکن خشک ہے۔

☆☆☆

(۱) **مَابَاعَ عَلِيٌّ بَلْ مُحَمَّدٌ** ــ (صفت علی موصوف)(عطف بہ بل) علی نے نہیں بیچا بلکہ محمد نے بیچا۔

(۲) **مَاهُوَ خَائِنٌ بَلْ أَمِيْنٌ** ــ (موصوف علی صفت)(عطف بہ بل) وہ خائن نہیں ہے بلکہ امانتدار ہے۔

☆☆☆

(۱) **اَلصِّدْقَ أُحِبُّ** ــ (صفت علی موصوف)(تقدیم ماحقہ التاخیر) سچ ہی کو میں پسند کرتا ہوں۔

(۲) **وَفِيٌّ أَنْتَ** ــ (موصوف علی صفت)(تقدیم ماحقہ التاخیر) تو ہی وفادار ہے۔

جواب نمبر (۴)

(۱) **مَا أَنَا طَامِعٌ بَلْ قَانِعٌ** ــ میں لالچی نہیں ہوں بلکہ قناعت کرنے والا ہوں۔

(۲) **مَا الْمَرْءُ بِثِيَابِهِ لٰكِنْ بِآدَابِهِ** ــ آدمی کپڑوں سے نہیں لیکن اپنے اخلاق وآداب سے پہچانا جاتا ہے۔

التمرین-۱۰

آنے والے دو اشعار کی شرح کریں، اور ان میں قصر کی قسم اور طریقہ بیان کریں، یہ دونوں اشعار ابوطیب متنبی کے ہیں جو اس نے ابوشجاع فاتک کی مدح میں کہے ہیں۔

(۱) شرافت و بزرگی کو نہیں پا سکتا ہے مگر وہی سردار جو سمجھدار ہو اور کر لیتا ہو ایسے کاموں کو جو سرداروں پر مشکل ہوں (۲) اور نہ وہ وارث شرافت کو پا سکتا ہے جسکا داہنا ہاتھ اپنی عطیات کی قدر و قیمت سے ناواقف ہو، اور نہ بغیر تلوار کے حاصل کرنے والا، سوال کرنے والا (شرافت و بزرگی حاصل کر سکتا ہے)۔

حل تمرین - ۱۰

اشعار کی شرح:- ابوطیب متنبی کہتا ہے کہ شرافت وسرداری کو وہ سردار ہی حاصل کرسکتا ہے جو عظیم امور کو انجام دے اور ایسے بڑے کام بجالاوے جسکو بڑے لوگ نہ کرسکتے ہو، اور جو عطیات بھی وہ دے وہ اپنے اس مال سے دے جسکو اس نے تلوار کی دھار سے کمایا ہو نہ کہ اس مال سے جسکا وہ وارث ہوا ہو اپنے باپ کے مال سے، اسلئے کہ وارثت والے مال کی قدر وقیمت کا پتہ نہیں ہوتا ہے، تو ہتھیلیاں اسے خرچ کردیتی ہیں، اور تلوار کی دھار سے کمایا ہوا مال وہ عزیز وقیمتی ہوتا ہے نفس پر، اسلئے کہ اسکو حاصل کرنے میں مشقت اور جان پر خطرات ہوتے ہیں۔

اشعار میں قصر:- یہاں قصر صفت علی موصوف ہے، اور وہ اضافی ہے، اسلئے کہ مقصد شرافت کے پانے کو خاص کرنا ہے تلوار کی دھار سے حاصل کرنے والے، سمجھدار سردار کے ساتھ، بغیر تلوار کے حاصل کرنے والے وارث کی طرف نسبت کرتے ہوئے، اور قصر کا طریقہ نفی اور استثناء ہے۔

الفصل والوصل ۱ - مواضع الفصل

الامثلة (مثالیں)

(۱) ابوطیب متنبی کا شعر ہے۔

وَمَا الدَّهْرُ إِلَّا مِنْ رُوَاةِ قَصَائِدِیْ	إِذَا قُلْتُ شِعْرًا أَصْبَحَ الدَّهْرُ مُنْشِدًا

ترجمہ:- زمانہ تو میرے ہی قصیدوں کو بیان کرنے والا ہے، جب میں کوئی شعر کہتا ہوں تو زمانہ اسکو گنگنانے لگتا ہے۔

(۲) ابو العلاء کا شعر ہے۔

اَلنَّاسُ لِلنَّاسِ مِنْ بَدْوٍ وَحَاضِرَةٍ	بَعْضٌ لِبَعْضٍ وإِنْ لَمْ يَشْعُرُوْا خَدَمُ

ترجمہ:- لوگ دوسرے لوگوں کے کام آتے ہیں، شہریت دہقانیت کے اعتبار سے، بعض بعض کے خادم ہیں اگرچہ ان کو احساس نہ ہو۔

(۳) اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ **يُدَبِّرُ الأَمْرَ يُفَصِّلُ الآيَاتِ لَعَلَّكُم بِلِقَاء رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ** (رعد ۲)
وہ تمام معاملات کا انتظام کرتا ہے، وہ آیتوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو۔

(۴)ابو العتاهیہ کا شعر ہے۔

أَنْتَ الَّذِيْ لَايَنْقَضِيْ تَعَبُهُ	يَا صَاحِبَ الدُّنْيَا الْمُحِبَّ لَهَا

ترجمہ:- اے دنیا دار! دنیا سے محبت کرنے والے، تو ہی ہے وہ جسکی تھکان ختم نہیں ہوتی ہے۔

(۵)ایک دوسرے شاعر کا شعر ہے۔

كُلُّ امْرِئٍ رَهْنٌ بِمَا لَدَيْهِ	وَإِنَّمَا الْمَرْءُ بِأَصْغَرَيْهِ

ترجمہ:- اور آدمی اپنی بہت چھوٹی دو چیزوں (دل اور زبان) کی بدولت (انسان) ہے، ہر آدمی مرہون ہے اس چیز کا جو اسکے پاس ہے، (یعنی ہر ایک کو اپنے عمل کا بدلہ ملے گا)۔

(۶)ابو تمام کا شعر ہے۔

إِنَّ السَّمَاءَ تُرَجّٰى حِيْنَ تَحْتَجِبُ	لَيْسَ الْحِجَابُ بِمُقْصٍ عَنْكَ لِيْ أَمَلاً

ترجمہ:- آپ کا پردہ کرنا یہ آپ سے میری امیدوں کو ختم کرنے والا نہیں ہے، بیشک آسمان سے اسی وقت امید بندھتی ہے جب وہ چھپ جاتا ہے (یعنی اسپر بدلیاں چھا جاتی ہیں)۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

علماء معانی کلمہ وصل سے ایک جملہ کا دوسرے جملے پر واؤ کے ذریعہ عطف کرنا مراد لیتے ہیں، جیسے ابیوردی شاعر کا قول جو زمانے سے خطاب کر رہا ہے۔

وَالْحُرُّ مُلْتَهِبُ الْأَحْشَاءِ مِنْ ظَمَاءٍ	فَالْعَبْدُ رَيَّانُ مِنْ نُعْمٰى تَجُودُ بِهَا

ترجمہ:- غلام ان نعمتوں سے سیراب ہے جن کے ذریعہ (اے زمانہ!) تو سخاوت کرتا ہے، اور آزاد آدمی کی انتڑیاں پیاس سے شعلہ زن ہیں۔

اور علماء معانی فصل سے اس عطف کے ترک کو مراد لیتے ہیں، جیسے معری کا شعر ہے۔

قَلَمُ الْبَلِيْغِ بِغَيْرِ حَظٍّ مِغْزَلُ	لَاتَطْلُبَنَّ بِآلَةٍ لَكَ حَاجَةً

ترجمہ:- تو ہرگز اپنی ضرورت کسی آلہ سے نہ طلب کر، اور بغیر تحریر کے بلیغ کا قلم تکلہ ہے،

اسکو سمجھ لو ـــــ اور فصل اور وصل میں سے ہر ایک کے لئے کچھ مواقع ہیں، ضرورت جسکی طرف داعی ہوتی

ہے اور مقام اسکا تقاضا کرتا ہے، اور ہم مواقع فصل سے آپ کے سامنے ابتدا کرتے ہیں۔

آپ پہلے حصہ کی تین مثالوں میں غور کریں، تو آپ ہر مثال میں پہلے اور دوسرے جملے میں کامل یکسانیت پائیں گے پس پہلی مثال میں دوسرا جملہ **"إِذَا قُلْتُ شِعْرًا أَصْبَحَ الدَّهْرُ مُنْشِدًا"** یہ پہلے جملے یعنی **"وَمَا الدَّهْرُ إِلَّا مِنْ رُوَاةِ قَصَائِدِیْ"** کی تاکید کے لئے ہی آیا ہے، اسلئے کہ دونوں جملوں کا معنی ایک ہی ہے۔

اور دوسری مثال میں دوسرا جملہ **"بَعْضٌ لِبَعْضٍ وَإِنْ لَمْ يَشْعُرُوْا خَدَمُ"** یہ پہلے جملے **النَّاسُ لِلنَّاسِ مِنْ بَدْوٍ وَحَاضِرَةٍ** " کی وضاحت کے لئے ہی آیا ہے، کیونکہ یہ پہلے جملے کا بیان ہے۔

اور تیسری مثال میں دوسرا جملہ پہلے جملے کے معنی کا جزء ہے، کیونکہ آیتوں کو کھول کھول کر بیان کرنا یہ امور کے انتظام کرنے کا ایک جزء اور حصہ ہے، پس دوسرا جملہ پہلے جملے کا بدل ہے، اور بلاشبہ آپ نے یہ ملاحظہ کرلیا کہ تینوں مثالوں میں پہلے جملے اور دوسرے جملے کے درمیان فصل ہے، یعنی ترکِ عطف ہے، اور اس فصل کا اسکے علاوہ کوئی راز نہیں ہے کہ ان دو جملوں میں کامل یکسانیت اور کمالِ اتحاد ہے، اسی لئے یہ کہا جائے گا کہ ان دو جملوں کے درمیان کمالِ اتصال ہے۔

اسکے بعد آپ دوسرے حصہ کی دو مثالیں دیکھیں تو معاملہ اسکے برعکس ہے، اسلئے کہ ہر مثال میں پہلے اور دوسرے جملے کے درمیان انتہائی درجہ کا تباین اور دوری ہے، کیونکہ چوتھی مثال میں دونوں جملے خبر اور انشاء میں مختلف ہیں، اور یہ بالکل واضح ہے، ـــ اور پانچویں مثال میں بھی دونوں جملوں میں بالکل مناسبت نہیں ہے، کیونکہ شاعر کے قول **"وَإِنَّمَا الْمَرْءُ بِأَصْغَرَيْهِ"** اور اسکے قول **"كُلُّ امْرِئٍ رَهْنٌ بِمَا لَدَيْهِ"** دونوں کے معنی میں کوئی ربط اور جوڑ نہیں ہے، اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ دونوں مثالوں میں سے ہر مثال کے دونوں جملوں میں فصل ہے، اور اسکا راز صرف یہی ہے کہ دونوں جملوں میں کمالِ تباین اور حد درجہ دوری ہے، اسی لئے اس مقام کے بارے میں کہا جائے گا کہ دو جملوں میں کمالِ انقطاع ہے۔

اب آخری مثال دیکھو، اس میں دوسرا جملہ پہلے جملے سے مضبوط جڑا ہوا ہے، اسلئے کہ دوسرا جملہ پہلے جملے سے پیدا ہونے والے سوال کا جواب ہے، گویا ابوتمام کو پہلا مصرعہ کہنے کے بعد یہ وہم ہوا کہ کوئی سائل اس سے پوچھ رہا ہے کہ امیر کا پردہ کرلینا تیرے اور تیری امیدوں کو پورا کرنے کے درمیان کیسے حائل نہیں ہوگا؟ تو ابوتمام نے جواب دیا کہ جب آسمان چھپ جاتا ہے تو اس سے امید بندھ جاتی ہے، آپ دیکھ رہے ہیں کہ پہلے اور

دوسرے جملے کے درمیان فصل ہے، اور اس فصل کا راز صرف یہی ہے کہ دونوں جملوں میں مضبوط ربط ہے، اسلئے کہ جواب کا سوال کے ساتھ بہت ہی گہرا ربط و اتصال ہوتا ہے، تو یہاں حالت بعض وجوہ سے کمالِ اتصال کی حالت سے مشابہ ہوگئی، اسی لئے کہا جائے گا کہ ان دو جملوں کے درمیان شبہِ کمالِ اتصال ہے۔

القواعد (قاعدے)

(۶۲) وصل کہتے ہیں ایک جملہ کا دوسرے جملہ پر واؤ کے ذریعہ عطف کرنا، اور فصل اس عطف کے چھوڑنے کو کہتے ہیں، فصل اور وصل میں سے ہر ایک کے لئے کچھ خاص مواقع ہیں۔

(۶۳) دو جملوں کے درمیان فصل واجب ہے تین مواقع میں۔

(الف) پہلی جگہ یہ ہے کہ دو جملوں کے درمیان کمالِ اتحاد ہو، اور وہ اسطرح ہوتا ہے کہ دوسرا جملہ پہلے جملے کی تاکید ہو، یا اسکا بیان ہو، یا اس سے بدل ہو، اور اس وقت کہا جائے گا کہ دو جملوں کے درمیان کمالِ اتصال ہے۔

(ب) دوسری جگہ یہ ہے کہ دو جملوں کے درمیان کامل تباین ہو، اور وہ اسطرح کہ دونوں جملے خبر و انشاء میں مختلف ہوں، یا اسطرح کہ دونوں جملوں میں کوئی مناسبت نہ ہو، اور اس وقت کہا جائے گا کہ دو جملوں میں کمالِ انقطاع ہے۔

(ج) تیسری جگہ یہ ہے کہ دوسرا جملہ پہلے جملے سے مفہوم ہونے والے سوال کا جواب بن رہا ہو، اور اس وقت کہا جائے گا کہ دو جملوں کے درمیان شبہِ کمالِ اتصال ہے۔

۲ - مواضع الوصل

الامثلہ (مثالیں)

(۱) ابو العلاء معری کا شعر ہے۔

وَحُبُّ الْعَيْشِ أَعْبَدَ كُلَّ حُرٍّ	وَعَلَّمَ سَاغِباً أَكْلَ الْمُرَارِ

ترجمہ:- زندگی کی محبت نے ہر آزاد کو غلام بنا دیا ہے، اور بھوکے شخص کو کڑوی چیز کھانا سکھلا دیا ہے۔

(۲) ابو طیب متنبی کا شعر ہے۔

وَلِلسِّرِّ مِنِّى مَوْضِعٌ لَايَنَالُهُ	نَدِيْمٌ وَلَايُفْضِى إِلَيْهِ شَرَابٌ

ترجمہ:- اور راز کے لئے میرے پاس ایسی جگہ ہے جسکو نہ کوئی دوست پا سکتا ہے اور نہ شراب وہاں تک پہنچ سکتی ہے۔

(۳) اور متنبی کا شعر ہے ؎

يُشَمِّرُ لِلُجِّ عَنْ سَاقِهِ	وَيَغْمُرُهُ الْمَوْجُ فِي السَّاحِلِ

ترجمہ:- وہ گہرے پانی میں جانے کے لئے اپنے پائچے چڑھاتا ہے اور موج اسکو ساحل پر ڈبو دیتی ہے۔

(۴) اور بشار بن بُرد کا شعر ہے ؎

وَأَدْنِ عَلَى الْقُرْبٰى الْمُقَرِّبِ نَفْسَهُ	وَلَاتُشْهِدِ الشُّوْرٰى امْرَأً غَيْرَ كَاتِمٍ

ترجمہ:- تو اپنے قریب کر اس شخص کو جو اپنے آپ کو تیرے قریب کرتا ہے، اور مشورہ میں ایسے شخص کو حاضر نہ کر جو راز چھپانے والا نہ ہو۔

(۵) **لَا وَبَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ** ــ نہیں! اور اللہ تیرے اندر برکت دے ــ (یہ اسکے جواب میں کہیں گے جو کہے کہ کیا آپ کو کوئی ایسی ضرورت ہے جسکے پورا کرنے میں میں آپ کی مدد کروں)۔

(۶) **لَا وَلَطَفَ اللّٰهُ بِهِ** ــ نہیں! اور اللہ اس پر مہربانی کرے ــ (یہ اس شخص کے جواب میں کہیں گے جو کہے کہ کیا تمہارا بھائی بیماری سے شفایاب ہوگیا)۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

پہلے شعر کے دونوں جملوں یعنی **"أَعْبَدَ كُلَّ حُرٍّ"** اور **"عَلَّمَ سَاغِبًا أَكْلَ الْمُرَارِ"** میں آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ پہلے جملے کے لئے موضع اعراب ہے (مرفوع ہے) اسلئے کہ ماقبل والے مبتدا کی خبر ہے، اور متکلم دوسرے جملے کو اعراب کے حکم میں پہلے کے ساتھ شریک کرنا چاہتا ہے، ــ اسکے بعد دوسرے شعر کے دونوں جملوں یعنی **"لَايَنَالُهُ النَّدِيْمُ"** اور **"لَايُفْضِي إِلَيْهِ شَرَابٌ"** میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہاں بھی پہلے جملے کے لئے موضع اعراب ہے، (محلا مرفوع ہے) اسلئے کہ ماقبل والے نکرہ کی صفت ہے، اور متکلم دوسرے جملے کو اعراب کے حکم میں پہلے جملے کے ساتھ شریک کرنا چاہتا ہے، ــ اور اگر آپ دونوں اشعار میں سے ہر ایک کے دوسرے جملے میں غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ دوسرے جملے کا پہلے جملے پر عطف کیا گیا ہے، اور دوسرا جملہ پہلے جملے سے ملا ہوا ہے، (یعنی وصل ہے) پس ہر دو جملے جو اسطریقہ پر ہوں تو ان میں وصل واجب ہے۔

اب تیسرے شعر کے دو جملوں یعنی "**يُشَمِّرُ لِلُّجِّ عَنْ سَاقِهِ**" اور "**يَغْمُرُهُ الْمَوْجُ فِي السَّاحِلِ**" میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ دونوں جملے خبر کے لحاظ سے متحد ہیں، اور معنی کے لحاظ سے بھی دونوں میں مناسبت ہے، اور یہاں فصل کا تقاضا کرنے والا کوئی سبب بھی نہیں ہے، اسی لئے دوسرے جملے کا پہلے جملے پر عطف کیا گیا، ـــ اسی طرح چوتھی مثال بھی ایسے دو جملوں سے بنی ہے جو انشاء کے لحاظ سے متحد ہیں، اور وہ دو جملے "**اَذِنْ** اور **لَاتُشْهِدْ**" ہیں، اور ان دونوں جملوں میں معنیً بھی مناسبت ہے، اور یہاں فصل کا متقاضی کوئی سبب بھی نہیں ہے، اسی لئے دوسرے جملے کا پہلے جملے پر عطف کیا گیا، پس ایسے ہی ہر ان دو جملوں میں ـــ جو خبر یا انشاء کے اعتبار سے متحد ہوں، اور معنیً دونوں میں مناسبت ہو، اور دونوں میں فصل کا تقاضا کرنے والا کوئی سبب بھی نہ ہو تو ـــ وصل واجب ہے۔

اب آپ پانچویں مثال کے دونوں جملے "**لَا**" اور "**بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ**" کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ پہلا جملہ خبر یہ ہے، اور دوسرا انشائیہ ہے، اور یہ (بات بھی معلوم ہوگی) کہ اگر آپ دونوں میں فصل کر کے کہیں (یعنی عطف نہ کریں) "**بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ**" تو سامع کو وہم ہوگا کہ اسکے لئے بد دعا کر رہے ہیں حالانکہ آپ اسکے لئے دعا کا ارادہ کر رہے ہیں، اسی لئے فصل سے ہٹ کر وصل واجب ہے، ـــ اور یہی صورتِ حال ہے آخری مثال کے دونوں جملوں میں، اور ہر ان دو جملوں میں جو خبر یا انشاء کے اعتبار سے متحد ہوں اور ترک عطف ان میں خلاف مقصود کا وہم پیدا کرے، (تو وصل واجب ہوگا)۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۶۴) دو جملوں کے درمیان وصل واجب ہے تین جگہوں میں۔

(الف) جب دونوں جملوں کو اعراب کے حکم میں شریک کرنا مقصود ہو۔

(ب) جب دونوں جملے خبر یا انشاء میں متحد ہوں، اور دونوں میں مناسبت تامہ ہو، اور وہاں فصل کا تقاضا کرنے والا سبب بھی نہ ہو۔

(ج) جب دو جملے خبر یا انشاء کے اعتبار سے مختلف ہوں، اور فصل خلاف مقصود کا وہم پیدا کرے۔

النموذج (۱) (نمونے کی مثالیں)

فصل اور وصل کے مقامات اور سبب کے بیان میں

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ **إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوْا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لاَ يُؤْمِنُونَ** (بقرہ ٦) بیشک جن لوگوں نے کفر کیا ان پر برابر ہے کہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

(۲) اور احنف بن قیس نے کہا **"لَاوَفَاءَ لِكَذُوْبٍ وَلَارَاحَةَ لِحَسُوْدٍ"** جھوٹے کے اندر وفاداری نہیں ہوتی اور حسد کرنے والے کو راحت نہیں ملتی ہے۔

(۳) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ **وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوْا لاَ تَخَفْ** (ھود ٧٠) حضرت ابراہیمؑ نے فرشتوں سے خوف محسوس کیا تو انہوں نے کہا آپ خوف نہ کریں۔

(۴) اور حکمت کی باتوں میں سے ہے **كَفٰى بِالشَّيْبِ دَاءً، صَلَاحُ الْإِنْسَانِ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ،** بیماری کے لئے بڑھاپا کافی ہے، اور انسان کی بھلائی زبان کی حفاظت میں ہے۔

(۵) اور حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے **"دَعِ الْإِسْرَافِ مُقْتَصِدًا ــــ وَاذْكُرْ فِي الْيَوْمِ غَدًا ــــ وَأَمْسِكْ مِنَ الْمَالِ بِقَدْرِ ضَرُوْرَتِكَ ــــ قَدِّمِ الْفَضْلَ لِيَوْمِ حَاجَتِكَ ــــ**

ترجمہ:- میانہ روی اختیار کرتے ہوئے فضول خرچی چھوڑ دے ــــ اور آنے والے کل کو آج یاد کر ــــ اپنی ضرورت کے بقدر مال کو روک رکھ ــــ اپنی ضرورت کے دن کے لئے زائد مال آگے بھیج۔

(٦) حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول ہے ــــ **أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي وُلِّيْتُ عَلَيْكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ ــــ** اے لوگو! مجھے تم پر والی بنایا گیا ہے اور میں تم میں بہتر نہیں ہوں۔

(۷) ابوطیب متنبی کا شعر ہے۔

أَنَا الَّذِى طَالَ عَجْمُهَا عُوْدِي	إِنَّ نُيُوْبَ الزَّمَانِ تَعْرِفُنِي

ترجمہ:- بیشک زمانے کے کچلی والے دانت مجھے پہچانتے ہیں، میں ہی وہ شخص ہوں کہ زمانے کا میری لکڑی کو چبانا بہت لمبا رہا ہے، (یعنی زمانہ میرے بارے میں لمبا تجربہ رکھتا ہے)۔

(۸) **لاوكُفِيْتَ شَرَّهَا** ــــ نہیں اور تم بخار کے شر سے بچائے جاؤ ــــ (اس سے آپ اسکو جواب دیں

جو کہے کیا مریض کا بخار اتر گیا)۔

(۹) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ــــ **وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُم بِمَا تَعْلَمُونَ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَّبَنِينَ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ** (شعراء ۱۳۲) اس نے تمہاری مدد کی ان چیزوں سے جن کو تم جانتے ہو، اس نے تمہاری مدد کی چوپایوں، اولاد، باغات اور چشموں سے۔

(۱۰) ابو العتاھیہ کا شعر ہے ؎

وَقَدْ يَخِيْبُ أَخُو الرَّوْحَاتِ وَالدُّلَجِ	قَدْ يُدْرِكُ الرَّاقِدُ الْهَادِئُ بِرَقْدَتِهِ

ترجمہ:- کبھی کبھی اپنی نیند میں مطمئن ہو کر سونے والا اپنا مقصد پالیتا ہے، اور کبھی صبح وشام سفر کرنے والا نامراد ہو جاتا ہے۔

(۱۱) اور غَزِّی شاعر لوگوں کی شکایت کرتے ہوئے کہتا ہے ؎

وَيَمْتَثِلُوْنَ الْأَمْرَ وَالنَّهْيَ فِي الْخَفَضِ	يَصُدُّوْنَ فِي الْبَأْسَاءِ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ

ترجمہ:- لوگ مشقت وسختی میں بلاوجہ اعراض کرتے ہیں اور عیش وراحت کی حالت میں امر ونہی کی تعمیل کرتے ہیں۔

(۱۲) ابو العلاء معری کا شعر ہے ؎

إِنَّ الْخُمُوْدَ لَعَمْرِيْ غَايَةُ الضَّرَمِ	لَايُعْجِبَنَّكَ إِقْبَالٌ يُرِيْكَ سَنًا

ترجمہ:- وہ توجہ تجھے تعجب میں نہ ڈالے جو تجھے بجلی کی چمک دکھائے، یقینا آگ کا بجھ جانا میری زندگی کی قسم آگ بھڑکنے کی انتہاء ہے۔

(۱۳) ایک شاعر کا شعر ہے ؎

أَعُوْذُ بِرَبِّي أَنْ يُضَامَ نَظِيْرِيْ	يَقُوْلُوْنَ إِنِّي أَحْمِلُ الضَّيْمَ عِنْدَهُمْ

ترجمہ:- لوگ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس ظلم برداشت کرتا ہوں، میں اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں اس سے کہ مجھ جیسے پر ظلم کیا جائے۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ــــ **وَإِذْ نَجَّيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوَءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ** (بقرہ ۴۹) ــــ وہ لوگ تمہیں برا عذاب دیتے تھے، وہ تمہار بیٹوں کو ذبح کرتے تھے۔

(۱۵) اللہ تعالی کا ارشاد ہے **وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى** (النجم ۳) ـــ اور وہ اپنی خواہش نفس سے بات نہیں کرتے ہیں، وہ تو محض ایک وحی ہے جو ان پر کی جاتی ہے۔

الاجابه (نمونے کا حل)

(۱) اس میں دو جملوں یعنی "**إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ** اور "**لَايُؤْمِنُوْنَ**" میں فصل کیا گیا، اسلئے کہ دوسرا جملہ پہلے جملے کی تاکید ہے، اسلئے ان دو جملوں میں کمالِ اتصال ہے۔

(۲) یہاں دو جملوں میں وصل کیا گیا، اسلئے کہ دونوں جملے خبر میں متحد ہیں، اور معنیً مناسبت بھی ہے، اور فصل کا متقاضی کوئی سبب بھی نہیں ہے۔

(۳) یہاں دوسرے جملے "**قَالُوْا**" کا پہلے جملے "**وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً**" سے فصل کیا گیا، اسلئے کہ ان دو جملوں کے درمیان شبہِ کمالِ اتصال ہے، کیونکہ دوسرا جملہ پہلے جملے سے پیدا ہونے والے سوال کا جواب ہے، گویا کہ سائل نے پوچھا کہ جب ابراہیمؑ نے فرشتوں کو دیکھا اور وہ ڈر گئے تو فرشتوں نے ان سے کیا کہا؟ تو اسکا جواب دیا گیا "**قَالُوْا لَاتَخَفْ**" فرشتوں نے کہا آپ خوف نہ کریں۔

(۴) یہاں دو جملوں میں فصل ہے، اسلئے کہ ان دونوں میں کمالِ انقطاع ہے، کیونکہ دو جملوں میں معنیً کوئی مناسبت نہیں ہے۔

(۵) چاروں جملوں میں وصل ہے، کیونکہ انشاء میں متحد ہیں، مناسبت بھی ہیں، اور فصل کا متقاضی کوئی سبب بھی نہیں ہے۔

(۶) دو جملوں یعنی "**أَيُّهَا النَّاسُ**" اور "**إِنِّي وُلِّيْتُ عَلَيْكُمْ**" میں فصل کیا گیا، کیونکہ دونوں جملے خبر اور انشاء میں مختلف ہیں، پس ان کے درمیان کمالِ انقطاع ہے، اور دوسرے دو جملوں یعنی "**وُلِّيْتُ عَلَيْكُمْ**" اور "**لَسْتُ بِخَيْرِكُمْ**" میں وصل کیا گیا ہے، اسلئے کہ اعراب کے حکم میں دونوں کو شریک کرنا مقصود ہے، کیونکہ دونوں محلِ رفع میں ہیں، لیکن واؤ جب حال کے لئے ہے تو وصل نہ ہوگا۔

(۷) شعر کے دونوں مصرعوں میں فصل کیا گیا ہے، اسلئے کہ دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ سے پیدا ہونے والے سوال کا جواب ہے، تو دونوں کے درمیان شبہ کمال اتصال ہے، (اسلئے فصل کیا گیا ہے)۔

(۸) **"لا"** اور **"کُفیت"** ان دو جملوں میں وصل کیا گیا ہے، کیونکہ دونوں خبر اور انشاء میں مختلف ہیں، اور فصل میں خلافِ مقصود کا وہم بھی ہے، پس ان دونوں میں ایہام کے ساتھ کمالِ انقطاع ہے۔

(۹) **"أَمَدَّكُم بِمَا تَعْلَمُونَ"** اور **"أَمَدَّكُم بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ وَجَنّٰتٍ وَعُيُوْنٍ"** ان دو جملوں کے درمیان کمالِ اتصال ہے، اسلئے کہ ان میں دوسرا جملہ پہلے جملے کے بعض سے بدل واقع ہے، کیونکہ **"أنعام، بنون، جنات، عیون"** یہ پہلے جملے میں **"ماتعلمون"** کا بعض ہیں۔

(۱۰) **ابوالعتاهیه** نے دو جملوں کے درمیان وصل کیا ہے، کیونکہ دونوں جملے خبر میں متفق ہیں، اور ان کے درمیان مناسبت تامہ بھی ہے، اور فصل کا متقاضی سبب بھی نہیں ہے۔

(۱۱) اسی طرح غزی شاعر نے بھی شعر کے دو مصرعوں میں وصل کیا ہے، وجہ وہی ہے جو ابھی اوپر گذری۔

(۱۲) ابوالعلاء نے شعر کے دو مصرعوں میں فصل کیا ہے، کیونکہ دونوں میں کمالِ انقطاع ہے، اسلئے کہ دونوں جملے خبر اور انشاء میں مختلف ہیں۔

(۱۳) **"يَقُوْلُوْنَ إِنِّيْ اَحْمِلُ الضَّيْمَ"** اور **"اَعُوْذُ بِرَبِّی أَنْ يُضَامَ نَظِيْرِی"** ان دو جملوں میں شبہِ کمالِ اتصال ہے، کیونکہ دوسرا جملہ پہلے جملے سے پیدا ہونے والے سوال کا جواب ہے، گویا شعر کا پہلا مصرعہ کہنے کے بعد شاعر نے محسوس کیا کہ کوئی اس سے پوچھ رہا ہے کہ کیا لوگ اسکو یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ تو ظلم برداشت کرتا ہے یہ صحیح ہے تو اس نے دوسرے مصرعہ سے جواب دیا۔

(۱۴) **"يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ** اور **يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ** ان دو جملوں میں کمالِ اتصال ہے، اسلئے کہ ان میں دوسرا جملہ پہلے جملے کے بعض سے بدل واقع ہے۔

(۱۵) آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے دو جملوں کے درمیان فصل کیا ہے، اسلئے کہ ان میں کمالِ اتصال ہے کیونکہ دوسرا جملہ پہلے جملہ کا بیان واقع ہورہا ہے۔

التمرين - ١

آنے والی مثالوں میں وصل کے مقامات بیان کریں، اور ہر مثال میں سبب بھی واضح کریں۔

(۱) کسی حکیم کا قول ہے "غلام آزاد ہے جب وہ قناعت کرے، اور آزاد غلام ہے جب وہ لالچ کرے"۔

(۲) ابن الرومی کا شعر ہے۔

کبھی جلد باز طالب خیر سے سبقت کر جاتا ہے، (یعنی خیر اسکے ہاتھ میں نہیں آتی) اور کبھی شر چھا جاتا ہے شر سے بھاگ کر دوری اختیار کرنے والے پر۔

(۳) ابوطیب متنبی کا شعر ہے۔

رائے بہادروں کی بہادری سے پہلے ہوتی ہے، یہ (رائے) پہلا مرحلہ ہے، اور بہادری دوسرا درجہ ہے۔

(۴) حجاج بن یوسف نے خطبہ میں کہا ــ اے اللہ گمراہی کو مجھے گمراہی بتا تا کہ میں اس سے بچوں، اور مجھے ہدایت کو ہدایت دکھا (یعنی واقعی ہدایت جو ہے وہ دکھا) تا کہ میں اسکی اتباع کروں، اور مجھے اپنے نفس کے حوالے نہ کر کہ میں دور کی گمراہی میں جا پڑوں۔

(۵) شریف رضی نے مرثیہ میں کہا ہے۔

کیا تم جانتے ہو، لوگ کس کو جنازے کے تابوت میں اٹھا کر لے جارہے ہیں، کیا تمہیں پتہ ہے مجلس کی روشنی کیسے بجھ گئی۔

(۶) حضرت حسان بن ثابت انصاری ؓ کا شعر ہے۔

میں اپنی آبرو اپنے مال کے ذریعہ بچاتا ہوں، میں آبرو کو میلا نہیں کرتا ہوں، آبرو (چلے جانے) کے بعد اللہ تعالی مال میں برکت نہ دے، اگر مال ہلاک ہو جائے تو میں اسے حیلے سے کما سکتا ہوں، اور اگر عزت و آبرو چلی جائے تو اسکے لئے میں کوئی حیلہ نہیں کر سکتا ہوں۔

(۷) نابغہ ذبیانی نے اپنے ماں شریک بھائی کے مرثیہ میں کہا ہے۔

دو دوستوں کے درمیان زمین کی دوری کافی ہے، یہ تو زمین کے اوپر ہے اور وہ زمین کے نیچے بوسیدہ جسم ہے۔

(۸) اور طغرائی کا شعر ہے۔

اے وہ شخص! جو ایسی زندگی کا جھوٹا پانی پینے کے لئے آرہا ہے جو پورا کا پورا گدلا ہے، تم نے اپنی زندگی کو اپنے اگلے دنوں میں خرچ کر دیا۔

(۹) نہ تو آنسو تھم رہے ہیں اور نہ تیرے دل کو تسلی ہو رہی ہے، اور موت شیر کی پناہ گاہ میں اتر چکی ہے۔

(۱۰) زینب بنت طُثرِیہ اپنے بھائی کے مرثیہ میں کہتی ہے۔

وہ اپنے ہاتھ سے تلوار کو سیراب کرتا تھا، اور اسکی عطا قبیلے کے آخری سرے تک پہنچتی تھی۔

(۱۱) ابوطیب متنبی کا شعر ہے۔
دنیا میں سب سے زیادہ معزز جگہ تیز رفتار گھوڑے کی زین ہے، اور زمانے میں بہترین ساتھی کتاب ہے۔
(۱۲) آنکھ آنسو بہا رہی ہے اور دل پیاسے ہیں، اور عقل جاتی رہی، اور مجلس کا جاہ وجلال رخصت ہوگیا۔
(۱۳) اور قبیلہ بنو اسد کے ایک شخص نے ہجو میں شعر کہا ہے۔
تم شرافت کو کھجور نہ سمجھو کہ جسکو تم کھالو گے، تم ہرگز شرافت کو نہیں پہنچ سکتے یہاں تک کہ ایلوا چاٹ لو۔
(۱۴) اور عمارہ یمنی کا شعر ہے۔
نوجوان کی غداری اسکے عہد و پیمان میں اور اسکے پورا کرنے میں ہوتی ہے، اور تیز تلوار کی غداری چوٹ سے اچٹ جانے میں ہوتی ہے (یعنی اسکے نہ کاٹنے میں ہوتی ہے)۔
(۱۵) اللہ تعالی کا ارشاد ہے فرعون کے قصے اور موسیٰ کے جواب دینے کے بارے میں۔
فرعون نے کہا رب العالمین کون ہے؟ حضرت موسیٰ نے فرمایا جو آسمانوں، زمینوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کا رب ہے، اگر تم یقین کرتے ہو، فرعون نے اپنے آس پاس کے لوگوں سے کہا، کیا تم سنتے نہیں ہو؟ حضرت موسیٰ نے فرمایا، وہ تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب ہے۔
(۱۶) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــ جب اسکے سامنے ہماری آیات تلاوت کی جاتی ہیں، تو وہ تکبر کرتے ہوئے پیٹھ پھیر لیتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں، گویا اسکے کانوں میں ڈاٹ پڑی ہوئی ہے۔

حل تمرین - ۱

(۱) دونوں جملوں میں وصل کیا ہے کیونکہ دونوں خبر میں متفق ہیں، اور دونوں میں معنیً مناسبت ہے، اور فصل کا مقتضی بھی کوئی نہیں ہے۔
(۲) ابن الرومی نے شعر کے دونوں مصرعوں میں وصل کیا ہے، اسی سابق وجہ سے کہ دونوں جملے خبر میں متفق ہیں، اور معنیً مناسبت بھی ہے اور فصل کا مقتضی بھی نہیں ہے۔
(۳) ابوطیب متنبی نے شعر کے دونوں مصرعوں میں فصل کیا ہے، دونوں میں کمالِ اتصال کی وجہ سے، اسلئے کہ دوسرا مصرعہ پہلے کی تاکید ہے، اور دوسرے مصرعہ کے دونوں جملوں میں وصل کیا ہے، دونوں کے خبر میں متفق ہونے کی وجہ سے اور معنیً مناسبت کی وجہ سے، اور چونکہ فصل کا مقتضی بھی کوئی نہیں ہے۔

(۴) حجاج بن یوسف نے ندا اور اسکے بعد امر، ان دو جملوں میں فصل کیا ہے، کیونکہ دونوں میں شبہ کمالِ اتصال ہے اسلئے کہ دوسرا جملہ پہلے جملے سے پیدا ہونے والے سوال کا جواب ہے، اور وصل کیا ہے پہلے جملے ''ارنی'' اور دوسرے جملہ ''ارنی'' اور جملہ ''لاتکلنی'' میں، کیونکہ تینوں جملے انشاء میں متفق ہیں، اور تینوں میں معنوی مناسبت ہے۔

(۵) شریف رضی نے شعر کے دو مصرعوں کے درمیان فصل کیا ہے، کیونکہ دونوں میں کمالِ اتصال ہے، اسلئے کہ دوسرا مصرعہ پہلے کی تاکید ہے، کیونکہ دونوں جملے مرنے والے پر رنج وحسرت کے اظہار کا فائدہ دے رہے ہیں۔

(۶) حضرت حسان بن ثابت نے پہلے شعر کے پہلے مصرعہ کے دونوں جملوں میں فصل کیا ہے، کیونکہ دونوں میں کمال اتصال ہے، اسلئے کہ دوسرا پہلے کی تاکید ہے، اور پہلے شعر کے دو مصرعوں کے درمیان فصل کیا ہے، خبر اور انشاء میں مختلف ہونے کی وجہ سے دونوں میں کمالِ انقطاع ہے — اور ''لَابَارَكَ اللّٰهُ'' اور ''اَحْتَالُ'' میں بھی خبر وانشاء میں مختلف ہونے کی وجہ سے فصل کیا ہے، کیونکہ دونوں میں کمالِ انقطاع ہے، — اور دوسرے شعر کے دو مصرعوں کے درمیان خبر میں متفق ہونے اور معنوی مناسبت کی وجہ سے وصل کیا ہے۔

(۷) نابغہ ذبیانی نے شعر کے دونوں مصرعوں میں فصل کیا ہے، کیونکہ دونوں میں کمالِ اتصال ہے، اسلئے کہ دوسرا مصرعہ پہلے کا بیان ہے، — اور دوسرے مصرعہ کے دو جملوں کے درمیان وصل کیا ہے کیونکہ دونوں خبر میں متفق ہیں، اور دونوں میں معنوی مناسبت ہے۔

(۸) طغرائی شاعر نے شعر کے دو مصرعوں کے درمیان فصل کیا ہے، کیونکہ دونوں میں کمالِ انقطاع ہے، اسلئے کہ پہلا انشاء ہے اور دوسرا خبر ہے۔

(۹) شاعر نے شعر کے پہلے مصرعہ کے دو جملوں کے درمیان وصل کیا ہے، دونوں کے خبر میں متفق ہونے اور معنوی مناسبت کی وجہ سے، — اور دو مصرعوں کے درمیان فصل کیا ہے، کیونکہ دونوں میں شبہ کمالِ اتصال ہے، اسلئے کہ دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ سے پیدا ہونے والے سوال کا جواب ہے، گویا قائل شاعر سے پوچھتا ہے کہ کیوں آنسو تھمتے نہیں اور دل کو سکون نہیں ہے؟ تو شاعر جواب میں کہتا ہے ''موت شیر کی پناہ گاہ میں اتر چکی ہے''۔

(۱۰) شاعر نے ''یُرْوِیْ'' اور ''یَبْلُغُ'' ان دو جملوں میں وصل کیا ہے، کیونکہ اسنے دونوں کو حکمِ

اعرابی میں شریک کرنے کا قصد کیا ہے، اسلئے کہ دونوں جملے محل نصب میں ہیں۔

(۱۱) ابوطیب متنبی نے شعر کے دونوں مصرعوں کے درمیان وصل کیا ہے، دونوں کے خبر میں متفق ہونے اور معنیً دونوں میں مناسبت کی وجہ سے۔

(۱۲) ابوطیب متنبی نے **"العین عَبْری"** اور **"النفوس صوادی"** ان دو جملوں میں وصل کیا ہے، دونوں کے خبر میں متفق ہونے اور معنوی مناسبت کی وجہ سے اور **"مَاتَ الْحِجَا"** اور **"قَضٰی جَلَالَ النَّادِی"** ان دو جملوں میں وصل کیا ہے، بعینہ اس سبب کی وجہ سے جو اوپر گذرا، اور دو مصرعوں کے درمیان فصل کیا ہے، کیونکہ دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ سے پیدا ہونے والے سوال کا جواب ہے۔

(۱۳) شعر کے دو مصرعوں کے درمیان کمالِ انقطاع ہے، دونوں کے خبر اور انشاء میں مختلف ہونے کی وجہ سے۔

(۱۴) عمارہ یمنی شاعر نے شعر کے دو مصرعوں کے درمیان وصل کیا ہے، دونوں کے خبر میں متفق ہونے اور معنیً مناسبت کی وجہ سے۔

(۱۵) پہلے **"قال"** اور دوسرے **"قال"** کے درمیان شبہِ کمالِ اتصال ہے، اسلئے کہ دوسرا جملہ پہلے جملے سے پیدا ہونے والے سوال کا جواب ہے، گویا پوچھنے والے نے پوچھا ''تو اس نے کیا جواب دیا؟''

(۱۶) **"وَلّٰی مُسْتَكْبِرًا"** اور **"كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا"** ان دو جملوں کے درمیان کمالِ اتصال ہے، کیونکہ دوسرا جملہ پہلے جملے کی تاکید ہے، ـــ ایسے ہی دوسرے اور تیسرے جملے میں بھی کمالِ اتصال ہے۔

التمرين - ۲

ابوتمام کے شعر کے دوسرے مصرعہ میں لوگ کیوں عطف کو پسند نہیں کرتے ہیں؟

(۱) ایسی بات نہیں !اس ذات کی قسم !جو جانتی ہے کہ دوری کڑوی چیز ہے، اور یہ کہ ابوالحسین سخی ہے۔

(۲) یہ کہنا کیوں پسندیدہ ہے **"عَلِيٌّ خَطِيْبٌ وَسَعِيْدٌ شَاعِرٌ"** اور یہ کہنا کیوں ناپسندیدہ ہے **عَلِيٌّ مَرِيْضٌ وَسَعِيْدٌ عَالِمٌ**

حل تمرین - ۲

جواب نمبر(۱):- ابوتمام کے شعر میں عطف اسلئے معیوب ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان معنوی کوئی مناسبت نہیں ہے، اسلئے کہ دوری کے کڑوا ہونے اور ابوالحسین کے سخی ہونے کے درمیان کوئی علاقہ اور جوڑ نہیں ہے۔

جواب نمبر(۲):- ''**علی خطیب وسعید شاعر**'' یہ کہنا اسلئے پسندیدہ ہے کہ یہاں دو جملوں میں جامع رابطہ ہے، اور وہ دونوں جملوں کے دونوں مسندوں میں مماثلت ہے، کیونکہ خطابت اور شعر دونوں ایک ہی وادی سے تعلق رکھتے ہیں، ــــ اور ''**عَلِيٌّ مَرِيْضٌ وَسَعِيْدٌ عَالِمٌ**'' یہ اسلئے قبیح ہے کہ یہاں دو جملوں میں کوئی مناسبت نہیں ہے، کیونکہ علی کی بیماری اور سعید کے علم کے درمیان کوئی رابطہ اور جوڑ نہیں ہے۔

التمرين - ۳

(۱) تین ایسے جملے لائیں جن میں کمالِ اتصال کی وجہ سے فصل کیا ہو، اور تینوں میں کمال اتصال پورے طور پر ظاہر کریں۔

(۲) دو مثالیں لائیں جن میں شبہِ کمالِ اتصال کی وجہ سے فصل ہوا ہو۔

(۳) دو ایسی مثالیں لائیں جن میں کمالِ انقطاع کی وجہ سے فصل ہوا ہو۔

حل تمرین - ۳

جواب نمبر(۱)

(۱)يَهْوَى الثَّنَاءَ مُبَرِّزٌ ومُقَصِّرٌ	حُبُّ الثَّنَاءِ طَبِيْعَةُ الْإِنْسَانِ

ترجمہ:- فائق اور کوتاہ دونوں تعریف چاہتے ہیں، تعریف کی محبت انسان کی فطرت ہے ــــ دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کی تاکید کرتا ہے پس دونوں میں کمالِ اتصال ہے۔

(۲) كَفٰى زَاجِرًا لِلْمَرْءِ أَيَّامُ دَهْرِهِ	تَرُوْحُ لَهٗ بِالْوَاعِظَاتِ وَتَغْتَدِيْ

ترجمہ:- آدمی کو ڈانٹنے کے لئے کافی ہیں اسکے زمانے کے دن، جو صبح وشام نصیحت والی چیزیں اسکے سامنے لاتے ہیں ــــ ، دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کا بیان ہے پس دونوں میں کمالِ اتصال ہے۔

(۳)**عَلِيٌّ يُسَاعِدُ الْبَائِسِيْنَ، يُطْعِمُهُمْ إِذَا جَاعُوْا** ــــ علی محتاجوں کی مدد کرتا ہے، انہیں کھلاتا ہے جب وہ بھوکے ہوتے ہیں، ــــ دوسرا جملہ پہلے جملہ کا بدل ہے، کیونکہ فقیروں کو کھلانا محتاجوں کی مدد کا بعض حصہ ہے، پس دو جملوں میں کمالِ اتصال ہے۔

جواب نمبر(۲)

(۱)بَعِيْدٌ عَنِ الخُلَّانِ فِي كُلِّ بَلْدَةٍ	إِذَا عَظُمَ الْمَطْلُوْبُ قَلَّ الْمُسَاعِدُ

ترجمہ:- وہ ہر شہر میں دوستوں سے دور ہے، جب مقصد بڑا ہوتا ہے تو مدد کرنے والے کم ہوجاتے ہیں۔

(۲)وَمَاأَنَابِالْبَاغِيْ عَلَى الْحُبِّ رِشْوَةً	ضَعِيْفٌ هَوًى يُبْغٰى عَلَيْهِ ثَوَابُ

ترجمہ:- میں محبت پر رشوت کا طلبگار نہیں ہوں، وہ کمزور محبت ہے جس پر بدلہ طلب کیا جائے۔

جواب نمبر(۳)

(۱)لَسْتُ مُسْتَسْقِيًا لِقَبْرِكَ غَيْثًا	كَيْفَ يَظْمَأُ وَقَدْ تَضَمَّنَ بَحْرًا

ترجمہ:- میں تیری قبر کے لئے بارش کا پانی طلب کرنے والا نہیں ہوں، وہ قبر کیسے پیاسی ہوسکتی ہے جو سمندر سمیٹے ہوئے ہو۔

(۲) اَلْبَحْرُ مُضْطَرِبٌ، اَلْعِنَبُ لَذِيْذُ الطُّعْمِ ـــ سمندر موجیں مار رہا ہے، انگور مزیدار ہے۔

التمرین-۴ وحلہ

(۱) مقامات وصل میں ہر مقام کی دو مثالیں بیان کریں۔

جواب(۱)

(۱) اَلشَّمْسُ تَسْفِرُ أَحْيَانًا وَتَلْتَثِمُ ـــ سورج کبھی صاف ظاہر ہوتا ہے اور کبھی پردہ میں ہوجاتا ہے۔

(۲)وَشَرُّ الْحِمَامَيْنِ الزُّؤَامَيْنِ عِيْشَةٌ	يَذِلُّ الَّذِىْ يَخْتَارُهَا وَيُضَامُ

ترجمہ:- تیزی سے آنے والی ان دو موتوں میں سے بدتر ہے وہ زندگی، جسکو اختیار کرنے والا ذلیل ہو اور اس پر ظلم کیا جائے۔

دونوں مثالوں میں وصل ہے، کیونکہ دونوں جملوں کو حکم اعرابی میں شریک کرنا مقصود ہے۔

(۱) فَيَا أَيُّهَا الْمَنْصُوْرُ بِالْجَدِّ سَعْيُهُ	وَيَا أَيُّهَا الْمَنْصُوْرُ بِالسَّعْيِ جَدُّهُ

ترجمہ:- پس اے وہ شخص جسکی کوشش نصیبہ کی وجہ سے کامیاب ہے، اور اے وہ شخص جسکا نصیبہ کوشش کی وجہ سے کامیاب ہے۔

(۲)وَأَحْسَنُ وَجْهٍ فِي الْوَرٰى وَجْهُ مُحْسِنٍ	وَأَيْمَنُ كَفٌّ فِيْهِمْ كَفُّ مُنْعِمٍ

ترجمہ:- اور مخلوق میں حسین چہرہ احسان کرنے والے کا چہرہ ہے، اور لوگوں میں مبارک ہتھیلی انعام دینے والے کی ہتھیلی ہے۔

دونوں مثالوں میں وصل ہے، کیونکہ دونوں جملے انشاء یا خبر میں متفق ہیں، اور معنیً دونوں میں مناسبت ہے۔

☆☆☆

(۱) **لَا وَأَيَّدَكَ اللّٰهُ** ــــ نہیں اور اللہ آپ کی مدد کرے۔

(۲) **لَا وَجَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَ كَ** ــــ نہیں اور اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔

دونوں مثالوں میں وصل ہے کیونکہ دونوں جملے خبر اور انشاء میں مختلف ہیں، اور فصل خلاف مقصود کا وہم پیدا کرتا ہے۔

التمرین-۵

آنے والے دو اشعار کا نثر کریں، اور ان میں وصل اور فصل کا سبب بیان کریں، یہ دونوں شعر ابوطیب متنبی کے ہیں جو اس نے سیف الدولہ کی مدح میں کہے ہیں۔

(۱) اے وہ شخص! جوجسکو چاہتا ہے اپنی تلوار (احسان) سے قتل کر دیتا ہے، میں بھی آپ کے احسان کے مقتولین میں ہوں۔

(۲) جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میری نگاہ آپ کے پیچھے حیرت میں پڑ جاتی ہے، اور جب میں آپ کی مدح کرتا ہوں تو میری زبان آپ کے بارے میں حیرت کرنے لگتی ہے۔

اشعار کا نثر:- **يَقُوْلُ أَنْتَ شُجَاعٌ تُكْثِرُ مِنْ قَتْلِ الْأَعَادِيْ بِحَدِّ سَيْفِكَ، وَلٰكِنَّكَ بَالَغْتَ فِي إِنْعَامِكَ وَإِحْسَانِكَ إِلَيَّ حَتّٰى عَجَزْتُ عَنْ شُكْرِكَ فَصِرْتُ كَالْقَتِيْلِ الْعَاجِزِ، وَهَا أَنَا ذَا كُلَّمَا نَظَرْتُ إِلَيْكَ بَهَرَتْنِي مَحَاسِنُكَ، فَحَارَ بَصَرِيْ، وَكُلَّمَا أَرَدْتُّ مَدْحَكَ تَزَاحَمَتْ عَلَيَّ فَضَائِلُكَ فَحَارَ لِسَانِيْ**

ترجمہ:- شاعر کہتا ہے کہ تو بہادر ہے دشمنوں کو اپنی تلوار کی دھار سے بہت قتل کرتا ہے، لیکن تو نے میرے اوپر اپنے انعام و احسان سے بہت ہی مبالغہ کر دیا حتی کہ میں تیرے شکر سے عاجز ہو گیا، پس میں عاجز مقتول کی طرح ہو گیا، اور یہ رہا میں، جب جب بھی تجھے دیکھتا ہوں تو تیری خوبیاں مجھے مبہوت کر دیتی ہیں، پس میری نگاہ

حیرت میں پڑ جاتی ہے، اور جب جب بھی میں تیری تعریف کرنا چاہتا ہوں تو تیرے فضائل و کمالات کی میرے سامنے بھیڑ لگ جاتی ہے پس میری زبان حیرت کرنے لگتی ہے۔

اشعار میں وصل اور فصل

پہلے شعر کے دونوں مصرعوں میں شاعر نے فصل کیا ہے، خبر اور انشاء میں مختلف ہونے کی وجہ سے، اسلئے کہ پہلا مصرعہ انشاء ہے اور دوسرا خبر ہے، پس دونوں میں کمال انقطاع ہے، ــــ اور دوسرے شعر کے دو مصرعوں میں وصل کیا ہے، دونوں کے خبر میں متفق ہونے اور معنوی مناسبت کی وجہ سے۔

الایجاز، والاطناب والمساواة

۱ ــــ المساواة

الامثلة (مثالیں)

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ **وَمَا تُقَدِّمُواْ لأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ** (بقرہ ۱۱۰) اور جو خیر بھی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے تو اسکو اللہ کے پاس پاؤ گے۔

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ **وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ** (فاطر ۴۳) اور بری تدبیر کرنے والوں کو ہی گھیرتی ہے۔

(۳) اور نابغہ ذبیانی کا شعر ہے ؎

فَإِنَّكَ كَاللَّيل الَّذِىْ هُوَ مُدْرِكِيْ	وَإِنْ خِلْتُ ان الْمُنْتَأَى عَنْكَ وَاسِعُ

ترجمہ:- بیشک آپ اس رات کی طرح ہیں جو مجھے پا لینے والی ہے، اگر چہ میں خیال کروں کہ آپ سے دوری بہت وسیع اور زیادہ ہے۔

(۴) اور طرفۃ بن عبد کا شعر ہے ؎

سَتُبْدِيْ لَكَ الْأَيَّامُ مَاكُنْتَ جَاهِلًا	وَيَأْتِيْكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

ترجمہ:- عنقریب زمانہ تیرے سامنے ظاہر کر دے گا ان چیزوں کو جن سے تو ناواقف ہے، اور تیرے پاس خبریں لائے گا وہ شخص جسکو تو نے توشہ نہیں دیا ہے (یعنی مفت تجھے خبریں معلوم ہوں گی)۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

ادیب وبلیغ آدمی اپنی مافی الضمیر کو تین طریقوں سے تعبیر کرتا ہے، کبھی تو ایجاز واختصار کرتا ہے، اور کبھی طویل کلام لاتا ہے، اور کبھی بین بین اور متوسط عبارت لاتا ہے، جیسا مخاطب کی حالت اور خطاب کے مقام کا تقاضا ہوتا ہے اس اعتبار سے وہ کلام لاتا ہے، یہاں ہم ان تین طریقوں کو واضح کرنا چاہتے ہیں اور مساوات سے ابتدا کرتے ہیں، اسلئے کہ یہی اصل ہے اس پر باقی کو قیاس کر سکتے ہیں۔

گذشتہ مثالوں میں آپ غور کریں تو ان میں الفاظ معانی کے بقدر ہیں، حتی کہ اگر آپ ان میں ایک لفظ بھی بڑھائیں گے تو یہ زیادتی بیکار ہوگی، اور اگر کسی لفظ کو آپ ساقط کر دیں تو یہ کلام میں خلل پیدا کرے گا، پس ہر مثال میں الفاظ معانی کے برابر سرابر ہیں، اور کلام کو اس انداز سے ادا کرنے کا نام ''مساواۃ'' ہے۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۶۵) مساوات یہ ہے کہ معانی الفاظ کے بقدر ہوں اور الفاظ معانی کے بقدر ہوں، کوئی ایک دوسرے پر زیادہ نہ ہو۔

۲- الایجاز

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــ **أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ** (اعراف ۵۴) سنو تخلیق بھی اسی کی ہے اور امر بھی اسی کا چلتا ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے **اَلضَّعِيْفُ أَمِيْرُ الرَّكْبِ** ــ کمزور آدمی قافلہ کا امیر ہے۔

(۳) ایک دیہاتی سے پوچھا گیا جو بہت سا مال (اونٹ) ہانک کر لے جا رہا تھا ــ **''لِمَنْ هٰذَا الْمَالُ؟''** یہ مال کس کا ہے؟ اس نے جواب دیا **''لِلّٰهِ فِي يَدِي''** یہ اللہ کا ہے میرے ہاتھ میں۔

(۴) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــ **وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا** (فجر ۲۲) تیرا رب آئے گا اور فرشتے صف در صف آئیں گے۔

(۵) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــ **قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ بَلْ عَجِبُوْا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِّنْهُمْ** (ق ۲) قاف، قران مجید کی قسم! بلکہ ان کو اس پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ڈرانے والا آیا۔

(٦) اللہ تعالی کا ارشاد ہے، حضرت موسیٰؑ کی حضرت شعیبؑ کی دو بیٹیوں کے ساتھ حکایت کرتے ہوئے،

فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاء قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا (قصص ۲۵-۲۴)

تو موسیٰؑ نے ان دونوں کی بکریوں کو پانی پلایا، پھر مڑ کر سایہ کی طرف چلے گئے، اور کہا کہ اے میرے رب! بیشک میں اس خیر کا محتاج ہوں جو تو میری طرف بھیجے، پس ان دو میں سے ایک شرماتی ہوئی چل کر موسیٰؑ کے پاس آئی اور کہا کہ میرے ابا آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ آپ کو اس کا بدلہ دے جو آپ نے ہمارے لئے بکریوں کو پانی پلایا ہے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

آپ پہلے حصہ کی مثالوں میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہر مثال الفاظ کم ہونے کے باوجود بہت سارے معانی کو جامع ہے، ـــ پس پہلی مثال دو کلموں کو شامل ہے جس نے تمام چیزوں اور امور کو پورے طور پر گھیر لیا ہے حتی کہ مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس آیت کو پڑھا تو فرمایا جسکے لئے کوئی چیز باقی رہ گئی ہو تو وہ اسکو طلب کرلے، ـــ اور دوسری مثال حسن و بلاغت کا نمونہ ہے، کیونکہ یہ سفر کے آداب اور کمزور پر مہربانی کو اسطرح جامع ہے کہ جسکی تعبیر کسی ادیب و بلیغ کے لئے بغیر لمبا کلام لائے آسان نہیں ہے، ـــ یہی حال تیسری مثال کا ہے، اس انداز پر کلام کو لانے کا نام ''ایجاز'' ہے ـــ اور جب کہ ایجاز کا مدار تھوڑے الفاظ کے بہت سارے معانی اور بہت سارے مقاصد کو وسیع ہونے پر ہے نہ کہ کچھ الفاظ اور جملوں کے حذف پر ہے، تو اسکا نام ''ایجازِ قِصر'' ہوگا۔

اب دوسرے حصہ کی مثالوں پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان میں بھی ایجاز ہے، اور اگر ان مثالوں میں آپ ایجاز کا راز جاننا چاہتے ہیں تو پہلی مثال دیکھیں، اس میں ایک کلمہ حذف کر دیا گیا ہے، کیونکہ کلام کی تقدیر عبارت یہ ہے **''وَجَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ''** ـــ اور دوسری مثال کو دیکھیں، اس میں جواب قسم کا جملہ حذف کر دیا گیا ہے، کیونکہ کلام کی تقدیر عبارت ہے **''ق وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ لَتُبْعَثُنَّ''** اور تیسری مثال میں چند جملے حذف کردئے گئے ہیں، بغیر حذف کے کلام کی ترتیب یہ ہے **''فَذَهَبَتَا إِلٰى أَبِيْهِمَا وَقَصَّتَا عَلَيْهِ مَاكَانَ مِنْ أَمْرِ مُوْسٰى، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَجَاءَتْهُ إِحْدٰهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ''** ـــ اور جب ان مثالوں میں ایجاز کا سبب حذف ہے تو اسکا نام ''ایجازِ حذف'' ہوگا، اور ایجاز کی اس قسم میں شرط ہے کہ محذوف پر کوئی دلیل ہو، ورنہ تو حذف بے کار اور کلام غیر مقبول ہو جائے گا۔

القاعده (قاعده)

(٦٦) ایجاز کہتے ہیں کم الفاظ کے تحت بہت سارے معانی کو جمع کر دینا وضاحت وصراحت کے ساتھ، اور اسکی دو قسمیں ہیں۔

(الف) پہلی قسم ایجاز قصر، وہ یہ ہے کہ چھوٹی عبارتیں بہت سے معانی کو متضمن ہو بغیر کسی کلمہ کو حذف کئے۔

(ب) دوسری قسم ایجاز حذف، وہ یہ ہے کہ ایک کلمہ یا جملہ یا زیادہ کو حذف کر دیا جائے محذوف کے قرینہ کے ساتھ۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

ایجاز کی قسم بیان کرنے کے لئے

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــ **أُولٰئِكَ لَهُمُ الأَمْنُ** (انعام ۸۲) یہی لوگ ہیں جنکے لئے امن ہے۔

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــ **قَالُواْ تَاللهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ** (یوسف ۸۵) بخدا آپ برابر یوسف کو یاد کرتے رہیں گے۔

(۳) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــ **أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءهَا وَمَرْعَاهَا** (نازعات ۳۱) اس نے زمین سے پانی اور چارہ نکالا۔

(۴) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــ **فَأَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكْفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ** (آل عمران ۱۰۶) بہر حال وہ لوگ جنکے چہرے سیاہ ہوں گے (تو ان سے کہا جائے گا کہ) تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا۔

(۵) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــ **وَلَوْ أَنَّ قُرْآناً سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَى بَل لِّلّٰهِ الأَمْرُ جَمِيعاً** (رعد ۳۱) اور اگر قرآن کے ذریعہ پہاڑوں کو چلایا جائے، یا اسکے ذریعہ زمین کے ٹکڑے کر دئے جائیں یا اسکے ذریعہ مردوں کو گویائی دی جاتی بلکہ تمام فیصلے اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔

(٦) اور متنبی کا شعر ہے ۔

أَتَى الزَّمَانَ بَنُوْهُ فِي شَبِيْبَتِهِ	فَسَرَّهُمْ وَأَتَيْنَاهُ عَلَى الْهَرَمِ

ترجمه:- زمانے کے بیٹے (یعنی پچھلی امتیں) زمانہ کے پاس اسکی جوانی میں آئے تو اس نے ان کو خوش

کر دیا اور ہم اسکے پاس بڑھاپے میں آئے۔

(۷) **أَكَلْتُ فَاكِهَةً وَمَاءً** ــ میں نے میوہ کھایا اور پانی پیا۔

الاجابہ (نمونے کا حل)

(۱) آیت میں ایجازِ قصر ہے، اسلئے کہ امن کے تحت ہر محبوب چیز داخل ہے، اس سے فقر، موت، ظلم یا نعمت کا زوال وغیرہ مختلف ناپسندیدہ چیزوں کی نفی ہوتی ہے۔

(۲) آیت میں ایجاز حذف ہے، اسلئے کہ معنیٰ "**تَاللهِ لاتَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ**" ہے، حرف نفی حذف کیا گیا ہے۔

(۳) آیت میں ایجازِ قصر ہے، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں مذکور دو کلموں سے زمین سے نکلنے والی لوگوں کے لئے قوت بخش اور سامانِ گذر بسر، چارہ، درخت، لکڑیاں، لباس، آگ پانی وغیرہ تمام چیزوں کو بتلایا ہے۔

(۴) آیت میں ایجاز حذف ہے، اما کا جواب محذوف ہے، اصل میں ہے **فَيُقَالُ لَهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ**

(۵) آیت میں ایجازِ حذف ہے، لو کا جواب محذوف ہے، تقدیر عبارت ہے **لَكَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ**

(۶) شعر میں ایجازِ حذف ہے، ایک پورا جملہ محذوف ہے، تقدیر عبارت ہے " **وَأَتَيْنَاهُ عَلَى الْهَرَمِ فَسَاءَنَا** " ہم اسکے پاس بڑھاپے میں آئے تو اس نے ہمارے ساتھ برا برتاؤ کیا۔

(۷) اس عبارت میں ایجاز حذف ہے، تقدیر عبارت ہے **وشربت ماءً.**

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں ایجاز کی قسم بیان کریں، اور سبب بھی واضح کریں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور اسکے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہیں ہے، تب تو ہر معبود اپنی پیدا کی ہوئی چیز لے لیتا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "درگذر کو اختیار کرو، بھلائی کا حکم دو، اور نادانوں سے اعراض کرو"۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "بیشک بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں"۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے جنت کا حال بیان کیا ''جنت میں وہ چیزیں ہوں گی، دل جسکی خواہش کرتے ہیں اور نگاہوں کو جن سے لذت ملتی ہے''۔

(۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اگر آپ دیکھتے جب وہ گھبراہٹ میں ہوں گے اور کوئی بچاؤ نہیں ہوگا''۔

(۶) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اور اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ سے پہلے رسولوں کی تکذیب کی جا چکی ہے''۔

(۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''لالچ محتاجی ہے، اور نا امیدی مالداری ہے''۔

(۸) حضرت علیؓ کا مقولہ ہے ''سرداری کا آلہ اور ذریعہ سینہ کا کشادہ ہونا ہے''۔

(۹) اور سموءل شاعر کی طرف یہ شعر منسوب ہے۔

اگر آدمی اپنے اوپر ظلم کا تحمل نہ کر سکے ــــ تو اسکے لئے اچھی تعریف کی کوئی راہ نہیں ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے حادثۂ طوفانِ نوحؑ کے ختم ہونے کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا ''اور کہا گیا اے زمین تو اپنا پانی نگل لے، اور اے آسمان تو تھم جا، اور پانی خشک ہو گیا اور معاملہ پورا ہو گیا، اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی، اور کہا گیا ہلاکت ہے ظالم قوم کے لئے۔

حل تمرین - ۱

(۱) آیت میں ایجازِ حذفِ جملہ ہے، تقدیر عبارت ہے **''فَلَوْ كَانَ مَعَهُ إِلٰهٌ إِذًا لَذَهَبَ كُلُّ إِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ''** ــــ اور جواب شرط کے جملے میں ایجازِ قصر ہے، اسلئے کہ اسکے الفاظ تھوڑے ہیں، معانی زیادہ ہیں، اور اسکی حجت نا قابل تردید ہے، اسلئے کہ یہ کائنات کا نظام چلانے میں اللہ کی وحدانیت اور اسکے تفرد پر ایسے مختصر کلام سے دلیل قائم کرتا ہے کہ اختصار میں اسکا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔

(۲) آیت میں ایجازِ قصر ہے، اسلئے کہ یہ اپنے تھوڑے الفاظ میں بہت سارے مکارم اخلاق کو لپیٹے ہوئے ہے، اسلئے کہ عفو میں لوگوں سے اچھائی کرنا ہے، تمام امور میں نرمی، درگذر اور چشم پوشی کرنا ہے، اور بھلائی کا حکم کرنے میں اللہ سے ڈرنا، صلہ رحمی کرنا، اور زبان کو بیہودہ باتوں سے بچانا، اور ہر حرام چیز سے نگاہ کو جھکا دینا ہے اور جاہلوں سے اعراض کرنے میں صبر، بردباری اور غصہ کو پی جانا ہے۔

(۳) حدیث شریف میں ایجازِ قصر ہے، اسلئے کہ کلام مختصر الفاظ والا ہے لیکن معانی بہت زیادہ ہیں، آپ ؐ فرمارہے ہیں کہ کلام کی بلاغت ایسی ہے جو جادو کا عمل کرتی ہے، پس کلام باطل کو حق کی صورت میں ظاہر کرتا ہے، اور حق کو باطل کی صورت میں، اور حدیث کہاوت ہے، جسکو بولا جاتا ہے جب مضبوط اور دوٹوک دلیل و حجت کے ساتھ بہترین انداز سے بات کی جائے۔

(۴) آیت میں ایجاز قصر ہے، اسلئے کہ یہ جنت کی ان تمام نعمتوں کو جامع ہے، عقلیں جنکا احاطہ نہیں کرسکتی ہیں۔

(۵) آیت میں ایجازِ حذف ہے، لو کا جواب محذوف ہے، تقدیر عبارت ہے **"لَرَأَیْتَ حَالَۃً مُنْکَرَۃً"** تو آپ بری حالت دیکھتے ــــ اور اللہ تعالی کے ارشاد **"فَلَافَوْتَ"** میں ایجازِ قصر ہے۔

(۶) آیت میں ایجازِ حذف ہے، اسلئے کہ **انْ** کا جواب محذوف ہے، تقدیر عبارت ہے **"وَإِنْ یُکَذِّبُوْكَ فَلَا تَجْزَعْ فَقَدْ کُذِّبَتْ** الخ"

(۷) حدیث شریف میں ایجازِ قصر ہے، اسلئے کہ یہ جوامع الکلم میں سے ہے، جو آپ ؐ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۸) اس میں ایجازِ قصر ہے، اسلئے کہ اسکے معانی زیادہ ہیں، اور الفاظ کم ہیں، اور حذف بھی کچھ نہیں ہے۔

(۹) سموءل کے شعر میں ایجازِ قصر ہے، اسلئے کہ اسکے تھوڑے الفاظ بہت سارے اخلاق حمیدہ کو جامع ہیں جیسے درگذر کرنا، شجاعت، تواضع، حلم و بردباری، صبر اور ناگواریوں کو برداشت کرنا، اسلئے کہ یہ تمام امور نفوس کو ذلیل کرتے ہیں، اس لیے کہ اس کے برداشت کرنے میں مشقت وتھکان ہے۔

(۱۰) آیت کریمہ میں ایجازِ قصر ہے، اسلئے کہ اللہ تعالی نے روئے زمین کے بہت بڑے واقعہ کی تھوڑے اور جامع الفاظ سے منظر کشی کی ہے۔

التمرین-۲

آنے والی مثالوں میں ایجاز کا جمال بیان کریں، اور ایجاز کی کونسی قسم ہے؟ یہ بھی ذکر کریں۔

(۱) طاہر بن حسین نے مامون رشید کو خط لکھا ــــ اور طاہر مامون کے گورنروں پر اسکا والی تھا ــــ علی بن عیسی بن ھامان کی فوج کو شکست دینے اور علی بن عیسی کو قتل کرنے کے بعد۔

میرا یہ خط امیر المومنین کے نام ہے، علی بن عیسی کا سر میرے سامنے ہے، اسکی انگوٹھی میرے ہاتھ میں ہے،

اور اسکا لشکر میرے حکم کے تحت کام کر رہا ہے، والسلام

(۲) زیاد بن ابی سفیان نے تقریر کرتے ہوئے کہا ہے ـــ اے لوگو! ہم سے متعلق بری باتیں جو تم جانتے ہو وہ ہرگز تمہیں ہم سے متعلق سنی ہوئی اچھی باتوں سے نفع اٹھانے سے نہ روکیں۔

حل تمرین-۲

(۱) طاہر بن حسین کا خط ایجازِ قصر کی بہت بہترین مثال ہے، کیونکہ یہ اختصار اور کم الفاظ کے باوجود ان تمام باتوں کو حاوی ہے جس پر مامون مطلع ہونا چاہتا ہے، یعنی قتال کے حالات اور اس میں مدد کا آنا وغیرہ۔

اور ایجاز کا جمال اسکے معانی کے واضح ہونے اور اسکے سامعین کے دلوں کو مطمئن کرنے اور اسکے فضول کلام کو چھوڑنے میں ہے، اور اس لئے بھی جمال ہے کہ اسکا کاتب جانتا ہے کہ مامون قتال کے نتیجہ کو جاننے کا منتظر ہے، پس اسنے اسکو جلدی سے خوش کرنا چاہا تو اس نے ایجاز کا یہ راستہ اپنایا۔

(۲) زیاد کی تقریر میں ایجازِ قصر ہے، اسلئے کہ یہ تقریر کم الفاظ کے ساتھ بغیر صراحت کے زیاد کے ان تمام اخلاق کو جامع اور حاوی ہے جسکو لوگ ناپسند کرتے ہیں، جیسے کہ یہ تقریر خیر کی ان تمام خصلتوں کو گھیرے ہوئے ہے جو اسکی قیمتی نصیحتوں اور مفید وصیتوں میں شامل ہے، ـــ اور ایجاز کا جمال یہاں اسکی سلامتی اور حسن ترتیب وسلاست میں ہے، اور کلام کے دلالت کرنے میں ہے، کلام والے کے بلاغت پر قادر ہونے اور تعبیر میں مہارت پر۔

التمرین-۳

آنے والے شاہی فرامین میں جمالِ ایجاز بیان کریں۔

(۱) خلیفہ ابوجعفر منصور نے کسی قوم کی اپنے گورنر سے شکایت کے بارے میں یہ فرمان لکھ بھیجا، ''جیسے تم ہو ویسا تم پر امیر مقرر کیا گیا ہے''۔

(۲) مصر کے گورنر نے ابوجعفر منصور کو دریائے نیل کے پانی کی کمی کے بارے میں لکھا تو اس نے یہ فرمان لکھ بھیجا ''تم اپنی فوج کو بگاڑ سے پاک صاف رکھو تو دریائے نیل تمہیں اپنی لگام دے دے گا''۔

(۳) اور ابوجعفر نے مقامِ حمص کے اپنے گورنر کے خط میں یہ فرمان لکھ بھیجا، درانحالیکہ اس خط میں بہت غلطی تھی اپنے منشی کو بدل دو ورنہ میں تمہیں بدل دونگا۔

(۴) والیِ ہند نے ابو جعفر کو خط لکھا کہ فوج نے اسکے اوپر ہنگامہ کر رکھا ہے، اور بیت المال کے تالے توڑ دیے ہیں، تو ابو جعفر نے اسکے جواب میں یہ فرمان لکھا ''اگر تم نے انصاف کیا ہوتا تو یہ لوگ ہنگامہ نہ کرتے، اگر تم نے وفاداری کی ہوتی تو یہ لوگ لوٹ مار نہ کرتے''۔

(۵) خلیفہ ہارون رشید نے خراسان کے گورنر کے نام یہ فرمان لکھ بھیجا ''اپنے زخم کا علاج کروتا کہ وہ پھیل نہ جائے''۔

(٦) اور برامکہ کے واقعہ میں ہارون رشید نے یہ فرمان لکھ بھیجا، ''طاقت وفرمانبرداری نے ان کو اگایا اور نافرمانی نے ان کو کاٹا''۔

(۷) اور ابراہیم بن مہدی نے مامون کے نام ایک معذرت نامے میں لکھا ''اگر آپ نے معاف کردیا تو یہ آپ کا فضل وکرم ہوگا، اور اگر پکڑلیا تو آپ کا حق ہے'' تو اسپر مامون نے یہ فرمان لکھ بھیجا ''قدرت تعصب اور بغض کو ختم کردیتی ہے''۔

(۸) زیاد بن ابیہ نے متظلم کے قصہ میں یہ فرمان لکھا ''تمہاری کفایت کی گئی''۔

(۹) جعفر بن یحیی نے اس گورنر کے نام یہ فرمان لکھا جسکی بہت شکایتیں اسکو پہنچی ''تمہاری شکایت کرنے والے بڑھ گئے اور تمہارا شکریہ ادا کرنے والے کم ہوگئے، یا تو عدل کرو یا معزول ہوجاؤ''۔

(۱۰) اور جعفر بن یحیی نے ایک قیدی کے قصہ میں یہ فرمان لکھ بھیجا ''جرم نے اسکو قید میں ڈالا ہے، اور توبہ اسکو چھڑائے گی''۔

حل تمرین -۳

ان تمام فرامین میں ایجاز کے جمال کی وجہ یہ ہے کہ ہر فرمان الفاظ کی قلت اور اجزائے کلام کی کمی کے باوجود بہت سارے معانی پر مشتمل ہے، اور ہر فرمان سلاست، وضاحت اور بہترین اسلوب کے ساتھ ہے جو دلالت کرتا ہے قائل کے بلاغت کے فنون پر قادر ہونے پر، اور اسکے کلام کے تصرف کے طریقوں پر واقف ہونے میں، ــــ اور ان فرامین میں اکثر میں ایجازِ قصر ہے، آگے ہم آپ کے سامنے ہر فرمان کی وضاحت کررہے ہیں تا کہ آپ کو معلوم ہو کہ وہ اپنے تحت کتنے معانی کو سموئے ہوئے ہے۔

(۱) پہلے فرمان میں ابوجعفر شکایت کرنے والی جماعت سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تم لوگ اگر سیدھے رہے اطاعت کرتے رہے اور اپنا فرض پورا کیا تو تمہاری یہ خوبیاں تمہارے گورنر کے دل میں نرمی اور شفقت پیدا کرے گی، پھر تم اسے ایک عادل امیر، شفقت کرنے والا باپ، اور مددگار دوست دیکھو گے، اور اگر تمہارے اخلاق برے ہو گئے، تم خیانت و نافرمانی کرنے لگے، اپنے امور کے خود ذمہ دار بن بیٹھے، تو یہ بات تمہارے گورنر کے دل کو غضبناک کردے گی پھر تم اسکو ایک سخت اور پتھر دل امیر دیکھو گے، جو نہ رحم کرے گا نہ مدد کرے گا۔

(۲) وہ کہتا ہے کہ دریائے نیل کے پانی کی کمی کا سبب وہ ظلم، سختی، فسق وفجور اور اس جیسے طرح طرح کے ذنوب ومعاصی ہیں جو تمہارے لشکر میں پھیلے ہوئے ہیں، اگر تم ان کو اللہ کی طاعت پر ابھارو گے پھر وہ اللہ کے اوامر بجالائیں اور نواہی سے بچیں، اور لوگوں کی ایذا رسانی سے رک جائیں تو دریائے نیل تم پر اپنی خیر وبرکات کو عام کردے گا اور تم پر وہ جاری ہو جائے گا جیسے تم چاہتے ہو اور پسند کرتے ہو، ــــ پس تم دیکھ رہے ہو کہ ابوجعفر نے گناہ اور معصیت کی اقسام کو کس طرح ایک کلمہ ''فساد'' کے تحت جمع کردیا، اور اصلاح نفوس کے وسائل وذرائع کو کس طرح ایک کلمہ ''تطہیر'' میں احاطہ کرلیا، اور اسکے قول **''يُعْطِكَ الْقِيَادَ''** میں دریائے نیل کی محبوب صفات کا کیسے احاطہ کرلیا ہے۔

(۳) اور اگر تم اس فرمان کو دوسرے مختصر صیغے میں رکھنا چاہو تو یہ اسکے ڈبل الفاظ سے کم میں لانا ممکن نہیں ہے جیسے تم کہو **''ضَعْ مَكَانَ كَاتِبِكَ كَاتِبًا آخَرَ، وَإِلَّا تَفْعَلْ فَسَيُوْضَعْ مَكَانَكَ عَامِلٌ آخَرُ''** تم اپنے منشی کی جگہ دوسرا منشی رکھ لو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو تمہاری جگہ دوسرا گورنر بنا دیا جائے گا ــــ علاوہ ازیں فرمان کے الفاظ میں بھی روانی ہے وضاحت ہے، اور بہت زیادہ ترتیب اور ربط ومناسبت بھی ہے۔

(۴) خلیفہ کہتا ہے کہ تمہارا ظلم وستم اور وہ سختیاں جو تم نے رعیت کے ساتھ برتی ہیں، ان سب نے رعیت کو نافرمانی پر ابھارا ہے، اور ان کو فتنہ کرنے پر مجبور کیا ہے، اگر تم ان کے ساتھ انصاف کرتے، اور تقسیم میں برابری کرتے تو تم ان کو صلح ومصالحت کرنے والے دیکھتے، اور خلیفہ کہتا ہے کہ تمہارا اعطاء کا وعدہ اور پھر وعدہ خلافی، اسنے ان کے دلوں میں غیظ وغضب پیدا کردیا ہے، اسلئے وہ حکومت کے مال کو لوٹنے کا، ڈاکہ ڈالنے کا اور زیادتی کا اقدام کررہے ہیں اگر تم اپنے وعدے پورے کرتے تو ان میں کوئی لوٹ مار اور ڈاکہ ڈالنے والا نہ ہوتا۔

(۵) خلیفہ کہتا ہے کہ فساد ختم کرنے میں جلدی کرو، اسکے شدت اختیار کر لینے سے پہلے، ورنہ اسکا معاملہ بڑا ہو جائے گا اور تم اسکے مقابلے سے عاجز ہو جاؤ گے۔

(۶) خلیفہ کہتا ہے کہ طاعت نے ان کو وہ مالداری، جاہ و جلال اور رعب و دبدبہ عطا کیا جس سے وہ خوش حال ہیں، اور سرکشی و نافرمانی نے ان میں وہ فقر، حالت کی پستی، اور ذلت پیدا کر دی جن سے وہ بدبختی کے شکار ہو گئے پس ایک ہی **"أَنْبَتَتْهُم"** کلمے میں خوشحالی اور فراخی کے تمام اسباب ہیں، اور ایک ہی **"حَصَدَتْهُمْ"** کلمے میں ذلت و بدبختی کے تمام مظاہر یعنی قید ہونا، شہر بدر ہونا، چھاپہ مارنا، اور قتل وغیرہ (جمع) ہیں۔

(۷) مامون کہتا ہے، انسان جب اپنے دشمن پر قدرت اور قابو پا لیتا ہے تو اسکا دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور اسکا غصہ ختم ہو جاتا ہے، پس وہ اپنے کرم اور حلم کی طرف لوٹ آتا ہے، اور معاف کرنے کو بدلہ لینے پر ترجیح دیتا ہے، پس دیکھو یہ سارے معانی کس طرح وضاحت و سلاست کے ساتھ تین کلموں میں جمع ہو گئے۔

(۸) خلیفہ کہتا ہے، اس فقر و ظلم، ذلت وغیرہ طرح طرح کی ناگواریوں کے شر سے میں تمہاری کفایت کرونگا، پس مفعول ثانی کو یہاں عموم بتانے کے لئے حذف کر دیا، اور فعل کو ماضی کی صورت میں لایا وعدہ کے تحقق کو مؤکد کرنے کے لئے گویا کہ بالفعل یہ وعدہ حاصل ہو چکا، اور یہ فائدہ دینے کے لئے کہ کفایت ہونے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

(۹) جعفر اپنے گورنر سے کہتا ہے، تیرا ظلم عام ہو گیا، تیری سیرت بری ہو گئی، لوگ تجھ سے ناراض ہیں، پس تیری شکایت کرنے والے بڑھ گئے، اور تیرا شکریہ ادا کرنے والے کم ہو گئے پس یا تو تم سیدھے ہو جاؤ، اور اپنے بگڑے امور کی اصلاح کر لو، یا تو گورنری سے معزول ہو جاؤ تا کہ اسکا والی وہ بنے جو تم سے اچھا اور بہتر ہو۔

(۱۰) خلیفہ کہتا ہے کہ وہ جیل میں ڈالا گیا ہے جرم اور گناہ کی وجہ سے، پس اسکی سزا عدل ہے، اس میں کوئی ظلم نہیں ہے، لیکن اسکی توبہ اسکی سفارش کرے گی اور اس سے اس بلاء و عذاب کو اٹھا لے گی جس میں وہ مبتلا ہے۔

التمرین-۴

آنے والی حکایت پڑھو، اور اس میں جو امثال ہیں ان میں ایجاز کی وجہ اور قسم بیان کرو۔

عربوں میں ایک ضَبَّہ نامی آدمی تھا، جسکے دو بیٹے تھے، ایک کا نام سعد اور دوسرے کا نام سعید تھا، ضبہ کی ایک اونٹنی بدک کر بھاگ گئی، دونوں بیٹے اسکی تلاش میں نکل پڑے، پس سعد نے اسکو پا لیا تو لیکر آ گیا اور سَعِید برابر

اسکی تلاش میں رہا، پس سعید سے حارث بن کعب کی ملاقات ہوئی، سعید کے بدن پر دو چادریں تھیں، تو حارث نے اس سے وہ دو چادریں مانگیں، اس نے انکار کیا تو حارث نے اسکو قتل کر کے دو چادریں لے لیں، پس جب ضبہ نے شام کی اور رات کی تاریکی دیکھی، تو اس نے کہا کہ کیا تم سعد ہو یا سعید ہو؟ پس اسکا یہ قول ضرب المثل بن گیا جو کامیابی اور ناکامی کے بارے میں بولا جانے لگا، پھر ضبہ نے اسکے بعد جتنا اللہ نے چاہا قیام کیا پھر بیت اللہ کا حج کیا، پھر اتفاق سے وہ بازار عکاظ میں گیا تو وہاں حارث بن کعب سے ملاقات ہوئی اور اس پر اپنے بیٹے سعید کی دو چادریں دیکھیں، تو ان کو پہچان لیا، پس ضبہ نے حارث سے کہا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو یہ دو چادریں جو تمہارے اوپر ہیں، ان کا قصہ کیا ہے؟

حارث نے کہا میری ملاقات ایک لڑکے سے ہوئی تھی، جسکے بدن پر یہ دو چادریں تھیں، پس میں نے اس سے یہ دو چادریں مانگیں تو اس نے انکار کیا، تو میں نے اسکو قتل کر کے یہ چادریں لے لیں، ضبہ نے کہا کیا اپنی اس تلوار سے قتل کیا؟ اس نے کہا جی ہاں! تو ضبہ نے کہا ذرا مجھے دکھایئے، میرا خیال ہے کہ تلوار بہت تیز ہے، پس حارث نے اپنی تلوار اسکو دیدی، جب ضبہ نے وہ تلوار لی تو اسکو حرکت دی، اور کہا بات کے کئی رخ ہیں، پھر اسپر وار کیا اور قتل کر دیا، تو اس سے کہا گیا اے ضبہ! کیا محترم مہینے میں قتل؟ تو ضبہ نے کہا، تلوار ملامت سے سبقت کر گئی، پس یہی وہ پہلا شخص ہے جس سے یہ تینوں کہاوتیں عام ہوئی ہیں۔

حل تمرین - ۴

حکایت میں تین کہاوتیں ہیں، (۱) **أَسَعْدٌ أَمْ سُعَيْدٌ؟** (۲) **اَلْحَدِيْثُ ذُوْشُجُوْنٍ** (۳) **سَبَقَ السَّيْفُ الْعَذْلَ** ـــ

تینوں کہاوتیں ایجاز کے قبیل سے ہیں، اور یہی حال تمام چلنے والی کہاوتوں کا ہے، ـــ بہر حال پہلی کہاوت میں ایجازِ حذف ہے، کیونکہ اس میں مبتدا محذوف ہے، تقدیر عبارت ہے "**أَسَعْدٌ أَنْتَ أَمْ سُعَيْدٌ؟**" اور یہ کہاوت کامیابی اور ناکامی میں بولی جاتی ہے، اسکا موقع استعمال یہ ہے کہ جب تم کسی کو کسی ضرورت سے بھیجو، پھر وہ لوٹ کر آئے، اور تمہیں پتہ نہ ہو کہ وہ کامیاب لوٹا ہے یا ناکام؟ (تو اس وقت یہ کہاوت استعمال کرتے ہیں)

رہی دوسری دو کہاوتیں تو ان میں ایجاز قصر ہے، کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک تھوڑے الفاظ کے ساتھ بہت زیادہ معنی پر دلالت کرتی ہے، اور اس میں کچھ حذف بھی نہیں ہے، پس کہاوت "**اَلْحَدِيْثُ ذُوْشُجُوْنٍ**" میں

تین کلمات ہیں، اور دلالت کرتا ہے کہ بات کا بعض حصہ بعض کو دعوت دیتا ہے، اور بات کا ایک حصہ دوسرے حصہ سے یاد آتا ہے اور اسی طرح آگے چلئے اور کہاوت "سَبَقَ السَّيْفُ الْعَذْلَ" میں بھی تین کلمات ہیں، اور فائدہ دیتا ہے کہ فوت شدہ پر ملامت نفع بخش نہیں ہے اسلئے کہ ملامت زدہ فوت شدہ چیز کے لوٹانے پر قادر نہیں ہے۔

التمرین-۵

(۱) ایجازِ قصر کی تین مثالیں لائیں، اور ہر ایک میں ایجاز کی وجہ بتلائیں۔

(۲) ایجازِ حذف کی تین مثالیں لائیں، اسطرح کہ پہلی مثال میں محذوف کلمہ ہو، اور دوسری مثال میں جملہ ہو، اور تیسری مثال میں جملہ سے زیادہ ہو، اور ہر مثال میں محذوف کو بیان کریں۔

حل تمرین-۵

جواب نمبر (۱)

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَالْفُلْكَ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ" اور کشتیاں جو سمندر میں چلتی ہیں ان چیزوں کو لیکر جو لوگوں کے لئے نافع ہیں، ــــ پس اس قول نے تجارت کی اقسام اور ضرورتوں کی انواع کو جمع کر لیا جسکے آخر کا شمار و احاطہ نہیں ہو سکتا۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "إِذَا أَعْطَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَلْيَبِنْ عَلَيْكَ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ جب اللہ تجھے رزق میں وسعت دے تو اسکا اثر صدقہ اور عطیہ کے ذریعہ تجھ پر ظاہر ہونا چاہئے۔

(۳) آپ کا ارشاد ہے "تَرْكُ الشَّرِّ صَدَقَةٌ" شر کا چھوڑ دینا صدقہ ہے، پس شر کا کلمہ جھوٹ، چغلی، غیبت، حسد، دھوکا، مکر، ظلم وغیرہ شرور کی قسموں کو جامع ہے۔

جواب نمبر (۲)

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوْا" یعنی وَلَوْثَبَتَ أَنَّهُمْ صَبَرُوْا، پس "ثبت" کلمہ حذف کیا گیا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، "وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللّٰهَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ" پس لولا کا جواب محذوف ہے، تقدیر عبارت ہے "وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَعَجَّلَ لَكُمُ الْعَذَابَ"

اگر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تمہیں جلد عذاب دیدیتا ـــ اور اس حذف پر ‘‘ **وَأَنَّ اللّٰه رَؤُوفٌ رَحِيمٌ** ’’ جملہ دلالت کر رہا ہے۔

(۳) ارشاد باری ہے ‘‘ **اذْهَب بِّكِتَابِي هَذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ قَالَتْ يَاأَيُّهَا الْمَلأُ** ’’ یہاں ‘‘ **مَاذَا يَرْجِعُون** ’’ اور ‘‘**قَالَتْ**’’ کے درمیان چند جملے محذوف ہیں، اسطرح ہے ‘‘**فَعَلَ ذٰلِكَ فَأَخَذَتِ الْكِتَابَ فَقَرَأَتْهُ، فَقَالَتْ**’’ اس نے ایسا کیا یعنی خط لے گیا، پس بلقیس نے خط لیا، پھر اسکو پڑھا پھر کہا۔

التمرین-۲

ابو تمام کا مدح میں جو شعر ہے اس میں بلاغت و ایجاز بیان کریں۔

(۱) اگر آپ اپنی تصویر خود بنائیں (یعنی دوبارہ اپنی تخلیق کریں) تو آپ اس میں ان چیزوں پر اضافہ نہیں کر سکتے جو چیزیں (یعنی طبیعت میں کرم اور کمال جو) آپ میں ہیں۔

حل تمرین-۲

شعر کی بلاغت ظاہر و نمایاں ہو رہی ہے الفاظ کی سلامتی، اسکے معنی کی وضاحت اور اسکے مدح کے باب میں انتہاء کو پہنچنے میں، ـــ رہا ایجازِ تو اس میں ایجاز قصر ہے، اسلئے کہ اسکے الفاظ کم ہونے کے باوجود بہت سارے معانی کو اٹھائے ہوئے ہیں، اسلئے کہ شاعر بجائے اسکے کہ وہ اپنے ممدوح کی بہت سارے عالی صفات کے ذریعہ تعریف کرتا -- وہ ممدوح سے یوں کہہ رہا ہے ’’آپ نے ان صفات کو جمع اسطرح کرلیا ہے کہ اگر آپ اپنے آپ کو اپنی چاہت اور پسند کے مطابق دوبارہ نئی تخلیق سے اپنے آپ کو پیدا کرنا چاہیں تو جن مکارم اخلاق کے آپ جامع ہیں ان میں کوئی ایک صفت کا بھی آپ اضافہ نہیں کر سکتے (آپ کامل و مکمل ہیں)

۳-الاطناب

الامثلہ (مثالیں)

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے **تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا** (قدر ۴) اس رات میں فرشتے اور روح الامین اترتے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِناً وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" (نوح ۲۸) اے میرے رب میری اور میرے والدین کی مغفرت فرما، اور اسکی جو میرے گھر میں مومن بنکر داخل ہو، اور تمام مومنین اور مومنات کی مغفرت فرما۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَلِكَ الأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَؤُلاء مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ (حجر ٦٦) اور ہم نے حضرت لوطؑ کو یہ فیصلہ سنا دیا کہ صبح کے وقت ان مجرموں کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔

(۴) عنترہ بن شداد نے اپنے معلقہ کی بعض روایات میں کہا ہے ۔

يَدْعُوْنَ عَنْتَرَ وَالرِّمَاحُ كَأَنَّهَا	أَشْطَانُ بِئْرٍ فِي لَبَانِ الْأَدْهَمِ
يَدْعُوْنَ عَنْتَرَ وَالسُّيُوْفُ كَأَنَّهَا	لَمْعُ الْبَوَارِقِ فِي سَحَابٍ مُظْلِمِ

ترجمہ:- وہ لوگ عنترہ کو پکارتے ہیں جبکہ نیزے گھوڑے کے سینوں میں ایسے لگ رہے ہیں گویا کنویں کی رسی ہیں، وہ لوگ عنترہ کو پکارتے ہیں جبکہ تلواریں تاریک بادل میں ایسی لگ رہی ہیں گویا وہ بجلیوں کی چمک ہیں۔

(۵) اور نابغہ جعدی کا شعر ہے ۔

أَلَا زَعَمَتْ بَنُوْسَعْدٍ بِأَنِّي	أَلَا كَذَبُوْا كَبِيْرُ السِّنِّ فَانِي

ترجمہ:- سنو! بنوسعد نے یہ گمان کیا کہ میں بڑی عمر والا، مرنے والا ہوں، سنو! انہوں نے جھوٹ بات کہی۔

(۶) حطیئہ شاعر کا شعر ہے ۔

تَزُوْرُفَتًى يُعْطِي عَلَى الْحَمْدِ مَالَهُ	وَمَنْ يُعْطِ أَثْمَانَ الْمَحَامِدِ يُحْمَدُ

ترجمہ:- تو ایسے نوجوان کی زیارت کرتا ہے جو تعریف پر اپنا مال دیتا ہے، اور جو بھی تعریفوں کی قیمتیں دیتا ہے اسکی تعریف کی جاتی ہے۔

(۷) ابن نباتہ سعدی کا شعر ہے ۔

لَمْ يُبْقِ جُوْدُكَ لِي شَيْئًا أُؤَمِّلُهُ	تَرَكْتَنِي أَصْحَبُ الدُّنْيَا بِلَا أَمَلِ

ترجمہ:- تیری سخاوت نے میرے لئے کوئی ایسی چیز باقی نہیں رکھی جسکی میں امید کروں، اور تو نے مجھے اس حال میں چھوڑا کہ میں بغیر کسی امید کے دنیا کا ساتھ دے رہا ہوں۔

(۸) ابن المعتز گھوڑے کی تعریف میں کہتا ہے

صَبَبْنَا عَلَيْهَا ظَالِمِيْنَ سِيَاطَنَا	فَطَارَتْ بِهَا أَيْدٍ سِرَاعٌ وَاَرْجُلٌ

ترجمہ:- ہم نے ان پر ظالم بن کر ہمارے کوڑے برسائے، تو ان کے ذریعہ تیز رفتار ہاتھ اور پیر اڑنے لگے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

آپ ماقبل میں ایجاز کے معنی جان چکے، اب ہم آپ کے سامنے اسلوب کی دوسری قسم واضح کرنا چاہتے ہیں جو ایجاز کی ضد اور اسکے مقابل ہے، پس اس میں الفاظ معانی سے زیادہ ہوتے ہیں، بلاغت کی غرض سے۔

پہلی مثال میں دیکھیں، اس میں **"اَلرُّوْحُ"** زائد ہے، کیونکہ اس سے پہلے **"مَلٰئِكَةٌ"** کے عموم میں یہ داخل ہے، ـــ اور دوسری مثال دیکھیں، اس میں **"لِی وَلِوَالِدَیَّ"** زائد ہے، کیونکہ یہ مومنین اور مومنات کے عموم میں داخل ہے، ـــ اسی طرح باقی مثالیں بھی لفظی زیادتی پر مشتمل ہیں، جسکو آئندہ آپ جان لیں گے، اور آپ کو یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ یہ زیادتی بیکار نہیں ہے، بلکہ یہ بلاغت کے کسی لطیفے اور نکتے کی وجہ سے ہے جس سے کلام کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے، اور اسکے معانی بلند ہوجاتے ہیں، کلام کو اس انداز سے ادا کرنے کا نام ''اطناب'' ہے۔

ذرا آپ پچھلی مثالوں میں ایک ایک کرکے غور کریں، تو معلوم ہوگا کہ اطناب کے طریقے مختلف ہیں، چنانچہ پہلی مثال میں اطناب کا طریقہ عام کے بعد خاص کو ذکر کرنا ہے، اللہ تعالی نے روح الامین کو خاص طور پر ذکر کیا ـــ اس سے مراد جبرئیلؑ ہیں ـــ حالانکہ وہ ملائکہ کے عموم میں داخل ہیں، ان کی شرافت وعظمت شان کی وجہ سے ذکر کیا ہے، گویا کہ وہ دوسری جنس ہیں، پس یہاں زیادتی کا فائدہ خاص کی شان کو بڑھانا ہے۔

دوسری مثال میں اطناب کا طریقہ عام کو ذکر کرنا ہے خاص کے بعد، پس اللہ تعالی نے ''مومنین'' اور ''مومنات'' کو ذکر کیا، اور یہ دونوں عام لفظ ہیں، ان کے عموم میں وہ سب داخل ہیں جنکا پہلے ذکر ہوا، اور اس زیادتی کی غرض خاص کی طرف خاص توجہ دینا ہے، اسی لئے اسکو دوبارہ ذکر کیا، ایک مرتبہ علیحدہ اور ایک مرتبہ عام کے تحت۔

تیسری مثال میں اطناب کا طریقہ **"ایضاح بعد الابهام"** یعنی مبہم رکھنے کے بعد وضاحت کرنا ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد **" أَنَّ دَابِرَ هَؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ "** یہ لفظ **"امر"** میں موجود ابہام کی وضاحت ہے، اور یہ سامع کے ذہن میں معنی کو زیادہ پختہ کرنے کے لئے ہوتا ہے، اسکو دو مرتبہ ذکر کرکے، ایک

مرتبہ اجمال وابہام کے طریقہ پر اور دوسری مرتبہ وضاحت وتفصیل کے طریقہ پر۔

اور عنترہ کے دو شعروں میں اطناب کا طریقہ تکرار ہے، تاکہ سامع کے دل میں یہ معنی ثابت اور مضبوط ہوجائے، اور یہ مقصد خطابت میں اور مدح، فخر، ارشاد اور انذار کے مواقع میں ظاہر ہوتا ہے، اور کبھی دوسرے مقاصد کے لئے بھی تکرار ہوتی ہے، جن میں سے تحسر (حسرت ظاہر کرنا) ہے، جیسے حسین بن مطیر کے اشعار میں جو اس نے معن بن زائدہ کے مرثیہ میں کہے ہیں ۔

فَيَا قَبْرَ مَعْنٍ! أَنْتَ أَوَّلُ حُفْرَةٍ	مِنَ الْأَرْضِ خُطَّتْ لِلسَّمَاحَةِ مَضْجَعًا
وَيَاقَبْرَمَعْنٍ! كَيْفَ وَارَيْتَ جُوْدَهُ	وَقَدْ كَانَ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْبَحْرُ مُتْرَعا

ترجمہ:- اے معن کی قبر! تو زمین کا سب سے پہلا گڑھا ہے، جسکو سخاوت کی خوابگاہ کے لئے نشان بنایا گیا ہے اور اے معن کی قبر! تو نے معن کی سخاوت کو کیسے چھپالیا، حالانکہ اسکی ذات سے خشکی وتری سب سیراب تھے۔

اور اطناب کے اسباب میں سے ایک طول فصل ہے، جیسا کہ شاعر کے شعر میں ہے ۔

لَقَدْ عَلِمَ الْحَيُّ الْيَمَانُوْنَ أَنَّنِي	إِذَا قُلْتُ أَمَّابَعْدُ أَنِّيْ خَطِيْبُهَا

ترجمہ:- یقینا یمنی قبیلہ کو یہ خوب معلوم ہے کہ جب میں امابعد کہتا ہوں تو میں ان کا خطیب ہوتا ہوں۔

اور پانچویں مثال میں اطناب کا طریقہ ''اعتراض'' (جملہ معترضہ لانا) ہے، اور اعتراض کی تعریف یہ ہے کہ ایک کلام کے درمیان یا معنی کے اعتبار سے متصل دو کلاموں کے درمیان ایک یا ایک سے زیادہ جملے لائے جائیں جنکا کوئی محل اعراب نہ ہو، ایسے مقصد کے لئے جسکا بلیغ وادیب قصد کررہا ہے، پس جملہ **''أَلَا كَذَبُوْا''** نابغہ کے شعر میں اِنَّ کے اسم اور خبر کے درمیان آیا ہے، نابغہ پر بڑھاپے کی تہمت لگانے والوں کے جھوٹ پر تنبیہ میں جلدی کرنے کے لئے، ــــ اور کبھی اعتراض کا مقصد پاکی بیان کرنے میں جلدی کرنا ہے، جیسے **إِنَّ اللّٰهَ ــــ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ــــ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهِ،** بیشک اللہ تعالی ــــ اسکی ذات بابرکت وبلند ہے ــــ اپنے بندوں پر مہربان ہے، ــــ اور کبھی اعتراض کا مقصد دعا ہوتا ہے، جیسے **إِنِّي ــــ وَقَاكَ اللّٰهُ ــــ مَرِيْضٌ** ــــ بیشک میں ــــ اللہ تجھے بچائے ــــ بیمار ہوں۔

چھٹی اور ساتویں مثال میں ایجاز کا طریقہ ''تذییل'' ہے، اور تذییل وہ ایک جملے کے بعد دوسرا جملہ لانا جو پہلے جملے کے معنی پر مشتمل ہو اور اسکی تاکید کرے، اسلئے کہ دونوں شعروں میں پہلے مصرعہ پر معنی پورا ہوجاتا ہے، پھر

دوسرا مصرعہ تاکید کے لئے لایا گیا، ــــ اگر آپ دونوں مثالوں میں تذییل پر غور کریں گے تو دونوں میں کچھ اختلاف ہے، وہ یہ ہے کہ پہلی مثال میں تذییل مستقل بالمعنی ہے، اسکا سمجھنا ماقبل کے سمجھنے پر موقوف نہیں ہے، اسکو کہا جاتا ہے کہ یہ ضرب المثل کے قائم مقام ہے، ــــ اور دوسری مثال میں تذییل مستقل بالمعنی نہیں ہے، اسلئے کہ اسکا مقصد ماقبل کی مدد کے بغیر نہیں سمجھا جاسکتا ہے، اس قسم کو کہا جاتا ہے کہ یہ ضرب المثل کے قائم مقام نہیں ہے۔

اب آپ آخری مثال میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اگر ہم اس سے **"ظالمین"** کا لفظ گرادیں تو سامع کو یہ غلط فہمی ہوگی کہ ابن المعتز کا گھوڑا سست رفتار ہے وہ کوڑا مارنے کا مستحق ہے، اور یہ معنیٔ مقصود کے خلاف ہے، اور کلام میں اسطرح کی زیادتی کو **"احتراس"** کہا جاتا ہے، ــــ اور اسی طرح ہر وہ زیادتی جو کلام میں خلافِ مقصود کے وہم کو دفع کرے (اسکا نام احتراس ہے)۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۶۷) اطناب: کسی فائدہ کے لئے معنی پر لفظ کی زیادتی کو کہتے ہیں، اور یہ چند امور سے ہوتا ہے، جن میں سے یہ ہیں۔

(الف) خاص کو ذکر کرنا عام کے بعد خاص کی فضیلت پر متنبہ کرنے کے لئے۔

(ب) عام کو ذکر کرنا خاص کے بعد خاص کے معاملے میں خاص توجہ دینے کے ساتھ عموم کا فائدہ دینے کے لئے۔

(ج) ابہام کے بعد وضاحت کرنا سامع کے ذھن میں معنی کو بٹھانے کے لئے۔

(د) کسی داعی وسبب کی وجہ سے تکرار جیسے سامع کے دل میں معنی راسخ کرنا، حسرت ظاہر کرنا، اور طولِ فصل وغیرہ۔

(ہ) اعتراض، وہ یہ ہے کہ کلام کے درمیان یا معنی میں متصل دو کلاموں کے درمیان ایک جملہ یا زیادہ جملے لانا جسکا محلِ اعراب کوئی نہ ہو۔

(و) تذییل: وہ ایک جملے کے بعد لانا ہے دوسرا جملہ جو پہلے جملے کے معنی پر مشتمل ہو، اسکی تاکید کر رہا ہو، اور یہ دو قسم پر ہے۔

(۱) ضرب المثل کے قائم مقام ہو ــــ اگر اسکا معنی مستقل ہو اور ماقبل سے مستغنی ہو۔

(۲) ضرب المثل کے قائم مقام نہ ہو ــــ اگر وہ ماقبل سے مستغنی نہ ہو۔

(ز) احتراس: وہ یہ ہے کہ متکلم ایسا معنی بیان کرے، جس میں اس کا امکان ہو کہ اس پر ملامت ہو جائے پس وہ اس کو سمجھ جائے، اور ایسی چیز لے آئے جو ملامت سے اس کو بچا لے۔

النموذج (نمونے کی مثالیں)

اطناب کی نوع کے بیان کے لئے

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے **"أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَى أَن يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتاً وَهُمْ نَآئِمُونَ أَوَ أَمِنَ أَهْلُ الْقُرَى أَن يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ أَفَأَمِنُواْ مَكْرَ اللّهِ فَلاَ يَأْمَنُ مَكْرَ اللّهِ إِلاَّ الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ** (اعراف ۹۸) کیا بستی والے مامون ہو گئے اس بات سے کہ ہمارا عذاب ان پر رات میں آجائے جب وہ سوئے ہوں یا کیا یہ مامون ہو گئے کہ ہمارا عذاب ان پر آجائے دن میں جب وہ کھیل کود رہے ہوں، تو کیا یہ لوگ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو گئے، اللہ کی تدبیر سے خسارہ والی قوم ہی بے خوف ہوتی ہے۔

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے **وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ** (انبیاء ۳۵-۳۴) اور ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا مقرر نہیں کیا، تو کیا اگر آپ کی وفات ہو جائے تو یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے، ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

(۳) ابو طیب متنبی کا شعر ہے۔

إِنِّي أُصَاحِبُ حِلْمِي وَهُوَبِي كَرَمُ	**وَلَا أُصَاحِبُ حِلْمِي وَهُوَ بِي جُبْنُ**

ترجمہ:- میں اپنے حلم کے ساتھ رہتا ہوں جبکہ وہ میرے لئے سخاوت کا سبب ہو، اور میں اپنے حلم کے ساتھ نہیں رہتا ہوں جبکہ وہ میرے لئے بزدلی کا سبب ہو۔

(۴) نابغہ جعدی کا ہجو میں شعر ہے۔

لَوْأَنَّ الْبَاخِلِيْنَ وَأَنْتِ مِنْهُمْ	**رَؤَوْكِ تَعَلَّمُوْا مِنْكِ الْمِطَالَا**

ترجمہ:- اگر بخیل لوگ تجھے دیکھ لیں جبکہ تو بھی انہیں میں سے ہے تو تجھ سے ٹال مٹول کرنا سیکھ لیں۔

(۵) ایک دیہاتی عورت نے ایک شخص سے کہا **"كَبَتَ اللّٰهُ كُلَّ عَدُوٍّلَكَ إِلَّانَفْسَكَ"** ـــ اللہ تعالی تیرے ہر دشمن کو ذلیل کرے تیرے نفس کے علاوہ۔

(٦) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **أَمَدَّكُم بِمَا تَعْلَمُوْنَ أَمَدَّكُم بِأَنْعَامٍ وَبَنِيْنَ** (شعراء ۱۳۲)۔ اس نے تمہاری مدد کی ان چیزوں سے جن کو تم جانتے ہو، اس نے مویشیوں اور اولاد سے تمہاری مدد کی۔

الاجابه (نمونے کا حل)

(۱) آیت کریمہ میں اطناب انذار کے مقام میں تکرار کے ذریعہ ہے تاکہ سامعین کے دلوں میں مفہوم کو اچھی طرح راسخ کیا جائے۔

(۲) آیت کریمہ میں دو جگہ تذییل کے ذریعہ اطناب ہے، پہلی جگہ **"أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ"** ہے، اس میں تذییل ضرب المثل کے قائم مقام نہیں ہے، اور دوسری جگہ **"كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ"** ہے، اس میں تذییل ضرب المثل کے قائم مقام ہے۔

(۳) شعر میں اطناب دو جگہ احتراس کے ذریعہ ہے، پہلی جگہ پہلے مصرعہ میں **"وَهُوَبِيْ كَرَمٌ"** کے ذکر کے ساتھ ہے، اور دوسری جگہ دوسرے مصرعہ میں **"وَهُوَبِيْ جُبْنٌ"** کے ذکر کے ساتھ ہے۔

(۴) شعر میں اطناب اعتراض کے ذریعہ ہے، پس **"وَأَنْتِ مِنْهُمْ"** یہ جملہ معترضہ ہے جو **"إِنَّ"** کے اسم اور اسکی خبر کے درمیان آیا ہے، اسکا مقصد مخاطب کی مذمت کی طرف جلدی کرنا ہے۔

(۵) یہاں اطناب احتراس کے ذریعہ ہے، کیونکہ انسان کا نفس اسکے دشمن کے قائم مقام ہے، کیونکہ وہ اسکو ہلاکت کے کاموں کی طرف دعوت دیتا ہے۔

(٦) آیت کریمہ میں اطناب **"ایضاح بعد الابهام"** کے ذریعہ ہے، کیونکہ **"أَنْعَام وَبَنِيْنَ"** کا ذکر اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ارشاد **"بِمَا تَعْلَمُوْنَ"** میں جو ابہام ہے اسکی وضاحت ہے۔

التمرين-۱

آنے والی ہر مثال میں تکرار کا مقصد واضح کریں۔

(۱) حماسہ کے کسی شاعر نے کہا ہے ۔

میں عزت کے ایسے مرکز میں ہوں جو بہت بڑا ہے، سخاوت وہاں ہے، اور وہیں فضل وکرم اور فطری اخلاق ہیں۔

(۲) ایک دیہاتی عورت اپنے دو بیٹوں کے مرثیے میں کہتی ہے ۔

اے وہ شخص! جو میرے ان دو بیٹوں کا احساس رکھتا ہے جو ایسے دو موتیوں کی طرح تھے جن سے صدف پھٹ گئے ہوں۔

اے وہ شخص! جو میرے ان دو بیٹوں کا احساس رکھتا ہے جو میرے کان اور آنکھیں تھے پس آج میری آنکھیں اچک لی گئی ہیں۔

(۳) عمرو بن کلثوم نے اپنے معلقے میں کہا ہے۔

اے عمرو بن ہند! کس مشیت کی بنا پر (یعنی تو کیا چاہتا ہے) ہم تمہارے نواب کے غلام بن جائیں۔

اے عمرو بن ہند! کس مشیت کی بنا پر (یعنی تو ہم سے کیا چاہتا ہے) تو ہمارے بارے میں چغل خوروں کی بات مانتا ہے اور ہمیں حقیر سمجھتا ہے۔

(۴) اللہ تعالی کا ارشاد ہے، پس بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے، بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

حل تمرین - ۱

(۱) شاعر نے اس شعر میں "**هُنَاكَ هُنَاكَ**" کو مکرر کیا ہے، تا کہ معنی مقصود کو مؤکد کرے اور سامع کے ذھن میں اسکو راسخ کرے۔

(۲) تکرار کی غرض یہاں ''حسرت و رنج کا اظہار'' ہے دو بیٹوں کے فوت ہونے پر۔

(۳) تکرار یہاں کلام میں شامل ڈانٹ ڈپٹ کو مضبوط کرنے کے لئے اور مفہوم کو سامع کے دل میں بٹھانے کے لئے ہے۔

(۴) تکرار یہاں پر مفہوم کو مؤکد کرنے کے لئے اور سامعین کے ذھنوں میں اسکو بٹھانے کے لئے ہے۔

التمرین - ۲

آنے والی مثالوں میں اعتراض کے مواقع بیان کریں۔

(۱) عباس بن احنف کا شعر ہے۔

اے ظالم! اگر ہجر و فراق مکمل ہو جائے ــــ اور اللہ کرے تام نہ ہو ــــ تو زندگی میں میری ضرورت نہیں رہے گی۔

(۲) ابو الفتح بُستی کا شعر ہے۔

جب شریف آدمی کسی دن صبح کی تعریف کرتا ہے ــــ اور ایسا کہاں ہوتا ہے ــــ تو وہ شام کی تعریف نہیں کرتا ہے۔

(۳) ابوخراش ھزلی نے اپنے بھائی عروہ کی یاد میں یہ اشعار کہے ہیں۔

وہ کہتی ہے کہ میں ابوخراش کو عروہ کے بعد لہو ولعب میں مشغول دیکھتی ہوں، اور یہ بھی ــــ اگر تو جانے ــــ بڑی مصیبت ہے، تو یہ نہ سمجھنا کہ میں اسکا زمانہ بھول گیا ہوں، لیکن میرا صبر ــــ اے اُمَیمہ ــــ بڑا عمدہ ہے۔

(۴) اور یہ جان لو ــــ اور انسان کا علم اسکو نفع دیتا ہے ــــ کہ وہ ہو کر رہتا ہے جو مقدر ہوتا ہے۔

حل تمرین - ۲

(۱) جملہ **"ولاتمّ"** شرط اور جواب شرط کے درمیان جملہ معترضہ ہے، اور اس جملہ معترضہ سے شاعر کا مقصد اللہ سے دعا میں جلدی کرنا ہے کہ اسکے اور اسکی محبوبہ کے درمیان یہ فراق اور قطع تعلق کا وقوع مقدر نہ ہو۔

(۲) جملہ **"وَأنّٰی ذَاكَ"** بھی شرط اور جواب شرط کے درمیان جملہ معترضہ ہے، اور اسکا مقصد اس بات پر جلد متنبہ کرنا ہے کہ زمانہ ہمیشہ برائی کا گرویدہ ہوتا ہے، اور یہ بات بہت بعید ہے کہ انسان پر کوئی مبارک وقت گذرے جس میں اسکو کوئی شکایت نہ ہو۔

(۳) شاعر پہلے شعر میں موصوف اور صفت کے درمیان **"لَوْعَلِمْتَ"** جملہ معترضہ لایا ہے، اور اسکا مقصد یہاں مصیبت کے بڑا ہونے پر اور اسکے دل میں اسکی سخت تاثیر پر متنبہ کرنا ہے، اور وہ اسلئے کہ **"عَلِمْتَ"** کا مفعول محذوف ہے، تقدیر عبارت ہے **"لَوْ عَلِمْتَ مَبْلَغَهُ وَعَظِيْمَ تَاثِيْرِهِ فِي نَفْسِي"** اگر تو اس مصیبت کی انتہا اور میرے دل میں اسکی بڑی اثر اندازی کو دیکھتا ــــ اور آخری مصرعہ میں مسند الیہ اور مسند کے درمیان **"يَا أُمَيْمُ"** ندا کے جملے سے جملہ معترضہ لایا ہے، اسکا مقصد مسند میں شامل حکم کی نوعیت پر مخاطبہ عورت کو جلد متنبہ کرنا ہے۔

(۴) **"فَعِلْمُ الْمَرْءِ يَنْفَعُهُ"** یہ جملہ معترضہ ہے، اور اسکو شاعر لایا ہے علم کی فضیلت پر اور اسکے انسان کے لئے بڑا نفع بخش ہونے پر متنبہ کرنے کے لئے۔

التمرین - ۳

آنے والی مثالوں میں تذییل کے مواقع اور اسکی قسم بیان کریں۔

(۱) ابوتمام، خلیفہ کی اسکے بیٹے کے بارے میں تعزیت کرتے ہوئے کہتا ہے ۔
اے امیر المومنین صبر سے کام لیں، اسلئے کہ یہ اسکی وجہ سے ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں کہ بچے کو غذا بھی دی جاری ہے اور بچے پیدا بھی ہو رہے ہیں، (یعنی غذا اور پیدائش موت ہی کے لئے ہے)۔
اور آپ کا بیٹا بھی آدمؑ کی نسل ہی سے ہے، موت کے حوض پر ہر ایک کو پانی پینے کے لئے اترنا ہے۔
(۲) ابراہیم بن مہدی نے اپنے بیٹے کے مرثیے میں کہا ہے ۔
اس نے میرے گھر کے علاوہ گھر اور میرے علاوہ پڑوس تبدیل کر دیا، اور زمانے کے حوادث تو باری باری سب پر آتے ہیں۔
(۳) ایک شاعر کا شعر ہے ۔
پس اگر مجھے مقتول ہونا ہے تو آپ ہی میرے قاتل بن جائیں، کیونکہ قوم کی بعض موتیں بعض سے زیادہ باعزت ہوتی ہیں۔
(۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، یہ ہم نے ان کو بدلہ دیا ان کے کفر کی وجہ سے، اور ہم کافروں کو ہی سزا دیتے ہیں۔

حل تمرین - ۳

(۱) دوسرے شعر میں دو جگہ تذییل کے ذریعہ اطناب ہے، پہلی جگہ **"هَلِ ابْنُكَ إِلَّامِنْ سَلَالَةِ آدَمَ"** اور یہ تذییل ضرب المثل کے قائم مقام نہیں ہے، اور دوسری جگہ **"لِكُلٍّ عَلٰى حَوْضِ الْمَنِيَّةِ مَوْرِدُ"** اور یہ تذییل ضرب المثل کے قائم مقام ہے، اسلئے کہ دونوں مصرعے پہلے شعر **"إِنَّهُ لِمَا قَدْ تَرٰى يُغْذَى الصَّبِيُّ وَيُوْلَدُ"** سے مفہوم ہونے والے معنی کی تاکید کرتے ہیں، اسلئے کہ یہ اسکا فائدہ دے رہا ہے کہ بچہ مرنے کے لئے ہی پیدا ہوتا ہے۔
(۲) **"وَأَحْدَاثُ الزَّمَانِ تَنُوْبُ"** میں تذییل ہے جو ضرب المثل کے قائم مقام ہے، اسلئے کہ یہ مستقل بالمعنی کلام ہے اور ماقبل سے مستغنی ہے۔
(۳) شعر کا دوسرا مصرعہ پہلے کے لئے تذییل ہے، اور یہ ضرب المثل کے قائم مقام ہے۔
(۴) **"وَهَلْ نُجَازِى إِلَّا الْكَفُوْرَ"** اللہ تعالیٰ کے ارشاد **"ذٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا"** کے لئے تذییل ہے، اور یہ ضرب المثل کے قائم مقام نہیں ہے، اسلئے کہ اسکا معنی اپنے ماقبل سے مستغنی نہیں ہے، اسلئے کہ معنی ہیں "ہم نہیں بدلہ دیتے ہیں وہ بدلہ جو ہم نے ماقبل میں ذکر کیا مگر کافروں کو"۔

التمرین - ۴

آنے والی مثالوں میں احتراس کے مواقع اور اسکو لانے کا سبب بیان کریں۔

(۱) ابوالحسین جزار کا مدح میں شعر ہے۔

میں جب اسکی تعریف کرتا ہوں تو وہ سخاوت کے لئے اسطرح جھومتا ہے جیسے شراب پینے والا جھومتا ہے (میں اس تشبیہ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں)۔

(۲) دوسرے شاعر کا شعر ہے۔

مجھے دریائے نیل کے علاوہ کسی پانی کی پیاس نہیں ہے اگر چہ وہ زمزم ہو، ــــ میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

(۳) **عَنْتَرَہْ** کا شعر ہے۔

جو لوگ جنگ میں موجود ہیں وہ تمہیں بتلائیں گے کہ میں جنگ میں چھا جاتا ہوں اور غنیمت لینے کے وقت پاک دامنی اختیار کرتا ہوں۔

(۴) کعب بن سعید غنوی کا شعر ہے۔

میرا ممدوح حلیم ہے، جب حلم اہل حلم کو زینت بخشے، اور حلم کے ساتھ لوگوں کی نگاہوں میں بارعب بھی ہے۔

حل تمرین - ۴

(۱) "**حاشا وصفه**" یہ جملہ احتراس کے لئے آیا ہے، اسلئے کہ شاعر نے جب کہا کہ "وہ ایسے جھوم رہا ہے جیسے شرابی جھومتا ہے" تو اس نے سمجھا، بری تشبیہ ہے جو اسکے ممدوح کی عظمت کے لائق نہیں ہے، پس اس وہم کو جلد دفع کرنے کے لئے اس نے کہا "**حاشا وصفه**"

(۲) شاعر "**أَسْتَغْفِرُاللّٰہَ**" کا جملہ احتراس کے لئے لایا ہے، اسلئے کہ اس نے کہا "اگر چہ وہ زمزم ہو" تو اس نے سمجھا کہ سامع اسکے بارے میں زمزم کے پانی کو ہلکا سمجھنے کا وہم کرے گا، حالانکہ زمزم مبارک و مقدس پانی ہے، پس جلد اس وہم کو دفع کرنے کے لئے اس نے کہا "**أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ**"

(۳) "**وَأَعِفُّ عِنْدَ الْمَغْنَمِ**" یہ جملہ احتراس ہے، اور عنترہ یہ جملہ یہ وہم دفع کرنے کے لئے لایا

ہے جو سامع وہم کرتا ہے کہ ممدوح جنگ میں غنیمتوں کی رغبت میں چھایا رہتا ہے۔

(۴) شعر میں دو جگہ احتراس ہے، پہلی جگہ "**إِذَا مَاالْحِلْمُ زَيَّنَ أَهْلَهُ**" ہے، اور دوسری جگہ "**مَعَ الْحِلْمِ فِي عَيْنِ الرِّجَالِ مَهِيْبُ**" پہلی جگہ یہ وہم دفع کرنے کے لئے ہے جو سامع کو ہوتا ہے کہ ممدوح ایسی جگہوں میں حلم کرتا ہے جہاں حلم کی تعریف ہوتی ہے، ـــ دوسری جگہ یہ وہم دفع کرنے کے لئے ہے جو سامع کو ہوتا ہے کہ اسکا حلم اسکی ہیبت واحترام کو ختم کردیتا ہے۔

التمرین - ۵

آنے والی مثالوں میں اطناب کے مواقع اسکی اقسام، اور اسکی غرض بیان کریں۔

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔ بیشک اللہ تعالی حکم دیتا ہے عدل کا، احسان کا، اور قریبی رشتہ داروں کو دینے کا، اور بے حیائی، برائی اور ظلم سے روکتا ہے۔

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔ تمام نمازوں کا اور درمیانی نماز کا اہتمام کرو۔

(۳) شاعر کا شعر ہے ۔

رزق میں کوشش کرنا ظلم ہے جبکہ رزق تقسیم ہو چکے ہیں، سنو! آدمی کا ظلم کرنا اسکو پچھاڑ دیتا ہے۔

(۴) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ یوم جزاء کیا ہے؟ پھر آپ کو معلوم ہے کہ یوم جزاء کیا ہے؟

(۵) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔ اس شخص نے کہا جو ایمان لایا تھا، اے میری قوم! میری اتباع کرو، میں ہدایت کے راستہ کی طرف تمہاری رہنمائی کرونگا، اے میری قوم! یہ دنیوی زندگی برتنے کی چیز ہے، اور آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔

(۶) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔ تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کرو، تو بغیر بیماری کے سفید روشن ہوکر نکلے گا۔

(۷) حماسی شاعر کا شعر ہے ۔

گرفتار کرنا، قید میں ڈالنا، مشتاق ہونا، بے وطن ہونا، اور محبوب سے دوری بیشک یہ سب بڑے حوادث ہیں، اور بیشک وہ انسان جسکے عہد و پیمان ان جیسے حوادث پر بھی برابر رہتے ہوں بیشک وہ کریم ہے۔

(۸) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔ پس شیطان نے ان میں وسوسہ ڈالا، کہا اے آدم! کیا میں تمہاری رہنمائی کروں ہمیشگی کے درخت پر۔

(۹) ابراہم مہدی نے اپنے بیٹے کے مرثیے میں کہا ہے۔

اور بیشک میں ــــ اگرچہ تم مجھ سے آگے بڑھ گئے ہو ــــ جانتا ہوں یہ بات کہ میں تم سے قریب ہوں، اگرچہ میں تم سے پیچھے رہ گیا ہوں۔

(۱۰) اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ اور یہ لوگ اللہ تعالی کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، ــــ اللہ کی ذات پاک ہے ــــ اوران کے لئے وہ ہیں جو وہ چاہتے ہیں۔

(۱۱) اوس بن حجر کا شعر ہے۔

میں آئندہ کل کے اندیشہ سے کبھی کوئی کھانا چھپا کر نہیں رکھتا ہوں، ہر آئندہ کل کے لئے کھانا (مقدر) ہے۔

(۱۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ اور چاہیے کہ تم میں سے ایک ایسی جماعت ہو جو خیر کی طرف بلائے، اور بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔

(۱۳) اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ بیشک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں لہذا تم ان سے چوکنا رہو، اگر تم معاف کردو، درگذر کرو، اور بخش دو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۱۴) اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ میں اپنے نفس کو بری نہیں قرار دیتا ہوں بیشک نفس تو برائی کا حکم کرتا ہے۔

(۱۵) اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ ابا جان! بیشک میں نے گیارہ ستارے اور چاند سورج کو مجھے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حل تمرین - ۵

(۱) آیت کریمہ میں ''ذکر خاص بعد العام'' کے ذریعہ اطناب ہے، اور وہ اسلئے کہ ذوی القربی کو دینا ''احسان'' میں داخل ہے، ــــ اور اسلئے کہ منکر اور بغی ''فحشاء'' کے تحت داخل ہیں، اور اطناب کی غرض یہاں خاص کی اہمیت ظاہر کرنا ہے۔

(۲) آیت میں ''ذکر خاص بعد العام'' کے ذریعہ اطناب ہے، اسکا مقصد خاص کی فضیلت پر متنبہ کرنا ہے، حتی کہ اسکی فضیلت کی وجہ سے گویا وہ دوسری جنس ہے، ماقبل کے مغایر ہے۔

(۳) شعر میں جملہ معترضہ **''وَالْاَرْزَاقُ قَدْ قُسِمَتْ''** کے ذریعہ اطناب ہے، اور شاعر کے قول

""أَلَا إِنَّ بَغْيَ الْمَرْءِ يَصْرَعُهُ"" میں تذییل کے ذریعہ اطناب ہے جو ضرب المثل کے قائم مقام ہے، پہلے والے جملہ معترضہ کا فائدہ اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں میں روزی تقسیم فرمادی ہے، اور اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہے شاعر کی رائے میں کہ وہ روزیوں کی تلاش میں (بیجا) کوشش کریں، اور دوسرے والے تذییل کے جملے کا فائدہ پہلے والے کلام کے مفہوم کو مؤکد کرنا اور اسکو سامعین کے ذہنوں میں بٹھانا ہے۔

(۴) آیتِ کریمہ میں تکرار کے ذریعہ اطناب ہے، مقصد انذار کی تاکید کرنا ہے۔

(۵) یہاں بھی تکرار کے ذریعہ اطناب ہے، اور اسکا فائدہ مخاطب کو خطاب قبول کرنے پر اور رہنمائی کو دھیان سے سننے پر مائل کرنا ہے۔

(۶) آیتِ کریمہ میں احتراس کے ذریعہ اطناب ہے، اسلئے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ""تَخْرُجْ بَيْضَاءَ"" یہ وہم پیدا کررہا تھا کہ یہ سفیدی کسی بیماری کی وجہ سے ہے یا کسی برائی کی وجہ سے ہے جو ہاتھ کو پہنچی ہے، تو ""مِنْ غَيْرِ سُوْءٍ"" لاکر وہم دفع کردیا۔

(۷) پہلے شعر میں تکرار ہے، اسلئے کہ کلمات کے معانی قریب قریب ہیں، اور تمام کلمات عذاب و بدبختی کے اقسام پر دلالت کرتے ہیں، شاعر کا مقصد اس تکرار سے اپنی مصیبتوں کا اظہار ہے، اور اسکے قول ""إِنَّ ذَا الْعَظِيْمُ"" میں تذییل ہے، جو ضرب المثل کے قائم مقام نہیں ہے، اور شاعر دوسرے شعر میں إِنَّ اور اسکے اسم کو مکرر لایا ہے طولِ فصل (فاصلہ لمبا ہوجانے) کی وجہ سے۔

(۸) اطناب کا طریقہ یہاں "ایضاح بعد الابہام" ہے، پس اللہ تعالی کا قول ""فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ"" مجمل کلام ہے جسکی تفصیل بعد والے کلام سے ہورہی ہے، اور اسکا فائدہ یہ ہے کہ مخاطب معنی کا دو مختلف صورتوں میں ادراک کرتا ہے، ایک مبہم اور ایک وضاحت کے ساتھ، اور اسکا دلوں میں عظیم وقوع ہوتا ہے، (یعنی بات اچھی طرح ذہن میں بیٹھ جاتی ہے)۔

(۹) شعر کے دونوں مصرعوں میں اعتراض (جملہ معترضہ) کے ذریعہ اطناب ہے، یہاں جملہ معترضہ سے شاعر کا مقصد اس بات پر حسرت ظاہر کرنا ہے کہ موت بیٹے پر پہلے آگئی۔

(۱۰) ""سُبْحٰنَهٗ"" آیت کریمہ میں درمیان کلام میں جملہ معترضہ ہے، اللہ تعالی شانہ کی پاکی بتلانے کے لئے۔

(۱۱) شعر میں تذییل کے ذریعہ اطناب ہے جوضرب المثل کے قائم مقام ہے، اسکا فائدہ سابق کلام کو مؤکد کرنا اور اسکو دل میں بٹھانا ہے۔

(۱۲) اللہ تعالی کے قول **"وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ "** میں ایضاح بعد الابہام ہے، اس سے پہلے جملہ **"يَدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ"** میں ابہام ہے، اور ابہام کے بعد وضاحت کا یہاں فائدہ معنی کو ابہام اور وضاحت دو مختلف صورتوں میں لانا ہے، تاکہ یہ سامع کے ذھن میں اچھی طرح بیٹھ جائے۔

(۱۳) آیت میں تکرار کے ذریعہ اطناب ہے، اسلئے کہ اللہ تعالی کا قول **"تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا"** تین جملے ہیں جنکے معانی مترادف ہیں، اور تکرار کا مقصد یہاں معافی کی ترغیب دینا ہے۔

(۱۴) آیت میں اطناب ہے تذییل کے ذریعہ جوضرب المثل کے قائم مقام ہے، اسلئے کہ اللہ تعالی کا قول **"إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ "** سابق جملے کے مفہوم ہی کو مؤکد کررہا ہے۔

(۱۵) آیتِ کریمہ میں **"رأيت"** جملے کی تکرار کے ذریعہ اطناب ہے، اور اس تکرار کا تقاضا کرنے والی چیز، فاصلہ کا لمبا ہونا ہے، اور مقصد کلام کے شروع کو کلام کے آخر کے ساتھ مضبوط طریقہ پر مربوط کرنا ہے۔

التمرين - ٦

آنے والے اشعار میں بلاغت کے عیوب جو آپ محسوس کررہے ہیں بیان کریں۔

(۱) ابونواس کا شعر ہے۔

ہم وہاں ٹھہرے ایک دن، پھر دوسرے دن، پھر تیسرے دن، اور ایک ایسے دن ٹھہرے کہ سفر کا دن اسکا پانچواں دن تھا۔

(۲) نابغہ کا ایک گھر کی تعریف میں شعر ہے۔

میں نے اس گھر کی نشانیاں واضح طور پر دیکھیں، تو چھ سال میں میں نے اسکو پہنچانا، اور یہ سال ساتواں ہے۔

(۳) ابو العتاھیہ کا شعر ہے۔

اللہ کی قسم! سعید کا انتقال ہوگیا، اللہ تعالی سعید بن وھب پر رحم کرے۔

اے ابوعثمان! تو نے تو میری آنکھوں کو رلادیا، اور اے ابوعثمان! تو نے تو میرے دل کو دردناک کردیا۔

حل تمرین - ۶

(۱) اس شعر میں غیر مفید تکرار ہے، اسلئے کہ ابونواس کہنا چاہتا ہے کہ ہم وہاں آٹھ دن ٹھہرے، تو اس نے "کلمہ یوم" میں تکرار کی جو معیوب ہے، جس میں کوئی فائدہ اور کوئی مقصد نہیں ہے، اور تکرار جب لفظ میں حلاوت پیدا نہ کرے اور معنی میں رونق نہ لائے، تو یہ عجز و درماندگی کی قسم ہے، اور ابونواس پر تعجب ہے جو ایسا گھٹیا شعر مثال میں لا رہا ہے جو دلالت کرتا ہے کھلے عجز پر، باوجود کہ وہ عجیب حسن و جمال والے اشعار بھی لاتا ہے جو اس شعر سے پہلے گذرے ہیں۔

(۲) اس شعر میں عیب دار طوالت ہے، تم نہیں دیکھتے، وہ کہتا ہے کہ میں نے اس گھر کے نشانات دیکھے پھر میں نے اسکو پہنچانا، اور میرا زمانہ اس میں سات سال رہا ہے (یعنی میں سات سال رہا ہوں) پس اس نے عدد کا لفظ کھول دیا اور ٹکڑے ٹکڑے اور دراز کر کے بے مقصد لایا، اور اس میں اسلوب کا ضعف اور اسکی کمزوری بھی ہے۔

(۳) ادب والے سرد شعر کے لئے ان دو شعروں سے مثال دیتے ہیں، اور ان کو یہ حق ہے، اسلئے کہ ان دو شعروں کا معنی گھٹیا اور بیکار ہے، پس پہلا شعر اپنے معنی میں کمزور ہے، اور قسم کا کوئی موقع بھی نہیں ہے جو وہ لایا ہے، اور دوسرا شعر اسکے مشابہ ہے جو عام لوگ نوحہ وغیرہ میں کہتے ہیں، اور جب تم لفظ کو دیکھو گے تو ڈبل اور مکرر پاؤ گے جسکا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

التمرین - ۷

آنے والے مختصر کلام میں غور کریں، پھر اپنی انشاء کے ایسے دو اسلوبوں میں رکھیں کہ ان میں سے ایک میں تو وہ اپنے معنی کے مساوی ہو، اور دوسرے میں اپنے معنی پر زائد ہو۔

بہر حال حمد و صلوۃ کے بعد! تم اپنے عمل سے لوگوں کو نصیحت کرو، اور اللہ سے شرم کرو، تمہارے سے اسکی قربت کے بقدر، اور اس سے ڈرو اسکی تمہارے اوپر قدرت کے بقدر۔

حل تمرین - ۷

(الف) مساوات:- أَمَّا بَعْدُ! فَلْتَكُنْ فِي عَمَلِكَ وَسِيْرَتِكَ قُدْوَةٌ صَالِحَةٌ لِغَيْرِكَ وَلْيَكُنْ حَيَاءُكَ مِنَ اللّٰهِ شَدِيْدًا بِقَدْرِ قُرْبِهِ مِنْكَ، وَلْيَكُنْ خَوْفُكَ مِنْهُ عَظِيْمًا بِقَدْرِ عَظِيْمِ اقْتِدَارِهِ عَلَيْكَ

ترجمہ:- امابعد! پس تم اپنے عمل اور کردار میں دوسروں کے لئے اچھا نمونہ بنو، اور چاہئے کہ اللہ سے تمہاری حیا شدید ہو اسکے تمہارے سے قرب کے بقدر، اور چاہئے کہ تمہارا اللہ سے بڑا خوف ہو، اللہ کے تمہارے اوپر بڑے اقتدار کے بقدر۔

(ب) اطناب:- مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْئٍ بَعْدَ مَاقَدَّمْتُ لَكَ، فَكُنْ ـــ رَعَاكَ اللّٰهُ وَعَصَمَكَ مِنْ سَرَفِ الْهَوٰى ـــ قُدْوَةً صَالِحَةً لِلنَّاسِ يَأْنَسُوْنَ بِكَ فِي عَمَلِكَ وَحُسْنِ سِيْرَتِكَ، وَكُنْ ـــ وَفَّقَكَ اللّٰهُ ـــ شَدِيْدَ الاسْتِحْيَاءِ مِنَ اللّٰهِ، فَإِنَّهُ شَدِيْدُ الْقُرْبِ مِنْكَ، عَظِيْمُ الاتِّصَالِ بِكَ، يَعْلَمُ مَاتُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُكَ، وَهُوَ أَقْرَبُ إِلَيْكَ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ، وَلْيَكُنْ حَذَرُكَ مِنْهُ عَظِيْمًا وَخَوْفُكَ شَدِيْدًا، فَإِنَّهُ جَلَّتْ قُدْرَتُهُ عَظِيْمُ الْبَأْسِ، شَدِيْدُ الْمِحَالِ، لَايُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَلَا كَبِيْرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا

ترجمہ:- جب جب بھی کوئی چیز ہو بعد اس کے میں نے تمہارے سامنے پیش کردی (یہ امابعد کا ترجمہ ہے) پس تو ہوجا ـــ اللہ تجھے بچائے اور حفاظت کرے بے جا خواہشات سے ـــ لوگوں کے لیے اچھا نمونہ کہ لوگ تیرے عمل اور اچھی سیرت میں تجھ سے مانوس ہوں، اور تو ہوجا ـــ اللہ تجھے توفیق دے ـــ اللہ سے بہت شرم کرنے والا، اس لیے کہ وہ تجھ سے قریب ہے، اور اس کا تجھ سے بڑا اتصال ہے، وہ تیرے دل کے وساوس کو بھی جانتا ہے، اور وہ تیرے سے تیری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، اور چاہیئے کہ تیرا ڈر اور خوف اللہ سے بڑا اور زیادہ ہو، اس لیے کہ اللہ تعالی ـــ اس کی قدرت بڑی ہے ـــ بڑی پکڑ والا، مضبوط طاقت والا ہے، جو نہ چھوٹی چیز کو وہ چھوڑتا ہے نہ بڑی چیز کو مگر سب کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

التمرين - ۸

ہر وہ مثال جس میں کمالِ اتصال کی وجہ سے فصل ہے وہ اطناب کی قسم کیوں ہے؟ مختلف مثالیں لائیں، اور ہر مثال میں اطناب کی قسم بیان کریں۔

حل تمرين - ۸

اسکا سبب یہ ہے کہ کمالِ اتصال کی وجہ سے فصل کے تین مواقع ہیں۔

(۱) پہلا یہ ہے کہ دوسرا جملہ پہلے جملے کی تاکید ہو، اور یہ اطناب تذییل کے ذریعہ ہے، اسکی مثال جیسے شاعر کا قول ۔

لَمْ يُبْقِ جُوْدُكَ لِيْ شَيْئًا أُؤَمِّلُهُ	تَرَكْتَنِيْ أَصْحَبُ الدُّنْيَا بِلَا أَمَلِ

تیری سخاوت نے میرے لئے کوئی چیز باقی نہیں رکھی جسکی میں توقع کروں، تو نے مجھے اس حال میں چھوڑا ہے کہ میں دنیا کے ساتھ رہتا ہوں بغیر امید کے۔

(۲) دوسرا موقع یہ ہے کہ دوسرا جملہ پہلے کا بیان ہو، اور یہ اطناب ''ایضاح بعد الابہام'' کے ذریعہ ہے، اسکی مثال جیسے اللہ تعالی کا قول **فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ** — پس شیطان نے اس میں وسوسہ ڈالا، کہا اے آدم! کیا میں ہیشگی کے درخت پر تمہاری رہنمائی کروں۔

(۳) تیسرا موقع یہ ہے کہ دوسرا جملہ پہلے جملے کا بدل ہو، اور یہ اطناب ''ذکر الخاص بعد العام'' کے ذریعہ ہے، اسکی مثال اللہ تعالی کا ارشاد **أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ أَمَدَّكُم بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ** — اس نے تمہاری مدد کی ان چیزوں سے جن کو تم جانتے ہو، تمہاری مدد کی مویشیوں اور بیٹوں سے۔

التمرین - ۹

(۱) ''ذکر الخاص بعد العام'' کے ذریعہ اطناب کی دو مثالیں لائیں، اور اطناب کی دوسری دو مثالیں ''ذکر العام بعد الخاص'' کے ذریعہ، اور ہر مثال میں کلام میں شامل زیادتی کا فائدہ بیان کریں۔

(۲) اعتراض کی دو مثالیں لائیں، اور اسکا فائدہ بیان کریں۔

(۳) اور تکرار حسن (جو قبیح نہ ہو) کی چار مثالیں لائیں، اور ہر مثال میں تکرار کی غرض بھی بیان کریں، اور اپنی دانست کے مطابق تکرار کی پوری اغراض بیان کریں۔

(۴) تذییل جو ضرب المثل کے قائم مقام ہو، اسکی دو مثالیں لائیں، اور دوسری دو مثالیں اس تذییل کی لائیں جو ضرب المثل کے قائم مقام نہ ہو۔

(۵) احتراس کی دو مثالیں لائیں۔

حل تمرین - ۹

جواب نمبر(۱)

(ا)اطناب بذکر الخاص بعد العام

(۱) **اِقْرَأْ كُتُبَ الْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ وَكِتَابَ الْأَغَانِيْ لِأَبِي الْفَرَجِ الْأَصْبَهَانِيِّ**

عربی ادب کی کتابیں اور ابوالفرج اصبہانی کی کتاب الاغانی پڑھیں۔

(۲)**زُرْتُ آثَارَ مِصْرَ وَأَهْرَامَ الْجِيْزَةِ**

مصر کے تاریخی مقامات میں نے دیکھے اور روادی کے ھرم دیکھے (ھرم: کہتے ہیں وہ مخروطی شکل کی عمارت جو مصر والے بادشاہوں کے مدفن کے لیے بناتے تھے)

دونوں مثالوں میں زیادتی کا فائدہ خاص کے بلند مرتبہ کو بتانا ہے اور اس کی شان کو اجاگر کرنا ہے، گویا کہ وہ ایک ہی جنس ہے جو مستقل بالذات ہے۔

(ب)اطناب بذکر العام بعد الخاص

(۱) **إِقْرَأْ تَارِيْخَ أَبِي بَكْرٍ وَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ** ــ حضرت ابوبکرؓ اور خلفاء راشدین کی تاریخ پڑھیں۔

(۲)**وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَالنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ** اور وہ چیز جو عطا کی گئی موسیٰ اور عیسیٰ اور انبیاء علیہم السلام کو ان کے رب کی طرف سے۔

دونوں مثالوں میں زیادتی کا فائدہ خاص پر خصوصی توجہ کے ساتھ عموم کا فائدہ دینا ہے، خاص کو دومرتبہ ذکر کرنے کی وجہ سے، ایک مرتبہ علیحدہ، اور ایک مرتبہ عام کے تحت۔

جواب نمبر(۲)

(۱)**وَيَحْتَقِرُ الدُّنْيَا احْتِقَارَ مُجَرِّبٍ**	**يَرٰى كُلَّ مَافِيْهَا ــ وَحَاشَاهُ ــ فَانِيًا**

ترجمہ:- ممدوح دنیا کو حقیر سمجھتا ہے، ایک تجربہ کار کے حقیر سمجھنے کی طرح، دنیا میں موجود ہر چیز کو ــ اور اللہ اسکو پناہ میں رکھے ــ فانی سمجھتا ہے۔

(۲) **أَسْأَلُ اللّٰهَ ــ سُبْحَانَهُ ــ أَنْ يَّهَبَ لَكَ الصِّحَّةَ** ــ میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں ــ اللہ کی ذات پاک ہے عیوب سے ــ کہ اللہ تجھے صحت عطا کرے۔

پہلی مثال میں جملہ معترضہ کا فائدہ اس بات پر جلد متنبہ کرنا ہے کہ ممدوح کلام کے عموم میں داخل نہیں ہے

اور دوسری مثال میں اللہ کی پاکی اور تقدیس بیان کرنا ہے۔

جواب نمبر (۳)

(۱) **سَيُعَاقَبُ الْمُهْمِلُ سَيُعَاقَبُ الْمُهْمِلُ** ــ غافل کو سزا دی جائے گی، غافل کو سزا دی جائے گی۔

(یہاں تکرار کا مقصد انذار کی تاکید کرنا اور انذار کے معنی سامع کے ذھن میں بٹھانا ہے)

(۲) **مَاتَ فِلْذَةُ الْكَبِدِ، مَاتَ رَيْحَانَةُ الْقَلْبِ** ــ جگر کا ٹکڑا اور دل کی کلی مر گئی۔

(یہاں تکرار حسرت ورنج کے اظہار کے لئے ہے)

(۳) **رَأَيْتُ النَّاسَ وَاأَسَفَاهُ ــ عَلَى اخْتِلَافِ أَجْنَاسِهِمْ وَتَبَايُنِ طِبَاعِهِمْ وَعَلَى الرَّغْمِ مِنْ كَمَالِ مَعَارِفِهِمْ وَحُسْنِ تَهْذِيبِهِمْ، رَأَيْتُهُمْ يَحْتَرِمُوْنَ أَهْلَ الْمَالِ أَكْثَرَ مِمَّا يَحْتَرِمُوْنَ أَهْلَ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ**

ترجمہ:- میں نے لوگوں کو دیکھا، ہائے افسوس ان کے مختلف جنس ہونے اور ان کی طبیعتوں کے تباین کے باوجود، اور ان کے علمی کمالات اور خوبصورت تہذیب کے باوجود، میں نے ان کو دیکھا کہ وہ مال والوں کا اس سے زیادہ احترام کرتے ہیں جو وہ علم وفضل والوں کا کرتے ہیں۔

"رَأَيْتُهُمْ" جملے کی تکرار کا سبب فاصلہ کا لمبا ہونا ہے، اور اول کلام کو آخر کلام کے ساتھ محکم ومضبوط طریقہ پر مربوط کرنا ہے۔

(۴) **جِدَّ وَاجْتَهِدْ، وَادْأَبْ فِي عَمَلِكَ وَثَابِرْ عَلَيْهِ تَنَلْ مَا تُؤَمِّلُهُ**

کوشش کر، محنت کر اور اپنے کام میں لگا رہ، اور اس پر پابندی کر تو حاصل کرلے گا اس چیز کو جسکی تو توقع کرتا ہے ــ تکرار یہاں کام کی ترغیب دینے اور اس پر ابھارنے کے لئے ہے۔

جواب نمبر (۴)

(۱) ضرب المثل کے قائم مقام تذییل

(۱) وَلَسْتَ بِمُسْتَبْقٍ أَخًا لَا تَلُمُّهُ	عَلَى شَعْثٍ (أَيُّ الرِّجَالِ الْمُهَذَّبُ)

ترجمہ:- تو اپنے دوست کو باقی نہیں رکھ سکتا ہے جسکو لغزش پر درگذر نہ کرے، اور کتنے لوگ تہذیب یافتہ ہیں؟۔

(۲)إِذَا أَنْتَ لَمْ تَشْرَبْ مِرَارًا عَلَى الْقَذٰى	ظَمِئْتَ وَأَيُّ النَّاسِ تَصْفُوْ مَشَارِبُهُ

ترجمہ:- جب تو بار بار نہیں پیئے گا گندگی کی بنا پر تو تو پیاسا رہ جائے گا، کتنے لوگ ہیں جنکے مشروبات صاف شفاف ہوتے ہیں۔

(ب) تذییل جو ضرب المثل کے قائم مقام نہیں ہے۔

(ا) اللہ تعالی کا ارشاد ہے **وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ** ہم نے کسی انسان کے لئے آپ سے پہلے ہمیشہ رہنا نہیں مقرر کیا ہے، پس اگر آپ وفات پا گئے تو کیا یہ ہمیشہ رہیں گے۔

(۲) **كَافَأْتُ عَلِيًّا عَلٰى جِدِّهِ وَهَلْ يُكَافَأُ إِلَّا الْمُجِدُّوْنَ** ـــ میں نے علی کو بدلہ دیا اسکی محنت پر، اور محنتی لوگوں کو ہی بدلہ دیا جاتا ہے۔

جواب نمبر(۵)

(ا) عنترہ کا شعر ہے۔

أَثْنِيْ عَلَيَّ بِمَا عَلِمْتِ فَإِنَّنِيْ	سَمْحٌ مُخَالَطَتِيْ إِذَا لَمْ أُظْلَمِ

ترجمہ:- تو میری تعریف کر اس چیز سے جو تو جانتی ہے، اسلئے کہ میں اپنے معاملہ میں درگذر کرنے والا ہوں جب مجھ پر ظلم نہ کیا جائے۔

(۲) طرفہ بن عبد کا شعر ہے۔

فَسَقٰى دِيَارَكَ غَيْرَ مُفْسِدِهَا	صَوْبُ الرَّبِيْعِ وَدِيْمَةٌ تَهْمِيْ

ترجمہ:- تیرے علاقہ کو سیراب کرے موسم ربیع کا برسات اور موسلا دھار بارش، درانحالیکہ وہ بارش بگاڑ لانے والی نہ ہو۔

التمرين-۱۰

متنبی کے دو شعروں کی شرح کریں جو بَوَّان کی گھاٹی کی تعریف میں ہیں، اور اس میں اطناب کی قسم بیان کریں۔

(ا) یہ جناتوں کے کھیلنے کی جگہیں ہیں، اگر اس میں سلیمانؑ بھی چلیں تو ترجمان کے ساتھ چلیں گے۔

(۲) اس نے ہمارے گھوڑ سواروں اور گھوڑوں کو اپنی طرف مائل کر دیا، حتی کہ مجھے گھوڑوں کے اڑیل ہوجانے کا ڈر لگا اگرچہ وہ شریف النسل ہیں۔

حل تمرین - ۱۰

اشعار کی شرح:- شاعر کہتا ہے بیشک یہ جگہ اپنے خوبصورت اور عجیب وغریب مناظر کی وجہ سے گویا کہ وہ جناتوں کے ٹھکانے ہیں، اور اس میں رہنے والے ایسی عجیب زبان بولتے ہیں جو عقلوں سے دور ہے، یہاں تک کہ اگر حضرت سلیمانؑ بھی ان کے پاس آجائے تو ان کے جناتوں کی زبانیں جاننے کے باوجود ان کو ترجمان کی ضرورت پڑے، اور اس جگہ نے اپنے عمدہ مناظر کی وجہ سے ہمارے گھوڑ سواروں کے دلوں کو موہ لیا ہے اور ہمارے گھوڑوں کو اپنی طرف مائل کردیا ہے، حتی کہ مجھے ان گھوڑوں پر ڈر لگ رہا ہے کہ یہ اڑیل ہوجائیں، اور چلنے سے رک جائیں باوجود ان کے عمدہ واصیل اور شریف النسل ہونے کے۔

اشعار میں اطناب:- شاعر کے دوسرے شعر "**وَإِنْ كَرُمْنَ**" میں انوکھا احتراس ہے۔

أثر علم المعانی فی بلاغة الکلام

گذشتہ قواعد ومباحث کے پڑھنے کے بعد ہم آپ کے سامنے علم معانی کے مباحث کا خلاصہ دو چیزوں میں کرسکتے ہیں، پہلی چیز یہ ہے کہ علم معانی یہ بیان کرتا ہے کہ کلام کا سامعین کی حالت اور مواقعِ استعمال کے مطابق ہونا ضروری ہے اور علم معانی یہ بیان کرتا ہے کہ کوئی کلام بلیغ نہیں ہوسکتا چاہے اسکی صورت کیسی ہی ہو، یہاں تک کہ وہ کلام اس مقام کے مطابق ہو جس میں یہ استعمال کیا جارہا ہے، اور سامع کی حالت کے مطابق ہو جسکے سامنے کلام پیش کیا جارہا ہے، اور قدیم زمانے سے عرب کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ "ہر مقام کے مطابق کلام ہونا چاہیے"۔

چنانچہ خبر کبھی تاکید کے ساتھ آتی ہے، جیسے آپ جان چکے، اور کبھی بغیر تاکید کے، سامع کے مضمونِ خبر سے ناواقف ہونے یا متردد ہونے یا منکر ہونے کے اعتبار سے، اور بلا وجہ اس اصل کی مخالفت یہ بلاغت کے مقررہ قواعد کی مخالفت ہے، ــــ آپ اللہ تعالی کا ارشاد دیکھیں، عیسیٰؑ کے قاصدوں کے بارے میں، جب عیسیٰؑ نے ان کو انطاکیہ والوں کے پاس بھیجا تھا ــــ **وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلاً أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءهَا الْمُرْسَلُونَ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ قَالُوا مَا أَنتُمْ إِلاَّ بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ الرَّحْمن مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلاَّ تَكْذِبُونَ قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُون** (یس ۱۳-۱۶) اے نبی جی! آپ ان کے سامنے بستی والوں کی مثال بیان کریں، جب ان کے پاس کئی رسول

آئے، جب ہم نے ان کے پاس دو رسول بھیجے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا، پس ہم نے تیسرے کے ذریعہ ان کو تقویت دی، تو ان تینوں نے کہا، ہم تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، وہ کہنے لگے کہ تم تو ہمارے جیسے انسان ہو، اور رحمن نے کوئی چیز نہیں نازل کی ہے، تم تو بڑے جھوٹے ہو، انہوں نے کہا کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، ــــ ان رسولوں نے جب پہلی مرتبہ انکار محسوس کیا تو انہوں نے صرف "**اِنَّ**" سے تاکید لانے پر اکتفا کیا اور کہا "**إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُون**" پھر جب ان کا انکار بڑھتا گیا تو انہوں نے "**قسم، اِنَّ اور لام**" سے تاکید لا کر کہا "**رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُون**"

کبھی یہ باریکیاں غیر عربی زبان والوں پر مخفی رہتی ہیں، منقول ہے کہ عربی فلسفی ابن اسحق کندی سوار ہو کر ابو العباس مبرد نحوی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں کلام عرب میں حشو و زیادتی پاتا ہوں، تو ابو العباس نے کہا تم نے یہ حشو کہاں پایا؟ تو اس نے بتلایا کہ میں نے عربوں کو پایا وہ کہتے ہیں "**عَبْدُ اللّٰهِ قَائِمٌ**" پھر کہتے ہیں "**إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَائِمٌ**" پھر کہتے ہیں "**إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ لَقَائِمٌ**" تینوں کے معنی ایک ہیں اور الفاظ مکرر ہیں، تو ابو العباس نے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ معانی مختلف ہیں، پہلے جملے میں عبد اللہ کے کھڑا ہونے کی خبر دینا ہے، دوسرا جملہ سوال کا جواب ہے، اور تیسرا جملہ انکار کرنے والے کی تردید ہے۔

اسی طرح علم معانی یہ بات بھی ضروری قرار دیتا ہے کہ ہر انسان سے فہم و سمجھ میں اسکی استعداد کے بقدر اور زبان و ادب میں اسکی مہارت کے بقدر خطاب کیا جائے، لہذا یہ درست نہیں کہ کسی عام آدمی سے خطاب میں ایسا اسلوب اختیار کیا جائے جس اسلوب سے عربی زبان اور اسکے اسرار سے واقف ادیب سے خطاب کیا جاتا ہے۔

کسی نے بشار بن برد سے کہا تم ایسی بیکار چیز ذکر کرتے ہو جس میں تفاوت (تضاد) ہوتا ہے، اس نے پوچھا وہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا تم گرد و غبار اڑاتے ہو اور اپنے قول سے لوگوں کے دلوں کو مطیع بنا دیتے ہو۔

إِذَا مَا غَضِبْنَا غَضْبَةً مُضَرِيَّةً	**هَتَكْنَا حِجَابَ الشَّمْسِ أَوْتُمْطِرِالدَّمَا**
إِذَا مَا أَعَرْنَا سَيِّدًا مِنْ قَبِيْلَةٍ	**ذُرَا مِنْبَرٍ صَلّٰى عَلَيْنَا وَسَلَّمَا**

ترجمہ:- جب ہم قبیلہ مضر کی طرح غضبناک ہوتے ہیں، تو سورج کے پردے کو بھی پھاڑ دیتے ہیں، حتی کہ اس سے خون کی بارش ہونے لگتی ہے، ــــ اور جب ہم قبیلہ کے سردار کو منبر کی بلندی عاریت پر دیتے ہیں تو وہ ہم پر دعا اور سلام بھیجتا ہے۔

اور ہم تجھے یہ کہتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

رَبَابَةٌ رَبَّةُ الْبَيْتِ	تَصُبُّ الْخَلَّ فِي الزَّيْتِ
لَهَا عَشْرُ دَجَاجَاتٍ	وَدِيْكٌ حَسَنُ الصَّوْتِ

ترجمہ:- گھر کی مالکہ ربابہ زیتون میں سرکہ ڈالتی ہے، اسکے پاس دس مرغیاں ہیں اور ایک خوش آواز مرغا بھی ہے۔

اس پر بشار نے کہا کہ ہر کلام کا ایک پس منظر اور موقع ہوتا ہے، پس پہلا کلام سنجیدہ ہے، اور دوسرا کلام میں نے اپنی باندی ربابہ کے بارے میں کہا ہے، اس کا پس منظر یہ ہے کہ میں بازار سے خرید کر انڈے نہیں کھاتا ہوں، اور ربابہ کے پاس دس مرغیاں اور ایک مرغا ہے، تو میرے لئے انڈے جمع کر کے رکھتی ہے، پس اسکے نزدیک یہ کلام اس شعر سے کہیں اچھا ہے جو تجھے پسند ہے۔

قِفَانَبْكِ مِنْ ذِكْرٰى حَبِيْبٍ وَمَنْزِلٍ ــ ٹھہروں ہم محبوبہ اور اسکے گھر کی یاد میں رولیں۔

اور اکثر آپ شاعر کو دیکھیں گے کہ وہ کبھی آسان اور نرم الفاظ میں کلام کرتا ہے کہ اسکا کلام عام خطاب جیسا لگتا ہے، اور کبھی وہ سخت اور کھردرے الفاظ کلام میں لاتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ وہ آپ پر پتھر پھینکتا ہے، اور ہر اسلوب اپنے موضوع کے اعتبار سے ہے جس میں وہ بات کرتا ہے، اور اس طبقہ کے اعتبار سے ہوتا ہے، جسکے سامنے وہ شعر پڑھتا ہے، ــ اس قسم کی سب سے بہتر مثال ابونواس شاعر کی ہے، اسلئے کہ اپنی خمریات میں (شراب اور اس کے متعلقات کے تذکرہ میں) اسکا اسلوب اپنے مدحیہ اور تعریف کے اسلوب سے جدا ہوتا ہے۔

اور اس اصل کا اعتبار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلوب سے کیا گیا ہے، کیونکہ آپؐ نے جب شاہِ ایران خسرو پرویز کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو بہت آسان اور نہایت واضح الفاظ کا انتخاب کیا، چنانچہ لکھا۔

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِلٰى كِسْرٰى عَظِيْمِ فَارِس، سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، وَآمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ اللّٰهِ، فَإِنِّي أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً، لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيُحِقَّ الْقَوْلَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ، فَأَسْلِمْ تَسْلَمْ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِثْمُ الْمَجُوْسِ عَلَيْكَ.

ترجمہ:- محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عظیم فارس کسری کے نام، سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے، اور اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے، میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، اسلئے کہ میں تمام لوگوں کی

طرف اللہ کا رسول ہوں، تاکہ جو زندہ ہے اسکو ڈرائے، اور کافروں پر حق بات ثابت ہوجائے، پس تم اسلام لاؤ، سلامت رہوگے اور اگر تم نے انکار کیا تو مجوس کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔

اور جب آپؐ نے دومۃ الجندل کے حاکم اکیدر کو خط لکھنا چاہا تو بھاری بھرکم الفاظ لائے، اور عمدہ نادر کلمات استعمال کئے پس فرمایا **مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِأُكَيْدِرِحِيْنَ أَجَابَ إِلَى الْإِسْلَامَ وَخَلَعَ الْأَنْدَادَ وَالْأَصْنَامَ، إِنَّ لَنَا الضَّاحِيَةَ مِنَ الضَّحْلِ وَالْبُوْرَ وَالْمَعَامِيَ وَأَغْفَالَ الْأَرْضِ وَالْحَلْقَةَ وَالسِّلَاحَ وَلَكُمُ الضَّامِنَةُ مِنَ النَّخْلِ وَالْمَعِيْنُ من الْمَعْمُوْرِ، لَاتُعْدَلُ سَارِحَتُكُمْ وَلَا تُعَدُّ فَارِدَتُكُمْ وَلَا يُحْظَرُ عَلَيْكُمُ النَّبَاتُ، تُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا، وَتُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ بِحَقِّهَا عَلَيْكُمْ بِذٰلِكَ عَهْدُ اللّٰهِ وَمِيْثَاقُهُ**

ترجمہ:- محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اکیدر کے نام، جب اس نے اسلام قبول کیا، اور تمام شرکاء اور معبودوں کو اتار پھینکا، اور ہمارے لئے ہوں گی آبادی سے باہر کی عمدہ کھجوریں، بنجر زمین، نامعلوم زمین غیر آباد زمین، زرہ اور عام ہتھیار، اور آبادی کے اندر کے کھجور کے درخت، اور آبادی کے چشمے تمہارے ہوں گے، اور تمہارے مویشیوں کو چراگاہ سے نہیں پھیرا جائے گا، اور تمہارے مقرر سے زائد کا شمار نہیں کیا جائے گا، اور تم پر کھیتی باڑی کو نہیں روکا جائے گا، تم وقت پر نماز پڑھوگے، زکوۃ ادا کروگے، تمہارے اوپر یہ اللہ کا عہد و پیمان ہے۔

اور کلام مقتضائے حال کے مطابق بھی اس ایجاز واطناب میں ہوتا ہے جس میں متکلم تصرف کرتا ہے، پس ایجاز کے بھی مواقع ہیں اور اطناب کے بھی، یہ سب سامع کی حالت کے اعتبار سے اور کلام کے مقامات کے مقتضی کے مطابق ہوتا ہے، پس ایسا سمجھدار جسکو اشارہ کافی ہو اسکے سامنے ایجاز بہتر ہوتا ہے، اور کند ذھن یا ہٹ دھرمی کرنے والا، اس سے خطاب کرتے وقت اطناب واستیعاب بہتر ہوتا ہے۔

اگر آپ قران کریم میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ قران جب اعراب یا عرب کو مخاطب بناتا ہے تو پورے طور پر ایجاز اختیار کرتا ہے، اور اشارہ اور کنایہ میں کلام پیش کرتا ہے، اور جب بنی اسرائیل سے خطاب کرتا ہے، یا ان کی حکایت کرتا ہے تو اطناب وتطویل اختیار کرتا ہے، پس مکہ والوں سے ایجاز کے ساتھ خطاب کرنے کی مثال اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے — **إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَخْلُقُوْا ذُبَاباً وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئاً لَّا يَسْتَنقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ** (حج ۷۳)

ترجمہ:- بیشک اللہ کے علاوہ جن معبودوں کو تم پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، اگر چہ وہ سب اسکے لئے اکٹھا ہوں، اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے، تو وہ اس سے وہ چیز چھڑا نہیں سکتے، طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں۔

اور بہت کم بنی اسرائیل سے خطاب کو آپ پائیں گے مگر اس حال میں کہ اس میں اطناب اور تطویل ہے، اسلئے کہ مدینہ کے یہود اپنے آپ کو علم اور کتاب والا سمجھتے تھے، پس ضد اور ہٹ دھرمی میں حد پار گئے اور قران کریم نے ان کو کم عقلوں کے درجے میں اتار کر ان سے اطناب کے ساتھ کلام کیا، اور اس رائے کی گواہی وہ اسلوب دے رہا ہے جسکو اللہ تعالی نے ان کے بارے میں اور ان کی اپنی کتابوں کی معرفت کی مقدار کے بارے میں اختیار کیا ہے۔

اور ایجاز کے بعض مقامات ہیں جن میں ایجاز بہتر ہوتا ہے جیسے شکر، معذرت چاہنا، تعزیت، عتاب وغیرہ، اور اطناب کے بھی کچھ مقامات ہیں جیسے مبارکبادی دینا، دو فریقوں میں صلح کرانا، قصہ گوئی کرنا، اور عام معاملات میں بات کرنا، اور ان چیزوں میں ذوق سلیم ہی قولِ فیصل ہے۔

دوسری چیز جس میں علمِ معانی بحث کرتا ہے، وہ قرائن کی مدد سے ضمنی طور پر کلام سے مستفاد ہونے والی چیزوں کا جائزہ لینا ہے، اسلئے کہ علم معانی آپ کو بتلائے گا کہ کلام اپنی اصل وضع کے اعتبار سے ایک معنی کا فائدہ دے رہا ہے، لیکن کبھی وہ ایسا نیا معنی بھی دیتا ہے جو سیاق و سباق سے سمجھا جاتا ہے، اور اسکی طرف وہ حالت رہنمائی کرتی ہے جس حالت میں وہ کلام کیا گیا ہے، ــ پس علمِ معانی آپ کو بتاتا ہے کہ خبر کبھی اظہارِ حسرت کا فائدہ دیتی ہے، اور امر کبھی عاجز کرنے کا فائدہ دیتا ہے، اور نہی دعا کا فائدہ دیتی ہے، اور استفہام کبھی نفی کا فائدہ دیتا ہے، اسکے علاوہ وہ سب چیزیں جو آپ نے تفصیل سے اس کتاب میں دیکھی ہیں۔

اور علمِ معانی آپ کو بتاتا ہے کہ خبر کبھی خالی الذھن کے سامنے تاکید کے ساتھ، اور کبھی منکر مخاطب کے سامنے بغیر تاکید کے لائی جاتی ہے، (کلام کے ظاہری تقاضے کے برخلاف) بلاغت کی کسی انوکھی غرض و مقصد کے سبب جسکا متکلم ارادہ کرتا ہے۔

اور اسی طرح علمِ معانی آپ کی رہنمائی کرتا ہے کہ کوئی ادیب کبھی قصر میں مختلف طریقے اختیار کرتا ہے، جیسے وہ قصرِ اضافی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، مبالغہ کی چاہت کے لئے، پس نیک فال لینے والا کہتا ہے۔

وَمَا الدُّنْيَا سِوَى حُلْمٍ لَذِيْذٍ	تُنَبِّهُهُ تَبَاشِيْرُ الصَّبَاحِ

ترجمہ:- دنیا تو ایک لذیذ خواب کے سوا کچھ نہیں ہے، جسکو صبح کی ابتدائی علامتیں بیدار کرتی ہیں، اور بدفالی لینے والا کہتا ہے۔

هَلِ الدَّهْرُ إِلَّا لَيْلَةٌ طَالَ سُهْدُهَا	تَنَفَّسُ عَنْ يَوْمٍ أَحَمَّ عَصِيْبِ

ترجمہ:- زمانہ محض ایک رات ہے جسکی بیداری (بے خوابی) لمبی ہے، وہ گرم ترین اور سخت دن سے دور ہوتی ہے۔

اور قصر کے مقاصد میں ایک مقصد تعریض ہے، جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے ـــ **إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُوْلُو الْأَلْبَابِ** (رعد ۱۹) ـــ عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں، ـــ اسلئے کہ آیت کریمہ کا یہ مقصد نہیں ہے کہ سامعین اسکا ظاہری معنی جان لیں، لیکن یہ مشرکین سے تعریض ہے، اور یہ کہ وہ اپنی سرکشی کی زیادتی اور ان پر خواہش نفسانی کے غلبہ کی وجہ سے ان لوگوں کے حکم میں ہیں جن کو عقل نہیں ہے۔

اور علم معانی آپ کی یہ بھی رہبری کرتا ہے، کہ فصل کی بعض قسموں میں اسکی غرض سامع کے ذھن میں معنی کو ثابت کرنا اور اسکو پختہ کرنا ہے، جیسے کمال اتصال اور شبہ کمال اتصال کی وجہ سے فصل کی صورت میں ہوتا ہے۔

شاید یہ مختصر سا بیان علمِ معانی کے کلام کی بلاغت میں کردار، اور نو آموز ادیب کے لئے معاون اسالیب اور ان اسالیب کے حسن ترتیب، اور ان احوال و مقامات کے انتخاب کے مقرر کردہ طریقہ کو بیان کرنے میں کافی وافی ہوگا، جن میں ان اسالیب کو استعمال کیا گیا ہے۔

علم البدیع

آپ پہلے یہ جان چکے کہ علمِ بیان ایک معنی کو تشبیہ، مجاز، اور کنایہ جیسے متعدد اسلوبوں کے ذریعہ ادا کرنے کا ذریعہ ہے، ـــ اور یہ بھی جان چکے کہ علم معانی کا پڑھنا کلام کو مقتضائے حال کے مطابق ادا کرنے میں معین و مددگار ہوتا ہے، ساتھ ہی اس میں بلاغت کی غرض بھی پورے طور پر پائی جاتی ہے، جسکو کلام کے سیاق و سباق اور اسکے قرائن سے سمجھا جاتا ہے۔

یہاں ایک دوسری قسم ہے جو نہ علم بیان کے مباحث کو شامل ہے، اور نہ اسکے پیش نظر علم معانی کے مسائل ہیں، لیکن یہ ایک ایسا علم اور بحث ہے جو لفظی یا معنوی جمال کے متعدد انوکھے رنگوں سے الفاظ و معانی کو مزین

کرنے سے تجاوز نہیں کرتا ہے، اور ان مباحث کے جامع علم کا نام ''علم بدیع'' ہے اور یہ علم محسنات لفظیہ اور محسنات معنویہ پر مشتمل ہے، جیسے کہ ہم اشارہ کر چکے، اور ان میں سے ہر قسم کی بعض صنعتوں کو ہم آپ کے سامنے واضح کر رہے ہیں۔

المحسنات اللفظية

١-الجناس

الامثلة (مثالیں)

(١) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ــ **وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ** (روم ۵۵) ــ جس دن قیامت قائم ہوگی، مجرم لوگ قسم کھائیں گے کہ وہ دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے۔

(٢) اور شاعر نے اپنے چھوٹے بیٹے یحیی کے مرثیہ میں کہا ہے ۔

وَسَمَّيْتُهُ يَحْيٰى لِيَحْيَا فَلَمْ يَكُنْ	إِلٰى رَدِّ أَمْرِ اللّٰهِ فِيْهِ سَبِيْلُ

ترجمہ:- میں نے اسکا نام یحیی رکھا تا کہ وہ زندہ رہے، پھر بھی اس میں اللہ کے امر کو ٹالنے کی کوئی راہ نہیں رہی۔

(٣) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ــ **فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ** (الضحی ۹،۱۰) پس آپ یتیم پر سختی نہ کریں، اور سائل کو نہ جھڑکیں۔

(٤) ابن الفارض کا شعر ہے ۔

هَلَّا نَهَاكَ نُهَاكَ عَنْ لَوْمِ امْرِئٍ	لَمْ يُلْفَ غَيْرَ مُنَعَّمٍ بِسَقَاءٍ

ترجمہ:- تم کو تمہاری عقل نے اس شخص کی ملامت سے کیوں نہیں روکا، جو بدقسمتی کی وجہ سے آسودہ حال نہیں پایا گیا۔

(۵) حضرت خنساء کا اپنے بھائی صخر کے مرثیہ کے قصیدہ کا ایک شعر ہے ۔

إِنَّ الْبُكَاءَ هُوَ الشِّفَاءُ	مِنَ الْجَوٰى بَيْنَ الْجَوَانِحِ

ترجمہ:- بیشک رونا ہی پسلیوں کے درمیان کی سوزش وجلن سے شفاء ہے۔

(٦) اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون علیہ السلام کی بات نقل فرمائی جب وہ اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام سے

خطاب کررہے تھے **خَشِيْتُ أَن تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ** (طہ ۹۴) ــ مجھے اندیشہ تھا کہ آپ کہیں گے کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان تفریق کردی۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

آپ گذشتہ مثالوں میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہر مثال میں دو کلمے ہیں جن میں سے ایک دوسرے کے لفظ کے اعتبار سے ہم شکل اور ایک جیسے ہیں، اور معنی میں دونوں مختلف ہیں، اور اس طریقہ پر کلام کو لانے کا نام ''جناس'' ہے۔

پس آپ پہلے حصہ کی پہلی مثال میں دیکھیں لفظ **''ساعة''** دومرتبہ آیا ہے، اور پہلی مرتبہ میں اسکے معنی ''قیامت کا دن'' ہے، اور دوسری مرتبہ میں معنی ''وقت'' ہے،-- دوسری مثال لفظ **''يحيى''** ڈبل ہے، اور معنی دونوں کے الگ الگ ہیں، اور اس طریقہ پر کہ معنی میں دو کلمے مختلف ہوں، اور حروف کی قسم، شکل ان کی تعداد، اور ترتیب میں متفق ہوں تو اسکا نام ''جناس تام'' ہے۔

اور جب آپ دوسرے حصہ کی چار مثالوں میں غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ دونوں ایک جیسے اور ملتے جلتے کلمے اتحاد کے مذکورہ چار ارکان میں سے کسی ایک رکن میں مختلف ہیں، جیسے **''تقهر''** اور **''تنهر''** اور **''نَهَاكَ''** اور **''نُهَاكَ''** اور **''جوى، جوانح''** اور **''بين''** اور **''بنى''** مثالوں کی ترتیب کے ساتھ، اور دو کلموں میں جو مجانست اور یکسانیت ہے اسکا نام ''جناسِ غیر تام'' ہے۔

اور بہت سے ادیبوں کی رائے میں جناس پسندیدہ نہیں ہے، اسلئے کہ وہ تعقید پیدا کرتا ہے، اور یہ بلیغ اور معانی کے میدان میں اسکی آزادانہ طبع آزمائی کے درمیان حائل ہوتا ہے، ہاں البتہ جو بے ساختہ کلام میں آجائے، اور بغیر تکلف کے طبیعت اسکو گوارہ کرلے تو اس میں حرج نہیں ہے۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۶۸) جناس اسکو کہتے ہیں کہ دو لفظ بولنے میں ایک جیسے ہوں اور معنی میں مختلف ہوں، جناس کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) **جناسِ تام:-** وہ یہ ہے کہ جس میں دو لفظ چار چیزوں میں متفق ہوں، یعنی نوع حروف (الف، با، تا، ثا، جیم الخ) شکل یعنی ہیئت حروف (حرکت سکون وغیرہ) تعداد حروف اور ترتیب حروف میں۔

(ب) **جناسِ غیر تام:-** وہ یہ ہے کہ جس میں دو لفظ ان چار امور (یعنی نوع، ہیئت، تعداد اور ترتیب) میں سے کسی ایک میں مختلف ہوں۔

التمرین - ۱

آنے والی ہر مثال میں جناس تام ہے، آپ ان میں جناس تام کا محل بیان کریں۔

(۱) ابو تمام کا شعر ہے۔

وہ زمانے کے کرم کی وجہ سے نہیں مرا ہے اسلئے کہ وہ یحیی بن عبد اللہ کے پاس زندہ رہے گا۔

(۲) ابو العلاء معری کا شعر ہے۔

ہمیں آپ کے علاوہ کوئی انسان نہیں ملا جس کی پناہ لی جائے، اسلئے کہ آپ ہمیشہ زمانہ کی آنکھ کی پتلی بن کر رہے ہیں۔

(۳) بُستی شاعر کا شعر ہے۔

اے آقا! میں آپ کی کتاب سمجھ گیا، اور جھوم اٹھا، اور کوئی تعجب کی بات نہیں کہ میں سرگرداں ہو جاؤں۔

(۴) بُستی کا مدح میں شعر ہے۔

سیف الدولہ کی وجہ سے تمام امور منظم و مرتب ہو گئے، جن کو ہم نے نظام میں منتشر اور بکھرا ہوا دیکھا تھا۔

اسکو بلندی ملی، اور اسنے بن سام و حام کی حفاظت کی، پس اس کے جیسا نہ تو کوئی بلندی والا ہے نہ حفاظت کرنے والا ہے۔

(۵) ابو نواس کا شعر ہے۔

عباس ہر وقت بگڑے ہوئے چہرے والا رہتا ہے، جب جنگ تیز ہوتی ہے، اور فضل بن الربیع تو فضل والے ہیں اور ربیع بن یونس تو موسم ربیع ہیں۔

حل تمرین - ۱

(۱) یہاں "**یحیا ویحیی**" میں جناسِ تام ہے، پہلا **یحیا حیاۃ** مصدر کا فعل ہے، اور دوسرا عَلَم (نام) ہے۔

(۲) یہاں شعر میں "انسان" مکرر ہے، اس میں جناس تام ہے، پہلے "انسان" کے معنی انسان ہے، اور

دوسرے ''انسان'' کے معنی ''آنکھ کی پتلی'' ہے۔

(۳) یہاں شعر میں **''فھمت''** مکرر ہے، اس میں جناس تام ہے، پہلا **''فھمت''** **فھمٌ** مصدر سے ہے اور دوسرا **''ھیام''** مصدر سے ہے۔

(۴) یہاں دوسرے شعر کے پہلے مصرعہ میں **''سام وحام''** ہے، اور آخری مصرعہ میں بھی **''سام وحام''** ہے تو اس میں جناس تام ہے، پہلے **''سام وحام''** سے مراد نوح علیہ السلام کے دو بیٹے ہیں، اور دوسرا **''سام وحام''** **سمُوٌّ** اور **حمایۃ** مصدر سے مشتق ہیں۔

(۵) اس شعر میں تین جگہ جناس تام ہے، پہلی جگہ **''عباس عباس''** ہے، اس میں پہلا **''عباس''** علم ہے، یہ عباس بن فضل انصاری ہے، اور دوسرا **''عباس''** **عَبَس** سے مبالغہ کا صیغہ ہے، — دوسری جگہ **''فضل فضل''** پہلا فضل علم ہے، اس سے مراد فضل بن الربیع ہے، دوسرے فضل کے معنی شرف ورفعۃ ہے،-- تیسری جگہ **''الربیع الربیع''** ہے، پہلا ربیع علم ہے، مراد ربیع بن یونس منصور کا وزیر ہے، اور دوسرے ربیع کے معنی موسم ربیع، اور ہریالی ہے۔

التمرین - ۲

آنے والی ہر مثال میں جناس غیر تام ہے، آپ اسکو واضح کریں اور بتلائیں جناس غیر تام کیوں ہے؟

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ''اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی چیز آتی ہے تو اسکو پھیلاتے ہیں''۔

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ''وہ لوگ اس سے روکتے ہیں اور اس سے دور رہتے ہیں''۔

(۳) ابن جبیر اندلسی کا شعر ہے۔

اے مضبوط اونٹنی پر سوار ہونے والے! میری جان تجھ پر قربان! کیا تجھے پتہ ہے یہ علامتیں کیسی ہیں؟

(۴) حریری کے اشعار ہیں جن میں وہ جاہل آدمی کی دنیا پر فریفتگی بیان کررہے ہیں۔

جاہل آدمی افاقہ حاصل نہیں کرتا ہے دنیا کے عشق اور اسکی شدتِ محبت سے، — اگر وہ جان لیتا تو اسکو اسکے مقاصد میں سے تھوڑا ہی کافی ہوجاتا۔

(۵) حضرت عبداللہ بن رواحہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں شعر ہے، کہتے ہیں کہ یہ شعر عربوں کے

مدحیہ اشعار میں سب سے بہتر شعر ہے۔

بہت ہی سفید وخوبصورت اونٹنی آپ ﷺ کو اٹھائے ہوئے ہے، درانحالیکہ آپ کملی میں لپٹے ہوئے ہیں، اس چودھویں کے چاند کی طرح جسکی روشنی نے تاریکیوں کو روشن کردیا ہے۔

حل تمرین - ۲

(۱) یہاں "**امر** اور **امن**" ان دو کلموں میں جناس غیر تام ہے، کیوں کہ دونوں کلمے حروف کی نوع میں مختلف ہیں۔

(۲) یہاں "**ینھون اوریناٴون**" میں جناس غیر تام ہے، کیونکہ دونوں کلمے حروف کی نوع میں مختلف ہیں۔

(۳) یہاں "**عالم ومعالم**" میں جناس غیر تام ہے، کیونکہ دونوں کلمے حروف کی تعداد میں مختلف ہیں۔

(۴) "**صَبَابَہ وصُبَابَہ**" میں جناس غیر تام ہے، کیونکہ دونوں کلمے ایک دوسرے سے شکل میں جدا ہیں۔

(۵) یہاں "**بدر وبرد**" میں جناس غیر تام ہے، کیونکہ دونوں کلمے حروف کی ترتیب اور شکل میں جدا ہیں۔

التمرین - ۳

آنے والی مثالوں میں جناس کے مواقع بیان کریں، اور ہر مثال میں جناس کی نوع بھی بتلائیں۔

(۱) بحتری کا ایک قصیدہ کے مطلع میں شعر ہے۔

کیا وہ ملاقات جو فوت ہوگئی اسکی کوئی تلافی ہے؟ یا عشق کی شکایت کرنے والے کو کوئی شفا دینے والا ہے۔

(۲) نابغہ کا مرثیہ میں شعر ہے۔

تعجب ہے تیری دانشمندی اور عزم وحوصلہ پر جن کو جمع کرلیا ہے نئی لاش نے پتھروں اور سنگریزوں کے درمیان۔

(۳) بحتری کا شعر ہے۔

ممدوح بادنسیم کی طرح ہے جو شمالی ہوا میں چلتی ہے، اور بادلوں کی ان بوندوں کی طرح ہے جو ایسی شراب میں ہوتی ہیں جس پر شمالی ہوا چلتی ہے۔

(۴) حریری کا شعر ہے۔

میں ایسے شخص کو اپنی لگام نہیں دیتا ہوں جو میرے عہد وپیمان کو توڑ دے، اور میں احسانات کے پودے نہیں

لگا تا ہوں دشمنوں کی سرزمین میں۔

(۵) حریری کا قول ہے۔ ان کی رفتار سیلاب جیسی رفتار ہے، اور خیر کی طرف ان کی دوڑ گھوڑوں جیسی دوڑ ہے۔

(۶) بحتری کا شعر ہے۔

پس آپ سعادتمندی کے ساتھ ان میں ٹھہریں، اگر آپ عذر قبول کرنے والے ہیں، اور ان سے دور چلے جائیں اگر آپ ملامت کرنے والے ہیں۔

(۷) ابوتمام کا شعر ہے۔

چمکدار تلواریں، نہ کہ کتابیں، جنکی دھاروں میں شکوک وشبہات کا ازالہ ہے۔

(۸) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ـــ یہ اس وجہ سے ہے کہ تم لوگ زمین پر حق کے علاوہ سے خوش ہوتے تھے، اور اس وجہ سے کہ تم لوگ اتراتے تھے۔

(۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''گھوڑوں کی پیشانیوں پر خیر باندھ دی گئی ہے''۔

(۱۰) حضرت حسان بن ثابتؓ کا شعر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قبیلہ سے جنگ کرتے ہیں، تو ہم آپؐ کے دونوں پہلوؤں کو نیزوں اور گھوڑوں سے ملا لیتے ہیں۔

(۱۱) ابوتمام کا شعر ہے۔

وہ لوگ ایسے ہاتھ پھیلاتے ہیں جو تلوار کا وار کرتے ہیں اور بچاتے ہیں، وہ کاٹنے والی فیصلہ کن تلواروں سے حملہ کرتے ہیں۔

(۱۲) خطرات پر سوار ہو کر ہی شہرت حاصل ہوتی ہے۔

حل تمرین - ۳

(۱) بحتری کے شعر میں **''تلاق وتلاف''** اور **''شاكٍ وشافٍ''** میں جناس غیر تام ہے، کیونکہ دونوں کلمے اپنے حروف میں سے ایک حرف میں مختلف ہیں۔

(۲) نابغہ کے شعر میں دو جگہ جناس غیر تام ہے **''حزم وعزم''** میں اور **''الصفا والصفائح''**

میں، کیونکہ پہلے میں دونوں کلمے ایک حرف میں مختلف ہیں، اور دوسرے میں دونوں کلمے تعداد حروف میں مختلف ہیں۔

(۳) شعر میں دو جگہ جناس غیر تام ہے، **"ریح وراح"** اور **"شمال وشمول"** میں، کیونکہ دونوں کلمے حروف کی نوع اور شکل میں مختلف ہیں۔

(۴) یہاں جناس دو جگہ ہے، **"زمامی وذمامی"** اور **"ایادی واعادی"** میں، اور دونوں جگہ جناس غیر تام ہے کیونکہ دونوں کلمے ایک حرف میں مختلف ہیں۔

(۵) اس شعر میں دو جگہ جناس غیر تام ہے، **"السیر والسیل"** میں اور **"الخیر والخیل"** میں، اور جناس غیر تام ہونے کا سبب دونوں کلموں میں آخری حرف کا اختلاف ہے۔

(۶) یہاں **"مسعدًا ومبعدا"** میں اور **"عاذرًا وعاذلًا"** میں جناس غیر تام ہے، کیونکہ دونوں کلمے ایک حرف میں مختلف ہیں۔

(۷) ابوتمام کے شعر میں **"الصفائح والصحائف"** میں جناس غیر تام ہے، کیونکہ دونوں کلمے ترتیب حروف میں مختلف ہیں۔

(۸) آیت کریمہ میں **"تفرحون وتمرحون"** میں جناس غیر تام ہے، کیونکہ دونوں کلمے ایک حرف میں مختلف ہیں۔

(۹) حضرت حسانؓ کے شعر میں **"القنا والقنابل"** میں جناس غیر تام ہے، کیونکہ دونوں کلمے عدد حروف میں مختلف ہیں۔

(۱۰) ابوتمام کے شعر میں دو جگہ جناس غیر تام ہے، **"عواص وعواصم"** میں، اور **"قواض وقواضب"** میں اور جناس کے تام نہ ہونے کا سبب دونوں کلموں کا تعداد حروف میں مختلف ہونا ہے۔

(۱۱) **"غُرَر وغَرَر"** ان دو کلموں میں جناس غیر تام ہے، کیونکہ دونوں کلموں میں پہلے حرف کی شکل الگ ہے۔

التمرين - ۴ وحله

اپنی انشاء میں جناس تام کی دو مثالیں لائیں، اور دوسری دو جناس غیر تام کی، اور اسکا دھیان رکھیں کہ آپ کے کلام میں تکلف کا اثر ظاہر نہ ہو۔

جناس تام کی دو مثالیں

(۱) **مَادَفَعَ النَّاسَ إِلٰی مَعْرِفَةِ كَمَالِكَ كَمَالِكَ** ۔ لوگوں کو کسی چیز نے تیرے کمال کی معرفت کی طرف نہیں مائل کیا تیرے مال کی طرح۔

(۲) **يَقُوْلُ الزَّاهِدُ اَللُّقْمَةُ تَكْفِيْنِي إِلٰی يَوْمِ تَكْفِيْنِي** ۔ زاہد کہتا ہے مجھے ایک لقمہ کافی ہے مجھے کفن پہنائے جانے کے دن تک۔

جناس غیر تام کی دو مثالیں

(۱) **قَدْ يَكُوْنُ لِوَقْعِ الْكَلَامِ آلَامُ الْكِلَامِ** ۔ کبھی کلام کا اثر زخموں کی تکلیفوں جیسا ہوتا ہے۔

(۲) **رُبَّ مَسَرَّةٍ تُعَقِّبُ مَضَرَّةً** ۔ بہت سی خوشیاں ان کے پیچھے مضرت کو لاتی ہیں۔

التمرين - ۵ وحله

ابوتمام کے شعر کی تشریح کریں اور اس میں جناس کی قسم بیان کریں۔

میں نے بھلائی جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ اسکے حقوق کو قوموں میں تاوان بتایا جاتا ہے حالانکہ وہ نفع کی چیزیں ہیں۔

شعر کی شرح:- سخاوت کا معاملہ بھی عجیب ہے، اسلئے کہ وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہونے کے وقت سخاوت والے کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنا مال خرچ کرے، اور محتاجوں کے ارادے پر اترے، حتی کہ گویا یہ تاوان ہے، لیکن اس سخاوت کا بدلہ اسکے خرچ کردہ مال سے کئی گنا پہنچ جاتا ہے، پس وہ حقیقت میں نفع اور فائدہ ہے سخاوت والے کے لئے، اسلئے کہ وہ اسکے پیچھے اچھا ذکر اور عمدہ سیرت کو چھوڑتا ہے، اور اس وجہ سے کہ سخاوت کا ایک اثر ہے نفوس کو زندہ کرنے میں بعد اسکے کہ اس پر فقر چھا گیا تھا، اور نفوس کو حاجت نے عاجز کر دیا تھا۔

شعر میں جناس:- شعر میں "**مغارم ومغانم**" میں جناس غیر تام ہے، کیونکہ دونوں کلمے ایک حرف میں مختلف ہیں۔

۲ - الاقتباس

الامثلة (مثالیں)

(۱) عبد المومن اصفہانی نے کہا ہے "**لَايَغُرَّنَّكَ مِنَ الظَّلَمَةِ كَثْرَةُ الْجُيُوْشِ وَالْأَنْصَارِ (إِنَّمَا**

يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ (ابراھیم ۴۲) ـ تمہیں ظالموں سے دھوکے میں نہ ڈالے لشکروں اور مددگاروں کی کثرت (کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے) ہم ان کو ایسے دن کے لئے مؤخر کررہے ہیں جس میں نگاہیں پتھرا جائیں گی۔

(۲) قاضی سعید بن سناء المُلک نے کہا۔

رَحَلُوْا فَلَسْتُ مُسَائِلًا عَنْ دَارِهِمْ	أَنَا بَاخِعٌ نَفْسِي عَلَى آثَارِهِمْ

ترجمہ:- وہ میرے دوست کوچ کر گئے پس میں ان کے گھر کے بارے میں پوچھنے والانہیں ہوں، میں تو ان کے پیچھے اپنے آپ کو غم سے ہلاک کردونگا۔

(۳) ابوجعفر اندلسی کا شعر ہے۔

لَا تُعَادِ النَّاسَ فِي أَوْطَانِهِمِ	قَلَّمَا يُرْعٰى غَرِيْبُ الْوَطَنِ
وَإِذَا مَاشِئْتَ عَيْشًا بِيْنَهُمْ	خَالِقِ النَّاسَ بِخُلْقٍ حَسَنٍ

لوگوں سے ان کے وطنوں میں دشمنی نہ کر، بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ پردیسی کا لحاظ کیا جائے، ـــ اگر تو ان کے درمیان زندگی گذارنا چاہتا ہے تو لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق برت۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

پہلی دو مثالوں میں بین القوسین دونوں عبارتیں قران کریم سے ماخوذ ہیں، اور تیسری مثال میں بین القوسین عبارت حدیث شریف کی ہے، ادیب یا شاعر نے اپنے کلام میں ان اثار شریفہ کو شامل کرلیا ہے، بغیر صراحت کئے اسکے کہ یہ قران یا حدیث کا حصہ ہے، اور اس تضمین کا مقصد یہ ہے کہ ان آثار کی قوت سے کلام میں قوت پیدا کرے، اور اپنے کلام اور ماخوذ کلام کے درمیان تعلق کی مضبوطی میں اپنی مہارت ظاہر کرے، اور اس قسم کا نام ''اقتباس'' ہے، اور جب آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ اقتباس کرنے والے نے ان آثار میں تھوڑی تبدیلی بھی کردی ہے جن کو اس نے لیا ہے، جیسا کہ دوسری مثال میں ہے، کیونکہ آیت تو (**فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ**) ہے، اور پہلی مثال میں "**نؤخرهم**" کی جگہ "**يؤخرهم**" شاعر لایا ہے۔

القاعدہ (قاعدہ)

(٦٩) اقتباس: وہ کلام نثر یا شعر میں قران کریم یا حدیث شریف کے کچھ حصہ کو شامل کرلیا جائے اور یہ صراحت نہ کی جائے کہ یہ قران یا حدیث کا حصہ ہے، اور اقتباس کئے ہوئے اثر میں تھوڑی تبدیلی بھی کر سکتے ہیں۔

التمرین-١

آنے والی ہر مثال میں بلیغ کے کلام اور کلام مقتبس کے درمیان تعلق کی مضبوطی میں بلیغ کا حسن اقتباس بیان کریں۔

(١) تم اپنے سیاہ بالوں کو سفید ہونے سے پہلے غنیمت جان لو، اسلئے کہ دنیا ایک ایسی دیوار ہے جو گرا چاہتی ہے۔

(٢) اور قاضی فاضل نے ایک خط کے جواب میں لکھا ـــ خادم کو معزز خط ملا، تو خادم نے اسکا شکریہ ادا کیا اور اسکو سرگوشی کرنے والا ساتھی بنالیا، اور اسکو بلند و بالا درجہ عطا کیا، اور اس خط نے خادم کی جوانی کا زمانہ لوٹا دیا، حالانکہ وہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ گیا ہے۔

(٣) اور اس نے حمام الزاجل (خط لیجانے والا کبوتر) کے بارے میں کہا ہے--قریب تھا کہ وہ فرشتوں میں سے ہوجاتا، پس جب ان کی گردنوں میں خطوط لٹکا دئے گئے تو وہ دو دو، تین تین اور چار چار پروں والے ہو گئے۔

(۴) اور محی الدین بن عبد الظاہر کی کتاب کا مضمون ہے ـــ حکومت ان سفید تلواروں کو معدوم نہ کرے جنکی وجہ سے اللہ پر جھوٹ بولنے والے دیکھتے ہیں کہ ان کے چہرے سیاہ ہیں۔

(۵) صاحب بن عباد نے کہا ہے۔

میں کہتا ہوں جبکہ میں نے اسکے لئے بادلوں کو ہجران سے ہماری طرف آتے ہوئے دیکھا ہے،-- اور ان کے صبح والے بادل موسلا دھار بارش کے ساتھ برسے، (تو میں نے کہا) یہ بادل ہمارے ارد گرد برسے، ہمارے اوپر نہ برسے۔

(٦) بہت سارے بخیل ایسے ہیں، اگر وہ کسی سائل کو دیکھتے ہیں، تو گھبرا کر اسکو موت کا قاصد سمجھتے ہیں، تم اس سے کم سے کم ملنے کی بھی طمع نہ کرو، بہت دور ہے، بہت دور ہے، دور ہے وہ بات جسکا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

حل تمرین - ۱

(۱) کاتب نے اقتباس کی تمہید کو اور اسکے ماقبل والے کلام سے حسن اتصال کو عمدہ بیان کیا، اسلئے کہ اس نے اقتباس کو سبب بنایا اس چیز کا جسکو وہ پہلے اپنے کلام میں لایا یعنی جوانی کے زمانے میں خیر کے کاموں میں سبقت کرنے پر ابھارنا، پھر سجع کو انوکھے انداز میں لایا، اور کلام میں دو ضدیں جمع کردی، **"فاحم اور یبیض"** اور یہ حسن کلام کی انواع میں سے ہے۔

(۲) اس مثال میں بلیغ کا حسن کردار یہ ہے کہ اس نے آیات کو اس موضوع سے پلٹ دیا جس میں وہ کہی گئی ہیں، اور وہ ایک نبی علیہ السلام کا وصف بیان ہوا ہے، ـــ ایک نئے موضوع کی طرف، اور وہ خط کے بارے میں گفتگو کرنا ہے جو اسکو کسی امیر کی طرف سے پہنچا ہے، اور اس انتقال میں اس نے انوکھی سلاست کا مظاہرہ کیا ہے، پھر نرم اور سہل سجع سے اسکو مزین کیا ہے جس میں تکلف کا کوئی اثر نہیں ہے۔

(۳) اصل آیت جسکا کاتب نے اقتباس کیا ہے وہ فرشتوں کی حالت کے بیان میں ہے، اور شاعر نے نامہ بر کبوتری کو فرشتہ کے ساتھ تشبیہ دینا چاہا ہے دونوں میں مشابہت کی وجہ سے، پس دونوں فریق کے لئے پر ہیں، اور دونوں فریق پیغام کو کسی زمین تک لے جاتے ہیں، اور دونوں اپنے ذمہ اٹھائی ہوئی چیز میں امانتدار ہیں، اس اقتباس میں حسن و جمال کی وجہ یہ ہے کہ کاتب نے اس میں ایک عجیب وغریب تشبیہ باندھی ہے، جو دلوں پر خیال گذرنے سے دور ہے۔

(۴) یہاں اقتباس میں حسن و جمال کی وجہ یہ ہے کہ کاتب نے دو ضدوں کو جمع کیا ہے، وہ تلواروں کا چمکدار ہونا، اور اسکے دشمنوں کے چہروں کا سیاہ ہونا ہے، پھر آیت کریمہ کو پلٹ دیا قیامت کے دن بے ایمانوں کی حالت کو بیان کرنے سے ممدوح کے دشمنوں کی حالت بیان کرنے کی طرف، اگرچہ دونوں جگہ سیاہ ہونے کا سبب الگ الگ ہے، پس بے ایمانوں کے چہرے کا سیاہ ہونا یہ حسرت وافسوس سے کنایہ ہے اور دشمنوں کے چہروں کا سیاہ ہونا یہ ناکامی اور رسوائی سے کنایہ ہے۔

(۵) اصل حدیث شریف حضورؐ کی دعا ہے کہ بارش قوم کے اطراف میں گرے، اور ان کے اوپر نہ گرے، اور شاعر نے اسکا اقتباس کیا اور اسکو پلٹ دیا فراق وجدائی کی بارش کی طرف، اور اسکے لئے ایک خوبصورت تمہید لایا پس وہ کہتا ہے کہ اس نے ہجر وفراق کے بادل دیکھے جو جمع ہورہے ہیں اور گھنے ہورہے ہیں، اور وہ فراق کا پانی

بہاتے ہیں محبین پر، پس وہ دعا کررہا ہے کہ بارش کی یہ قسم (فراق) اللہ تعالی اسکے اردگرد کردے، اور اسکو اس میں سے کچھ نہ پہنچے۔

(٦) یہاں بلیغ کا حسن کردار یہ ہے کہ اس نے آیت کو اپنے موضوع سے منتقل کردیا ـــ اور وہ بے ایمانوں کی بات ہے جو دلالت کرتی ہے ان کے بعث، حشر اور حساب سے مایوس ہونے پر، ـــ ایک انتہائی بخیل کی حالت بیان کرنے کی طرف، اور اس طرف کہ بخیل کی عطا سے ایسی ہی مایوسی ہے جیسے کفار کو مایوسی ہے قبر والوں سے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مذمت میں انتہائی مبالغہ ہے۔

التمرین - ٢ وحله

آنے والی آیتوں میں عمدہ اور مضبوط اقتباس کیجئے۔

(۱) **تَنَافَسُوْا فِي الْإِحْسَانِ وَدَعُوا الْفَخْرَ بِكَرَمِ الْأُصُوْلِ وَالْأَجْدَادِ (إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ)** ـــ احسان میں ایک دوسرے کی ریس کرو، اور آبا وَ اجداد کی سخاوت پر فخر چھوڑ دو، بے شک تم میں معزز اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ تقوی والا ہے۔

(۲) **رُبَّ حَقُودٍ يَنْصِبُ لِأَخِيْهِ أَشْرَاكًا لِخَتْلِهِ (وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ)** ـــ بہت سے کینہ ور اپنے بھائی کے لئے جال بنتے ہیں اسکو دھوکا دینے کے لئے، اور برا مکر تو کرنے والے پر ہی اترتا ہے۔

(۳) **اَلْعَالِمُ سِرَاجُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَالْجَاهِلُ مَصْدَرُ الْبَلَاءِ وَالْغُمَّةِ وَإِذَا افْتَخَرَ الْجُهَّالُ بِالْمَالِ الَّذِيْ يَكْنِزُوْنَ فَقُلْ (هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ)** ـــ عالم اس امت کا چراغ ہے، اور جاہل مصیبت وگھٹن کا سرچشمہ ہے، جب جاہل اپنے ذخیرہ کردہ مال پر فخر کرے تو کہو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوسکتے ہیں۔

(۴) **وَصَفَ ابْنُ بَطُوْطَةَ فِی رِحْلَتِهِ بِلَادًا كَثِيْرَةً وَعَادَاتٍ غَرِيْبَةً وَصَوَّرَ مَا رَأَى خَيْرَ تَصْوِيْرٍ (وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ)** ـــ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے میں بہت سے ملکوں کا حال اور عجیب وغریب عادات کا حال بیان کیا ہے، اور اپنی دیکھی ہوئی چیزوں کی بہترین منظرکشی کی ہے، اور جان کار جیسی بات

تجھے کوئی نہیں بتائے گا۔

(۵) رَابِطَةُ الدِّيْنِ لَاتُضَارِعُهَا رَابِطَةٌ، فَإِذَا رُمِيَ بَلَدٌ إِسْلَامِيٌّ بِكَارِثَةٍ اَنَّتْ لِمُصِيْبَتِهِ بَقِيَّةُ بِلَادِ الْإِسْلَامِ وَلَاعَجَبَ (إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ) ـــ دین کے رشتہ کے برابر کوئی رشتہ نہیں ہے، پس جب کوئی اسلامی ملک حادثہ کا شکار ہوتا ہے تو اسکی مصیبت پر باقی اسلامی ممالک کراہ اٹھتے ہیں، اور اس میں کوئی تعجب نہیں، مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

التمرین-۳ وحله

کچھ عبارتیں ڈھال کر ان میں مندرجہ ذیل حدیثوں کا حسن وضع کے ساتھ اقتباس لائیں۔

(۱) لَاتَضُنَّ عَلٰی بَائِسٍ وَلَوْ بِكَلِمَةِ عَطْفٍ فَإِنَّ كُلَّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ ـــ کسی محتاج پر بخیلی نہ کرو، اگرچہ نرم بات ہی ہو، اسلئے کہ ہر نیکی صدقہ ہے۔

(۲) اَلْحَيَاءُ عِقَالٌ يَحْجِزُ النَّفْسَ عَنْ شَهَوَاتِهَا فَإِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ ـــ حیا ایک رسی ہے جو نفس کو خواہشات سے روکتی ہے جب شرم نہ رہے تو جو چاہے کر۔

(۳) مَا أَجْدَرَ الظَّالِمَ أَنْ يَسْتَفْظِعَ آثَامَهُ، وَأَنْ يَسْلُكَ سَبِيْلَ التَّوْبَةِ وَالنَّدَامَةِ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ـــ کیا ہی لائق ہے ظالم کے لئے کہ وہ اپنے گناہوں کو خوفناک سمجھے، اور توبہ وندامت کی راہ چلے، اسلئے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہوں گی۔

(۴) عَرَفْتُ نَفْسَكَ قَبْلَ أَنْ أَرَاكَ، وَقَدَرْتُ فَضْلَكَ قَبْلَ أَنْ أَسْعَدَ بِنُوْرِ مُحَيَّاكَ وَلَاعَجَبَ فَالنُّفُوْسُ طُيُوْرٌ مُؤْتَلِفَةٌ وَالْأَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ ـــ میں نے تیری ذات کو دیکھنے سے پہلے ہی پہچان لیا، اور تیرے فضل کا اندازہ کرلیا تیرے رخ زیبا کے نور سے سعادت حاصل کرنے سے پہلے، اور یہ کوئی تعجب نہیں، اسلئے کہ نفوس باہم مانوس ہیں اور روحیں جمع کیا ہوا لشکر ہیں۔

التمرین-۴

ہجو میں ابن الرومی کے شعر کی شرح کریں، اور اس میں حسن اقتباس بیان کریں۔

(۱) اگر میں نے آپ کی مدح میں غلطی کی ہے تو آپ نے مجھے محروم کرنے میں کوئی غلطی نہیں کی ہے۔

(۲) البتہ میں ہی اپنی ضرورتوں کو لیکر وادیٔ غیر ذی زرع میں آ گیا تھا۔

حل تمرین - ۴

اشعار کی شرح:- میں کامیاب نہیں ہوا جب میں نے تیری مدح کی، جب کہ تو مدح کے لائق نہیں ہے، اور تو یقینا کامیاب ہو گیا اس مدح کے بدلہ سے مجھے محروم کرنے میں، اسلئے کہ مدح بیکار تھی جس پر بدلہ کا استحقاق نہیں ہے، اور میں تیری مدح کرنے میں اس انسان سے زیادہ مشابہ تھا جسکو اسکی نادانی کھینچ رہی ہو خشک وقحط زدہ وادی میں اترنے کی طرف، جس میں نہ پانی ہو، نہ گھاس دانہ۔

اشعار میں حسن اقتباس:- یہاں حسن اقتباس وہ انوکھی تشبیہ ہے جو اس میں شامل ہے، اسلئے کہ آیت کریمہ حضرت ابراہیمؑ کی زبانی کہی گئی ہے جس وقت آپ نے اپنے گھر والوں کو ایک جگہ میں اتارا تھا، پس کہا تھا ''اے ہمارے رب بیشک میں نے میری ذریت کو ٹھہرایا ہے ایک بے آب وگیاہ وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس'' پس ابن الرومی نے اپنی حالت کو تشبیہ دی ہے اسکے ایسے آدمی کی تعریف کا قصد کرنے میں جسکی ہتھیلی نہ تھوڑی سخاوت کرتی ہے نہ زیادہ ـــ اس شخص کی حالت کے ساتھ جو خشک اور قحط زدہ وادی میں اترا ہو۔

۳- السجع

الامثلۃ (مثالیں)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ **اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَأَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا** ـــ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اسکا بدل دے اور روک کر رکھنے والے کا مال برباد کر۔

(۲) ایک دیہاتی نے کہا جب سیلاب اسکے بیٹے کو بہا لے گیا

اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ قَدْ أَبْلَيْتَ	فَإِنَّكَ طَالَمَا قَدْ عَافَيْتَ

ترجمہ:- اے اللہ اگر تو نے مجھے آزمائش میں ڈالا ہے تو بسا اوقات تو نے مجھے عافیت بھی دی ہے۔

(۳) **اَلْحُرُّ إِذَا وَعَدَ وَفَا * وَإِذَا أَعَانَ كَفٰى * وَإِذَا مَلَكَ عَفَا**

شریف آدمی جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے، جب مدد کرتا ہے تو کافی ہو جاتا ہے، اور جب قابو پا لیتا ہے تو معاف کر دیتا ہے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

جب آپ پہلی دو مثالوں میں غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ دونوں میں سے ہر ایک ایسے دو فقروں سے مرکب ہے جو آخری حرف میں متحد ہیں، اور تیسری مثال کو دیکھیں تو یہ بھی آخری حرف میں متحد ہے اور دو سے زائد فقروں سے مرکب ہے، اس قسم کے کلام کا نام ''سجع'' ہے، اور ہر فقرہ کے آخری کلمہ کا نام ''فاصلہ'' ہے اور فاصلہ نثر میں وقف کی وجہ سے ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔

اور سب سے بہتر سجع وہ ہے جسکے فقرے برابر ہوں، اور سجع اسی وقت عمدہ ہوتا ہے، جب اسکی ترکیب مضبوط ہو، تکلف سے محفوظ ہو، اور بے فائدہ تکرار سے خالی ہو، جیسے آپ نے مثالوں میں دیکھا۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۷۰) سجع:- وہ دو فاصلوں کا آخری حرف میں موافق ہونا ہے، اور بہتر سجع وہ ہے جسکے فقرے برابر ہوں۔

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں سجع بیان کریں، اور اسکی وجوہِ حسن واضح کریں۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ اللہ تعالی اس بندے پر رحم کرے جس نے اچھی بات کہی تو وہ فائدہ میں رہا، یا چپ رہا تو سلامت رہا۔

(۲) ابو منصور ثعالبی کا قول ہے ''کینہ دلوں کا زنگ ہے، اور دشمنی میں لگے رہنا جنگوں کا سبب ہے۔

(۳) علامہ حریری کا قول ہے، مرتبوں کی بلندی خطرات میں کود پڑنے سے ہوتی ہے۔

(۴) کسی بلیغ کا قول ہے، انسان اپنے اخلاق وآداب سے پہنچانا جاتا ہے نہ کہ لباس و پوشاک سے۔

(۵) ایک دیہاتی نے اس آدمی سے کہا جو کسی کمینے سے سوال کر رہا تھا

تو قحط زدہ وادی میں اور غیر آباد صحن میں اور غیر مالدار آدمی کے پاس اتر پڑا ہے، پس یا تو ندامت کے ساتھ ٹھہر رہ یا خالی ہاتھ چلا جا۔

(۶) کسی دیہاتی نے کہا ہے ''موسم ربیع کی پہلی بارش صبح سویرے آگئی، پھر اسکے بعد موسم ربیع کی دوسری بارش آئی، پس زمین ایسی لگنے لگی گویا پھیلے ہوئے رنگ برنگ کے پوشاک ہیں جن پر بکھرے ہوئے موتی ہیں، پھر

ہمارے پاس ٹڈیوں کے بادل آ گئے کاٹنے والی درانتیاں لیکر، پس انہوں نے علاقہ کو چٹیل کر دیا اور مخلوق کو ہلاک کر دیا، پس پاک ہے وہ ذات جو کھانے والے طاقتور کو ہلاک کر دیتا ہے ایسے کمزور کے ذریعہ جو کھایا جاتا ہے۔

حل تمرین - ۱

(۱) حدیث شریف مسجع کلام ہے، اسلئے کہ یہ دو فقروں سے مرکب ہے، جو آخری حرف میں متحد ہیں، وہ **"غَنِم وسَلِمَ"** میں میم ہے، اور سجع یہاں مقبول ہے، اسلئے کہ اسکی ترکیب مضبوط ہے، تکلف سے محفوظ ہے اور بے فائدہ تکرار سے خالی ہے۔

(۲) ثعالبی کی عبارت بھی آخری حرف میں متحدد دو فقروں سے مرکب ہے، اور وہ آخری حرف **"القلوب والحروب"** میں باء ہے، پس یہ سجع کے قبیل سے ہے، اور سجع کے حسن کی وجہ دو فقروں کا متساوی ہونا، قوی الاسلوب ہونا اور تکلف سے خالی ہونا ہے۔

(۳) حریری کی عبارت بھی آخری حرف میں متحد دو فقروں سے مرکب ہے، اور یہ بھی سجع کے قبیل سے ہے، اور یہاں بھی سجع میں حسن دو فقروں کے طول میں متساوی ہونے کی وجہ سے اور اسکے تکلف سے خالی ہونے کی وجہ سے ہے، مزید براں اس میں حسنِ جناس بھی ہے۔

(۴) سجع کا حسن یہاں بھی دو فقروں کا متساوی ہونا اور اسکا تکلف سے خالی ہونا ہے۔

(۵) یہاں بھی کلام میں سجع ہے، اسلئے کہ پہلے تینوں فقرے آخری حرف میں متحد ہیں، اور آخری دو فقرے بھی آخری حرف میں متحد ہیں، یہاں سجع میں حسن کی وجہ اسکے فقروں کا متساوی ہونا اور تکلف سے خالی ہونا ہے۔

(۶) یہاں بھی سجع کا حسن و جمال اسکے فقروں کا متفق ہونا ہے چھوٹے ہونے اور طویل ہونے میں، اور اسکا مشتمل ہونا ہے بہت سی ایسی تشبیہات پر جو شاندار ہیں، نرم و سہولت کے ساتھ اور تکلف سے خالی ہونے کے ساتھ۔

التمرین - ۲

(۱) مندرجہ ذیل خط پڑھیں، اور اس میں سجع کا حسن و جمال بیان کریں، پھر اسکو تحلیل کر کے دوسرے اسلوب میں بنائیں کہ جس میں سجع کی رعایت نہ ہو، یہ خط ابن الرومی نے مریض کو لکھا ہے۔

"اللہ تجھے شفا عطا کرے، اور تیری بیماری دواء کو قبول کرے، اللہ تجھ پر عافیت کا ہاتھ پھیرے، اور سلامتی کا

وفد تیری طرف متوجہ کرے، اور تیری بیماری کو گناہ مٹانے کا ذریعہ اور تیرے اجر میں اضافہ کا سبب بنائے۔

(۲) حضرت علی کی طرف منسوب ہونے والا کلام سمجھیں، پھر اسکو تحلیل کر کے دوسرے انداز سے بنائیں جس میں سجع کی رعایت ہو۔

ہر صبح وشام اللہ سے ڈرو، اور دھوکے باز دنیا سے اپنے اوپر خوف کرو، اور کسی حال میں دنیا سے مامون نہ ہو، خوب سمجھ لو اگر تم مصیبت وکراہت کے ڈر سے اپنے نفس کو بہت ساری خواہشات ومرغوبات سے نہیں روکو گے تو خواہشات تمہیں بہت سارے نقصان میں ڈال دیں گی۔

حل تمرین - ۲

جواب نمبر (۱)

(۱) یہاں سجع کا حسن وجمال اسکے فقروں کا متساوی ہونا اور تکلف سے دور ہونا اور اسکا بے فائدہ تکرار سے خالی ہونا ہے، اور یہ قوی اسلوب وانداز اور سلیس تعبیر کے ساتھ بھی ہے۔

(۲) أَدْعُو اللّٰهَ تَعَالٰى أَنْ يَأْذَنَ لَكَ فِي السَّلَامَةِ مِنْ عِلَّتِكَ، وَأَنْ يُهَيِّئَ لَكَ الدَّوَاءَ الَّذِي يَحْسِمُ الدَّاءَ، وَأَرْجُوْهُ أَنْ يَهَبَ لَكَ الصِّحَّةَ وَالْعَافِيَةَ، وَأَنْ يَجْعَلَ فِيْمَا تُقَاسِيْهِ مِنَ الْآلَامِ تَكْفِيْرًا لِلذُّنُوْبِ وَالْآثَامِ وَتَكْثِيْرًا لِلْأَجْرِ وَالثَّوَابِ وَالسَّلَامِ

ترجمہ:- اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے تیری بیماری سے سلامتی عطا کرے، اور تیرے لئے ایسی دواء مہیا کرے جو بیماری کو ختم کر دے، اور میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ تجھے صحت وعافیت عطا کرے، اور یہ کہ اللہ تعالی ان تکلیفوں کو جو تو جھیل رہا ہے ـــ گناہوں اور خطاؤں کا کفارہ اور اجر وثواب اور سلامتی کی زیادتی کا سبب بنائے۔

جواب نمبر (۲)

اِتَّقِ اللّٰهَ فِي الْعَشِيَّةِ وَالْبُكُوْرِ، وَخِفْ عَلٰى نَفْسِكَ الدُّنْيَا الْغَرُوْرَ، وَلَا تَنْخَدِعْ مِنْهَا بِحَالٍ فَإِنَّ مَصِيْرَهَا لِلزَّوَالِ، وَاجْتَنِبْ كَثِيْرًا مِمَّا فِيْهِ هَوَاكَ، إِذَا كَانَ فِيْهِ أَذَاكَ، وَاعْلَمْ أَنَّكَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ، رَمَتْ بِكَ الْأَهْوَاءُ فِي أَحْضَانِ الْبُؤْسِ وَالشَّقَاءِ

ترجمہ:- صبح وشام اللہ سے ڈرو، اور دھوکہ باز دنیا سے اپنے اوپر خوف کرو، اور دنیا سے کسی حال میں دھوکا نہ

کھاؤ، اسلئے کہ اسکا انجام زوال ہے، اور بہت سی خواہشات سے بچو، اسلئے کہ اس میں تمہاری تکلیف دہ چیز ہے، اور جان لو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خواہشات تمہیں تکلیف و بدبختی کی گود میں پھینک دیں گی۔

التمرین - ۳

آنے والے کلام میں سجع کی رعایت ہے یا نہیں، اسکو بیان کریں، اور سبب بھی واضح کریں۔

ہشام نے اپنے بھائی کو ایک خط لکھا، جب اسکے بھائی نے خلافت کی رغبت ظاہر کی۔

بہر حال حمد و صلوۃ کے بعد! مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم میری زندگی کو بوجھ سمجھ رہے ہو، اور میری موت میں تاخیر سمجھ رہے ہو، میری زندگی کی قسم! تم میرے بعد کمزور بازو والے، اور کوڑھ میں مبتلا ہتھیلیوں والے ہو جاؤ گے، اور میں نے باز پرس نہیں کی ہے تم سے اس خبر پر جو مجھے تم سے پہنچی ہے۔

حل تمرین - ۳

یہاں بعض کلام میں سجع ہے اور بعض میں نہیں ہے، پس کلام کے پہلے دو فقرے آخری حرف میں متحد ہیں تو یہ دونوں سجع کے باب سے ہیں، اسی طرح آخری دو فقرے، ــــ اور درمیانی دو فقرے **"لَعُمْرِيْ إِنَّكَ بَعْدِي لَوَاهِي الْجَنَاحِ أَجْذَمُ الْكَفِّ"** یہ آخری حرف میں متفق نہیں ہیں، پس یہ سجع چھوڑے ہوئے کلام میں سے ہے۔

المحسنات المعنویۃ

۱- التوریہ

الامثلة (مثالیں)

(۱) سراج الدین وراق نے کہا ہے۔

أَصُوْنُ أَدِيْمَ وَجْهِيْ عَنْ أُنَاسٍ	لِقَاءُ الْمَوْتِ عِنْدَهُمْ الْأَدِيْبُ
وَرَبُّ الشِّعْرِ عِنْدَهُمْ بَغِيْضٌ	وَلَوْ وَافٰى بِهِ لَهُمْ حَبِيْبُ

ترجمہ:- میں اپنے چہرے کی کھال کو ایسے لوگوں سے محفوظ رکھتا ہوں جن کے نزدیک موت سے ملنا ادیب سے ملنا ہے۔

اور جن کے نزدیک شاعر ناپسندیدہ ہے، اگرچہ اسکو ان کے پاس کوئی حبیب لے آئے۔

(۲)اور نصیر الدین حمّامی نے کہا ہے ۔

أَبْيَاتُ شِعْرِكَ كَالْقُصُوْرِ	وَلَا قُصُوْرَ بِهَا يَعُوْقُ
وَمِنَ الْعَجَائِبِ لَفْظُهَا	حُرٌّ وَمَعْنَاهَا رَقِيْقٌ

ترجمہ:- تمہارے شعر کے ابیات محلات کی طرح ہیں، جن میں کوئی کمی نہیں ہے جو حسن و جمال سے مانع ہو۔ اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ اسکے الفاظ آزاد ہیں، اوران کے معانی غلام ہیں۔

(۳)ظریف نوجوان شاعر نے کہا ہے ۔

تَبَسَّمَ ثَغْرُ اللَّوْزِ عَنْ طِيْبِ نَشْرِهِ	وَأَقْبَلَ فِيْ حُسْنٍ يَجِلُّ عَنِ الْوَصْفِ
هَلُمُّوْا إِلَيْهِ بَيْنَ قَصْفٍ وَلَذَّةٍ	فَإِنَّ غُصُوْنَ الزَّهْرِ تَصْلُحُ لِلْقَصْفِ

ترجمہ:- اسکے بدن سے پھوٹنے والی خوشبو سے بادامی دانت مسکرا اٹھے، اورایسے حسن کے ساتھ متوجہ ہوئے جو تعریف سے بالاتر ہے ــــ اسکی طرف کھیل کود اور لذت کے درمیان آؤ، اسلئے کہ پھولوں کی شاخیں توڑنے کے لائق ہوتی ہیں۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

پہلی مثال میں لفظ ''حبیب'' کے دو معنی ہیں، ایک معنی ''محبوب'' کے ہیں، اور یہی قریبی معنی ہیں جو ذھن میں سبقت کرتا ہے، کیونکہ اس سے پہلے تمہید کے طور پر ''**بغیض**'' کا لفظ آیا ہے، اور دوسرا معنی ابوتمام شاعر کا نام ہے، اسکا نام حبیب بن اوس ہے، اور یہ بعید معنی ہیں، اور شاعر نے اسی معنی کو مراد لیا ہے، لیکن شاعر نے باریکی سے کام لیا، توریہ کیا، اور قریبی معنی سے اسکو چھپالیا۔

دوسری مثال میں لفظ ''رقیق'' کے دو معنی ہیں، پہلے معنی قریب ومتبادر ہیں، وہ ''مملوک غلام'' کے معنی ہیں، اوراسکے ذھن میں سبقت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے لفظ ''**حُرٌّ**'' آیا ہے، اور دوسرا بعید معنی ہیں، وہ معنی ہیں ''انتہائی باریک اور آسان'' اور شاعر نے یہی بعید معنی مراد لیا ہے، جبکہ اس نے اس معنی کو قریب معنی کے پردے میں چھپادیا ہے۔

اور تیسری مثال میں لفظ ''قصف'' کے قریبی معنی توڑنا ہیں، اسکی دلیل یہ ہے کہ شاعر اس معنی کی تمہید کے لئے **''فان غصون الزهر''** لایا ہے، ـــــ اور اسکے بعید معنی ''کھیل کود'' ہیں، شاعر نے یہی معنی مراد لیا ہے، جبکہ اس نے اسکو چھپانے کی تدبیر کی، ـــــ بدیع کی اس قسم کا نام ''توریہ'' ہے، اور یہ ایسا فن ہے جس میں ساتویں اور آٹھویں صدی میں مصر اور شام کے شعراء نے خوب مہارت حاصل کی، اور اس میں انہوں نے ایسا عجیب و دلکش مفہوم بیان کیا جو ان کی طبیعت کی صفائی و سلامتی اور کلام کے اسلوبوں کو بے ساختہ اختیار کرنے پر ان کے قادر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

القاعده (قاعدہ)

(۷۱) توریہ: وہ یہ ہے کہ متکلم ایک مفرد لفظ ذکر کرے جسکے دو معنی ہوں، ایک قریبی معنی جو ظاہر ہو لیکن مراد نہ ہو، اور دوسرے بعید معنی جو خفی ہو، اور یہی مراد ہو۔

التمرين - ۱

آنے والی مثالوں میں توریہ کی مکمل تشریح کریں۔

(۱) سراج الدین وراق نے کہا ہے ۔

سخاوت نے کتنی ہی زبانوں کو کاٹ دیا، جنہوں نے اپنی نظم سے گلوں میں ہار پہنایا تھا، ـــــ لو میں بھی شاعر ہوں، میرا نام سراج ہے، تم میری زبان کاٹ دو تو میں تمہاری روشنی بڑھا دونگا۔

(۲) اسی شاعر کا شعر ہے ۔

ہائے شرمندگی! میرے اعمال نامے سیاہ ہو گئے، اور نیک لوگوں کے صحیفے چمکدار ہیں۔

اور قیامت میں مجھ سے ایک ڈانٹنے والے نے کہا، کیا کاغذ فروش کے صحیفے ایسے ہوتے ہیں۔

(۳) اور ابوالحسین جزار نے کہا ہے ۔

کیسے میں قصائی کے پیشے کا شکریہ ادا نہ کروں، زندگی بھر حفاظت کے لئے، اور میں کیسے آداب کو ترک کردوں؟

حالانکہ اسی وجہ سے کتے بھی مجھ سے امید رکھتے ہیں، اور اشعار کے ذریعہ بھی میں کمینوں سے امید کرتا ہوں۔

(۴) اور بدرالدین ذھبی نے کہا ہے ۔

آپ نرمی کریں خیر خواہ دوست کے ساتھ، جسکو آپ فراق وجدائی میں آزما چکے ہیں۔
اسکے آنسو کا سوال کرنے والا آپ کے پاس آتا تھا تو آپ فوراً ہی اسکو لوٹا دیتے تھے۔
(۵) اور شاعر کا شعر ہے ۔
اے اسکے بارے میں مجھے ملامت کرنے والے! مجھے بتاؤ، جب وہ سامنے آتا ہے تو مجھے تسلی کیسے ہوسکتی ہے؟
وہ ہر وقت میرے سامنے سے گذرتا ہے، اور جب جب بھی گذرتا ہے، مزہ آتا ہے۔
(۶) اور شاعر کا شعر ہے ۔
اور کتنے باغات ایسے ہیں جنکے درخت ٹھہر گئے ہیں، اور نسیم صبح ان کے پاس چل کر آتی ہے۔
دوپہر کا سورج ان کے پتوں کا مطالعہ کرتا ہے، بعد اس کے کہ کبوتری اسپر دستخط کرچکی ہے۔
(۷) ظریف نوجوان شاعر نے کہا ہے ۔
پھولوں کی لڑائیاں قائم ہوچکی ہیں، سُندُسی باغات کے درمیان۔
اور یہ سندسی باغات سب جمع ہوکر آگئے ہیں، تاکہ چنے جانے والے گلاب کے باغ سے لڑائی کریں۔
لیکن یہ باغات ہار کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے، اسلئے کہ گلاب کا دبدبہ مضبوط ہے۔
(۸) نصر الدین حَمّامی نے کہا ہے ۔
آپ لوگ سخاوت کریں تاکہ ہم آپ کی بلندیوں پر ہمیشہ مدح کا مسجع کلام کریں۔
پس پرندے اچھی طرح چہچہاتے ہیں جس وقت شبنم گرتی ہے۔
(۹) اور سراج الدین وراق نے کہا ہے ۔
میں سوال کرتے ہوئے دوستوں کے کھنڈرات پر کھڑا رہا، میرے آنسو وہاں زمانے اور جگہ دونوں کو سیراب کررہے تھے۔
اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ میں ان کے دیار کو سیراب کررہا تھا، اور جس وقت میں سیراب کررہا تھا میرا نصیب پیاس تھا۔
(۱۰) ابن الظاہر نے کہا ہے ۔

آپ کے علاقے کی باد نسیم کا شکریہ! اس نے میرے کتنے سلام آپ کو پہنچائے۔
اس میں کوئی تعجب نہیں اگر وہ محبت کی باتیں یاد رکھے، کیونکہ وہ بہت تیز ذھن ہے۔
(۱۱) ابن نباتہ مصری کا شعر ہے۔
نہر ریت کے مشابہ ہے، اسی لئے وہ زنگ کو دور کر دیتی ہے۔

حل تمرین - ۱

(۱) یہاں دو جگہ توریہ ہے، ایک لفظ ''سراج'' میں، اسکے دو معنی ہیں، ایک معنی چراغ، یہی قریبی معنی ہیں جو ذہن میں سبقت کرتا ہے، اسکی دلیل شعر کے آخر میں ''نور'' کا ذکر ہے، دوسرے معنی یہ شاعر کا نام ہے، یہ بعید معنی ہیں، شاعر نے یہی معنی مراد لئے ہیں، لیکن باریکی سے کام لیا ہے، اور اسکو قریبی معنی سے چھپایا ہے۔
دوسری جگہ کلمہ ''لسان'' جو دوسرے شعر کے آخری مصرعہ میں ہے، اس میں توریہ ہے، اسلئے کہ اسکے دو معنی ہیں ایک معنی چراغ کی بٹی ہوئی رسی، یہی قریبی معنی ہیں جو ذھن کی طرف سبقت کرتا ہے، کیونکہ تمہید میں ''سراج'' کا لفظ شاعر نے ذکر کیا ہے، اور اسکے بعد کلمہ نور بھی مذکور ہے، ـــ دوسرے معنی انسان میں بولنے والا عضو یعنی زبان ہیں، اور یہ بعید معنی ہیں، شاعر نے یہی معنی مراد لیا ہے، لیکن اسکو چھپانے کی تدبیر کی ہے۔
(۲) یہاں کلمہ ''وَرَّاق'' میں توریہ ہے، کیونکہ اسکے دو معنی ہیں، ایک قریبی جو ذہن میں متبادر ہے اور وہ ''کاغذ بیچنے والا'' ہے، اور اسکے ذھن میں سبقت کرنے کا سبب اس سے پہلے کلمہ ''صحائف'' ہے اور دوسرا بعید معنی ہیں، وہ شاعر کا نام ہے، اور یہی معنی شاعر کی مراد ہے، لیکن اس نے توریہ کیا ہے، اور قریبی معنی کے پردے میں اسکو چھپایا ہے۔
(۳) توریہ یہاں کلمہ ''کلاب'' میں ہے، اسکے دو معنی ہیں، ایک قریبی جو ذھن میں متبادر ہیں، اور وہ مشہور ومعروف جانور ''کتا'' ہے، اور اس معنی کے متبادر ہونے کی وجہ تمہید میں جزارت (قصائی کا پیشہ) کا ذکر ہے، اور دوسرا بعید معنی ہیں، اور وہ ''کمینے لوگ'' معنی ہیں، اسی معنی کا شاعر نے قصد کیا ہے۔
(۴) یہاں توریہ کلمۂ **''نهرا''** میں ہے، اسکے قریبی معنی ''ڈانٹنا'' ہیں، اس سے پہلے تمہید میں **''سائل''** اور کلمۂ **''رددته''** دلیل ہے، اور اسکے بعید معنی میٹھے پانی کے جاری ہونے کی جگہ، اور یہی معنی

شاعر کو مقصود ہے۔

(۵) توریہ یہاں کلمہ "مَرَّ" میں ہے، اسکے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ یہ ماخوذ ہے مرارت (کڑوا ہونا) سے یہی قریبی معنی ہیں، کیونکہ اسکے مقابلے میں "یحلو" ہے، اور دوسرا "مرور" سے ماخوذ ہے، یہ بعید معنی ہیں جسکو شاعر نے مراد لیا ہے۔

(۶) توریہ یہاں کلمہ "وَقَّعَتْ" میں ہے، اسکے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ یہ توقیع سے ماخوذ ہے، اور وہ خط کے نیچے دستخط کرنا ہے، اور یہی قریبی معنی متبادر الی الذھن ہیں، تمہید میں "طالعت اوراقھا" اسکی دلیل ہے، اور دوسرے یہ کہ توقیع بمعنی غنا (گانا) سے ماخوذ ہے، اور یہ بعید معنی ہیں جو شاعر نے مراد لیا ہے۔

(۷) توریہ یہاں کلمہ "شوکة" میں ہے، اسکے قریبی معنی یہ شوک کا واحد ہے بمعنی کانٹا، دلیل اسکی تمہید میں "زھر، ریاض، اور ورد" (گلاب) کا ذکر ہے، اور بعید معنی "دبدبہ اور شوکت" ہیں، یہی معنی شاعر نے مراد لئے ہیں۔

(۸) توریہ یہاں کلمہ "ندی" میں ہے، اسکے قریبی معنی وہ شبنم جو آخر رات میں گرتی ہے، اسکی دلیل تمہید میں "طیر، تغرید، "(چہچہانا) اور وقوع (گرنا) کا ذکر ہے، اور بعید معنی سخاوت ہیں، یہی معنی شاعر نے مراد لئے ہیں۔

(۹) توریہ یہاں کلمہ "صدی" میں ہے، اسکے دو معنی ہیں، پہلا قریبی متبادر الی الذھن، وہ "پیاس" کے معنی ہیں، اور اسکے ذہن میں سبقت کرنے کی وجہ اس سے پہلے کلمہ "أروی" ہے، اور دوسرا بعید معنی اور وہ "صدائے بازگشت" ہیں اور یہی معنی شاعر کی مراد ہے۔

(۱۰) یہاں توریہ کلمہ "الذکیه" میں ہے، اسکے دو معنی ہیں، ایک معنی چمکدار اور خوشبودار اور دوسرا بعید معنی ہیں، سمجھدار و ہوشیار، اور یہی معنی شاعر نے مراد لئے ہیں۔

(۱۱) یہاں توریہ کلمہ "صدی" میں ہے، اسکے قریبی، متبادر الی الذھن معنی "لوہے کا زنگ" ہیں، اسکی اصل صَدَأ ہے، ہمزہ میں تسہیل کی گئی، اور اسکے ذہن میں سبقت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تمہید میں "مِبْرَد" کا ذکر ہے، اور اسکے بعید معنی "پیاس" ہیں، اور یہی معنی مقصود ہیں۔

التمرین - ۲ وحله

آنے والے الفاظ کے ایک سے زیادہ معنی ہیں، آپ ہر لفظ کو توریہ کی مثال میں استعمال کریں۔

(۱) إِذَا كُنْتَ شَرِيْفًا فَاسْعَ وَلَا تَعْتَمِدْ عَلٰى جَدِّكَ ـــ

جب تو شریف ہے تو کوشش ومحنت کر اور اپنے نصیب پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ۔

(۲) كُلُّ غَرِيْبٍ يَقُصُّ قِصَّةَ شَجْوِهِ، أَمَّا أَنَا فَقَدْ نَاحَ الْحَمَامُ فَحَكٰى أَنِيْنِي ـــ

ہر مسافر اپنے غم کی داستان بیان کرتا ہے، بہر حال میں پس کبوتری نے نوحہ کیا تو اس نے میرے کراہنے کی نقل اتاری۔

(۳) حِيْنَ لَقِيْتُكَ زَالَتْ مَتَاعِبِي وَعَرَفْتُ فَضْلَ الرَّاحَةِ ـــ

جب میں تجھ سے ملا تو میری تھکن دور ہوگئی، اور ہتھیلی کی فضیلت میں نے پہنچانی (یعنی ملاقات کی)۔

(۴) شَاهَدْتَ كَثِيْرًا مِنْ آثَارِ الْمِصْرِيِّيْنَ، فَهَلْ رَأَيْتَ شَيْئًا مِنَ الْقُصُوْرِ ـــ

تو نے مصریوں کے بہت سے تاریخی نشانات دیکھے تو کیا تو نے کچھ محلات بھی دیکھے؟

(۵) رَأَيْتُ أَثَرًا مِصْرِيًّا عَدَا عَلَيْهِ الزَّمَانُ فَمَاعَفَا ـــ

میں نے مصر کا تاریخی مقام دیکھا جس پر زمانے نے زیادتی کی ہے پھر بھی وہ نہیں مٹا۔

(۶) ذَهَبْنَا نَخْتَصِمُ إِلَى الْحَاكِمِ فَوَجَدْنَاهُ قَدْ قَضٰى ـــ

ہم مقدمہ لیکر حاکم کے پاس گئے تو ہم نے اسکو پایا کہ وہ فیصلہ کر چکا ہے۔

(۷) كَانُوْا عَلٰى حَذَرٍ مِنْ أَعْدَائِهِمْ فَسَهِرَتْ سُيُوْفُهُمْ، وَلَمْ تَسْتُرْهَا الْجُفُوْنُ ـــ

وہ لوگ اپنے دشمنوں سے چوکنا تھے تو ان کی تلواریں جاگتی رہی اور پلکوں نے ان کو نہیں چھپایا۔

التمرین - ۳ وحله

کونسی چیز میں توریہ کی جناس تام سے موافقت ہوتی ہے، اور کونسی چیز میں مخالفت ہوتی ہے، آپ توریہ کی ایک مثال لائیں اور اسکو جناس تام کی طرف منتقل کریں۔

(الف) توریہ کی جناس تام میں موافقت ہے اس بات میں کہ دونوں ایسے کلمہ سے متحقق ہوتے ہیں جنکے دو

معنی ہوتے ہیں، اور باقی امور میں توریہ جناس تام کے مخالف ہوتا ہے۔

پہلی بات یہ کہ جناس میں کلمہ کی تکرار دو مرتبہ ضروری ہے، ایک مرتبہ ایک معنی اور دوسری مرتبہ دوسرا معنی مراد ہوگا، اور توریہ میں کلمہ کی تکرار نہیں ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ کہ جناس میں دونوں معنی قریب وبعید ہونے میں برابر ہوتے ہیں، اور توریہ میں ایک معنی قریب متبادر الی الفہم ہوتا ہے، اور دوسرا معنی بعید اور خفی ہوتا ہے۔

تیسری بات یہ کہ جناس میں دونوں معنی مراد ہوتے ہیں، اور توریہ میں ایک ہی معنی مراد ہوتا ہے۔

(ب) **توریہ کی مثال:-** حَيَّرَتْنِي رُؤْيَةُ الْأَطْلَالِ فَخَاطَبْتُهَا وَكَانَ دَمْعِي سَائِلاً

ترجمہ:- ٹیلوں کے منظر نے مجھے حیرت میں ڈال دیا، تو میں نے ان سے خطاب کیا، اس حال میں کہ میرے آنسو بہہ رہے تھے۔

جناس تام کی مثال:- كَمْ وَقَفَ عَلَى الْأَطْلَالِ مِنْ سَائِلٍ بِدَمْعٍ سَائِلٍ

ترجمہ:- کتنے ہی سوال کرنے والے ٹیلوں پر کھڑے رہ گئے بہنے والے آنسوؤں کے ساتھ۔

التمرين - ۴ وحله

کیا آپ آنے والی عبارتوں میں توریہ کا کلمہ رکھ سکتے ہیں؟

(۱) اِشْتَدَّ حُزْنُ الرِّيَاضِ عَلَى الرَّبِيْعِ وَجَمَدَتْ عُيُوْنُ الْأَرْضِ —

موسم ربیع پر باغات کا غم شدید ہو گیا، اور زمین کی آنکھیں خشک ہو گئیں۔

(۲) اَلْحَمَامُ أَبْلَغُ مِنَ الْكُتَّابِ إِذَا سَجَعَ —

کبوتر کاتبوں سے زیادہ بلیغ ہے، جب وہ چہچہائے۔

(۳) قَلْبِيْ جَارُهُمْ يَوْمَ رَحَلُوْا وَدَمْعِي جَارِيْ —

میرا دل ان کا پڑوسی تھا جس وقت انہوں نے کوچ کیا، درانحالیکہ میرے آنسو بہہ رہے تھے۔

التمرين - ۵ وحله

آنکھوں کے ڈاکٹر ابن دانیال کے قول کی شرح کریں، اور اس میں توریہ کی حلاوت بیان کریں۔

(۱) اے مخلوق میں مجھ سے پوچھنے والے، میرے پیشے، میری جائداد اور میرے افلاس کے بارے میں۔ اس شخص کا کیا حال ہوسکتا ہے جو اپنے خرچ کے دراھم کو لوگوں کی آنکھوں سے حاصل کرتا ہے۔

اشعار کی شرح:- شاعر کہتا ہے، جب تو میرا پیشہ اور میری روزی اور مال کی وہ مقدار جاننا چاہتا ہے جو یہ پیشہ مجھ پر بہاتا ہے تو جان لے کہ یہ گھاٹے والا پیشہ ہے، اور ختم ہونے والی تجارت ہے، جو مجھ پر روزی نہیں بہاتی ہے، اور نہ ایک چراغ کے دھاگے کا فائدہ ہے، اور اسکے گھاٹے والا ہونے کی وضاحت میں تیرے لئے یہ کافی ہے کہ میں لوگوں سے ایک درھم نہیں چھڑا سکتا ہوں مگر ان کی ناگواری کے ساتھ، یہاں تک کہ میں گویا اسکو ان کی آنکھوں سے لیتا ہوں، اور اس میں کوئی تعجب نہیں، اسلئے کہ میرا پیشہ ہی آنکھوں کی ڈاکٹری ہے۔

اشعار میں توریه اس میں توریہ شاعر کے قول "**آخُذُهُ مِنْ أَعْيُنِ النَّاسِ**" میں ہے، اسلئے کہ اس جملے کے دو معنی ہیں، ایک قریبی معنی جو ذہن کی طرف متبادر ہے، اور وہ یہ ہے کہ درہم کو آنکھوں کے علاج کی اجرت میں لیتا ہے، اور ذہن میں سبقت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اسکے ڈاکٹری کے پیشے کی بات پہلے آئی، اور دوسرا بعید معنی، وہ یہ ہے کہ وہ لوگوں سے زبردستی اور ان کی ناگواری کے ساتھ درہم کو لیتا ہے، اور یہی شاعر کا مرادی معنی ہیں، لیکن اس نے اسکو چھپانے کی تدبیر کی۔

۲-الطباق

الامثلة (مثالیں)

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے — **وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظاً وَهُمْ رُقُودٌ** (کہف ۱۸) تو ان کو بیدار سمجھے گا حالانکہ وہ سو رہے ہیں۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے — **خَيْرُ الْمَالِ عَيْنٌ سَاهِرَةٌ لِعَيْنٍ نَائِمَةٍ** — بہترین مال وہ چشمہ ہے جو جاگتا ہے (اچھلتا رہتا ہے) سونے والی آنکھ کے لئے (یعنی مالک کے لئے)۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے — **يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلاَ يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ** (نساء ۱۰۸) — یہ لوگ انسانوں سے چھپانا چاہتے ہیں، اور اللہ سے نہیں چھپانا چاہتے ہیں۔

(۴) سموءل شاعر کا شعر ہے۔

وَلَا يُنْكِرُوْنَ الْقَوْلَ حِيْنَ نَقُوْلُ	وَنُنْكِرُ إِنْ شِئْنَا عَلَى النَّاسِ قَوْلَهُمْ

ترجمہ:- اگر ہم چاہیں تو لوگوں کی باتوں کا انکار کر سکتے ہیں، اور جب ہم بولیں تو لوگ ہماری باتوں کا انکار نہیں کر سکتے ہیں۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

اگر آپ اوپر کی مثالوں میں غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ہر مثال ایک شیٔ اور اسکی ضد پر مشتمل ہے، ــــ پس پہلی مثال دو کلموں "**ایقاظًا**" و "**رقودا**" پر مشتمل ہے، ــــ اور دوسری مثال دو کلموں "**ساهرة**" اور "**نائمة**" پر مشتمل ہے۔

اور آخری دو مثالیں ایک مادے کے دو فعلوں پر مشتمل ہیں، ان دو فعلوں میں ایک ایجابی ہے، اور دوسرا سلبی ہے، اور ایجاب وسلب میں مختلف ہونے کی وجہ سے یہ دونوں فعل ایک دوسرے کی ضد ہو گئے ہیں، اور گذشتہ مثالوں اور ان جیسی اور مثالوں میں شی اور اسکی ضد کے درمیان جمع کرنے کا نام "طباق" ہے، مگر پہلی دو مثالوں میں جو طباق ہے اسکا نام "طباقِ ایجاب" ہے، اور دوسری دو مثالوں کے طباق کا نام "طباقِ سلب" ہے۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۷۲) طباق:- کلام میں کسی شی کو اور اسکی ضد کو جمع کرنے کا نام ہے، اور اسکی دو قسمیں ہیں۔

(الف) طباقِ ایجاب:- وہ طباق ہے جس میں دو ضدیں ایجاب وسلب میں مختلف نہ ہوں۔

(ب) طباقِ سلب:- وہ طباق ہے جس میں دو ضدیں ایجاب وسلب میں مختلف ہوں۔

التمرین-۱

آنے والی مثالوں میں طباق کے مقامات بیان کریں، اور ہر مثال میں طباق کی قسم بھی واضح کریں۔

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اسکو زندہ کیا۔

(۲) دِعْبِل خزاعی کا شعر ہے ۔

اے سلمی! تو اس شخص پر تعجب نہ کر جسکے سر پر بڑھاپا ہنسنے لگا تو وہ رونے لگا۔

(۳) کسی شاعر کا شعر ہے ۔

میں اسپر راضی ہوں کہ میں خواہشات کو اٹھائے پھروں، اور اس سے اسطرح نکل جاؤں کہ وہ خواہشات نہ مجھے نقصان دیں نہ فائدہ دیں۔

(۴) بحتری کا شعر ہے۔

دوری میرے لئے جس جگہ سے مقدر ہوتی ہے وہ میں نہیں جانتا ہوں، اور شوق میرے اندر جس جگہ سے سرایت کرتا ہے وہ میں جانتا ہوں۔

(۵) مُقَنَّع کندی کا شعر ہے۔

میرے لئے اگر مالداری برابر رہی تو میرا پورا مال ان کا ہے، اور اگر میرا مال کم ہوجائے تو میں ان کو عطیہ کا مکلف نہیں کرتا ہوں۔

(۶) اللہ تعالی کا ارشاد ہے — لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں، وہ دنیوی زندگی کی ظاہری چیزیں جانتے ہیں۔

(۷) اللہ تعالی کا ارشاد ہے — نفس کے فائدہ کے لئے ہیں وہ کام جو اس نے کئے اور اسکے لئے نقصان دہ ہیں جو اس نے کئے۔

(۸) سموءل بن عادیاء کا شعر ہے۔

اگر تو نہیں جانتی ہے تو ہمارے اور ان کے بارے میں لوگوں سے پوچھ لے، کیونکہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہیں۔

(۹) فرزدق کا بنی کلیب کی ہجو میں شعر ہے۔

اللہ بنی کلیب کا برا کرے، وہ نہ تو کسی کو دھوکا دینے کی طاقت رکھتے ہیں، اور نہ پڑوسی کے ساتھ وفاداری کرتے ہیں۔

(۱۰) ابوصخر ہُذَلی نے کہا ہے۔

سنو! اس ذات کی قسم! جو رلاتی ہے اور ہنساتی ہے، اور اس ذات کی قسم جو موت اور زندگی دیتی ہے، اور جسکا امر (کائنات پر) چلتا ہے، — محبوبہ نے مجھے اس حال میں چھوڑا ہے کہ میں وحشی جانوروں پر رشک کرتا ہوں، کیونکہ میں ان وحشی جانوروں میں سے دو دوست کو دیکھتا ہوں کہ ان کو کوئی خوف خوفزدہ نہیں کرتا ہے، (اور میری

حالت خوف و بے اطمینانی کی اس نے کردی ہے)۔

(۱۱) حماسی شاعر کا شعر ہے ۔

میں اپنی زندگی کو باقی رکھنے کے لئے پیچھے ہٹا، لیکن میں نے اپنی ذات کے لئے اقدام کرنے کی طرح کوئی زندگی نہیں پائی۔

حل تمرین - ۱

(۱) یہاں **"میتا فاحییناہ"** ان دو کلموں میں طباقِ ایجاب ہے، اسلئے کہ دونوں ضدیں اس میں ایجاب وسلب میں مختلف نہیں ہیں۔

(۲) یہاں **"ضحك وبكى"** دو فعلوں میں طباق ہے، اور یہ بھی طباقِ ایجاب ہے۔

(۳) یہاں **"عَلَيَّ"** میں **علی،** اور **"لِيَا"** میں لام، ان دو حرفوں میں طباقِ ایجاب ہے، کیونکہ "علی" میں ضرر کے معنی ہیں، اور "لام" میں نفع کے معنی ہیں۔

(۴) یہاں پہلے مصرعہ میں **"لا اعلم"** اور دوسرے مصرعہ میں **"اعلم"** میں طباقِ سلب ہے، کیونکہ اس میں دونوں ضدیں ایجاب وسلب میں مختلف ہیں۔

(۵) یہاں **"ان تتابع لی غِنًی"** اور **"قَلَّ مالی"** میں طباقِ ایجاب ہے، کیونکہ دو ضدیں ایجاب وسلب میں مختلف نہیں ہیں۔

(۶) آیت کریمہ میں **"لایعلمون"** اور **"یعلمون"** میں طباقِ سلب ہے، کیونکہ دو ضدیں سلب وایجاب میں مختلف ہیں۔

(۷) **"لها"** میں "لام"، اور **"علیها"** میں "علی" کے درمیان طباقِ ایجاب ہے، اسکی نظیر گذری کہ لام میں نفع کے اور علی میں ضرر کے معنی ہیں، اور دو ضدیں ایجاب وسلب میں مختلف نہیں ہیں۔

(۸) **"عالم"** اور **"جَهُوْل"** کے درمیان طباقِ ایجاب ہے۔

(۹) **"یغدر"** اور **"یفی"** دو فعلوں میں طباقِ ایجاب ہے۔

(۱۰) شعر میں دو جگہ طباقِ ایجاب ہے، پہلی جگہ **"أبکی"** اور **"أَضْحَك"** دو فعلوں میں، اور دوسرے

"امات واحیا" دوفعلوں میں۔

(۱۱) شعر میں "تاخرتُ" اور "أَتَقَدَّمَا" ان دوکلموں کے درمیان طباق ایجاب ہے۔

التمرین۔ ۲

مصر کی تعریف میں ابن بطوطہ نے جو مضمون لکھا ہے وہ پڑھیں، اور اسکے اسلوب کلام میں طباق کا حسن وجمال بیان کریں۔

ترجمہ:- مصر آنے جانے والوں کے لئے جمع ہونے کی جگہ ہے، کمزور اور طاقتور کے کجاوے کے اترنے کی جگہ ہے، اس میں وہ سب ہیں جو آپ چاہیں یعنی عالم، ان پڑھ، سنجیدہ اور غیر سنجیدہ، بردبار اور بے وقوف، کمینہ اور باعزت، شریف وغیر شریف، برائی اور بھلائی، وہ اپنے باشندوں کے ساتھ سمندر کی طرح موجزن ہے، اور اپنی جگہ کی وسعت کے باوجود لگتا ہے وہ ان پر تنگ ہو رہا ہے۔

حل تمرین۔ ۲

طباق کے مقامات یہاں ظاہر اور واضح ہیں، اور ابن بطوطہ کے اسلوب میں طباق کے حسن وجمال کی وجہ اسکا اچھی طرح اضداد کا انتخاب ہے اور تکلف وتصنع سے دوری ہے، اور کلام میں سجع بھی فطری طریق پر جاری ہے جس نے طباق کی رونق وبہار بڑھادی۔

التمرین۔ ۳

آنے والی مثالوں میں طباقِ ایجاب کو طباقِ سلب میں تبدیل کریں۔

(۱) **اَلْعَدُوُّ يُظْهِرُ السَّيِّئَةَ وَيُخْفِيْ الْحَسَنَةَ** ــــ دشمن برائی کو ظاہر کرتا ہے، اور اچھائی کو چھپاتا ہے۔

(۲) **لَيْسَ مِنَ الْحَزْمِ أَنْ تُحْسِنَ إِلَى النَّاسِ وَتُسِيْئُ إِلٰى نَفْسِكَ** ــــ یہ دانشمندی نہیں ہے کہ تو لوگوں سے اچھا برتاؤ کرے اور اپنی ذات سے برا سلوک کرے۔

(۳) **لَايَلِيْقُ بِالْمُحْسِنِ أَنْ يُعْطِيَ الْبَعِيْدَ وَيَمْنَعَ الْقَرِيْبَ** ــــ محسن کے شایان شان نہیں ہے کہ دور والے کو تو عطا کرے اور قریب والے کو محروم کرے۔

حل تمرین - ۳

(۱) اَلْعَدُوُّ يُظْهِرُ السَّيِّئَةَ وَلَا يُظْهِرُ الْحَسَنَةَ

(۲) لَيْسَ مِنَ الْحَزْمِ أَنْ تُحْسِنَ إِلَى النَّاسِ وَلَا تُحْسِنَ إِلٰى نَفْسِكَ

(۳) لَايَلِيْقُ بِالْمُحْسِنِ أَنْ يُعْطِيَ الْبَعِيْدَ وَلَايُعْطِيَ الْقَرِيْبَ (ترجمہ و مفہوم اوپر آ گیا)

التمرین - ۴

آنے والی مثالوں میں طباق سلب کو طباق ایجاب میں تبدیل کریں۔

(۱) يَعْلَمُ الْإِنْسَانُ مَافِي الْيَوْمِ وَالْأَمْسِ وَلَا يَعْلَمُ مَايَأْتِي بِهِ الْغَدُ ـــ انسان آج اور گزشتہ کل میں جو ہوا وہ جانتا ہے، اور یہ نہیں جانتا ہے کہ آئندہ کل کیا چیز پیش آئے گی۔

(۲) اَللَّئِيْمُ يَعْفُوْ عِنْدَ الْعِجْزِ وَلَايَعْفُوْ عِنْدَ الْمَقْدِرَةِ ـــ کمینہ آدمی عاجز ہونے کے وقت معاف کرتا ہے قدرت کے وقت معاف نہیں کرتا ہے۔

(۳) أُحِبُّ الصِّدْقَ وَلَاأُحِبُّ الْكِذْبَ ـــ میں سچ کو پسند کرتا ہوں جھوٹ کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

حل تمرین - ۴

(۱) يَعْلَمُ الْإِنْسَانُ مَافِي الْيَوْمِ وَالْأَمْسِ وَيَجْهَلُ مَايَاتِي بِهِ الْغَدُ

(۲) اَللَّئِيْمُ يَعْفُوْ عِنْدَ الْعِجْزِ وَيَنْتَقِمُ عِنْدَ الْمَقْدِرَةِ

(۳) أُحِبُّ الصِّدْقَ وَأَمْقُتُ الْكِذْبَ (ترجمہ و مفہوم اوپر آ گیا)

التمرین - ۵

(۱) آپ اپنی انشاء میں طباقِ ایجاب اور طباقِ سلب میں سے ہر ایک کی دو مثالیں بیان کریں۔

(۲) طباقِ ایجاب کی دو مثالیں لائیں پھر ان کو طباقِ سلب میں تبدیل کریں۔

(۳) طباقِ سلب کی دو مثالیں لائیں پھر ان کو طباقِ ایجاب میں تبدیل کریں۔

حل تمرین - ۵

جواب نمبر (۱)

(۱) اَلْمَرْءُ يُخْطِئُ وَيُصِيْبُ ـــ آدمی خطا بھی کرتا ہے اور درست کام بھی کرتا ہے (طباق ایجاب)

(۲) اَلسَّحَابُ يَبْكِي وَالرَّوْضُ يَضْحَكُ ـــ بادل روتا ہے اور باغیچہ ہنستا ہے (طباق ایجاب)

---

(۱) عَجِيْبٌ أَنْ يَرَى الْمَرْءُ عُيُوْبَ النَّاسِ وَلَا يَرٰى عَيْبَ نَفْسِهِ ـــ (طباق سلب)
یہ عجیب بات ہے کہ آدمی لوگوں کے عیوب تو دیکھتا ہے اور اپنے عیوب نہیں دیکھتا ہے۔

(۲) يَحْتَمِلُ الْحُرُّ وَقْعَ السِّهَامِ وَلَا يَحْتَمِلُ وَقْعَ الْمَلَامِ ـــ (طباق سلب)
آزادو شریف آدمی تیروں کے گرنے کو برداشت کرلیتا ہے، اور ملامت کے واقع ہونے کو برداشت نہیں کرتا ہے۔

جواب نمبر (۲)

(۱) تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَتَرَى الْقُلُوْبُ ـــ آنکھیں اندھی ہیں اور دل بینا ہیں۔

تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَاتَعْمَى الْقُلُوْبُ

(۲) اَلْأَثَرَةُ أَنْ تُحِبَّ الْخَيْرَ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُهُ لِلنَّاسِ ـــ خودغرضی یہ ہے کہ تم اپنے لئے خیر پسند کرو اور دوسروں کے لئے اسکو ناپسند کرو۔

اَلْأَثَرَةُ أَنْ تُحِبَّ الْخَيْرَ لِنَفْسِكَ وَلَاتُحِبَّهُ لِلنَّاسِ

جواب نمبر (۳)

(۱) يَمُوْتُ الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ وَلَا تَمُوْتُ ذِكْرَاهُ ـــ بڑا آدمی مرجاتا ہے اور اسکی یاد نہیں مرتی ہے۔

يَمُوْتُ الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ وَيَحْيٰى ذِكْرَاهُ

(۲) يَفْنٰى كُلُّ شَيْئٍ وَلَايَفْنٰى وَجْهُ اللّٰهُ ـــ ہر چیز فنا ہوجائے گی اور اللہ کی ذات فنا نہ ہوگی۔

يَفْنٰى كُلُّ شَيْئٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ اللّٰهِ

التمرين - ۲

آنے والے شعر کی تشریح کریں اور اس میں طباق کی قسم بیان کریں۔

بڑھاپا جوانی (کالے بالوں) میں اٹھ رہا ہے، گویا وہ رات ہے جسکے دونوں کناروں میں دن چیخ رہا ہے۔

حل تمرین - ۶

شعر کی شرح:- شاعر کہتا ہے کہ بڑھاپا اسکے سر میں پھیل گیا، اور اسکے سیاہ بالوں کے اطراف و کناروں میں گھسنے لگا ہے، یہاں تک کہ یہ کالے بال ایسے لگ رہے ہیں جیسے کہ رات ہو جسکے دونوں کناروں پر دن ٹھہرا ہوا ہو اور اسکے زائل ہونے اور جلد ختم ہونے کی اطلاع دے رہا ہو۔

شعر میں طباق:- شعر میں "**الشيب والشباب**" اور "**ليل ونهار**" کے درمیان طباقِ ایجاب ہے۔

۳-المقابلة

الامثلة (مثالیں)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہا: **إِنَّكُمْ لَتَكْثُرُوْنَ عِنْدَ الْفَزَعِ وَتَقِلُّوْنَ عِنْدَ الطَّمْعِ**

ترجمہ:- بلاشبہ تم لوگ خوف (جنگ) کے وقت زیادہ ہوتے ہوں اور لالچ (مال غنیمت) کے وقت کم ہوتے ہو۔

(۲) خالد بن صفوان نے ایک شخص کا حال بیان کرتے ہوئے کہا ـــــ **لَيْسَ لَهُ صَدِيْقٌ فِي السِّرِّ وَلَا عَدُوٌّ فِي الْعَلَانِيَّةِ** ـــــ خفیہ طور پر اسکا کوئی دوست نہیں ہے اور نہ علانیہ طور پر اسکا کوئی دشمن ہے۔

(۳) کسی خلیفہ نے کہا ہے ـــــ **مَنْ اَقْعَدَتْهُ نِكَايَةُ اللِّئَامِ أَقَامَتْهُ إِعَانَةُ الْكِرَامِ**

جسکو کمینوں کا غلبہ بٹھادے تو اسکو شریفوں کی مدد کھڑا کردے گی۔

(۴) خلیفہ عبدالملک بن مروان نے کہا ـــــ **مَاحَمِدتُّ نَفْسِي عَلٰى مَحْبُوْبٍ إِبْتَدَأْتُهُ بِعِجْزٍ وَلَالُمْتُهَا عَلٰى مَكْرُوْهٍ اِبْتَدَأْتُهُ بِحَزْمٍ** ـــــ میں نے کسی ایسی محبوب چیز پر اپنی تعریف نہیں کی جسکا آغاز میں نے عاجزی سے کیا ہو، اور نہ کسی ایسی ناپسندیدہ چیز پر اپنے نفس کو ملامت کی جسکو میں نے احتیاط سے شروع کیا ہو۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

جب آپ پہلے حصے کی دو مثالوں میں غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ دو مثالوں میں سے ہر ایک اپنے شروع میں دو معنوں پر مشتمل ہے، اور آخر میں بھی بالترتیب ان دو معنوں کے مقابل دو معنوں پر مشتمل ہے۔

چنانچہ پہلی مثال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں انصار کی دو صفتیں یعنی **"کثرۃ وفزع"** کو بیان کیا ، پھر کلام کے آخر میں ان کے مقابل دو صفتیں یعنی **"قلۃ وطمع"** کو ترتیب وار بیان کیا۔ــــ اور دوسری مثال میں خالد بن صفوان نے **"صدیق اور سر"** کے مقابلہ میں **"عدو اور علانیۃ"** کو ذکر کیا۔

پھر دوسرے حصہ کی دو مثالیں دیکھیں تو ان میں سے ہر ایک اپنے شروع میں ایک سے زیادہ معنوں پر مشتمل ہے، پھر آخر میں ان کے مقابل معنوں پر مشتمل ہے ترتیب وار، اور کلام کو اس طریقہ پر ادا کرنے کا نام "مقابلہ" ہے ــــ اور مقابلہ کلام میں اسکے معانی میں حسن و جمال اور وضاحت پیدا کرنے کے اسباب میں سے ہے، بشرطیکہ متکلم کو یہ بغیر تکلف کے حاصل ہو جائے، لیکن اگر متکلم تکلف و تصنع کے پیچھے پڑ جائے، تو اس سے کلام میں تعقید پیدا ہو جاتی ہے، اور یہ معنی کی وضاحت کو بھی روک دیتا ہے، اور کلام سلاست وسہولت کی رونق سے محروم ہو جاتا ہے۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۷۳) مقابلہ اسکو کہتے ہیں کہ دو یا زیادہ معانی کو لایا جائے پھر ان کے مقابل معانی ترتیب وار لائے جائیں۔

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں مقابلہ کے مواقع بیان کریں۔

(۱) حضرت عائشہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا عائشہ! اپنے اوپر نرمی کو لازم کرلو، اسلئے کہ نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے وہ اسکو مزین کر دیتی ہے، اور جس چیز سے بھی نرمی کو نکال دیا جاتا ہے وہ اس کو عیب دار کر دیتا ہے۔

(۲) کسی ادیب وبلیغ کا قول ہے ــــ جماعت کا گدلا پن جدائی کی صفائی سے اچھا ہے۔

(۳) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ــــ وہ ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں، اور گندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔

(۴) اور جریر کا شعر ہے ۔

وہ اپنے دائیں ہاتھ سے تمہارے میں خیر کو پھیلاتا ہے، اور اپنے بائیں ہاتھ سے تمہارے سے شر کو روکتا ہے۔

(۵) بحتری کا شعر ہے ۔

جب وہ لوگ جنگ کرتے ہیں تو باعزت کو ذلیل کردیتے ہیں، اور جب صلح کرتے ہیں تو ذلیل کو باعزت کردیتے ہیں۔

(٦) اور شریف کا شعر ہے۔

کتنے منظر ہیں جو خوشحالی کے ذریعہ مجھے ہنساتے ہیں، کتنا قریب ہے کہ وہ تنگی کے ساتھ لوٹ کر مجھے رلائے۔

(٧) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ـــ تاکہ تم اپنی فوت شدہ چیز پر غم نہ کرو، اور اللہ کی عطا کردہ چیزوں پر نہ اتراؤ۔

(٨) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ـــ اسکا باطنی حصہ اس میں رحمت ہے، اور اسکا ظاہری حصہ اسکی جانب عذاب ہے۔

(٩) نابغہ جعدی کا شعر ہے۔

وہ ایسا جوان تھا جس میں ایسی چیزیں تھیں جو اسکے دوستوں کو خوش کردیتی تھیں، علاوہ ازیں اس میں ایسی چیزیں بھی تھیں جو دشمنوں کو بری لگتی تھیں۔

(١٠) ابوتمام کا شعر ہے۔

اے وہ جماعت! جسکو ظلم کی قباحت ایک زمانہ تک ناراض رکھتی تھی، اور اب عدل وانصاف کی اچھائی اسکو راضی کرتی ہے۔

(١١) اسی شاعر کا شعر ہے۔

اور کبھی اللہ تعالی مصیبت کے ذریعہ انعام کرتا ہے اگرچہ وہ بڑی ہو، اور کبھی کسی قوم کو اللہ تعالی نعمتوں سے آزماتا ہے۔

(١٢) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ـــ پس بہرحال وہ شخص جس نے دیا، اور تقوی اختیار کیا، اور اچھی بات کی تصدیق کی پس ہم اسکے لئے آسانی (جنت) کو آسان کردیں گے، اور بہرحال وہ جس نے بخل کیا، اور بے نیازی برتی اور اچھی بات کو جھٹلادیا تو ہم اسکے لئے تنگی (جہنم) کو آسان کردیں گے۔

(١٣) اور معری کا شعر ہے۔

اے زمانے! اے اپنی دھمکی کو پورا کرنے والے! اور اے وعدوں پر امید لگائے شخص سے وعدہ خلافی کرنے والے۔

حل تمرین - ۱

(۱) مقابلہ یہاں ""کان – وزانه"" اور ""نزع – وشانَه"" کے درمیان ہے۔

(۲) یہاں ""کدر الجماعة"" اور ""صفو الفرقة"" میں مقابلہ ہے۔

(۳) باری تعالی کے قول میں مقابلہ ""یُحل اور ""لَهُمْ"" کے لام، اور"" الطیبات"" — اور ""یحرم"" اور ""علیهم"" کے ""علی"" اور ""الخبائث"" کے درمیان ہے۔

(۴) جریر شاعر ""باسط اور خیر، اور یمینه"" کے مقابلہ میں لایا ""قابِضَ، اور شر اور شماله""۔

(۵) یہاں مقابلہ ""حاربوا واذلوا، اور عزیزا""— اور ""سالموا، اعزوا، اور ذلیلاً"" کے درمیان ہے۔

(۶) یہاں ""السراء اور یضحکني"" — اور ""الضراء اور یبکیني"" میں مقابلہ ہے۔

(۷) یہاں ""تأسوا اور فاتکم"" — اور ""تفرحوا اور آتاکم"" میں مقابلہ ہے۔

(۸) یہاں ""باطنه اور الرحمة"" — اور ""ظاهره اور العذاب"" میں مقابلہ ہے۔

(۹) نابغہ شاعر ""یسر اور صدیقة"" کے مقابل میں ""یسوء اور الاعادی"" لایا ہے۔

(۱۰) ابوتمام ""قبح اور الجور اور یسخطها"" کے مقابل لایا ہے ""حسن اور العدل اور یرضیها""۔

(۱۱) یہاں بھی مقابلہ ینعم اور البلوی — اور ""یبتلی اور النِّعَم"" میں ہے۔

(۱۲) یہاں مقابلہ پہلے چار معانی ""اعطی، واتقی، وصدق، والیسری"" — اور دوسرے چار معانی ""بخل واستغنی، وکَذَّبَ، والعسرٰی"" کے درمیان ہے۔

(۱۳) یہاں ""مُنْجز اور ایعاده"" — اور ""مخلف اور وعده"" کے درمیان مقابلہ ہے۔

التمرین - ۲

آنے والی مثالوں میں طباق اور مقابلہ میں امتیاز کریں۔

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے — پس یہی لوگ ہیں اللہ تعالی جنکے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے — اور یہ کہ اس نے ہی ہنسایا اور اس نے رلایا، اور یہ کہ اس نے ہی موت دی

اور اس نے زندہ کیا۔

(۳) اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے ـــ پس اللہ تعالی جسکو ہدایت دینا چاہتا ہے تو اسکے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے، اور جسکو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو اسکے سینے کو بالکل تنگ کر دیتا ہے۔

(۴) ابو طیب متنبی کا شعر ہے ۔

میں ان کی زیارت کرتا ہوں، اس حال میں کہ رات کی سیاہی میرے لئے سفارش کرتی ہے، اور جب رات گذار کر لوٹتا ہوں تو صبح کی روشنی میرے خلاف بھڑکاتی ہے۔

(۵) شریف آدمی بہت زیادہ درگذر کرتا ہے جب معذرت کے دروازے تنگ ہو جاتے ہیں۔

(۶) نادان کا غصہ اسکی بات میں ہوتا ہے اور عقلمند کا غصہ اسکے عمل میں ہوتا ہے۔

(۷) خلیفہ منصور کا قول ہے ـــ تم لوگ اطاعت کی عزت سے معصیت کی ذلت کی طرف مت نکلو۔

(۸) اگرچہ مجھے یہ بات بری لگی کہ تم نے مجھے برائی کے ساتھ یاد کیا، لیکن مجھے اس بات سے خوشی ہوئی کہ میرا تمہارے دل پر گذر تو ہوا۔

(۹) اور نابغہ کا شعر ہے ۔

اگر وہ دونوں کسی نرم زمین پر اترتے ہیں تو وہ گرد و غبار اڑاتے ہیں، اور اگر سخت زمین پر چڑھتے ہیں تو چٹانیں ٹوٹ جاتی ہیں۔

(۱۰) اوس بن حجر کا شعر ہے ۔

ہم نے اپنے رب کی اطاعت کی، اور کچھ لوگوں نے اسکی نافرمانی کی، پس ہم نے اپنی اطاعت کا ذائقہ چکھ لیا، اور انہوں نے بھی مزہ چکھ لیا۔

حل تمرین - ۲

(۱) آیت کریمہ میں "**سیّئاتهم** اور **حسناتهم**" میں طباق ہے، اسلئے کہ اس میں ایک شی اور اسکی ضد کو جمع کیا گیا ہے۔

(۲) آیت کریمہ میں "**أَضْحَكَ وَأَبْكَى**" میں طباق ہے، اور دوسرا طباق "**أَمَاتَ وَأَحْيَا**" میں ہے۔

(۳) آیت کریمہ میں ''**یهديه**، اور **يَشْرَحُ صدرهُ**''ـــ اور ''**يضله** اور **يجعل صدرهُ ضيقا**'' کے درمیان مقابلہ ہے۔

(۴) شعر کے پہلے مصرعہ میں پانچ معانی اور دوسرے مصرعہ میں پانچ معانی کے درمیان مقابلہ ہے۔

(۵) یہاں ''**واسع** اور **ضاقت**'' میں طباق ہے۔

(۶) یہاں ''**الجاهل وقوله**'' ـــ اور ''**العاقل** اور **فعله**'' میں مقابلہ ہے۔

(۷) منصور نے ''**عز** اور **الطاعة**'' ـــ اور ''**ذُلّ** اور **المعصية**'' میں مقابلہ کیا ہے۔

(۸) شعر میں ''**ساء نی** اور **سَرَّنی**'' میں طباق ہے۔

(۹) شعر میں ''**هَبطًا اور سهلاً** ـــ اور **عَلَوًا** اور **حَزْنًا**'' کے درمیان مقابلہ ہے۔

(۱۰) شعر میں ''**اَطَعْنا** اور **عصاه**'' میں طباق ہے۔

التمرين - ۳ وحَلُّهُ

مندرجہ ذیل الفاظ کے مقابل الفاظ لائیں، پھر ان الفاظ سے اور انکی اضداد سے کچھ طباق کی مثالیں اور کچھ مقابلہ کی مثالیں بنائیں۔

(الف) مقابل الفاظ

قَدَّم وأَخَّرَ ـــ الليل والنهار ـــ الصحة والمرض ـــ الحياة والموت ـــ الخير والشر المنع والعطا ـــ الغِنٰى والفقر ـــ

(ب) طباق کی مثالیں

(۱) **قدَّمَ الْحظُّ قَوْمًا وَأَخَّرَ آخِرِيْنَ** ـــ نصیبہ نے کچھ لوگوں کو آگے بڑھا دیا اور کچھ کو پیچھے کر دیا۔

(۲) **أَشَابَ فَوْدَيَّ اختِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهارِ** ـــ میری کنپٹی کے بالوں کو بوڑھا کر دیا رات و دن کے بدلنے نے۔

(۳) **لَايَعْرِفُ الْإِنْسَانُ قِيْمَةَ الصِّحَّةِ إِلَّاسَاعَةَ الْمَرَضِ** ـــ انسان صحت کی قیمت بیماری کے وقت ہی جانتا ہے۔

(۴) اَلْمَوْتُ خَيْرٌ مِنْ حَيَاةٍ ذَمِيْمَةٍ ـــ بری زندگی سے موت بہتر ہے۔

(۵) اَلنَّفْسُ تَنْزِعُ آوِنَةً إِلَى الْخَيْرِ وَآوِنَةً إِلَى الشَّرِّ ـــ نفس کبھی خیر کی طرف مائل ہوتا ہے، اور کبھی شر کی طرف۔

(۶) لَاتَرْجُوْا الْعَطَاءَ مِنَ الْبَخِيْلِ فَإِنَّ الْمَنْعَ شِيْمَتُهُ ـــ بخیل سے عطا کی امید نہ کرو اسلئے کہ روک رکھنا اسکی عادت ہے۔

(۷) مَا الْغِنٰى وَالْفَقْرُ مِنْ حِيْلَةِ الْفَتٰى ـــ مالداری اور فقیری جوان کی ہوشیاری اور تدبیر سے نہیں ہوتی ہے۔

(ج) مقابلہ کی مثالیں

(۱) طَالَمَا قَدَّمَ الْغِنٰى وَضِيْعًا وَأَخَّرَ الْفَقْرُ رَفِيْعًا ـــ بسا اوقات مالداری کمینہ کو آگے بڑھا دیتی ہے، اور فقر و فاقہ بلند درجہ آدمی کو پیچھے کر دیتا ہے۔

(۲) يَبْصُرُ الْخُفَّاشُ لَيْلاً وَيَعْمٰى نَهَارًا ـــ چمگاڈر رات میں دیکھتا ہے اور دن میں اندھا ہو جاتا ہے۔

(۳) مَا أَمَرَّ الْحَيَاةَ مَعَ الْمَرَضِ، وَأَفْجَعَ الْمَوْتَ بَعْدَ الصِّحَّةِ الشَّامِلَةِ

زندگی کیا ہی کڑوی ہے بیماری کے ساتھ، اور موت کیا ہی تکلیف دہ ہے مکمل صحت کے بعد۔

(۴) اَلْخَيْرُ فِي صُحْبَةِ الْأَخْيَارِ وَالشَّرُّفِي صُحْبَةِ الْأَشْرَارِ ـــ اچھوں کی صحبت میں بھلائی ہے اور بروں کی صحبت میں برائی ہے۔

وَيَشْقٰى بِالْفَقْرِ مَنِ ابْتَلَيْتَهُ بِمَنْعِكَ	(۵) يَنْعَمُ بِالْغِنٰى مَنْ غَمَرْتَهُ بِعَطَائِكَ،

وہ مالداری سے خوشحال ہوتا ہے جسکو آپ اپنی عطا سے ڈھانپ لیں، اور فقر سے بد بخت ہوتا ہے وہ جسکو آپ اپنے روکنے اور محروم کرنے کے ذریعہ آزمائیں۔

التمرین - ۴

(۱) مقابلہ کی ایسی دو مثالیں لائیں جن میں سے ہر ایک میں دو معنی ہوں، اور ان کے مقابل دوسرے دو معنی ہوں۔

(۲) مقابلہ کی ایسی دو مثالیں لائیں جن میں سے ہر ایک میں تین معنی ہوں، اور ان کے مقابل دوسرے تین معنی ہوں۔

حل تمرین - ۴

جواب نمبر (۱)

(۱) قَلِيْلٌ مُدَبَّرٌ خَيْرٌ مِنْ كَثِيْرٍ مُبَعْثَرٍ ـــ تدبیر وترتیب والا تھوڑا بکھرے اور پھیلے ہوئے بہت سے بہتر ہے۔

(۲) اَلْعَالِمُ الْفَقِيْرُ أَفْضَلُ مِنَ الْجَاهِلِ الْغَنِيِّ ـــ تنگ دست عالم مالدار جاہل سے بہتر ہے۔

جواب نمبر (۲)

(۱) فَلَا الْجُوْدُ يُفْنِي الْمَالَ وَالْجَدُّ مُقْبِلٌ	وَلَا الْبُخْلُ يُبْقِي الْمَالَ وَالْجَدُّ مُدْبِرُ

ترجمہ:- سخاوت مال کو ختم نہیں کرتی ہے جبکہ نصیبہ ساتھ دے رہا ہو، اور نہ بخل مال کو باقی رکھ سکتا ہے جبکہ نصیبہ پیٹھ پھیر رہا ہو۔

(۲) مَا أَحْسَنَ الدِّيْنَ وَالدُّنْيَا إِذَا جْتَمَعَا	وَأَقْبَحَ الْكُفْرَ وَالْإِفْلَاسَ بِالرَّجُلِ

ترجمہ:- کیا ہی اچھا ہے دین اور دنیا جب دونوں جمع ہوں، اور کیا ہی برا ہے کفر اور تنگدستی آدمی پر۔

التمرین - ۵

آنے والے شعر کی تشریح کریں، اور کیا خیال ہے آپکا، کیا شاعر مقابلہ کے استعمال میں مُوَفَّقْ (کامیاب) ہے۔

(۱) تم کس کے لئے دنیا طلب کرر ہے ہو، جبکہ اس سے تمہارا مقصود نہ تو کسی دوست کو خوش کرنا ہے اور نہ کسی مجرم کے ساتھ برا سلوک کرنا ہے۔

حل تمرین - ۵

(الف) شعر کی شرح ـــ انسان مالداری اور ثروت طلب کرتا ہے، اور بزرگی اور رتبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس بات کی رغبت کرتے ہوئے کہ اسکے مال ومرتبہ سے اسکے دوست اور چاہنے والے نفع اٹھائیں، اور ہلاک کرے ان کے ذریعہ اسکے دشمنوں اور بغض رکھنے والوں کو، پس جب تجھے چاہت (حاجت) نہیں ہے محبت کرنے والے دوست کو نفع پہنچانے کی یا بغض رکھنے والے دشمن کو نقصان پہنچانے کی، تو تجھے کوئی

ضرورت نہیں دنیا طلب کرنے کی اور مال ومرتبہ کے حصول کے لئے کوشش کرنے کی۔

(ب) شعر میں مقابلہ ۔ شاعر نے "**سرور ومحب**" ـــ اور "**إِسَاءَةٌ وَمُجْرِمٌ**" کے درمیان مقابلہ کی کوشش کی ہے، لیکن مقابلہ میں وہ کامیاب نہیں ہے، کیونکہ "**مجرم**" محب کا مقابل نہیں ہے، مجرم کا مقابل تو "**برئٌ**" ہے۔

۴- حسن التعلیل

الامثلة (مثالیں)

(۱) معری کا مرثیہ میں شعر ہے۔

وَلٰكِنَّهَا فِي وَجْهِهِ أَثَرُ اللَّطَمِ	وَمَا كُلْفَةُ الْبَدْرِ الْمُنِيْرِ قَدِيْمَةً

ترجمہ:- روشن چودھویں کے چاند کی جھائیں (پرچھائیاں) پرانی نہیں ہیں، لیکن یہ اسکے چہرے پہ تھپڑ مارنے کا اثر ہے۔

(۲) ابن الرومی کا شعر ہے۔

إِلَّالِفُرْقَةِ ذَاكَ الْمَنْظَرِ الْحَسَنِ	اَمَّا ذُكَاءُ فَلَمْ تَصْفَرَّ إِذْ جَنَحَتْ

ترجمہ:- بہر حال آفتاب وہ پیلا نہیں ہوا، جب وہ غروب کی طرف مائل ہوا، مگر اس خوبصورت منظر کی جدائی کی وجہ سے۔

(۳) کسی شاعر نے مصر میں بارش کی کمی کے بارے میں کہا ہے۔

طَبْعًا وَلٰكِنْ تَعَدَّاكُمْ مِنَ الْخَجَلِ	مَا قَصُرَ الْغَيْثُ عَنْ مِصْرَ وَتُرْبَتِهَا

ترجمہ:- بارش کم نہیں ہوئی مصر اور اسکی مٹی سے فطری طور پر، لیکن وہ شرم سے تمہارے سے آگے بڑھ گئی ہے۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

پہلے شعر میں ابو العلاء مرثیہ کہہ رہا ہے، اور اس میں مبالغہ کر رہا ہے کہ مرثی کا غم کائنات کی بہت ساری چیزوں کو شامل ہے، اسی لئے وہ دعوی کر رہا ہے کہ چاند کی جھائیں (یعنی وہ سانولہ رنگ) جو اسکے چہرے پر ظاہر ہو رہی ہیں وہ کسی فطری سبب سے پیدا نہیں ہوئی ہیں، بلکہ وہ مرثی کے فراق میں تھپڑ مارنے سے پیدا ہوئی ہیں۔

دوسرے شعر میں ابن الرومی کا یہ خیال ہے کہ غروب ہونے کی طرف مائل ہوتے وقت آفتاب اس کائناتی سبب کی وجہ سے زرد نہیں ہوا ہے جو ماہرین فلکیات کے نزدیک معروف ہے، لیکن وہ ممدوح کے چہرے سے جدائی کے اندیشہ سے زرد پڑ گیا ہے۔

تیسرے شعر میں شاعر مصر میں بارش کی کمی کے فطری اسباب کا انکار کرتا ہے، اور اسکے لئے وہ دوسرا سبب ڈھونڈ رہا ہے، وہ یہ ہے کہ بارش ایسی زمین پر برسنے سے شرما رہی ہے جس زمین میں ممدوح کی سخاوت اور اسکا فضل عام ہے، اسلئے کہ وہ جود وعطاء میں ممدوح سے مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔

پس آپ گذشتہ تمام مثالوں میں دیکھ رہے ہیں کہ شاعر شئ کے معروف سبب کا انکار کر کے ایسی علت کا سہارا لے رہا ہے جسکو اس نے خود گھڑا ہے، اس علت کے اس غرض کے مناسب ہونے کی وجہ سے جسکا اس نے قصد کیا ہے، اور کلام کے اس اسلوب کا نام ''حسن تعلیل'' ہے۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۴۷) حسن تعلیل یہ ہے کہ ادیب صراحۃ یا ضمنا کسی شئ کی معروف علت کا انکار کرے، اور ایسی انوکھی ادبی علت لاوے جو اسکی غرض کے مناسب ہو جسکا وہ قصد کر رہا ہے۔

التمرین - ۱

آنے والے اشعار میں حسنِ تعلیل کو واضح کریں۔

(۱) ابن نباتہ کا شعر ہے ۔

اسکی سخاوت مال پر مسلسل ظلم کرتی رہی، یہاں تک کہ اس نے سونے کو زردی کا لباس پہنا دیا۔

(۲) شاعر نے کہا ہے کسی کی مدح میں اور مصر میں پیش آئے زلزلے کی علت بیان کرتے ہوئے ۔

مصر میں زلزلہ اس برے مکر کی وجہ سے نہیں آیا جو مصر کے ساتھ چاہا گیا، لیکن یہ تو ممدوح کے عدل پر مستی میں جھوم رہی ہے۔

(۳) میں آسمان کے چاند کو دیکھتا ہوں کہ وہ کبھی ظاہر ہوتا ہے اور نظر آتا ہے پھر وہ بادل میں (لپٹ کر) چھپ جاتا ہے، اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب وہ ظاہر ہو کر آپ کے چہرے کو دیکھتا ہے تو شرما کر غائب ہو جاتا ہے۔

(۴) سفید پیشانی والے کالے گھوڑے کی تعریف میں کہا گیا ہے۔

کالے رنگ کے کوے کی طرح وہ کالا گھوڑا ہے، جو بغیر پر کے ہواؤں کے ساتھ اڑتا ہے، رات نے اسکو اپنی چادر اڑھادی ہے، اور رات پیٹھ پھیر کر چلی گئی، پس صبح نے اسکی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

(۵) ابن نباتہ سعدی نے ایک سفید پیشانی اور سفید ٹانگوں والے گھوڑے کے بارے میں کہا ہے۔

وہ کالے رنگ کا گھوڑا ہے جس سے رات بھی مدد مانگتی ہے، اور اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان ثریا ستارہ طلوع ہوتا ہے ـــ وہ رات میں صبح کے پیچھے چلا، اس حال میں کہ وہ غرور سے اڑ رہا تھا، اور وہ اپنے پیچھے آسمانوں کو برابر لپیٹ رہا تھا پھر جب صبح کو خوف ہوا کہ گھوڑا آگے نکل جائے گا اس سے تو اس نے گھوڑے کی پیشانی اور ٹانگوں کو پکڑ لیا۔

(۶) ارّجانی کا شعر ہے۔

آپ کے کرم نے زمانے کی کوتاہی ظاہر کر دی، پس موسم بہار میں گلاب کے پھول کا کھلنا شرمندگی کی وجہ سے ہے۔

(۷) کسی شاعر نے ایک انشاء پرداز کے مرثیہ میں کہا ہے۔

انشاء پردازوں نے آپ کی موت کو پہلے ہی محسوس کر لیا تھا، اور اس موت کی بات کے صحیح ہونے کا فیصلہ زمانے نے کر دیا، ـــ پس اسی وجہ سے آپ کی موت کے غم اور افسوس میں دواتوں کو سیاہ کر دیا گیا ہے اور قلم میں شکاف ڈالدیا گیا ہے۔

(۸) کسی دوسرے شاعر کا شعر ہے۔

باغات میں ایک گلاب کا پھول آپ کی طرف آگے بڑھا، اور وہ اپنے وقت سے پہلے طفیلی بن کر آپ کے پاس آیا، ـــ جب اس نے آپ کو دیکھا تو آپ کے منہ کو چومنے کی اس نے طمع کی، تو اس نے اپنا منہ آپ کی طرف سمیٹ لیا بوسہ دینے کی کوشش کرنے والے کی طرح۔

(۹) ابوالحسن نوبختی کا شعر ہے۔

چاند آپ کے دیدار کے شوق میں ہی طلوع ہوتا ہے، تاکہ وہ آپ کے چہرہ کی تروتازگی پوری طرح دیکھ لے۔

(۱۰) شاعر نے کہا ہے۔

آپ کی موت پر دنیا پرانے زمانے میں ہی اپنے آنسو بہا کر روئی ہے، پس اسی لئے گذشتہ زمانے میں طوفانِ (نوح) آیا تھا۔

حل تمرین - ۱

(۱) ابن نباتہ دعوی کر رہا ہے کہ سونے کی زردی اس میں فطری نہیں ہے، بلکہ وہ اس خوف کی وجہ سے ہے جو اسکو پیش آیا جب اس نے ممدوح کے ہاتھ کو پایا سونے میں عطا اور خرچ کے ساتھ چلتے ہوئے اور جب اس نے یہ محسوس کیا کہ اسکا یہ معاملہ اسکو تیزی کے ساتھ ہلاکت کی طرف لے جا رہا ہے۔

(۲) شاعر دعوی کر رہا ہے کہ مصر میں جو زلزلہ پیش آیا وہ اس برے مکر سے نہیں پیدا ہوا جو مصر کے ساتھ کیا گیا لیکن زمین نے ممدوح کا عدل دیکھا جو اطراف وجوانب میں عام ہے تو وہ مستی اور خوشی میں رقص کرنے لگی اور ہلنے لگی۔

(۳) شاعر اپنے ممدوح سے کہہ رہا ہے، جس وقت اس نے چاند کو دیکھا کہ کبھی ظاہر ہو رہا ہے اور کبھی بادل کے نیچے چھپ جاتا ہے، کہ چاند کے ظہور اور اسکے چھپ جانے کو جو ہم دیکھتے ہیں تو اسکا وہ معروف ومشہور سبب نہیں ہے یعنی بادل کا متفرق متفرق ہو کر ہمارے اور چاند کے درمیان گذرنا (جسکی وجہ سے چاند کبھی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی چھپ جاتا ہے) بلکہ اصل سبب یہ ہے کہ وہ اپنی عادت کے مطابق آسمان میں ظاہر ہوا تو اس نے تیری دلکش جھلک اور پر رونق چہرہ پایا تو وہ شرم وحیا کی وجہ سے نگاہوں سے چھپ گیا۔

(۴) شاعر کہتا ہے کہ گھوڑا اپنی اصل خلقت میں کالا اور سفید پیشانی والا نہیں تھا، بلکہ اسکی سیاہی اور پیشانی کی سفیدی کا سبب یہ ہے کہ اس پر رات گذری تو اس نے سیاہ کپڑا اسکو پہنا کر چھوڑ دیا پھر صبح اپنی روشنی کے ساتھ آئی تو اس نے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا، تو سیاہی رات کا کپڑا ہے اور پیشانی کی چمک صبح کے بوسے کا اثر ہے۔

(۵) شاعر دعوی کر رہا ہے کہ اس گھوڑے کی پیشانی میں اور اسکے پیروں میں جو سفیدی نظر آرہی ہے، وہ اس میں خلقی اور طبعی نہیں ہے، اور وہ مدعی ہے کہ یہاں اسکا دوسرا سبب ہے، وہ یہ ہے کہ گھوڑا صبح سے آگے بڑھ رہا تھا اور جب صبح کو اندیشہ ہوا کہ گھوڑا اس سے آگے بڑھ جائے گا تو اس نے گھوڑے کے پیروں اور پیشانی کو پکڑ لیا تاکہ اسکو آگے بڑھنے سے روک دے۔

(۶) ارجانی موسم بہار میں گلاب کے کھلنے کے طبعی اسباب کا انکار کرتا ہے، اور اسکے لئے دوسرا سبب ڈھونڈ رہا ہے، وہ یہ ہے کہ ممدوح کی عطایا جب پھیلنے لگی اور اسکی بھلائی زیادہ ہوگئی تو زمانہ اسکے مقابلہ پر اپنے عجز وقصور

سے شرمندہ ہوا، اور نیز موسم بہار میں سرخ گلاب کا کھلنا وہ اسی شرمندگی کی علامت اور اسی کا اثر ہے، پس وہ زمانہ کو انسان سے تشبیہ دے رہا ہے جسکے رخسار شرمندگی کے وقت سرخ ہو رہے ہوں۔

(۷) شاعر دعوی کرتا ہے کہ دواتوں کی سیاہی اور قلموں کا شگاف کاتبوں کے نزدیک معروف اسباب کی وجہ سے نہیں ہے، وہ اسکا دوسرا اسبب ڈھونڈ رہا ہے، وہ یہ کہ کاتب لوگ قدیم زمانے سے جانتے ہیں کہ مَرثی عنقریب مرے گا، تو انہوں نے دواتوں کو سیاہ کر دیا اور قلموں میں شکاف کر دیا جیسا کہ حزن وغم کے وقت لوگوں کی عادت سیاہ کپڑے پہننے اور گریبان پھاڑنے کی جاری وساری ہے۔

(۸) شاعر ممدوح سے کہہ رہا ہے کہ آپ جو گلاب کے پھول کا سکڑنا، اور اسکے پتوں کا دامن سمیٹنا اور ان کے بعض کا بعض سے مل جانا دیکھ رہے ہیں تو اسکا سبب یہ نہیں ہے کہ اسکا تیار ہونا مکمل نہیں ہوا ہے یا اسکا کھلنا تام نہیں ہوا ہے، لیکن اس نے آپ کو باغ میں دیکھا تو وہ جلدی سے تمہاری طرف تمہارے چہرے کو چومنے کی طمع میں آ گیا، پس وہ اسی وجہ سے سکڑ گیا اور اسکے پتے مل گئے، جیسے کہ منہ سکڑ جاتا ہے اور سمٹ جاتا ہے بوسہ دینے کے ارادے کے وقت۔

(۹) شاعر چاند طلوع ہونے کے معروف کائناتی سبب کا انکار کرتا ہے، اور دعوی کرتا ہے کہ یہ ممدوح کے شوق میں اور اسکے چہرے کے نور کی چمک وروشنی کی رغبت میں طلوع ہو رہا ہے۔

(۱۰) شاعر مبالغہ کے ساتھ مرثیہ کر رہا ہے، اسی لئے وہ اس طوفان کے حقیقی سبب کا انکار کرتا ہے جو نوح کے زمانے میں پیش آیا، اور اسکا دوسرا اسبب ڈھونڈ رہا ہے، وہ یہ کہ دنیا قدیم زمانے سے جانتی ہے کہ ممدوح عنقریب مرے گا تو وہ اس پر رونے لگی، اور طوفان کا پیش آنا زمین کے بہت زیادہ آنسوؤں کا ہی اثر ہے۔

التمرین - ۲ وحلہ

آنے والی مثالوں میں عمدہ ادبی علتیں بیان کریں۔

(۱) أَحَسَّ السَّحَابُ آثَارَ قُدْرَتِكَ، فَدَنَامِنَ الْأَرْضِ يُعْلِنُ خُضُوْعَهُ لِسُلْطَانِكَ

بادل نے تیری قدرت کی نشانیاں دیکھیں تو وہ زمین سے قریب ہوا تیری عظمت کے سامنے اپنے خضوع کا اعلان کرتے ہوئے۔

(۲) مَا احْتَرَقَتِ الدَّارُ إِلَّا مِنْ حَرَارَةِ شَوْقِهَا إِلٰى أَهْلِهَا النَّازِحِيْنَ

گھر نہیں جلا ہے مگر اسکے ترک وطن کرنے والے گھر والوں کے شوق کی حرارت سے۔

(۳) لَمْ تَكْسِفِ الشَّمْسُ إِلَّا خَجَلًا مِنْ نُوْرِ وَجْهِكَ الْغَالِبِ

سورج گرہن نہیں ہوا مگر تیرے با اقتدار چہرے کے نور سے شرما کر۔

(۴) لَمْ يَهْطِلِ الْمَطَرُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ إِلَّابُكَاءً عَلٰى فَقْدِ هٰذَا الْعَظِيْمِ

اس دن میں موسلا دھار بارش نہیں ہوئی مگر اس بڑی شخصیت کی موت پر رونے کی وجہ سے۔

التمرين - ۳ وحله

اپنے ادب وانشاء میں حسن تعلیل کی دو مثالیں بیان کریں۔

(۱) مَا اهْتَزَّتِ الْأَغْصَانُ فِي الرَّوْضِ بِفِعْلِ النَّسِيْمِ، وَلٰكِنَّهَا رَقَصَتْ غِبْطَةً وَسُرُوْرًا حِيْنَ رَأَتْكُمْ تَخْطُرُوْنَ فِي جَنْبَاتِهِ

ٹہنیاں باغات میں باد نسیم کے فعل سے نہیں جھوم رہی ہیں، مگر وہ خوشی اور رشک میں رقص کر رہی ہیں، جب اس نے تم کو دیکھا کہ تم اسکے پہلوؤں میں ٹہل رہے ہو۔

(۲) مَا نَشَأَ السَّحَابُ فِي السَّمَاءِ إِلَّا لِيُظِلَّكُمْ مِنَ الشَّمْسِ ـــ بادل آسمان میں نہیں اٹھا مگر اسلئے تا کہ تمہیں سورج کی دھوپ سے سایہ عطا کرے۔

التمرين - ۴

آنے والے دو شعروں کی تشریح کریں، اور ان میں حسنِ تعلیل بتلائیں، یہ دونوں شعر ابوطیب متنبی کے ہیں مدح میں۔

(۱) کیا آپ ان لوگوں کی اولاد میں نہیں ہیں جو سعادت مند وسردار ہیں، اور جنھوں نے شریف النسل انسان ہی کو جنم دیا ہے۔

(۲) اور باغات کی خوشبو یہ ان کی اپنی نہیں ہے، لیکن آپ کے آباء واجداد کے اس مٹی میں دفن ہونے نے ان باغات کو خوشبو کا لباس پہنایا ہے۔

حل تمرين - ۴

اشعار کی تشریح:- ابوطیب متنبی اپنے ممدوح سے کہتا ہے کہ آپ شریف الاصل اور عمدہ نسب ہیں اسلئے

کہ آپ کے آباءواجداد بزرگی والے ہیں، جن کو زمانے نے سعادت مند و سردار بنایا ہے، اور ان کی اولاد میں بھی سعادت عطا کی گئی، پس یہ سردار اور شریف و معزز ہی ہوئے، اور ابوطیب دوسرے شعر میں مدح میں مبالغہ کر کے کہتا ہے کہ وہ خوشبو جو باغ میں پھوٹتی ہے وہ اسکی اپنی اور فطری نہیں ہے، بلکہ باغ نے اسکو اس مٹی سے حاصل کیا ہے جس میں تمہارے آباءواجداد مدفون ہیں۔

اشعار میں حسنِ تعلیل:- دوسرے شعر میں حسن تعلیل اسلئے ہے کہ ابوطیب متنبی باغ کی خوشبو اور اسکی معطر ہواؤں کے حقیقی سبب کا انکار کرتا ہے، اور یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ خوشبو اس مٹی سے حاصل شدہ ہے جس میں ممدوح کے آباءواجداد مدفون ہیں۔

۵ - تاکید المدح بما یشبہ الذم وعکسہ

الامثلة (مثالیں)

(۱) ابن الرومی کا شعر ہے۔

لَيْسَ بِهِ عَيْبٌ سِوٰى أَنَّهُ	لَاتَقَعُ الْعَيْنُ عَلٰى شِبْهِهِ

ترجمہ:- ممدوح میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس جیسے پر نگاہ پڑتی ہی نہیں ہے۔

(۲) کسی دوسرے شاعر کا شعر ہے۔

وَلَاعَيْبَ فِي مَعْرُوْفِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُ	يُبَيِّنُ عَجْزَ الشَّاكِرِيْنَ عَنِ الشُّكْرِ

ترجمہ:- ان کی بھلائی میں کوئی عیب نہیں ہے مگر یہ کہ وہ شکر ادا کرنے والوں کے شکر کرنے سے عاجز ہونے کو بیان کرتا ہے۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **أَنَا أَفْصَحُ الْعَرَبِ بَيْدَ أَنِّي مِنْ قُرَيْشٍ** میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں مگر یہ کہ میں قریشی ہوں۔

(۴) نابغہ جعدی کا شعر ہے۔

فَتًى كَمُلَتْ أَخْلَاقُهُ غَيْرَ أَنَّهُ	جَوَادٌ فَمَا يُبْقِيْ عَلَى الْمَالِ بَاقِيًا

ترجمہ:- وہ ایسا نوجوان ہے جسکے اخلاق کامل ہیں، مگر یہ کہ وہ سخی ہے پس وہ مال پر بالکل رحم نہیں کھاتا ہے (یعنی وہ مال کو ختم کر دیتا ہے)۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

آپ کو گذشتہ مثالوں میں کوئی تردد نہیں ہوگا کہ یہ مدح کا فائدہ دے رہی ہیں، لیکن یہ عجیب اسلوب میں پیش کی گئی ہیں جس سے آپ مانوس نہیں ہیں، اسی لئے ہم آپ کے سامنے اسکی وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔

پہلی مثال میں ابن الرومی نے اپنے کلام کو شروع کیا ہے اپنے ممدوح سے تمام عیوب کی نفی کے ذریعہ، پھر اسکے بعد حرفِ استثنا **"سوی"** لایا ہے، جس سے سامع کے ذہن میں یہ وہم سبقت کررہا ہے کہ ممدوح میں کوئی عیب ہے، اور یہ کہ ابن الرومی جرأت کے ساتھ اس عیب کی ممدوح میں صراحت کرے گا، لیکن دیر نہیں ہوئی بلکہ فوراہی سامع نے حرفِ استثناء کے بعد مدح کی صفت پائی، تو اس اسلوب نے اسکو حیرت میں ڈالدیا، اور اس نے محسوس کیا کہ ابن الرومی اسکو دھوکہ دے رہا ہے، اس نے تو کوئی عیب ذکر نہیں کیا، بلکہ مذمت کا وہم پیدا کرنے کی شکل میں اس نے پہلی ہی مدح کو اور مؤکد کیا، اور یہی بات دوسری مثال میں بھی کہی جائے گی۔

اسکے بعد تیسری مثال میں آپ دیکھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو ایک قابلِ مدح صفت کے ساتھ متصف کیا ہے، وہ یہ کہ آپؐ عربوں میں سب سے فصیح ہیں، لیکن آپ اسکے بعد حرفِ استثناء لائے، تو سامع حیرت میں پڑ کر سوچنے لگا کہ آپؐ اسکے بعد کوئی ناپسندیدہ صفت لائیں گے، لیکن جلد ہی اسکے دل کو سکون ہوگیا جب اس نے حرفِ استثناء کے بعد بھی قابل مدح صفت پائی، اور وہ صفت یہ ہے کہ آپ قریشی ہیں، اور قریشی بلا اختلاف تمام عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہیں، پس یہ مدح والی صفت پہلی مدح کی تاکید ہے ایسے انداز میں جسکو لوگ صفت ذم میں سننے کے عادی ہیں، ـــــ یہی بات آخری مثال میں کہی جائے گی۔

ان تمام مثالوں میں اور ان جیسی مثالوں میں جو اسلوب وانداز ہے اسکا نام ہے **"تاکید المدح بما یشبہ الذم"**

اور یہاں ایک اسلوب اور ہے جسکا نام **"تاکید الذم بما یشبہ المدح"** ہے، اور گذشتہ اسلوب کی طرح اسکی بھی دوصورتیں ہیں، پہلی صورت کی مثال جیسے **"لَاجَمَالَ فِي الْخُطْبَةِ إِلَّا أَنَّهَا طَوِيْلَةٌ فِي غَيْرِ فَائِدَةٍ"** خطبہ اور تقریر میں کوئی حسن وجمال نہیں ہے مگر یہ کہ وہ بے فائدہ طویل ہے، ـــــ اور دوسری صورت کی مثال **"اَلْقَوْمُ شِحَاحٌ إِلَّا أَنَّهُمْ جُبَنَاءُ"** قوم بخیل ہے مگر یہ کہ وہ بزدل ہے۔

القواعد (قاعدے)

(۷۵) **تاکید المدح بما یشبہ الذم** کی دوقسمیں ہیں۔

(الف) پہلی قسم یہ ہے کہ مذمت کی منفی صفت سے مدح کی صفت کا استثناء کیا جائے۔

(ب) دوسری قسم یہ ہے کہ کسی **شیئ** کے لئے مدح کی صفت ثابت کی جائے، اوراسکے بعد حرفِ استثناء لایا جائے جسکے بعد مدح کی دوسری صفت ہو۔

(۷٦) تاکید الذم بمایشبہ المدح کی دوقسمیں ہیں۔

(الف) پہلی قسم یہ ہے کہ مدح کی منفی صفت سے مذمت کی صفت کا استثناء کیا جائے۔

(ب) دوسری قسم یہ ہے کہ کسی **شیئ** کے لئے مذمت کی صفت ثابت کی جائے، پھر اسکے بعد حرفِ استثناء لایا جائے، جسکے بعد دوسری صفت ذم ہو۔

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں "**تاکید المدح بما یشبہ الذم**" کوواضح کریں، اوراسکی قسم کوبیان کرے۔

(۱) ابن نباتہ مصری کا شعر ہے ۔

اس میں کوئی عیب نہیں ہے مگر یہ کہ میں نے اسکا قصد کیا تو زمانے نے میرے اہل وعیال اور وطن کو بھلادیا۔

(۲) یہ چہرے تروتازگی میں باغات کے پھولوں کی طرح ہیں، لیکن وہ جنگ کے دن چٹان بن جاتے ہیں۔

(۳) تمہارے اندرکوئی عیب نہیں ہے مگر یہ کہ تمہارے مہمانوں پر عیب لگتا ہے دوستوں اوروطن کو بھول جانے کا۔

(۴) وہ لوگ کلام کے شہسوار ہیں مگر یہ کہ وہ لوگ بزرگی والے اور سردار ہیں۔

حل تمرین - ۱

(۱) شاعر نے ممدوح سے تمام عیوب کی نفی سے اپنے کلام کوشروع کیا، پھر اسکے بعد حرف استثنا "**غیر**" لایا جس نے وہم پیدا کیا کہ اسکے بعد وہ صفت ذم لائے گا، لیکن وہ نہیں لایا، بلکہ وہ مدح کی صفت لایا وہ یہ کہ ممدوح بڑی سخاوت والا اوراپنے زائرین کی بہت رعایت کرنے والا ہے، پس کلام کا شروع تو مدح کا فائدہ دے رہا ہے، اور کلام کا آخر اسی مدح کو مؤکد کررہا ہے، لیکن ایسے انداز سے جو مذمت کا وہم پیدا کرتا ہے، پس کلام "**تاکید**

المدح بما یشبه الذم " کی پہلی قسم ہے۔

(۲) یہاں شاعر اپنے ممدوحین کے چہروں کے لئے مدح کی صفت ثابت کر رہا ہے، اسکے بعد حرف استدراک "**لکن**" لایا جس نے وہم پیدا کیا کہ وہ مدح کے بعد کوئی ذم کی صفت لائے گا، لیکن وہ نہیں لایا بلکہ دوسری صفتِ مدح لایا، پس کلام " **تاکید المدح بما یشبه الذم**" کی دوسری قسم ہے۔

(۳) شعر کا شروع حصہ مخاطبین سے تمام عیوب کی نفی کر رہا ہے، تو یہ مدح کا فائدہ دے رہا ہے، اور شعر کا آخری حصہ بھی مدح پر دلالت کر رہا ہے، لیکن ایسے اسلوب میں اسکو بنایا ہے جسکو مذمت میں سننے کے لوگ عادی ہیں، پس " **کلام تاکید المدح بما یشبه الذم**" کی پہلی قسم ہے۔

(۴) شروع کلام مدح ہے، اور اس سے مدح کی دوسری صفت کا استثنا کیا گیا، پس کلام " **تاکید المدح بما یشبه الذم** " کی دوسری قسم ہے۔

التمرین - ۲

آنے والی مثالوں میں "**تاکید الذم بما یشبه المدح** " کو واضح کریں، اور اسکی قسم بھی بیان کریں۔

(۱) قوم میں کوئی فضل و کمال نہیں ہے مگر یہ کہ وہ پڑوس کا حق نہیں جانتے ہیں۔

(۲) کلام بہت زیادہ تعقید والا ہے سوائے اسکے کہ وہ گھٹیا معانی والا ہے۔

(۳) مکان میں کوئی خوبی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ تاریک اور تنگ کمروں والا ہے۔

حل تمرین - ۲

(۱) متکلم نے شروع کلام میں قوم کی مذمت کی، اسطرح کہ ان سے مدح کی صفت کی نفی کی، پھر اسکے بعد حرفِ استثناء "**الا**" لایا، جس نے سامعین میں وہم پیدا کیا کہ وہ اسکے بعد مدح کی صفت لائے گا، جس سے ان کو سراہے گا، لیکن وہ مذمت کی صفت لایا، وہ یہ کہ وہ لوگ پڑوسی کے حقوق نہیں جانتے ہیں، پس صدرِ کلام مفیدِ ذم ہے جیسے تم دیکھ رہے ہو، اور کلام کا آخر بھی اسی طرح مفید ذم ہے، لیکن یہ کلام ایسے اسلوب میں ہے جسکو مدح میں سننے کے لوگ عادی ہیں، تو کلام "**تاکید الذم بما یشبه المدح**" کی پہلی قسم ہے۔

(۲) متکلم نے شروع میں ذم کی صفت ثابت کر کے مذمت کی، پھر حرفِ استثناء " **إلَّا** " لایا جس نے

وہم پیدا کیا کہ شاعر ذم کے پیچھے کوئی مدح کی بات لائے گا، لیکن بجائے اسکے اس نے پہلی ہی مذمت کو مؤکد کیا، اسطرح کہ وہ دوسری صفتِ ذم لایا، پس کلام **" تاکید الذم بما یشبہ المدح "** کی دوسری قسم ہے۔

(۳) صدرِ کلام منزل سے تمام خوبیوں کی نفی کا فائدہ دیتا ہے تو یہ منزل کی مذمت ہے، اور آخر کلام بھی منزل کی مذمت کا فائدہ دیتا ہے، لیکن کلام ایسے اسلوب میں بنایا گیا ہے جسکو لوگ مدح میں سننے کے عادی ہیں، تو کلام **"تاکید الذم بما یشبہ المدح "** کی دوسری قسم ہے۔

التمرین - ۳

آنے والی مثالوں میں **" تاکید المدح بما یشبہ الذم"** اور **" تاکید الذم بما یشبہ المدح"** کو بیان کریں۔

(۱) صفی الدین حلّی کا شعر ہے۔

ان میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اسکے کہ ان کا مہمان غافل ہو جاتا ہے گھر والوں سے وطن سے اور خدام سے۔

(۲) ان لوگوں میں کوئی خیر نہیں ہے مگر یہ کہ یہ لوگ اپنے زمانے کو عیب لگاتے ہیں حالانکہ عیب ان میں ہے۔

(۳) اس میں کسی آدمی کے لئے کوئی عیب نہیں ہے مگر یہ کہ اسکے لئے دنیا کو عیب لگایا جاتا ہے، اور اسکو عیب نہیں لگایا جاتا ہے۔

(۴) وہ بدزبان ہے مگر یہ کہ اسکا سینہ کینوں کا خزانہ ہے۔

(۵) ایک قوم کے نزدیک میری غلطیاں بہت شمار ہوتی ہیں، حالانکہ میری کوئی غلطی نہیں ہے، سوائے بلندیوں اور فضائل و کمالات کے۔

(۶) خاندانوں میں ان کی کوئی عزت نہیں ہے مگر یہ کہ ان کا پڑوس ذلیل ہے۔

(۷) جاہل اپنا ہی دشمن ہے، مگر یہ کہ وہ بے وقوفوں کا دوست ہے۔

(۸) باغ میں کوئی عیب نہیں ہے مگر یہ کہ وہ خوشگوار ہوا والا ہے۔

حل تمرین - ۳

(۱) شعر میں **"تاکید المدح بما یشبہ الذم "** کی پہلی قسم ہے۔

(۲) کلام میں " **تاکید الذم بما یشبه المدح** "کی پہلی قسم ہے۔

(۳) شعر میں "**تاکید المدح بما یشبه الذم** " کی پہلی قسم ہے۔

(۴) کلام میں " **تاکید الذم بما یشبه المدح** "کی دوسری قسم ہے۔

(۵) شعر کے دوسرے مصرعہ میں " **تاکید المدح بما یشبه الذم** " کی پہلی قسم ہے۔

(٦) کلام میں " **تاکید الذم بما یشبه المدح** " کی پہلی قسم ہے۔

(۷) کلام میں " **تاکید الذم بما یشبه المدح** " کی دوسری قسم ہے۔

(۸) کلام میں " **تاکید المدح بما یشبه الذم** "کی پہلی قسم ہے۔

التمرین - ۴

(۱) جو کتاب تم پڑھ رہے ہو اسکی مدح کرو، اور اسکے لئے "**تاکید المدح بما یشبه الذم**" کا اسلوب اپناؤ۔

(۲) جو شہر تم نے دیکھا ہے اسکی مدح کرو، اور اسکے لیے "**تاکید المدح بما یشبه الذم**" لاؤ۔

(۳) جس راستہ پر تم چلے ہو اسکی مذمت کرو، اور اسکے لئے "**تاکید الذم بما یشبه المدح**" لاؤ۔

حل تمرین - ۴

(۱) **لَاعَيْبَ فِي الْكِتَابِ إِلَّا أَنَّهُ سَهْلُ اللَّفْظِ وَاضِحُ الْمَعْنٰى —**

کتاب میں کوئی عیب نہیں ہے مگر یہ کہ وہ آسان لفظوں والی اور واضح معنی والی ہے۔

(۲) **اَلْبَلَدُ مُعْتَدِلُ الْهَوَاءِ جَمِيْلُ الْمَنْظَرِ إِلَّا أَنَّ أَهْلَهُ كُرَمَاءُ —**

شہر معتدل فضا والا، خوبصورت منظر والا ہے مگر یہ کہ شہر والے شریف لوگ ہیں۔

(۳) **كَانَتِ الطَّرِيْقُ طَوِيْلَةً مَمْلُوْءَةً بِالْمَخَاوِفِ وَلٰكِنَّ السَّيْرَ فِيْهَا كَانَ مُضْنِيًا مُتْعِبًا —**

راستہ لمبا اور خوفناکیوں سے بھرا ہوا ہے مگر یہ کہ اس میں چلنا تکلیف دہ اور تھکا دینے والا ہے۔

(۴) **نَزَلْتُ بَيْنَ أَقْوَامٍ فَشَا فِيْهِمُ الْغَدْرُ إِلَّا أَنَّهُمْ جُبَنَاءُ —** میں ایسے لوگوں کے درمیان اترا ہوں جن میں دھوکہ دہی عام ہے مگر یہ کہ وہ لوگ بزدل ہیں۔

التمرین-۵

آنے والے دوشعروں کی تشریح کریں، اوران کے اسلوب میں ''تاکید المدح بمایشبہہ الذم'' بیان کریں۔

(۱) میں نے تم لوگوں کی ایسی مدح کی ہے کہ اگر میں ایسی مدح حجاز کے سمندر کی کرتا تو اسکے جواہر مجھے مالا مال کردیتے۔

(۲) میرے اندر کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ میں تمہارے علاقے کا ہوں، محلے کا بانسری بجانے والا، اسکی بانسریاں مست کن نہیں ہوتی ہیں۔

حل تمرین-۵

اشعار کی تشریح:- میں نے تمہاری تعریف میں بہت مبالغہ کیا، اور میں نے تمہارے ذکر کو بڑا سراہا لیکن تم نے میری تعریف کی قدر نہیں کی، اور میری تعریف پر تم نے کوئی بدلہ نہیں دیا، اگر میں اس جیسی سمندر کی تعریف کرتا تو وہ اس پر جھوم اٹھتا اور مجھے اپنی قیمتی چیزوں اور جواہرات سے مالا مال کردیتا۔

اور دوسرے شعر میں کہہ رہا ہے، اگر میں تمہارے ماحول کے علاوہ اور ماحول میں پیدا ہوتا تو تم میری قدر کرتے اور میرے فضائل وکمالات جانتے، لیکن انسان کے وطن میں اسکے فضل وکمال کا انکار کیا جاتا ہے، اور اسکے مرتبہ سے ناواقفیت ہوتی ہے، پس بانسری بجانے والے پر اسکے محلہ میں کوئی نہیں جھومتا ہے، لیکن اگر وہ اپنی بانسری لیکر اپنے گھر اور پڑوسیوں سے دور چلا جائے تو وہ اسکی قدر و قیمت اور اس پر دلدادہ ہونے کی جگہ ہوتی ہے۔

اشعار میں تاکید المدح بما یشبہ الذم:- یہاں کلام '' **تاکید المدح بما یشبہ الذم** '' کے قبیل سے نہیں ہے، اسلئے کہ حرفِ استثناء کے بعد جو صفت ہے وہ شاعر کے گمان میں مدح کی صفت نہیں ہے۔

۷-اسلوب الحکیم

الامثلۃ (مثالیں)

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے — **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ** (بقرہ ۱۸۹) — لوگ آپ سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ وہ لوگوں کے لئے اور حج کے لئے

اوقات بتانے کا ذریعہ ہیں۔

(۲) ابن حجاج نے کہا ہے ۔

قُلْتُ ثَقَّلْتَ كَاهِلِي بِالْأَيَادِي	ثَقَّلْتُ إِذْ أَتَيْتُ مِرَارًا
قَالَ أَبْرَمْتُ قُلْتُ حَبْلَ وِدَادِي	قَالَ طَوَّلْتُ قُلْتُ أَوْلَيْتَ طَوْلًا

ترجمہ:- اس نے کہا کہ میں نے بوجھل کر دیا اسلئے کہ میں بار بار آیا، تو میں نے کہا کہ تو نے احسانات کے ذریعہ میرے کاندھے کو بوجھل کر دیا ــــ اس نے کہا کہ میں نے لمبا قیام کیا تو میں نے کہا کہ آپ نے نوازش کی بارش کر دی اس نے کہا کہ میں نے اکتا دیا تو میں نے کہا میری محبت کی رسی کو مضبوط کر دیا۔

البحث (مثالوں کی وضاحت)

کبھی کوئی انسان آپ کو مخاطب کرتا ہے یا کوئی سائل آپ سے کوئی بات پوچھتا ہے تو آپ موضوعِ گفتگو میں گھسنے سے اعراض یا سوال کا جواب دینے سے اعراض کی طرف اپنے نفس کا میلان محسوس کرتے ہیں بہت سے مقاصد کی وجہ سے۔

ان مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ سائل صحیح طریقہ پر جواب سمجھنے سے عاجز ہے، اور اسکے لئے بہتر یہی ہے کہ اس جواب سے صرف نظر کر کے اسکے لئے مفید اور نفع بخش چیز کی طرف غور کیا جائے، ایک مقصد یہ ہے کہ آپ کسی رائے میں اپنے مخاطب کی مخالفت کر رہے ہیں، اور آپ اپنی رائے سے اسکو جواب دینا نہیں چاہتے تو آپ اس حالت میں اور اس جیسی حالت میں تھوڑی مہارت وخوش اسلوبی کے ساتھ کلام کو اس موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف پھیر دیتے ہیں جسکو آپ مناسب اور بہتر سمجھتے ہیں۔

آپ پہلی مثال دیکھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے آپؐ سے چاند کے بارے میں پوچھا ہے، کہ یہ چاند چھوٹی شکل میں کیوں ظاہر ہوتا ہے، پھر بڑھتا ہے یہاں تک کہ اسکی روشنی کامل ہو جاتی ہے، پھر وہ گھٹتا رہتا ہے یہاں تک کہ نظر بھی نہیں آتا ہے، اور یہ علم فلکیات کا ایسا مسئلہ ہے جسکے سمجھنے میں باریک اور طویل تحقیق کی ضرورت ہے، تو قرآن کریم نے ان کو اس سے پھیر دیا یہ بیان کر کے کہ چاند معاملات اور عبادات میں اوقات متعین کرنے کے ذرائع اور اسباب ہیں، ــــ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اسکا سوال کریں،

اور اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ فلکیات کی تحقیق کو تھوڑے عرصہ کے لئے مؤخر کرنا ضروری ہے یہاں تک کہ اسلامی حکومت مستحکم ہوجائے اور اسلام کی چٹان مضبوط ہوجائے۔

اور دوسری مثال میں ابن حجاج کا ممدوح اس سے کہہ رہا ہے کہ بار بار تیرے پاس آکر میں نے تجھے بوجھل کردیا، تو ابن حجاج ادب اور ظرافت کے ساتھ اسکو اسکی رائے سے پھیرتا ہے، اور اسکی بات کو اسکے اصل معنی سے دوسرے معنی کی طرف منتقل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بیشک آپ نے مجھ پر اپنی نعمتوں کے ذریعہ میرے کاندھے کو بوجھل کردیا ہے اور یہی بات دوسرے شعر میں بھی ہے، کلام کی اس انوکھی قسم کا نام **"اسلوبِ حکیم"** ہے۔

القاعدہ (قاعدہ)

(۷۷) **"اسلوب حکیم"** کہتے ہیں مخاطب کو اس چیز کے علاوہ ملے جسکا وہ انتظار کرتا ہے، یا تو اسکے سوال کو چھوڑ دینے کے ذریعہ، یا مخاطب کو اسکے سوال کے علاوہ دوسرے سوال کا جواب دینے کے ذریعہ، یا اسکے کلام کو اسکے مقصود کے علاوہ پر محمول کرنے کے ذریعہ، یہ اشارہ کرتے ہوئے کہ مخاطب کے لئے یہی سوال کرنا زیادہ مناسب تھا، یا یہی معنی مراد لینا زیادہ مناسب تھا۔

التمرین - ۱

آنے والی مثالوں میں کلام اسلوبِ حکیم کے طریقہ پر کیسے استعمال ہوا ہے واضح کریں۔

(۱) شاعر کہتا ہے

میں اپنے ایک ساتھی کے پاس آیا، اور ایک پیش آنے والی ضرورت کی وجہ سے میں نے ایک دینار قرض مانگا تو اس نے جواب دیا کہ بخدا میرے گھر نے کوئی عین (سونا چاندی) جمع نہیں کیا ہے، تو میں نے اس سے کہا اور کوئی انسان بھی نہیں؟

(۲) ایک انتہائی بوڑھے سے پوچھا گیا، آپ کی عمر کتنی ہے؟ تو اس نے کہا میں صحت وعافیت کے ساتھ خوشحال ہوں۔

(۳) کسی سے پوچھا گیا، مالداری کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ سخاوت یہ ہے کہ تم موجود چیز کی سخاوت کرو۔

(۴) ایک پردیسی سے دین اور عقیدے کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا میں لوگوں کے لئے وہی

پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔

(۵) کسی تاجر سے پوچھا گیا تمہاری اصل پونجی کتنی ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں امانت دار ہوں، اور لوگوں کو مجھ پر بڑا اعتماد ہے۔

(۶) حجاج نے مہلب سے کہا، میں زیادہ لمبا ہوں یا تم؟ تو اس نے کہا تم زیادہ لمبے ہو اور میں زیادہ کشادہ قدوقامت والا ہوں۔

(۷) کسی مزدور سے پوچھا گیا، کتنا مال تم نے ذخیرہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ صحت وتندرستی کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔

(۸) سید بن انس خلیفہ مامون کے پاس آئے تو مامون نے ان سے کہا: کیا تم سید ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ سید تو آپ ہیں اور میں تو ابن انس ہوں۔

(۹) میں نے اس سے ایک دن ایک درھم مانگا، تو اس نے تعجب کا اظہار کیا، اور کہا وہی چیز پوچھ رہے ہو جو چاندی سے بنتی ہے نہ کہ سونے سے۔

(۱۰) اللہ تعالی کا ارشاد ہے ـــ لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجئے کہ جو مال بھی تم خرچ کروتو وہ والدین اور قریبی رشتہ داروں، اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے۔

(۱۱) جب حضرت خالد بن الولید حیرہ کو فتح کرنے کے لئے آئے تو ان کے پاس حیرہ کے باشندوں میں سے ایک تجربہ کار آدمی آیا، پس حضرت خالد بن الولید نے اس سے کہا، آپ کس حال میں ہیں؟ تو اس نے کہا اپنے کپڑوں میں ہوں، حضرت خالد نے اس سے کہا تم کس عہدہ پر ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ زمین پر ہوں، حضرت خالد نے پوچھا تمہاری عمر کتنی ہے؟ اس نے جواب دیا بتیس، تو حضرت خالد نے کہا، میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں اور تم جواب کچھ دے رہے ہو، تو اس نے کہا، آپ نے جو پوچھا میں نے اسی کا جواب دیا۔

(۱۲) جب موت کی خبر دینے والے نے موت کی خبر دی تو ہم نے ڈرتے ہوئے اس سے پوچھا، اور آنکھ کا جدائی کے ڈر سے بارش برسا رہی تھی، تو اس نے جواب دیا کہ اسکا تو انتقال ہو گیا، ہم نے کہا اس نے بلندیوں کی ضرورت پوری کر لی، تو اس نے کہا اسکی وفات ہو گئی، ہم نے کہا تمام فخر واعزاز کے ساتھ۔

حل تمرین - ۱

(۱) دوسرے شعر میں "**کلام علی اسلوب الحکیم**" وارد ہوا ہے، اسلئے کہ مخاطب کلمہ "**عینًا**" سے سونا مراد لے رہا ہے، لیکن متکلم نے اسکو دیکھنے والی آنکھ پر محمول کیا، جو مخاطب کا مقصد نہیں ہے، اشارہ کرتے ہوئے کہ اسکو قرض سے روکنا جائز نہیں ہے۔

(۲) انتہائی بوڑھے سے عمر پوچھی گئی، تو اس نے اس سوال کا جواب ترک کر دیا، اور سائل کو رفق ونرمی کے ساتھ اس سے دوسری طرف پھیر دیا اور بتلایا کہ اسکی صحت کامل طور پر مضبوط ہے، سائل کو یہ بتانے کے لئے کہ صحت کا سوال کرنا زیادہ بہتر اور لائق ہے۔

(۳) آدمی سے مالداری کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے سائل کو سخاوت کے جواب کی طرف پھیر دیا، اشارہ کرنے کے لئے اس بات کی طرف کہ مالداری کے اچھے اثار کی بات کرنا زیادہ بہتر ہے۔

(۴) جب پردیسی سے دین اور عقیدہ کے بارے میں پوچھا گیا، اور اس نے اس میں غور وخوض کا کوئی مطلب نہیں سمجھا تو سائل کو اس سے پھیر دیا اس بات کو بیان کر کے جس پر دیندار آدمی کو رہنا مناسب ہے یعنی شریف اخلاق وعادات، اشارہ کرنے کے لئے کہ یہی غور وفکر کے زیادہ لائق ہے۔

(۵) تاجر نے سائل کو اصل پونجی سے پھیر دیا اس بات (یعنی صفات) کو بیان کر کے جس پر وہ تھا یعنی امانتداری اور لوگوں کا اس پر بڑا اعتماد، یہ بتلانے کے لئے کہ یہ دو اور ان جیسی صفات ہی نفع کو کھینچتی ہیں اور تجارت کی کامیابی کی ضامن ہیں۔

(۶) حجاج نے کلمہ "**اطول**" سے قد کا لمبا ہونا مراد لیا، اور مہلب نے اسکو فضیلت کے معنی پر محمول کر دیا، اسلئے کہ اس نے اسکو طول سے مشتق قرار دیا جو **تَطَوُّل وتَفَضُّل** کے معنی میں ہے۔

(۷) مزدور کو ذخیرہ اندوزی کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے اسکا جواب دینا نہیں چاہا، اور سائل کو صحت اور اسکی قدر وقیمت کی خبر دیکر اسکے اصل مقصد سے پھیر دیا، یہ بتلانے کے لئے کہ اسی کا سوال زیادہ اولی ہے۔

(۸) مامون نے کلمہ "**سید**" سے عَلَم مراد لیا ہے، اور سید بن انس نے اس سے سیادت (سرداری) مراد لی جو مامون کا مقصد نہیں ہے، بادشاہوں کے ساتھ ادب برتنے کے لئے۔

(۹) اس میں مخاطب کو دینار مانگنے سے باریک طریقہ پر پھیر دینا ہے، اسلئے کہ شاعر نے سائل کو اسکے سوال کا جواب نہیں دیا بلکہ وہ اس سے یہ باتیں کرنے لگا کہ دینار کس سے بنتا ہے، اور یہ کہ درھم چاندی سے بنتا ہے نہ کہ سونے سے، یہ بتلانے کے لئے کہ اسکا درھم کو مانگنا مناسب نہیں ہے۔

(۱۰) مسلمانوں نے حضورؐ سے پوچھا ہم اپنے کیا مال خرچ کریں؟ تو ان کو اس سے پھیر دیا مصرف بیان کر کے اسلئے کہ خرچ کا کوئی اعتبار نہیں ہے اگر یہ اصل جگہ میں واقع نہ ہو۔

(۱۱) حضرت خالد کا مقصد تھا **"فیم انت"** سے تیری حاجت کیا ہے؟ لیکن اس آدمی نے اسکو ظرفیت کے معنی پر محمول کر دیا، اسی لئے **"فی ثیابی"** سے جواب دیا، اور حضرت خالدؓ کا مقصد تھا **"علام انت"** سے تمہارا مرتبہ کیا ہے؟ لیکن اس آدمی نے اسکو استعلاء پر محمول کر دیا، اسی لئے اس نے **"علی الارض"** سے جواب دیا، اور حضرت خالد کی مراد **"سن"** سے وہ سال ہیں جو آدمی جیتا ہے، لیکن اس آدمی نے اسکو منہ کے دانتوں پر محمول کر دیا، اسی لئے **"اثنتان وثلثون"** بتیس سے جواب دیا، جو آدمی کے دانتوں کی تعداد ہے جب وہ مکمل ہو جاتے ہیں۔

(۱۲) دوسرے شعر میں **"قضی"** میں اسلوب حکیم ہے، جس سے مراد **"مات"** ہے لیکن لوگوں نے اسکو حاجتیں پورا کرنے پر محمول کر دیا، اور یہ شاعر کا مقصد نہیں ہے، ــــ اسی طرح **"مضی"** میں بھی اسلوب حکیم ہے کیونکہ اس سے مراد بھی **"مات"** ہے، اور لوگوں نے یہ معنی مراد لے لیا کہ وہ فضل و کمال کو لے کر چلا گیا اور کسی کے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔

التمرین - ۲

اگر آپ سے آنے والے سوال پوچھے جائیں اور آپ اسلوب حکیم میں جواب دینا چاہو تو کیسے جواب دو گے؟

(۱) تمہارے باپ کی آمدنی کیا ہے؟

(۲) تمہارا گھر کہاں ہے؟

(۳) اس جوڑے کی قیمت کیا ہے؟

(۴) سیکنڈری میں تم نے کتنے سال گذارے؟

حل تمرین - ۲

(۱) أَبِيْ يُطْعِمُ الْجَائِعَ وَيُغِيْثُ الْمَلْهُوْفَ ــ میرے ابا بھوکوں کو کھلاتے ہیں، اور پریشان حالوں کی مدد کرتے ہیں۔

(۲) مَنْزِلُنَا مَبْنِيٌّ عَلَى الطِّرَازِ الْمِصْرِيِّ الْقَدِيْمِ ــ میرا گھر مصر کے پرانے طرز پر بنا ہوا ہے۔

(۳) هٰذِهِ الْحُلَّةُ مِنْ صُوْفِ بَلَدِيْ ــ یہ جوڑا میرے شہر کے اون کا ہے۔

(۴) أَتْقَنْتُ الْإِنْجِلِيْزِيَّةَ وَالْعَرَبِيَّةَ وَوَصَلْتُ فِي الْفَرَنْسِيَّةِ إِلٰى دَرَجَةٍ مَحْمُوْدَةٍ

میں نے انگریزی اور عربی کو مضبوطی سے پڑھا اور فرانس کی زبان میں امتیازی درجہ پر پہنچا۔

التمرین - ۳ وحلہ

اپنے ادب وانشاء میں دو مثالیں بنائیں جن میں "اسلوب حکیم" کا طریقہ اپنائیں۔

پہلی مثال

سَأَلَنِيْ سَائِلٌ مَا الْفَرْقُ بَيْنَ الْمَرَاكِبِ الشِّرَاعِيَّةِ وَالْمَرَاكِبِ الْبُخَارِيَّةِ؟ فَأَجَبْتُهُ الطَّيَرَانُ مَظْهَرُ قُوَّةِ الْأُمَمِ وَهٰذَا الْفَنُّ يَتَقَدَّمُ بِخُطًى وَاسِعَةٍ

ترجمہ:- مجھ سے کسی پوچھنے والے نے پوچھا کہ بادبانی اور دخانی کشتیوں کے درمیان کیا فرق ہے؟ تو میں نے اسکو جواب دیا کہ ہوابازی قوموں کی قوت کے ظاہر ہونے کا ذریعہ ہے، اور یہ فن کشادہ قدموں سے آگے بڑھتا جارہا ہے۔

دوسری مثال

سَأَلَنِيْ تَاجِرٌ أَتُؤَمِّلُ ارْتِفَاعَ أَسْعَارِ الْقُطْنِ هٰذَا الْعَامَ؟ فَقُلْتُ لَاتَزَالُ الْأَخْبَارُ تَرِدُ مِنَ السُّوْدَانِ بِقِلَّةِ الْأَمْطَارِ هٰذَا الْعَامَ وَنَخْشٰى أَنْ تَصِلَ الْحَالُ إِلَى التَّحْرِيْقِ

ترجمہ:- مجھ سے ایک تاجر نے پوچھا: کیا تم اس سال روئی کے بھاؤ اٹھ (بڑھ) جانے کی امید کرتے ہو، تو میں نے کہا سوڈان سے اس سال بارش کی کمی کی برابر خبریں آرہی ہیں، اور ہم اندیشہ کرتے ہیں کہ حالت قحط سالی تک پہنچ جائے گی۔

التمرين - ۴ وحله

آنے والے دو اشعار کی تشریح کریں، اور ان دونوں میں موجود صنعت کی انوکھی قسم بیان کریں۔

(۱) ایک دن میرا بیٹا میرے پاس آیا، اور میں اسکو اپنا پھول وکلی اور انسیت کا سرچشمہ سمجھتا تھا اس نے کہا (ابا جان) روح کیا ہے؟ میں نے کہا تم میری روح ہو، اس نے کہا نفس کیا ہے؟ میں نے کہا تم میری جان ہو۔

اشعار کی تشریح:- شاعر اپنے بیٹے کو اپنی جان کا پھول وکلی اور اپنے سرور وانسیت کا سرچشمہ سمجھتا ہے، اسی لئے جب بیٹے نے روح اور نفس کا سوال کیا، درانحالیکہ یہ دونوں چیزیں اسکو عزیز ہیں تو باپ نے اسکو کہا تو ہی میری روح اور جان ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ باپ کو بیٹے سے جو محبت ہے وہ بیان سے باہر ہے، (الفاظ اسکو نہیں سمو سکتے)۔

اشعار میں صنعت:- انوکھی صنعت دوسرے شعر میں وہ اسلوب حکیم ہے، چنانچہ بیٹے نے روح اور نفس کے بارے میں پوچھا، اور یہ دونوں وہ چیزیں ہیں جسکی تعریف وتحدید میں ماہرین نفسیات حیران وسرگرداں ہوئے ہیں تو والد نے بیٹے کو اس سے پھیر دیا اسکا اپنے نزدیک درجہ بیان کرکے، یہ بتلانے کے لئے کہ اسکے لئے ایسی ہی بات کرنا مناسب ہے دقیق امور میں بات کرنے سے اسکے عاجز وقاصر ہونے کی وجہ سے۔

تمت بالخير بعونه وتوفيقه

الله أكبر كبيرا والحمد لله كثيرا وسبحان الله بكرة وأصيلا، اللهم تقبل منا انك أنت السميع العليم وتب علينا إنك أنت التواب الرحيم، اللهم ألحقني بالصالحين واجعلني من الفائزين بحرمة سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه وذرياته أجمعين إلى يوم الدين.

اللہ کی رضا کا طالب: حفظ الرحمن بن عباس پالن پوری
کاکوسی خادم تفسیر وحدیث ومکاتب قرآنیہ بمبئی

مؤلف کی دیگر علمی کاوشیں

۱	نفحۃ الدعوۃ والتبلیغ
۲	رسول اکرم ﷺ کی اخلاقی زندگی
۳	الفیض الحجازی شرح المنتخب الحسامی
۴	عیون البلاغۃ شرح دروس البلاغۃ
۵	اسلاف کی طالب علمانہ زندگی۔
۶	محبت رسول (نقل وعقل کی روشنی میں)
۷	معراج کا سفر
۸	خطبات سلف جلد اول (علماء کرام سے خطاب)
۹	خطبات سلف جلد دوم (علماء کرام سے خطاب)
۱۰	خطبات سلف جلد سوم (علماء کرام سے خطاب) (زیر طبع)
۱۱	خطبات سلف جلد چہارم (طلباء کرام سے خطاب) (زیر طبع)
۱۲	خطبات سلف جلد پنجم (طلباء کرام سے خطاب) (زیر طبع)
۱۳	خطبات دعوت (بیانات مولانا احمد لاٹ صاحب)
۱۴	آسان حج پاکٹ سائز اردو، ہندی، گجراتی، انگریزی۔
۱۵	حجۃ الوداع یعنی رسول اللہ ﷺ کا الوداعی حج (اردو، عربی)
۱۶	شب برأت کا پیغام (امت مسلمہ کے نام)
۱۷	رمضان المبارک تربیت کا مہینہ
۱۸	عید الفطر کا پیغام (امت مسلمہ کے نام)
۱۹	عید الاضحیٰ کا پیغام (امت مسلمہ کے نام)
۲۰	حج کا پیغام (امت مسلمہ کے نام)